

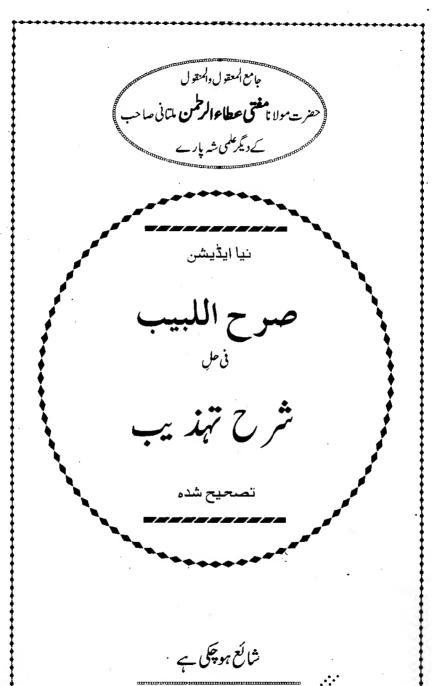
فياغراض

تصنيفِالطيف

جامع العقول والنقول

مفتى عطا المماني مظله

الَّنْ الْمُنْكِّمِ الْمُنْكِمِ الْمُنْكِمِ اللَّهِ اللَّ



جمله حقوق تجق مصنف محفوظ میں

صرح الملبيب في غرض شرح التحذيب مفتى عطا والرحمٰن صاحب نام کتاب معنف

طغ کے ہے

المعرر مائي فريد تاؤن ملتان فون ١٥٥١٥٣٥ الم

 نیم مکتبدرشید بیراولپنٹری
 نیم مکتبدرشید اولپنٹری

 نیم مکتبدرشمانیدلا مور
 نیم مکتبدرشمانید پیشاور

 نیم کتب خاند کراچی
 نیم مکتبد خنید گوجرا نوالد

 نیم مکتبدالمعارف پیشاور
 نیم مکتبد خنید گوجرا نوالد

 نیم مکتبد نیمانیدگوجرا نوالد
 نیم مکتبدالمدادیدمانان

 نیم خاندا کوثر و خنگ
 نیم مکتبدالمدادیدمانان

ناشر:المكتبه الشرعيه عمع كالونى جى أي وو كوجرانواله

تراجم ماتن علامه تفتازاني

علامہ تنتازائی ابتداء میں کند ذہن تھے۔ بعض نے لکھاہے کہ عضد الدین کے حلقہ درس میں ان سے زیادہ غجی کوئی نہ تھا۔ مگر جدد جہداور مطالعہ میں سب سے زیادہ محنت کرتے تھے۔

چناچدانہوں نے ایک مرتبہ خواب و یکھا کہ ایک غیر متعارف آ دمی مجھ سے کہدر ہاہے۔ چلوتفری کرآ کیں میں نے کہا میں تفریح کے لیے پیدانہیں کیا گیا میرے لئے انتہائی مطالعہ کے باوجود كتاب كالمجمنام شكل موتا بيوجب مين تفريح كرون كانو كياحشر موكاروه بيهن كرجلا كيااور کھودر کے بعد مجرآیا ای طرح تین مرتبہ آمدورفت کے بعداس نے کہا حضور مالی فی ارمار ہے میں۔ میں گھبرا کرا تھااور نگلے یاوں چل دیاشہرے باہرا یک جگہ کچھور خت تھے۔وہاں پہنچا تو ہی كريم كالثين اسي اسحاب كى ايك جماعت كساته تشريف فرما بين مجمعه ديكوكرآب كالثين بسم آ میز کیج میں ارشاد فرمایا: ہم نے تم کو بار بار بلایا اور تم نہیں آئے ۔ میں نے عرض کیا حضور مُلَّقِظُم مجصمعلوم ندتھا کہ آ پ مظافی کا وفر مارہے ہیں۔اس کے بعد میں نے اپنی غباوت کی شکایت کی آپ نے فرمایا افت مصك میں نے منه كھولاتو آپ نے اپنالعاب دہن مير ب منديس ۋالااور دعا کے بعد فرمایا جاؤ بیداری کے بعد جب علامہ عضد الدین کی مجلس میں حاضر ہواتو درس میں میں نے کی اشکالات پیش کئے جن کے متعلق ساتھیوں نے خیال کیا کہ بیسب بے معنی ہیں مگر استاز مجھ کیا اور کہا یا سعد انك الميوم غير ك في ما مضى كرآج تم وہ نيس موجواس سے إلىلے تھے۔

تحصيل علوم :علامة صاحب في تنقف عظيم اساتذه وشيوخ ي علوم وفنون كاستفاده كيااور

مخصیل علم کے بعد عفوان شاب ہی میں آپ کا شار علماء کبار میں ہونے لگا۔ ...

دد میں و تسددیس مخصیل علم سے فراغت کے بعد فورا ہی مند درس پر رونق افر وز ہوئے۔اور سینکڑ ول تشنگان علم نے آپ سے سیرانی حاصل کی۔

قسسنیف و قالیف: تعنیف و تالیف کا ذوق ابتداء بی سے پیدا ہو چکا تھااس لیختصیل علم سے فراغت کے بعد درس و قد رئیس کے ساتھ ساتھ علم صرف اور علم نحوا ورعلم منطق اور علم فقہ اور علم اصول اور علم تغییر اور علم حدیث اور علم عقا کہ علم معانی ہر علم کے اندر کتابیں تعنیف کی ہیں چنا نچہ شرح تصریف زنجانی آپ کی اس وقت کی تصنیف ہے جب آپ کی عمر صرف سولہ سال کی ۔ قبولیت عامہ: کہ جب علامہ تفتاز الی کی تصانیف روم میں پہنچ کر درس میں مقبول ہوئیس ۔ تو ان کے نیخ دام خرچ کر کے بھی نہیں ملے تھے۔ مجبورا علامہ شس الدین کو جمعہ اور سہ شنبہ کی معمولی تعطیلوں کے علاوہ دوشنبہ کی تعطیل بھی مدارس میں مقرر کر تا پڑی جس میں طلباء ہفتہ میں تین دن کر ایس کی تعظیلوں کے علاوہ دوشنبہ کی تعطیل بھی مدارس میں مقرر کر تا پڑی جس میں طلباء ہفتہ میں تین دن کر ہیں کھی تعلیوں کے علاوہ دوشنبہ کی تعطیل بھی مدارس میں مقرر کر تا پڑی جس میں طلباء ہفتہ میں تین دن کر ہیں کھی تعلیوں کے علاوہ دو شاہ کی تعطیل بھی مدارس میں مقرر کر تا پڑی جس میں طلباء ہفتہ میں تین دن کر ہیں کھی تعلیوں کے علاوہ دو شاہ کی تعطیل بھی مدارس میں مقرر کر تا پڑی جس میں طلباء ہفتہ میں تین دن کر ہیں کھی تعلیوں کے علاوہ دو شاہ کی تعطیل بھی مدارس میں مقرر کر تا پڑی جس میں طلباء ہفتہ میں تین دن کر ہیں کھی تعلیوں کے علاوہ دو شاہ کی تعلیل ہو تھی اور جاردن پڑھی تھے۔

تفتا زائی بارگاہ تیور بید پیں شاہ شجاع بن مظفر کے دربار میں علامہ صاحب کا بہت رسوخ تھا۔اس کے بادشاہ تیمورلنگ کے یہاں صدرالصدورمقرر ہوگئے تھے۔

شاہ تیورعلامہ صاحب کا برامعتقد تھا اور بہت احترام کرتا تھا۔ جب آپ نے مطول شرح تلخیص تصنیف کی اور شاہ کی خدمت میں پیش کی تو شاہ تیور نے بہت پیند کیا۔ اور عرصہ تک قلعہ ہرات

کے دروازے کواس سے زینت بخشی ۔

اور میرسید جرجائی بھی شاہ تیمور کے دربار میں آتے جاتے تھے۔اور آپس میں نوک جھونک بحث ومباحثہ مکالمہ مناظرہ رہتا تھا۔ میرسید شریف جرجائی اور سعد الدین تفتاز الی دونوں اکا برعلاء ومشاہیر نضلاء میں سے تھے جواپنے زمانے کے آفتاب ومہتاب تھے۔ان کے بعد علوم ادبیہ وعقلیہ بلکہ سوائے حدیث کے دیگرتمام علوم کا ماہراور جامع ان دونوں جیسااورکوئی نہیں گزرا۔

ان میں دونوں میں سے ہرایک خاتم العلماء الحقیقن تھا۔ گرمنطق وکلام اور علوم او ہیدوعلوم فقد میں

علامة تفتازا في ميرسيد شريف سے بحت آ مے تھے۔

و منات : ۲۲ محرم الحرام ۱۹ مجید پیر کے روز سمر قتد میں انتقال فرمایا اور وہیں علامہ صاحب گودفن کیا

میا۔اس کے بعد 9 جمادی الا ولی بدھ کے روز مقام سرخس کی طرف منتقل کردیئے گے۔

ت مسانیف: علامه صاحب ویه متیاز حاصل ہے۔ کہ ان کی تصانیف میں سے یا پچ کتابیں

(۱) تہذیب المنطق (۲) مختصر المعانی (۳) مطول (۴) شرح عقائد (۵) تلویح آج تک داخل

ورس ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بے ثار ہیں۔ جن میں چند مشہور تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) شرح تصریف زنجانی (۲) تهذیب المنطق (۳) مخضرالمعانی (۴) مطول شرح تلخیص (۵)

شرح عقائد تنفی (۲) تلوی (۷) سعد بیشرح شمیه (۸) حاشیه شرح مخضر الاصول (۹) مقاصد (۱۰) شرح مقاصد (۱۱) شرح مفتاح العلوم وغیره

تراجم شارح عبدالله يزدى

نام عبداللدوالدكانام حسين ب-اوريز دى كهلات بي -مسلكا شيعه عه-

ا پنے وقت کے زبر دست محقق اور نہایت خوبصورت تھے۔علوم عقلیہ نقلیہ وفلکیات میں مہارت ۔

تامدر کھتے تھے۔ هان جیس اصفہان میں وفات پائی۔

تعها نيف: _(1) شرح العقائد (٢) شرح العجالية (٣) حاشيه شرح مخضر (شرح تلخيص) (٣) حاشيه برحاشيه خطائي _

متن الحمد لله الذي هدانا سواء الطريق

ترجمه : تمام تعریفیس اس الله تعالی کے لیے ہیں جس نے ہماری رہنمائی کی سید ھےراستے کی طرفہ

المصدد دا المالله من تنازع م كرية وكتاب كى م يانيس بعض اس كوجز وكتاب كى مانيس بعض اس كوجز وكتاب كى مات من اور بعض نيس بناتے۔

اوربارہ چیزیں جوآ ئندہ مذکور ہوں گی وہ جزء کتاب منطق کی ہیں اور جز عِلم منطق کی نہیں۔

وه چیزیں بیہ ہیں۔(۱) الله تعالی کی ثناه۔(۲) نبی کریم نا فیکو پر صلوة وسلام۔

(٣) تعریف کتاب (م) فائدہ کتاب (۵) دعا وللولد (٢) تقسیم کے بعد جوتصری جو کتاب ہے۔ سمجی جاتی ہے۔

فائدہ چارچیزیں مقدمہ میں ندکور ہیں۔(۱) موضوع علم منطق۔(۲) تعریف علم منطق۔(۳) غرض علم منطق۔(۴) ہیان حاجت۔

اور ہاتی دو چیزیں بحث لفظ اور بحث دلالت میمجموعہ ہارہ چیزیں ہیں۔

فائدہ علم منطق کی دوشمیں ہیں(ا) تصورات(۲) تصدیقات ۔ پھر ہرایک ان میں سے دوشم پر ہادی دوسرامقاصد۔

مبادی تصورات بحث کلیات فمس اور مقاصد تصورات بحث معرف تعریف ومعرف قول شارح _اورمبادی تصدیقات تین بیں _(۱) تعریف تضیه (۲) اشام تضیه (۳) احکام تضیه _ اورا حکام تضیه پانچ بیں _(۱) تناقض (۲) عکس مستوی (۳) عکس نقیض (۴) تلازم

شرطیات(۵) تعاند شرطیات - آخری دونوں کورسالہ شمیدا ورقطبی ادر شرح مطالع نے ذکر کیا ہے اور کسی نے ذکر نہیں کیا۔اور عکس نقیض کوسوائے ایساغوجی نے سب نے ذکر کیا ہے۔

اور مقاصد تقددیقات بحث جمة کی باعتبار صورت اور مادہ کے۔ بحث جمة کی باعتبار صورت کے بید

قیاس سے لیکر صناعة خمسہ تک ہے

اور بحث جحت کی باعتبار مادہ کے صناعة خمسدا ورخا تمریک مذکورہے۔

ماندہ الحمدالدين تين مميں بيں اوراكي شخصيص باكتيم افراد كى دوسرى تعيم حامدين كى اور تعيم حامدين كى اور تعيم حامدين كى اور تعيم نامند كى اور چو حضيص بے ان كے نكالنے كے دوطر يق بيں ۔ (١)مشہور (٢)غيرمشہور۔

طویقه مشهود: توبیه کتیم افرادحری الف لام استغراق سے ۔اورتعیم حامدین کی فاعل کے ذکر نہ کرنے سے ۔اورتعیم زمانہ کی اسمیت جملہ سے نکل آتی ہے۔

اسمیت جمله:اسمیت جملهاس کو کہتے ہیں جو پہلے تو جمله فعلیہ ہو پھر کسی ضرورت کی بناء پر جمله اسمید بنایا جائے۔

سوال: وارد ہوتا ہے کہ تعیم زمانداسمیت جملہ سے تو نکل آئی اور جملہ اسمیہ سے کیوں نہیں آئی۔ جواب کہ اسمیت جملہ ہوتا ہے دوام واستمرار کے لیے اور جملہ اسمید بیں بیات ضروری نہیں ہے کیونکہ زید میں اسمید بیں دوام واستمراز بیں ہوتا ہے جملہ اسمید بیں دوام واستمراز بیں ہوتا بلکہ اسمیت جملہ بیں ہوتا ہے جو حول عن الجملة الفعلیہ ہو۔

طريقه غير مشهود: يه كرالف لام استغراق موجبكليكا سور باقواس صورت معنى به بناكه برفر دحم كا حامدين سے برز ماند بن بند براد پرذات الله تعالى كراورا كركوئى فردجم كا كى حامدين سے كى زماند بن بايا كيا تو موجبكلية ابت ند بوالبذ التيون تعميميں اس سے ثابت بوگئيں راب چوتوات تخصيص كاب للك لام سے لكل آتا ہے

سوال: اس پرمولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اعتراض کیا ہے کہ حصر کے کلمہ کو ذکر کرنا توعلم معانی والوں کا کام ہوادی اور محضر المعانی اور مطول وغیرہ نے لام کو لفظ حصر میں شار نہیں کیا فقط انہوں نے حصر کے لئے کیے بنالیا۔ حصر کامعنی کیا ہے کہ کوئی چیز میرے مدخول ہے بند ہواور معنی کیا ہے کہ کوئی چیز میرے مدخول ہے بند ہواور

متقد مین نحویوں نے معنی کیا ہے کہ میرے مدخول کے ساتھ کسی چیز کا کسی قتم کا تعلق اور ارتباط ہے پھر بیکلام درست بن جائے گی اور بیقانون ہے کہ جس وقت مندالیہ معرف باللام ہواور جانب

مند میں معین حصر کا پایا جائے تواس وقت فائدہ حصر کا دیتا ہے اور معین لفظ حصر کے دو ہیں (۱) لام (۲) فی ۔

فائدہ الف لام المحمد للدین بیتحریف کا ہے اور تعریف کامعنی ہے کہ میر امدخول معلوم ہے اور معلوم جو ہے محض کلی ہے پھر کلی تمام افراد کے ساتھ متحد ہے یا بعض فرومعین کے ساتھ یا کلی بعض فرد غیر معین کے ساتھ ۔ پہلا الف لام تعریف کا ۔ دوسرا الف لام استغراق کا اور تیسراع ہد خارجی کا اور چوتھا عبد ذہنی کا ۔

فائده حمد بيرمصدر ہے اور مصدر حجواتم پر ہیں۔ (۱) مصدر معلوم (۲) مصدر مجبول (۳) مصدر مبنی للفاعل۔ (۴) مصدر مبنی للفاعل۔ (۴) مصدر مبنی للمفعول (۵) حاصل بالمصدر معلوم (۲) حاصل بالمصدر مبنی فقدر مشترک۔

وجہ حصر : یہ ہے کہ امکان نسبت کاطرف فاعل کے ہے تو سیمصدر معلوم ہے اور اگر امکان نسبت کا طرف مفعول کے ہے تو میمصدر مجبول ہے

اور فعلیت نسبت کی فاعل کی طرف ہے تو مصدر بینی للفاعلا ور فعلیت نسبت کی مفعول کی طرف ہے تو مصدر بینی للمفعول یہ امکان نسبت کا اور تو مصدر بینی للمفعول یہ امکان نسبت کا اور فعلیت نسبت نہ بطرف فاعل ہے ہوگا اور نہ بطرف مفعول کے ہے۔ اور قدر مشترک ما پیطلق علیہ لفظ المصدر اور قدر مشترک ان چھ معنوں مصدر کے واسطے عرض عام ہے جنس نہیں کیونکہ اگر جنس

بنایا جائے تو دوخرابیاں لازم آتی ہیں۔ یں سے حنرے لے فصلہ مذب

(۱) وہ یہ ہے کہ جنس کے لیے نصل ضرور ہوتا ہے جب نصل بنے تو تینوں مقولوں کو مرکب بناتا پڑے گا اور تمام کا اتفاق ہے کہ بیر مقولے ہیلی ایس کر کہنیں۔

(٢) خرابي بيلازم آتى ہے كەمقولى جنس عالى جي اورا كرقدرمشترك مايطلق علىدلفظ المصدر جنس

ہے تو یہ ان مقولوں سے عالی بن جائے گی تو ان مقولوں کا جنس عالی رہنا کس طرح موال ال

دوخرابوں کی وجہ سے مقولات کے واسطے عرض عام ہے جس نہیں فائدہ: الحداللہ بیامل میں جملہ فعلیہ تھا۔اس سے جملہ اسمید کی المرف معقل کیا گیا۔اس بیاا محترااتش

ہوتا ہے۔ کہاس کو جملہ فعلیہ سے جملہ اسمید کی طرف کیوں تقل کیا گیا۔؟

المسلام مرح ہے۔ جس من تمام عامر کو اللہ تعالی کے لیے بھیشہ کے لیے اللہ سے الرائد

مقعود ہے اور جملہ اسمیہ میں دوام اور استمرار ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ علی تجدد الور حدوث ہوتا ہے۔ تجدد کا مطلب بیہ ہے کفعل پیدا ہوا ورختم ہوجائے بھیے صوب زید علی تمریب پیدا ایوا الورختم ہو سمیا۔ چونکہ جملہ اسمیہ علی دوام اور استمرار ہوتا ہے۔ اس لیے بھال جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی

المرف تقل كيا حميا -

سسوال: جب دوام اوراسترار مقسود تما توابتدائی جمله اسمید کود کر کردیج آپ نے میلے جملہ اسمید کود کر کیا جمراس سے جملہ اسمید کی طرف قتل کیا اس تکلف کی کیا ضرورت ع

نجواب: جمله اسمیه ابتداء دوام استمرار پرولالت نہیں کرتا بلکہ جب اس کو جمله قطلیہ سے معطل کر کے جملہ اسمیہ بنایا جائے اس وقت دوام استمرار پرولالت کرتا ہے میقول علامہ عمیدالقا ہر حمد حالی کا

ترآن مجيد كثروع من الله تعالى في المحديث كالآكوكيا الله من محمقه الورالقط الله مؤخر بالاراق قرآن مجيد كا كثراً يات من الله كاذكر بها الوره كا العديث يربي على المسلم المسلم المدوات له الحمد في الاولى تويها المحديث م كويها لا المحديث المداللة على المدوات له الحمد في الاولى تويها المحداللة على المدوات له الحمد في الاولى تويها المحداللة على المدوات له الحمد في الاولى تويها المحداللة على المدوات المدوات المدوات المدوات المدوات المدوات المدوات المداللة على الاولى المداللة على المدوات ال

اجسواب حمر کے دوستقل مقدم بیں۔ ایک مقصد حمد کا انسانعالی کے لیے الیات جم ہوتا ہے الدر دوسرا مقصد اللہ تعالی کے لیے اختصاص حمد ہے۔ اور قدر ایج کے الیات ہمیتے ہوتا ہے الدر اختصاص بعد میں ہوتا ہے اور سورة فاتحہ جوتکہ ابتداء قرآت میں انواس میں الیّات حمد کرت تھا تا کہ بعد میں اختصاص ہوسکے۔اس لیے اثبات حمد میں حمد کومقدم کیا اس کے اہتمام شان کے لیے

اور باقی قرآن مجیدی آیوں میں اختصاص حمد مقصود تھا اس لیے وہاں اللہ کا لفظ پہلے اور حمد کا لفظ بعد میں اجد میں اجد میں ہواجس کا ذکر بعد میں کرنا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ تقدیسے میا

حقه التاخير يفيد الحصر والتخصيص تتخصيص ممكافا كره موار

فا کدہ شارح نے افت ہے کالفظ استعمال کیا۔افتتاح کے معنی کھولنے کے ہیں۔ابتداء کالفظ بھی یہاں لاسکتے تھے۔لیکن افت سے کالفظ لا کر کہ اللہ تعالی آئندہ آنے والے کتاب کے مضامین کو

میرے او پر کھول دیے۔

مساندہ: مصنف نے الحمد شریف کو بعد تسمیہ کے ذکر کیا ہے دوچیزوں کی اتباع کی ہے۔ قرآن مجید۔ (۲) حدیث شریف کی۔

سوال کہ ہرایک حدیث جا ہتی ہے کہ مجھ سے ابتدا کی جاوے قطعین کس طرح بن سکے گی اس

کے دوجواب ہیں ایک محققانہ دوسرا مدققانہ۔

جواب محدثین: یہ ہے کہ راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں حدیث ایک ہی ہے دوطریقہ سے آئی ہے البذاکوئی تعارض نہ ہوا۔

جواب مختفین کہتے ہیں کہ ابتداء کی چارفتم ہیں (۱)حقیق (۲)عرفی (۳)اضافی بمعنی الاعم (۳))اضافی بمعنی الاخص حقیق سب سے پہلے عرفی مقصود سے پہلے اضافی اعم بعض سے پہلے۔اور

بعض سے پیچے ہویا نہ ہو۔اضافی اخص بعض سے پہلے اور بعض سے پیچے۔

یہاںنوصور تیں بنیں گی۔جس کی تشریح شرح میں آرہی ہے۔

شرح کی تقریر

ماتن کا نام سعد الدین تغتاز انی ہے اور شارح کا نام عبد اللہ یز دی ہے اور بیشارح مسلکا شیعہ تھا۔

متن كا خام: تهذيب الكلام في تحرير المنطق والكلام.

شوح کافام : شرح تہذیب ہے۔

فسلفده تولدجب شرح مين آئة شارح كى عام طور برجا رغرضون مين سيكو كى غرض مقصود

(۱) متن میں اجمال ہوتا ہے قشارح قولہ ہے اس کی تشریح کردیتے ہیں۔

(٢) متن بركوكي اعتراض واردموتا بوق قوله بسي شارح اس كاجواب ديتي بي -

(m) متن میں قاعدہ کلید کا بیان ہوتا ہے تو شارح اس قانون کے لیے پیجیشرا لط اور قیود ذکرتے

(4) متن برخودشارح اعتراض كرتا ہے۔

فائده (خارجی) فسولسه کی ترکیب قول مضاف (ه) ضمیررا جع ماتن باشارح کی طرف مفراف الدرمضاف مضاف الدمكرمبدل منداور المصعد لله المنتح بدل ب مبدل مندم بدل مبتداء اقول في شزحه خبو

سے ال (فاری) اس میں (ه) خمیر غائب کی ہاور خمیر غائب کے لیے مرقع کا پہلے مذکور

ہونا ضروری ہے۔اور یہاں نہ کورنیس ۔اس کے دوجواب ہیں۔

حواب مرفح تين فم پرہے۔

(١) مرجع لفظى: جولفظول ميل فركور بوتا ب_جيسے صوب زيد غلامه

(٢) مرجع معنوى: جولفظول مي اونهيس موتا -ليكن معنى فدكور موتاب - جيسے اعد الموا هو اقسوب

للتقوى يهال (ه) كامرجع عدل --

(٣) مرجع تحكى: ما قبل بين ندلفظا مواور ندمعناً اور بعد والاجملة تغيير كرر بابوجيي ضمير شان اورخمير

تصه كامر فع حكما مواكرتاب_

جواب اول یہ کہ قولہ میں ممیر کا مرقع ماتن ہے جو کہ مرقع حکی ہے جو خمیر شان کے

قبلے ہے۔ اس لئے کدیے کتاب شرح ہے۔

جواب ميكميرغا عبكامرفع لفظ قائل ب جوفو له يمجماجا تاب لهذامر فع معنوى

ہے۔ معنی ہوگا کہ قول اس قائل کا کیونکہ اس میں لفظ قول مصدر ہے جو اپنے مشتق اسم فاعل پر دلالت کرے گا۔

فائدہ شارح نے اس قول کے اندر تین باتیں بیان کی ہیں۔

بہلی بات بیہ کہ ماتن نے بسم اللہ اور الحمد اللہ سے ابتدا کیوں کی۔ دوسری بات بیذ کر کریں گے کہ محمد میں کیا فرق ہے۔ اور تیسری بات لفظ اللہ میں تحقیق کہ لفظ اللہ مشتق ہے یا

مارر میلی بات جامد - پیلی بات

نول: المحمد لله افتتح كتابه ميشارح يزدى كى غرض متن پروارد مونے والے اعتراض كا جواب دے رہے ہیں۔

: سوال مصنف نے اپنی کتاب کوہسملہ اور حمد اسے کیوں شروع کی۔

جواب بهلى وجه : اتباعاً بخير الكلام ـ تاكر آن پاكى اتباع بوجائ ـ

دوسرى وجه اقتداء ابحدیث خیر الانام تاكرمدیث پاكى اتباع موجائے۔اس كے كرمديث يس آيا ہے كل امر ذى بال له يبدأ فيه بحمد الله فهو اقطع واجذم كم مرده ذيبان كام جوالحمد للدك بغير شروع كياجائے وہ دم بريداور تاقص رہتا ہے۔

تیسری وجه سلف صالحین کی اتباع کرتے ہوئے۔

ديگو _وجوبات تويرش تنويرش ديكھئے۔

سوال: (حد جي) ايك معترض في شارح پراعتراض كيا كه مصنف في بسم الله اورالحمد لله اسابتداء كي اور صديث افتداء كي بيان كيا كه قرآن كي اتباع كي اور صديث افتداء كي بيان كيا كه قرآن كي اتباع كي اور صديث افتداء كي الله اور حالا نكه حديث مين صرف ايك چيز كا ذكر ہے جبكه دعوى آپ كا بي ہے كه ابتداء بحمد الله بعد التسمية مين حديث كي افتداء كي ہے۔ تو دعوى آپ كا خاص بوا اور دليل عام بوئي۔

اور قانون یہ ہے کہ دلیل دعوی کے مطابق ہوتی ہے اور یہاں مطابقت نہیں لیعنی دعوی عام ہوتا تو ولیل بھی عام اور اگر دعوی خاص ہوتو ولیل خاص اور یہاں پر دعوی خاص ہے اور دلیل عام

ہ۔

: حواب: ایک یہاں پراصل میں دودعوے ہیں۔ایک مطابقی اوردوسر انضمنی مطابقی دعوی سے کہ ابتداء بھداللہ بعد النسمیة اور تضمنی دعوی سے کہ بسم اللہ سے ابتداء کرنا۔اور شارح نے دودلیل یہاں بیان کی ہیں۔دعوی مطابقی کے لیے انتاعاً بخیرالکلام۔اور دعوی تضمنی کے لیے دولیل یہاں بیان کی ہیں۔دعوی مطابقی کے لیے انتاعاً بخیرالکلام۔اور دعوی تضمنی کے لیے

اقتذاء بحديث خيرالانام

فائدہ: (خارجی)اتباعہ ۔ اقتداء یہ دونوں مفعول احصولی ہیں۔تر کیب میں مفعول لہ کی دو قشمیں ہیں۔(۱)حصولی (۲)وجودی

مفعول لدحصولی وہ ہےجس سے پہلے تعل ہواوروہ مفعول بعد میں حاصل ہوجیسے ضربته تادیبا میں ضرب پہلے ہے۔اوراوب بعد میں حاصل ہوگا۔

(۲) مفعول لدوجودی: ده کے جوفعل سے پہلے ہوموجود ہواورفعل بعد میں وجود آئے جیسے قعدت عن الحرب جبنا میں جبن (بردلی) پہلے سے موجود اور بیٹھنا بعد میں ہے۔ یہاں

۔ دونوں مفعول لہ حصولی ہیں ۔ فعل پہلے ہے یعنی ماتن نے کتاب کوشروع کیا بعد میں مفعول لہ مصا

حاصل ہواہے۔

سوال: (خارجی) آپ نے جوحدیث ذکری اس پرتوعمل کرنا ہی مشکل ہے۔ کیونکہ ذی بال کے معنی ہیں ذیشان ہے لہذا اس سے پہلے بھی بال کے معنی ہیں ذیشان ہے اور اس طرح وہ بھی ذیشان ہے اس سے پہلے بھی بسم اللہ ہونی چاہے۔ اور اس طرح وہ بھی ذیشان ہے اس سے پہلے بھی بسم اللہ ہونی چاہے۔ اسطرح بیسلسلمالی مالانہایة تک چلتارہ گااوریتسلسل ہے جو کہ کال ہے اور جو چیم ستازم محال ہو وہ کال ہوتی ہے۔ لہذا ابتد ء بالتسمید محال ہوئی۔ اور آپ کیے کہتے ہیں کہ ہم نے حدیث پر عمال ہوتی۔

بعد جواب ایمال ذی بال سے مراد ہر ذیثان کا منہیں ہے بلکداس سے مرادوہ ذیثان کا م ہے جومقصود ہو۔ اور چونکہ ہم اللہ مقصود نہیں ہے۔ بلکہ مقصود کتاب ہے۔ اور ہم اللہ تو محص تمرک

ے کئے ہے۔

موسد ا جواب : بسم الله سے پہلے بسم الله اس وجہ سے نہیں لائے کیونکہ ایک تو بسم الله کتاب کے
لئے ہے اور دوسرا اپنے لیے ہے۔ اسکی مثال یوں ہے کہ چالیس بحریوں پر ایک بحری زکوۃ اواکی
جاتی ہے تو وہ ایک بحری اپنی جگہ پر بھی زکوۃ ہوتی ہے اور انتالیس بحریوں کی جگہ پر بھی ہوتی ہے۔
تیسر ا جواب اس مدیث کے عوم ہے بسم اللہ ستنی ہے۔ جیسے المله خالق کل شنبی ہے۔
اورشی (کل ما پخبر عنه) ہے جس سے اللہ ستنی ہے۔ کیونکہ اللہ اپنی ذات کا خالق نہیں ہے۔
نیز: یہ تکلیف الل یطاق ہے جبکہ قانون ہے لا یکلف الله نفسا الاوسعها۔

: توله: عنان شلت حديث الابتداء مروى في كل من التسميةوالتحميد فكيف

التونيق قلت الابتداء في حديث التسمية محمول على الحقيقي وفي حديث

التحميدعلي الأضافي او على العرفي او في كليهما على العرفي

ترجمہ: ۔پس اگر تو کہے کہ ابتداء کی حدیث مروی ہے تسمیدا ورخمید میں سے ہرا یک کے بارے میں پس ان میں کیسے طبیق ہوگی ۔ میں کہتا ہوں کہ ابتداء حدیث تسمید میں حقیقی پرمحمول ہے اور حدیث تحمید میں اضافی پر یاعرفی پرمحمول ہے یا ابتداء ان دونوں حدیثوں میں عرفی پرمحمول ہے۔

سوال آپ کہتے ہیں کہ ہم نے حدیث پڑل کرلیا۔ آپ حدیث پر کیے علی کرلیا اس لئے کہ ابتداء کے بارے میں دوحدیثیں وارد ہیں۔ ہم اللہ والی حدیث اور الحمد للہ والی حدیث تو دونوں حدیثوں میں تعارض ہے کوئکہ ایک حدیث پڑمل دوسری حدیث کے ترک کو مستزم ہے لہذا آپ تعلی حدیث پڑمل دوسری حدیث کے ترک کو مستزم ہے لہذا آپ تعلی حدیث بساقطا کے قانون کے تحت دونوں حدیثیں متروک ہوتا ہیں گی۔

ہ است جسواب شارح نے اس کے تین جواب دیے ہیں۔جن سے پہلے ایک مقدمہ کا جانتا مروری ہے کہ ابتداکی تین قسمیں ہیں۔

- (۱)ابتداء حقق (۲)ابتداءاضانی (۳)ابتداء مرنی_
- (۱) اجتدائے حقیقی : وہ ہے جومن کل الوجوة مقدم ہولیعنی جوسب سے مقدم ہواوراس سے

کوئی چیز مقدم نه مو۔

(٢) ابتدائى اخسانى : دەابىدا بومن دىدمقدم بوادرمن دجهدموخر بولىنى بعض سےمقدم

بعض موخر یعی جو کی نہ کی شک سے مقدم ہوعام ازیں اس سے کو کی شک مقدم ہویا شہو۔

(٣) ابتدائے عدف : وہ ابتدا مجومقمود سے مقدم ہوخواواس سے کوئی چرمقدم ہویانہ ہو۔

قطبيق: كاعقلاً نوصورتيل بني إلى ـ

(۱) حدیث تسمیه اور حدیث تخمید دونوں ابتداء عقیقی برجمول موں۔

(۲) دونوں اضافی برمحمول ہو۔

(۳) دونون عرنی ریمحول مو_

(٣) حديث تسميه ابتداء حقيق برا ورحديث تخميد ابتداءا ضافي برمحمول مو-

(۵) حدیث تسمیها بنداء حقیقی اور حدیث تخمیدا بنداء عرفی برمحمول ہو۔

(۲) حدیث تسمیه ابتداءاضا فی براور مدیث تحمید ابتداء حقیق برمحمول مو۔

(۷) مدیث تسمیه ابتدااضافی براور مدیث تخمید ابتداء عرفی برمحمول بور

(٨) حديث تسميه ابتداء عرفي پراور حديث مجميد ابتداء هيقي برمحول هو۔

(٩) حديث تسميدا بتداءعر في يراور حديث تخميدا بتداءا ضافي برمحمول مو_

ان میں سے تین احمال ۵:۴:۳ میچ کھی ہیں ۔اورمعتر بھی ہیں۔اور تین احمال ۹,۷,۲ میچ تو ہیں لکین معتبر نہیں _اور باقی تین احمال(۱)(۲)(۸)بالکل صحیح بی نہیں ہیں _ جو تین احمال صحیح اور معتري جن كوكتاب من ذكركيا محياب اوروه يدي -

نجواب اول: تطبیق کی صورت اول: بسم الله کی حدیث کوابتدائے حقیق پرمحنول کریں گے۔

کیونکہ بیرسب سے مقدم ہے اور الحمد للد کی حدیث کو ابتدائے اضافی کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ

یہ تقصود سے مقدم اوربسم اللہ سے موخر ہے۔

: جواب شانع: تطبق کی صورت دوم ۔ حدیث تسمید میں ابتداء حقیق مراد ہے اور حدیث تحمید

س التقالة وفي مرادي

حو الناء المعلق المحالية المحالية المراج ودنول مديش ابتداء عرني رجول بين-

عدات دائے (خارق) میرمی دیاجاسکتاہے کہ معنف نے کملیۃ ابتداء بسم اللہ ہے کہ ہو

الورول شن الخدول على موكونكر عبارت من ذكركرنا ضروري بين _

العر التى بينائيد كران التقاء عرفى مراد جس من مقدود يبلي ذكركرنا تما توبم الله كو بعد ميل الدو بعد ميل الدورالم الدرالخد الله ميلية كركردية التي كانكس كول كيا ؟

سم الشاكوم المركم معتق في الله تعالى كنام كما تعرب المالك

العلاق في قالت كاقر كريج قلم موسوف مهاورا محد نقد عن القد معالى في صفت كاذ كرب العدر مقاليظ بي كهم موسوف مقدم معنام مفت ساس لي بسم الله كوالمحد لله س يميلي ذكر كيا-

قالده (طارق علاما الورشاء معمري فرمات بي كريد معرات معنفين ابتداء بسمله والحداري

سوالیات شن کلیتن دیج تین کهایک جگه ابتداء حقق اورایک جگه ابتداءاضانی قرار دیج بین بیریج تبیین ہے۔اس لیے کد صدیث بسمله وحمد له الگ الگ دو حدیثین نہیں ہیں ۔ کہ ان دونوں میں

تعارض الن كرية المالية على الكرايك على روايت م جس كما ندر اضطراب م -

ليعش معترالت معاليت حمل كواور بعض روايت بسمله كوذكر كرتي بين

دومركابات

حمد كي تتوريف: هوالثناء باللسان على الجميل الاختياري نعمة كأن اوغيرها

ه التعدد جهال محل سي التي كل تعريف مود بال عموماً عن جيزي ميان كى جاتى ميل-

(۱۱) مختفر مقبيم (۱۲) فوالكدو قعودات (۲۷) اعتراضات وجوابات

«۱» حسد کی تعریف کا مختصد مطلب: کمی کی اختیاری خوبی پرزبان سے تعریف کرنا

حمد الله الله عام الله محد مقالله فحت عمد مانه وويتريف حمد كملاك ك-

(۲) منوامند مليود: حمر كالعريف ميل تين قيدي بير -

بہل قید:باللمان ہے اس کا فائدہ رہے کہاس سے شکر خارج ہو گیا۔

دوسری قید علی الجمیل اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے افعال قبیحہ خارج ہو گئے۔

تيسرى قيد الاحتيارى سے صفات غيرا ختيار به خارج مو كئے۔

سوال: پیتریف حمدانسانی کوتوشامل ہے لیکن حمد باری تعنی باری تعالی جوحمر کرتے ہیں اس کو

توشام نہیں کیونکہ اس میں لسان کا ذکر ہے اور باری تعالیٰ اس سے مبریٰ اور منزہ ہیں۔

جواب اول یہاں پرحمانسانی کی تعریف بیان کی گئے ہےنہ کہ حمد باری تعالی کی۔

جواب فان اسان سے مرادتوت تکم ہادر باری تعالی میں بھی توت تکم موجود ہے۔

عسوال جمیل کے ساتھ اختیاری کی قیدلگائی اس سے باری تعالی کی صفات تو داخل ہوگی کی تعدال کی صفات تو داخل ہوگی کیونکہ وہ کیونکہ وہ اختیار میں ہیں گئی ہے سمع، بصور وغیرہ کیونکہ وہ باری تعالی کے اختیار میں نہیں ورنہ صفات مخلوق ہوکر حادث بن جائیں گی۔

جواب اول یہاں فکر حدد کا بیکن مرادمدح ہاور مرح میں اختیار کی قیر ہیں

--

جواب شانسی صفات ذاتی غیرا ختیار یہ بمزل اختیار پیکے ہیں کیونکہ صفت کے اختیاری ہونے کا مطلب بیہوتا ہے کہ وہ صفات الیمی ذات کی ہوں وہ ذات ان کے صدور میں عمال اللہ الغیر نہ ہو۔

: سیسوال: بیتریف جامع نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے جواٹی ذات کی تعریف کی ہے۔وہ زبان سے نہیں کیونکہ اللہ تعالی زبان سے یاک ہیں۔حالانکہ اس کوبھی حمد کہا جاتا ہے۔؟

ا جواب یہاں جو حمد کی تعریف ہے۔ وہ مطلق حمد کی تعریف نہیں بلکہ حمد تلوق کی تعریف ہے۔ حمد خالق کی تعریف نہیں۔ اللہ تعالی نے جواپی ذات کی تعریف کی ہے۔ وہ خالق نے کی ہے۔ اس کی دلیل میہ ہے۔ کہ اقبل میں الحمد کا لفظ معرف ہے۔ اس پر الف لام عہد خارجی ہے اس سے مراو

حمرمخلوق ہے۔

جواب ذائس: حمد کی تعریف میں جونسان کا لفظ مذکور ہے۔ اس سے مرادیہ گوشت کا ککڑ انہیں بلکہ انسان سے مرادقوت تکلم ہے۔ یعنی ذکر کرنا انسان اس کو زبان سے ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالی اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔

: سوال: سات صفتیں باری تعالی کی قدیم اور معرف کے افراد سے ہیں کیکن تعریف معرف کی سوال: سی نہیں کرتی ہیں۔ کیونکہ اگر فعل سی نہیں کرتی ہیں۔ کیونکہ اگر فعل اختیاری سے حاصل ہوتی ہیں۔ اختیاری سے حاصل ہوں تو یہ صفتیں حادث ہوتی ہیں۔

: جسماب: فعل اختیاری دوشم ہوتا ہے(۱) حقیق (۲) حکمی _ یہاں اختیاری حقیق ہے _ کیونکہ ان صفات کو حاصل کرنے میں اللہ تعالی کسی کامختاج نہیں ہے _

مدح كى تعريف: هوا لثناء باللسان على الجميل نعمة كان او غيرها تعريف كرنا إن كرات كرماته كري الحجى خولى پرخواه اختيارى موياغير اختيارى نعمت كرمقا بله ميس مويانه موليات البذا مدحت اللولاعلى صفاه تو كهد سكتة بين ليكن حمدت اللولاعلى صفاه نهيس كهد سكتار ...

شكر كى تعريف: هو فعل يبنئ عن تعظيم المنعم سواء كان باللسان او بالجنان او بالاركان شكراكيانا العافل ہے جومنعم كى تظیم كى خبردے برابر ہے كەزبان سے ہو يادل سے يااعضاء وجوارح سے جیسے زیسد نے مثلا عمر و پراحمان كيااب عمر وكاس كى تعريف كرنا كه زيد برا الحق ہے بيشكر ہے۔

حمداور شكر كے درميان فرق

حمد کا مورد خاص ہے یعنی حمد کے لیے زبان کا ہونا ضروری ہے۔ اور متعلق عام ہے خواہ انعام کے مقابلہ میں ہو یا دل سے یا اعضاء سے اور متعلق مقابلہ میں ہی ہوسکتا ہے۔ خاص ہے۔ کمانعام کے مقابلہ میں ہی ہوسکتا ہے۔

لعنی دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے تو یہاں پر تین مادے **نکلیں گے۔ایک**

اجتاعی اور دومادے افتر اتی۔

ا جتماعی مادہ: آپ پرکسی نے انعام کیا اور آپ نے اس کی زبان سے تعریف کردی تو پہر بھی ہوگی اور شکر بھی۔

اهنداهی صاده (۱) : آپ پرکسی نے انعام کیا آپ نے زبان سے شکریا داند کیا بلکہ دل سے تو یہاں پر حمز ہیں ہوگا۔ یہاں پر حمز ہیں ہوگا۔

ا**ھنداھی مادہ (**۲) ۔ آپ پرکسی نے انعام تونہیں کیالیکن آپ نے زبان سے تعریف کردی توبیہ حمد ہوگی شکرنہیں ہ**وگا۔**

فرق كا حاصل: يه مواكم حمام ب باعتبار متعلق ك (يعنى نعمت ك مقابل ميں مويا غير نعمت ك مقابل ميں مويا غير نعمت ك مقابل ميں مورد ك خاص ب (يعنى جهاں سے اس كا ورد و موتا بو وہ زبان ہے)

حمداورمدح ميں فرق

حداورمدح میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے حدخاص مطلق ہے اور مدح عام مطلق ہے۔ جہاں حمد ہوگی وہاں مدح بھی ہوگ ۔ جہاں مدح ہووہاں حمد کا ہونا ضروری نہیں جیسے زید کی تعریف کریں کہ زید عالم یہاں حمر بھی ہے اور مدح بھی اور مدحت الملو لو علمی صفائھا اس میں مدح ہے ۔ حزبیں کیونکہ موتیوں کی صفائی ان کے اختیار میں نہیں ۔

: شوله: الله علم على الاصح للذات الواجب الوجود المستجمع لجميع

صفات الكمال

ترجمہ۔اللہ اصح قول کےمطابق علم ہےاس ذات واجب الوجود کا جو تجمع ہے تمام صفات کمالیہ کا منسانیدہ بعض حضرات کہتے ہیں لفظ اللہ اصل میں الہ تھااس پرالف لام داخل کیا اوراس کے بعد ہمزہ کوخلاف قیاس حذف کر دیا تو دولام جمع ہو گئے پہلاسا کن ہے اور دوسرامتحرک تو دونوں کو مرخم کردیا توالندین گیا۔ لیکن اس پر بیاعتراض ہوا کہ جب الف پہلے موجود ہے تو پھر الف لام لانے سے کیا مطلب۔ جواب تو اس کا جواب شرح الشرح والے نے دیا ہے۔ کہ الف لام حکایت کے ہے نفس کتاب کا نہیں اس الف لام حکی عنہ کولاکر لفظ اللہ بنایا گیا ہے یا فقط اس الف لام تیام ہمزہ کے کیا گیا ہے۔

لفظ الله كي تشريح

لفظ الله مين اختلاف ہے۔

(١) بہلااختلاف لفظ الله عربي ہے ياغير عربي -

(٢) لفظ الله عربي موكر جامه عيامشتق -

(٣) جامد ہو كرعلم بي ياصرف اسم بـ

(4) مشتق ہوکراجوف ہے یامہموزالفاء۔

بعض جواس کوشتق مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ

(۱) اله ياله المه المعي فلان كسى كى طرف ليك كرجانا _اورتمام خلوقات عاجز بين توييمي الله كى

طرف لیک کرجاتے ہیں۔

۲_وله مثال داوی ہےاس کامعنی ہے تھیر ہونا۔اوراللہ تعالی کی ذات میں لوگ متھیر ہیں آج تک اللہ کی ذائت کی حقیقت کو کسی نے نہیں پہچانا۔

۳- لاہ بسلسوہ بوشیدہ ہونا غائب ہونا۔ اور الله تعالی تمام مخلوقات سے بوشیدہ اور غائب ہیں اور الله تعالی کی ذات سب کود کی سکتی ہے کیکن اس کوکوئی نہیں دیکھ سکتا۔

(س) لفظ الله صفت ہے اور بیان تمام صفات اعلی میں اعلی ہے اور اس تول کوعلامہ بیضا وی نے اختیار کیا۔

قاضی بیضاوی صاحب فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ کامشتق ہے۔

اورعلامة تفتازانی صاحب فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ جامدہ اور باری تعالی کاعلم ذاتی ہے۔

اگر مشتق بے تو دواعتر اض ہوتے ہیں۔

: سوال اول: سیج که لا اله الا الله بیرمفید ہے تو حید شخصی کا اورا گرمشتق بنایا جائے تو بیرکلمہ تو حید مخصی کا نہ بنے گا۔ بلکہ کلی بنے گا باعتبار معنی لفظی لغوی کے اور بیہ باطل ہے۔

ا سوال شانس: ایر ہے کوالد سے مراد کیا ہے۔ معبود برحق ہے یا فقط معبود۔ اگر فقط معبود ہے تو پھر کلام باری تعالی میں فعلیت کذب کی لازم آتی ہے اور اگر معبود برحق لیتے ہوتو استثناء چیز کاعن

پر طام باری عال یک صیف مدب ی لارم ای ہے اور اگر جود برت ہود ہوں ہوں اور السام پیر مال نفسہ لازم آتا ہے۔ کیونکہ اللہ کامعنی بھی معبود برح ہے اور الد کامعنی بھی معبود برح ہوگا تو بہر حال جامہ مانتا پڑے گا تو اس وقت استثناء جزئی کا کل سے لازم آتا ہے تو یہ ہرا یک کے نزد یک بالا تفاق

جائزہے۔

دوسری وجہ رہے ہے کہ جو چیز دنیا میں موجود ہے اس کاعلم ذاتی ہوتا ہے تو جب اللہ تعالی واجب الوجود ہیں ان کاعلم ذاتی بطریق اولی ہونا چاہیے۔

اورسب اعلام میں سے لفظ اللہ کاعلم ذاتی بننے کے قابل ہے۔ باتی باتی اعلام صفاتی ہیں۔

علم على الاصح : بعض كبتم بي كهيه جامه بحس طرح الله كي ذات لم يلدوكم يولد ب

اس طرح الله كانام بعى ب_سيبويدوغيره اسمسلك كقائل بير-

شارح نے بھی اس کوفو قیت دی ہے کہ اصح قول پر لفظ اللّٰدعر بی جامظم ہےاس ذات کا جوواجب الوجوداور متجمع ہے جمیع صفات کمال کے لیے۔

لفظ الله كي تعريف: هو علم للذات واجب الوجود المستجمع لجميع صفات -

الكمال والمنزه عن النقص والزوال_

الله وهلم ہے۔ جوالی ذات کے لیے ہے جس کا وجود واجب ہے جو جمع کرنے والا ہے تمام صفات کمالیہ کواور نقصان اور زوال سے پاک ہے۔

فائدہ متجمع میں سین طلب کے لیے نہیں ہے بلکہ مبالغہ نے لیے ہے۔مبالغہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ

تعالی ان صفات کا زیادہ جامع ہے۔

ونیا کے اندرکل تین قتم کی چیزیں ہیں۔واجب ممتنع ممکن۔

واجب: واجب وه ہے جس کا وجود ضروری ہوعدم محال ہو۔ جیسے الله تبار ک و تعالی کی ذات

ممتنع :ممتنع وه ہے جس کا عدم ضروری مود جودمال موجیے شریک باری تعالی۔

مسعن : جس کانہ وجود ضروری ہونہ عدم ضروری ہواس کے ہونے نہ ہونے سے پچھ فرق نہیں پڑتا جیسے خلوق بعن ہم سب انسان وغیرہ۔

المنطقة الله محمد همزه من متحقیق اعتواض الفظ الله کا ہمزہ وصلی ہے یا تطعی ہروونوں شقیں باطل ہیں۔اگر ہمزہ وصلی ہونو کہ یا اللہ میں کیوں نہیں گرتا اورا گرقطعی کا ہوتا) پھر فسال اللہ میں کیوں نہیں گرتا اورا گرقطعی کا ہوتا) پھر فسال اللہ میں کیوں خیر حافظا میں کیوں گرجا تا ہے۔

تجسواب: لفظ الله دراصل اله تعاہم زه کوحذف کیا اوراس کے شروع میں الف لام تعریف کالائے اور لام کو لام میں ادغام کیا الله ہوا۔ اب جواب کا حاصل سے ہے کہ ہمزہ میں دواعتبار بیں (۱) عوض (۲) تعریف۔ جب لفظ الله منادی ہوگا تو ہمزہ حذف نہیں کریں گے تعویف کا اعتبار کریں گے تعویف کا اعتبار کریں گے اور غیر منادی میں ہمزہ کوحذف کردیں تعریف کے اعتبار سے۔

فائدہ: اور جب لفظ اللہ منادی واقع ہوتو اس وقت تعریف والی حیث کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ یا اور الف لام تعریف کا اعتبار اللہ علی اللہ علی اللہ اللہ علی ہمزہ عوض عیں ہونے کی وجہ سے جزء کلمہ ہوتا ہے۔ اس کو گرانا سی خمیں لہذا یا اللہ علی ہمزہ عوض عیں ہونے کی وجہ سے جزء کلمہ ہے۔ اور اس کو گرانا سی خمیں۔

کتہ: چونکہ اللہ تعالی کی ذات کے بارے میں عقول جیران و پریشان تھے۔ اس طرح اس ذات کے نام میں بھی عقول انسانی میں اختلاف ہو گیا۔ کیونکہ اسم کا اثر مسمی پراور مسمی کا اثر اسم پر ہوا کرتا ہے۔ اس کی مثال مشکوۃ شریف کی عبداللہ بن میتب والی حدیث ہے کہ عبداللہ کے والد کا نام میتب تھا۔ ان کا لقب مشہور تھا۔ حزن (غم) حضرت عبداللہ فر ماتے ہیں۔ کہ کوئی سال بھی ایسا نہ میتب تھا۔ ان کا لقب مشہور تھا۔ حزن (غم) حضرت عبداللہ فر ماتے ہیں۔ کہ کوئی سال بھی ایسا نہ

گز را تھا۔ کہ ہم نے کسی غم اور پریشانی کا سامنا نہ کیا ہو۔ حضور شکا پیٹو کم نے فر مایا کہ ان کے لقب کو مل دد

تیسری بات

: قوله : ولدلالته على هذا لاستجماع صار الكلام في قوة أن يقال الحهد

مطلقا منحصر في حق من هو مستجمع لجميع صفات الكمال من حيث هو

كك فكان كدعوى الشئي ببيئةوبرهان ولايخفي لطفه -

ترجمہ: بوجہ دلالت کرنے اس استجماع پر کلام اس توت میں ہوگئی۔ کہ کہا جائے حمد مطلقا منحصر ہے اس ذات کے حق میں جو تمام صفات کمالیہ کو ستجمع ہے۔ اس حثیت سے کہ وہ اس طرح ہے۔ پس ہو جائے گامٹل دعوی کرنے کسی شک کا اس کی دلیل اور برھان کیساتھ اور جس کی لطافت مخفی نہیں

شارح کہتے ہیں۔ کہ الحمد للہ کے اندرا یک عجیب نکتہ ہے کہ مصنف نے دعوی بھی کیا ہے اور دلیل بھی دی ہے ۔

دعوی سی ہے کہ الممدللہ پرتعریف کرنے والے کی تعریف ازل سے ابد تک ثابت ہے اللہ کے لیے ۔جس کے بیجھنے سے پہلے تین مسلوں کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) الحمد پرالف لام جنس کا ہے یا استغراق کا۔اگر جنس کا ہوتو معنی پیے ہے گا کہ جنس حمد خاص ہے اللہ کے لیے اوراگرالف لام استغراق کا ہوتو مطلب بیہوگا تمام افراد حمد کے خاص ہیں اللہ کے لیے۔

: سوال: آپ نے کہا کہ جمد خاص ہے اللہ کے لیے۔ ہم دکھاتے ہیں کہ جمد غیر اللہ کی ہوتی

ہے جیے زیرتخی ہے۔ زیدعالم ہے وغیرہ۔

مسند موم: مشتق پر جب حكم ركايا جائے تواسكى علت مبدءاهتقاق لينى مصدر موتى بجيلے

مسئله سوم: السكناية ابلغ من الصريح كونكه صراحت ميں صرف وعوى ہوتا ہے اور كنابيد ميں وعوى مع الدليل ہوتا ہے مثلاً زيدى تعريف كرنى ہوكہ وہ تنى ہے تو يوں كہا جائے گا زيد كثير الرماد _ زيد زيادہ خاكسروالا ہے _ زيادہ خاكسراس ليے ہے كہاس كے گھر آگ نيادہ جلتى ہے ۔ آگ زيادہ كيوں جلتى ہے اس ليے كہ كھانا زيادہ كيا ہے اس ليے كہ كھانا زيادہ كيا ہے اس ليے مہمان زيادہ كيوں بكتا ہے اس ليے مہمان زيادہ آئے ہيں اور مہمان زيادہ كيوں آئے ہيں اس ليے كہ زيدزيادہ تن ہيں اس ليے كہ زيدزيادہ تن ہے ۔

المدمطلقات ليكرمن صفات الكمال تك ببليمسلدكابيان ب

اور من حیث کذا لک سے دوسرا مسئلہ اور فکان کدعوی الفٹی الخ تک سے تیسرے مسئلہ کا بیان ہے اس کوشکل اول کے ذریعے سے ثابت کرتے ہیں۔

مغری کبری

وكسل من صفيات الكمسال

الحمد مطلقاً من صفات الكمال

منحصر في حق من هو مستجمع لجميع صفات الكمال. يهال پرمفات الكمال حداوسط به قواس كوكرادي كونتيجه الحدمد مطلقاً منحصر في

حق من هو مستجمع لجميع صفات الكمال_

لفظ هدایت کی تشریح

متن: الذي هدانا:

حدانافعل ہےاورفعل کا مدلول مطابقی تین چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔(۱) معنی حدثی (۲) نسبت الی الفاعل (۳) نسبت حدث کی مفعول کی طرف ہوتو اس وقت فعل متعدی ہے۔اب مولا ناعصام الدین صاحب نے وفعل متعدی ہے۔اب مولا ناعصام الدین صاحب نے دواعتراض کئے ہیں۔

: سوال اول: جس طرح زمانه فعل كا محتاج اليه بهاى طرح فاعل بهى فعل كا محتاج اليه بهاور ذات زمانه كوفعل كا محتاج اليه بهاور ذات زمانه كوفعل كى جزء نه بنانا ايرترجي بلامرنج ب

: سوال شانس: الرمان بھی ہے اورنسبت الی الفاعل کوفعل کی جزء بنانا اورنسبت الی الزمان کوفعل کی جزء نه بنانا میں جو درسبت ہے۔ - جو ارد جو

ترجی بلامرنج ہے۔

جواب:
تواس کا جواب مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی صاحب نے دیا ہے جس کا حاصل ہے کہ زمانہ سے مراد نسبت الی الزمان ہے تو دونوں اعتراض دفع ہو گئے ہیں اور عصام الدین نے فعل کا معنی کیا ہے کہ فعل امر مجمل کے داسطے موضوع ہے اور عقل آس کی تفصیل افراد متعدد کی طرف کرتا ہے افراد معنی حدثی نسبت الی الفاعل زمانہ اس کا۔

انبی شریف والے بردے استاذ صاحب مولا تا غلام رسول صاحب نے دیا ہے جواب ہیہ کہ فعل امر مجمل بھی نہیں کیونکہ ضرب زید عمر وا مفصل ہے مجمل نہیں کیونکہ ہی چیز محاورہ کی ہے۔ اور بید عاورہ سے صاف مفصل معلوم ہوتا ہے۔ باتی اسے مجمل بنانے سے فعل کا مدلول مطاقی مستقل بنتا ہے بلکہ فعل ولالت مطاقی کے لحاظ سے غیر مستقل ہے۔ کیونکہ جو چیز مستقل اور غیر مستقل ہے مرکب ہو وغیر مستقل ہوتی ہے اور اس میں معنی حدثی مستقل ہے۔ اور نبست غیر مستقل ہوتی ہوا کہ فعل مدلول مطاقی کے لحاظ سے غیر مستقل ہے۔ اور نبست غیر مستقل ہے مستقل بنا۔ پس بیٹا بت ہوا کہ فعل مدلول مطاقی کے لحاظ سے غیر مستقل ہے ۔ اور مدلول تفسم نی کے لحاظ سے مستقل بنا اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جس وقت فعل اور مشتقات میں خفاء ہوتو وہ خفاء باعتبار مصدر کے ہوتا ہے اور اگر شنیہ جمع میں خفاء ہوتو بہ نظر مفرد کے ہوتا ہے جب باتن مشقا سے کا ذکر کر بے تو شارح مصدر کو بیان کرتا ہے اور اگر ماتن شنیہ جمع کوذکر کر بے تو شارح مصدر کو بیان کرتا ہے اور اگر ماتن شنیہ جمع کوذکر کر بے تو شارح مصدر کو بیان کرتا ہے اور اگر ماتن شنیہ جمع کوذکر کر بے تو شارح مصدر کو بیان کرتا ہے اور اگر ماتن شنیہ جمع کوذکر کر بے تو شارح مصدر کو بیان کرتا ہے اور اگر ماتن شنیہ جمع کوذکر کر بے تو شارح مصدر کو بیان کرتا ہے اور اگر ماتن شنیہ جمع کوذکر کر بے تو شارح مصدر کو بیان کرتا ہے اور اگر میان کرتا ہے اور اگر بیان کرتا ہے۔

فائدہ لفظ ہدایت کا مشترک معنوی ہے یا مشترک لفظی ہے۔ یا هیقة ومجاز ہے۔ اس میں جار غد ہب ہیں۔ (۱) مذہب قاضی بیضادی صاحب۔وہ فرماتے ہیں کہ لفظ ہدایت مشترک معنوی ہے۔

مشترک معنوی: بیر ہے کہ لفظ ایک اور معنی بھی ایک ہواور افراد دوہویا دوسے زا کد ہو۔ لفظ ہدایت بھی ایک اور افراد دو ہیں ایک دلالة موصلة اور دوسری اراقا الطریق۔ الطریق۔

(۲) فد جب علامه يز دى كا وه كهتي بن كه لفظ مدايت كامشترك لفظى ہے۔

تعریف مشترک لفظی : کی بیہ ہے کہ لفظ ایک اور معنی دویا دو سے زیادہ ہوں اور یہاں پر دو ہیں ایک ولالیة موصلہ اور دوسرااراءۃ الطریق _

(س) ند بب اہل السنة والجماعة كا ہے يفر ماتے ہيں كەلفظ ہدايت كاايك معنى حقيق ہے اورايك معنى مجازى ہے۔ اورايك معنى مجازى ہے۔ معنى حقيق اراءة الطريق اورايك معنى مجازى ہے۔

(۳) ند بہب معتز لدکا ہے: معتز لہ بھی یہیں کہتے ہیں کہ هدایت کا ایک معنی حقیقی ہے اور ایک معنی علی علی معنی حقیق ہے اور ایک معنی مجازی ہے۔ لیکن وہ ولالیة موصلہ کو حقیق کہتے ہیں اور اراء قالطریق کو مجاز کہتے ہیں۔

اب اہل السنہ والجماعة پراعتراض وارد ہوا كہ جوتم نے ہدایت كامعنى موضوع له ارا ة الطريق بنايا ہے تو بيد درست نہيں كيونكه اگر بيد درست بينے تو نسبت كذب لازم آئے گى كلام بارى تعالى ميں

كيونكر قوله تعالى انك لاتهدى من احببت مين معنى بوگاكه جن كوتو محبوب ركهتا ہے اس كو اراء

ہ المطریق نہیں کرسکتا یعنی تیرےاختیار میں اراءۃ الطریق بھی نہیں ہے جالا نکہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کوتو اراۃ الطریق کے لیے بھیجا گیا ہے۔

تو ملاجلال صاحب نے فرمایا ہے کہ اہل السنة والجماعة اورمعتز لدمعنی موضوع لہ اراۃ الطریق اور ولالية موصلہ لينتے ہیں حالانکہ دونوں معنی ان دوآيات سے منقوض ہوتے ہیں۔

معتزله كامعنى موضوع ولالة موصلة ولرتعالى فياميا شمود فهديناهم فاستحبو العمى على الهديناهم فاستحبو العمى على الهددى مسيم منقوض بهاورا بل سنة والجماعة كامعنى موضوع لدهيق اراة الطريق كانقض آيت

انك لاتهدى من احببت سے بے فقط اتنا كه كرملا جلال صاحب في سكوت فرمايا ـ اور نقض كى تقرير بيان نبيس فرمائى ـ

ں خریریوں یں خروں۔ اب منقوض کی تین مخصوں نے تقریر بیان کی ہے(۱) شارح یز دی(۲) علامہ کو مجھی ۔

. (۳) میرزامد علامه یز دی نے منقوض کی تقریرید بیان کی ہے کذآیة فا ماثمود فعد یناهم الخ کامعنی

یہ ہوا کہ ہم نے قوم شمود کومطلوب خیرا بمان تک پہنچایا۔ پھر گمراہ ہو گئے۔ حالا نکہ ہدایت کے بعد گمراہی ممکن نہیں ہو سکتی۔علامہ یز دی برد واعتراض ہو سکتے ہیں۔

: سے ال اول: میں بیاد کے مطامد نے کہا ہے کہ ہدایت کے بعد گمرا ہی ممکن نہیں بی غلط ہے۔ کیونکہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور بعد میں بہت سے لوگ ہدایت پاکر مرتد ہو گئے۔ جیسے عربین ۔

اب الل السنة والجماعة كي طرف سے ملاحلال اور مير زامدنے جواب ديے ہيں۔

كه بدايت كامعنى موضوع لحقيق اراءة الطريق آية انك لاتهدى الخ ميس بن سكتا بـــ

ملاجلال صاحب کا جواب کریر آیت و مبارمیت اذرمیت و لیکن الله رمی کے قبیل ہے

ہے۔ کہ حقیقت اگراراء ۃ الطریق مجھ ہے ہی ہے اے نبی تونے اراء ۃ الطریق نہیں گی۔

اور میرزابد کا جواب بیہ کہ وہ فرماتے ہیں کہ اراء ۃ الطریق عام ہے۔ اور دلالۃ موصلہ خاص ہے۔ اور دلالۃ موصلہ خاص ہے۔ اور بیخاص شخصہ بالعام ہے اور قانون بیہ ہے کہ جس بقت عام ذکر کیا جائے اس نے خاص

مرادلیاجاوے اور خاص بھی ایسا ہو کہ تحد بالعام ہوتو اس دفت بھتیقت ہوتی ہے۔ اورا گرعام بول کرخاص مرادلیا جاوے لیکن اس لحاظ سے کہ خاص فرد ہے عام کا تو اس وقت

اورا کرعام بول کرخاص مرادلیا جاو بے لیکن اس لحاظ سے کہ خاص فرد ہے عام کا تواس وقت مجاز ہوتا ہے۔ اور جوعلامہ بزدی نے محاکمہ پیش کیا ہے کہ یہ کشاف کے حاشیہ پرعلامہ تفتازانی نے کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جو معنی حقیقی اراء قالطریق لیتے ہیں اور معنی مجازی ولالیہ موصلہ لیتے ہیں اور معنی مجاز اراء قالطریق لیتے ہیں ان دونوں کی جانبین سلبی دورکی جاکیں اورا کک لاتہدی النے سے مراد معنی دلالیہ موصلہ لیا جاوے۔ اور اما شمودالخ

ے منی اراء قالطریق مرادلیا جادے تواب معنی سیچے ہوجائے گا۔لیکن بیتمام محا کمہ علامہ یزدی کامیر زاہدنے غلط کردیا ہے اور کہا ہے کہ علامہ تفتاز انی نے حاشیہ کشاف جوعبارت کمعی ہے اس میں سے بیجا کمہ نہیں سمجھا جاتا۔

: فتوله: الني هدانا الهداية فيل هي الدلالة الموصلة اي الايصال الى المطلوب وفيل هي اراءة الطريق الموصل الى المطلوب والفرق بين هذين المعنيين ان الاول يستلزم الوصول الي المطلوب بخلاف الثاني فان الدلالة على مايوصل الى المطلوب بخلاف الثاني فان الدلالة على مايوصل الي المطلوب لا تلزم ان تكون موصلة الى مايوصل فكيف توصل الى لمطلوب والاول منتقوص بقوله تعالى واما ثمود فهدينا هم فاستحبوا السمي على الهدى اذلا يتصور الضلالة بعد الوصول الى الحق والثاني منقوص بقوله تعالى الكمان شانه والثاني منقوص بقوله تعالى انك لا تهدى من احببت فان النبي على كان شانه الراءة الطريق والذي يفهم من كلام المصنف في حاشية الكشاف هو ان الهداية تتعدى الى المفعول الثاني تكرة بنفسه نحو اهدناالصراط المستقيم وتارة باللى نحو والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم وتارة باللام نحو ان هذا التقرآن يهدى للتي هي الأوم فبعنا ها على الاستعبال الاول هو الايصال وعلى الثانيين اراء قالطريق و

ترجمہ:۔اس مصنف کا قول الذی حداثا: حدایة کہا گیا کہ ہدایت وہ دلالت ہے جو پہنچانے والی ایسی مطلوب تک پہنچا نے وال ہوان دونوں معنوں کے درمیان فرق یہ ہے۔ اول معنی منزل مقصود تک پہنچانے والا ہوان دونوں معنوں کے درمیان فرق یہ ہے۔ اول معنی منزل مقصود تک چہنچ کو مشکرم ہے نہ کہ دوسرا معنی پس بلا هیبہ منزل مقصود تک پہنچانے والے راستے کودکھانے کے لیے لازم نہیں کہ وہ دکھانا میزل پہنچانے والا ہواس راستہ تک جومنزل مقصود تک پہنچانے والا ہے۔ تو کس طرح وہ راہ دکھانا منزل مقصود تک پہنچانے والا ہواس راستہ تک جومنزل مقصود تک پہنچانے والا ہے۔ تو کس طرح وہ راہ دکھانا منزل مقصود تک پہنچانے والا ہوگا۔ اول معنی منقوص ہے۔ اللہ تعالی کے اس قول کے ساتھ واما شمود نحد یہم الح کے کوئکہ منزل مقصود تک پہنچانے والا ہوگا۔ اول معنی منقوص ہے۔ اللہ تعالی کے اس قول کے ساتھ واما شمود ہے۔ اس اللہ تعالی کے قول ایک لا جمعہ کی الحق کے بعد بے راہ ہونا متصور نہیں اور دوسرا معنی منقوص ہے۔ اس اللہ تعالی کے قول ایک لا جمعہ کی الحق کے واق ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حدایہ کا لفظ ان کشاف کے حاشیہ میں مصنف کی کلام سے جو بات مجمی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حدایہ کا لفظ ان

وونول معنول كورميان مشترك باس وقت ظاهر موجاتا بان دونول اعتراضول كادفع موجاتا اوراختلاف كرف والول ك زيج ساختلاف المحجاتا باوراس حاشيه يس مصنف كى كلام كا حاصل يه به كالم كا حاصل يه به والمحمد المستقيم اور بهى واسط الى متعدى موتا به بيلي والله يهدى من يساء الى صواط مستقيم اور بهى لام كواسط سي جيك ان هذا القرآن يهدى للتى هى المساء الى صواط مستقيم اور بهى المعنى اليمال الى المطلوب اور باتى دونول استعالول براراءة الطريق بي بها استعال برحداية كامعن اليمال الى المطلوب اور باتى دونول استعالول براراءة الطريق بها الطريق بها الطريق بها المطلوب المستقيم المعلوب المستعال بها المعلوب المستقيم المعلوب المستعال براداءة المستعال براداءة المستعال بها المستعال بها المستعال بها المستعال بيا المستعال المستعال المستعال المستعال بيا بيا المستعال بيا المستعال بيا المستعال بيا المستعال بيا المستعال بيا بيا المستعال بيا ا

صوله: الدى مداما: تقطیع عبارت - اس عبارت کے چرھے ہیں۔ الهدایه قبل سے کے روال فسرق بین سے لے کر وال فسرق بین سے لے کر وال فسرق بین سے لے کر والاول منقوض دونوں معنوں میں فرق کا بیان ہے۔ والاول منقوض سے لے کر والذی یفهم سے لے کرومحصول کلام سک یفهم سے لے کرومحصول کلام سک اعتراض کا جواب ہے اور محصول کلام سے لے کرقولہ تک سوال مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض کا جواب ہے۔ معدایقة: کا لغوی معنی راہ دکھا نا۔ اور اصطلاحی معنی میں دوند ہب ہیں۔ معرولہ اشاعرہ۔

معتدد الد : كنزو يك مدلية كامعنى ب الدالة الموصلة لينى الى ولالت جومطلوب تك يبنيا و عدمثلاً زيد في آپ سے لا مور كاراسته لوچها آپ في اس كا ماتھ پكر كرلا مور پنجاديا يہ ہے

ولالة موصله ہے۔

اشاعده: كنزديك بدلية كامعنى اداة الطريق الموصل الى المطلوب لين صرف داسته بتلاديا جائے جومطلوب تك پنچانے والا ہومثلاً زيدنے راستدلا ہوركا پوچھا آپ نے اسے صرف لا ہوركار استد وكھلا ديا۔

معتزا علی تعریف: معتزله واصل بن عطا کی پارٹی کے لوگ تھا یک دن حسن بھری کی محلس میں واصل بن عطاء شامل تھا تو حسن بھری رحمة الله علید نے ایک مسئلہ بیان فرمایا کہ ایک

آ دی گناہ کیرہ کا مرتکب ہونے کے بعد ہمیشہ آگ میں نہیں جلے گا بلکہ سزا بھگت کر جنت میں ضروری چلا جائے گا۔اس مسئلہ پر واصل بن عطانے اختلاف کیا کہ مرتکب کمیرہ نہ تو مسلمان رہے گا اور نہ کا فر ہوگا اور مبحد میں ستون کے ساتھ بیٹھ گئے اور کچھلوگ اور بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے تو حسن بھری نے فر مایا اعتبال عنا کہوہ ہم سے جدا ہو گئے اس وجہ سے ان کانام معزل ہر پڑ گئے۔

گئے تو حسن بھری نے فر مایا اعتبال عنا کہوہ ہم سے جدا ہو گئے اس وجہ سے ان کانام معزل ہر پڑ گئے۔

اش<u>اعب</u> و کسی قسم یف الل سنت والجماعة کے دوگروہ تھے ایک اشاعرہ اور دوسرا ماترید بیر۔اشاعرہ وہ لوگ ہیں جن کے شوافع اصول میں مقلد ہیں اور ماترید بیروہ لوگ ہیں جن کے حنفی اصول میں مقلد ہیں۔

والفوق مین هذین: ان دونول مسالک کے درمیان دو بنیادی فرق ہیں

پہلا فوق: معتزلہ کے زویکاس آدمی کا اپنے مقصودتک پنچاضروری ہے

(۲) اوراشاعرہ کے نزدیک مقصود تک پنچنا ضروری نہیں بلکہ اس راستے تک پنچنا بھی ضروری نہیں ہے چہ جائے کہ دہ مقصود تک پنچائے ۔معتز لدکہتے ہیں کہ وصول ایصال کا مطاوع ہے۔ اورمطاوع باب کولازم ہوتا ہے تولازمی بات ہے کہ ایصال کے بعد وصول محقق ہوگا۔

موسسوا هنوق: اشاعره جومعنى بيان كرتے بين اس بين ايسال صفت هي طريق كى تواس كامعنى اراق الطويق المموصل الى المطلوب معتزله كتي بين كه ايسال صفت ہے دلالة كى تواس كامعنى الدلالة الموصلة الى المطلوب يفرق نحوى اعتبار سے تھا۔

مسببت: ان دونوں معنوں کے درمیان نسبت عمهم وخصوص مطلق کی ہے کہ ارا ۃ الطریق عام ہے اور الا بصال والامعنی خاص ہے۔ جہاں الا بصال ہوگا وہاں ارا ۃ الطریق بھی موجود ہولیکن جہاں ارا ۃ الطریق ہودہاں الا بصال کا ہونالا زمی نہیں۔

والاول منقوض: دومعنول پراعتراض كابيان -

معتزلہ کے مذہب پراعتراض بیس کی دوتقریریں ہیں۔

(۱) اشاعره معتزلہ پراعتراض کرتے ہیں کہ اگر ہم تمہاراایصال الی المطلوب والامعنی مان لیں تو پھر قرآن کی آیت اما شمو دفھ دینھم فاستحبو العمی علی الهدی میں بیمعی نہیں چل سکتا۔ کیونکہ آیت کامعنی بین جائے گا کہ ہم نے شمود کو ہدایت دی یعنی مطلوب تک پہنچایا پھرا نہوں نے گراہی کو پہند کیا ہدایت کے بدلہ۔ اور بیمعنی غلط ہے کیونکہ جب مطلوب تک پہنچ محکے پھر گمراہی کو پہند کیا ہدایت کے بدلہ۔ اور بیمعنی غلط ہے کیونکہ جب مطلوب تک پہنچ محکے پھر گمراہی کیسے آسکتی ہے۔ مثلاً زید کولا ہور پہنچا دیا پھر بیہیں وہ لا ہو زہیں پہنچا بی بالک غلط ہے۔ پھر گمراہی کیسے آسکتی ہے کہ شمود نے تو ایمان لایا ہی نہیں ۔ لحد اسلامعنی یہاں نہیں چل سکتا البت دوسرامعنی اشاعرہ والا چل سکتا ہدے۔ دوسرامعنی اشاعرہ والا چل سکتا ہے۔

نجوب:
البعض معتزلین نے اس کا میہ جواب دیا کہ مقصود پر چہنچنے کے بعد گمرائی متصور ہوسکتی ہے جیسے ایک آ دمی کا فرتھا وہ مسلمان ہوگیا تو منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ پھر اس کے بعد وہ مرتد ہوجا تا ہے۔ جیسے بلعم بعورہ جومتجاب الدعوات تو لوگوں نے ان کو کہا کہ آپ حضرت موتی کے لئے بدعاء کریں۔ جب اس نے بدعاء شروع کرنے لگا تو اس کی زبان کٹ کر باہرنکل گئی اور وہ کئے کی طرح آ وازیں لگانے لگا۔

ہدایت باب اعطیت سے ہے اور اس کے ایک مفعول کو حذف کر کے اکتفاء کرنا جائز ہے۔ اور پہلامفعول بغیر کسی واسطہ کے ہوگا۔

انشاعرہ پر اعتراض: اشاعرہ والا (اراۃ الطریق) والا انك لاتھدى من احببت میں نہیں چل سكتا كيونكم معنى يہ ہوگا كہ آپ راہ نہیں دکھا سكتے يہ معنى غلط ہے اس ليے كه آپ راہ دکھانے كے ليے آئے ہيں۔ دکھانے كے ليے آئے ہيں۔

والذى يضهم..... وصعصول كلام: اعتراض لُـُوركا بواب ہے۔

جواب: لفظ ہدایة مشترک ہے دونوں معنی کے لیے لہذا جہاں جومعنی مناسب ہووہاں وہی معنی مرادلیں گے امان مود فهدینهم الخ میں ہدلیة بمعنی ادا قالطویق لیس کے اور انك لاتهدی من احببت میں ہدایت بمعنی الدلالة الموصل ہے۔

ومحصول كلام المنصف: أيك سوال مقدركا جواب ب-

سوال: جب ہدایة بیمشترک دونوں معنوں کے درمیان ہوت قانون مشترک کے لیے بیہ ہے کہ مشترک کے لیے بیہ ہے کہ مشترک کے لیے بیہ ہے کہ مشترک میں تو قب مشترک میں تو قب مشتعین کرسکتے ہیں لہذا آپ بتلائیں کہ کیا قرینہ ہے کہ ہدایة جمعنی اول یا ہدایة جمعنی ثانی کہاں مرادلیں گے۔

جواب: محصول كلام سے جواب دیا كقریندیه كه بدایة دوسر مفعول كی طرف متعدى ینفسه بویعنی بلاواسط بهوتو پهلامعنی الایصال الی المطلوب والامراد به کامیسیا كه اهدنسا المصدواط المستقیم میں اوراگر بدایة دوسر مفعول كی طرف متعدى بواسط الی میابواسط لام كے بوتو دوسرامعنی اراة الطریق والامراد بوگا جیسا كه ان الله یهدی من بشاء الی صواط مستقیم ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم - یهال متن میں معنی ثانی مراد بوگا -

فائده: انا هدیناه السبیل اما شاکواً واما کفوراً اس میں بدایة متعدی بودسرے مفعول کی طرف بلاواسط کیکن بدایة کامعنی الدلالة الموصلهٔ توسل بلکه اراق الطریق والا به لبندا قرینه ندکوره غلط موال باللهم سے بیجواب دیاجاسکتا ہے کہ بیقاعده اکثری ہےنہ کہ کی ۔

متن سواء الطريق

اس میں جارتو جہیں ہیں۔

توجیداول: پیه ہے سواء جمعنی استواء اور استواء جمعنی مستوی اس میں اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے۔ تو عبارت اس طرح ہوگی ہدانا الطویق المستوی۔

تو جیبہ ثانی بیہے کہ سواء جمعنی وسط اور وسط الطریق کوطریق المستوی لازم ہے اور اس جگہ ذکر ملزوم اڑا دہ لازم کا ہے۔

توجیه ثالث سواء جمعنی استواءا ضافت صفت کی موصوف کی طرف توعبارت هدان السطریق الاستواء بی _ پہال اعتراض ہوا کہ طریق ذات اور استواء مصدر ہے۔ تومصدر ذات کی صفت

نہیں بن سکتی۔

:جواب: اس جگه مجاز فی النسبة ہے اور مجاز فی النسبة وہ ہے کہ ایک چیز نسبت کرنا غیر منسوب الیہ کی طرف مبالغہ کے لئے کی گئے ہو۔

تو چيدرالى : سواء بمعنى وسط اور الطريق الف لام عهد خارجى كا توعبارت اس طرح بوكى هدانا وسط الطريق المستوى -

ملاجلال صاحب نے پہلی تو جیہ ذکر کی ہے پھراس پراعتراض واروہوتا ہے کہ ملاجلال صاحب ک

ج**اب:** دیا ہے کہ میر ہے استاذ کی کلام میں اول تو تکلفات ہواہی نہیں ۔اگر ہوں بھی سہی تو مراد سے کہ سواء بمعنی وسط کے ہے۔وسط الطریق کو الطریق المستوی لازم ہے۔اور ذکر ملزوم اور ارادہ لازم کا ہے۔

میرزامد نے جواب دیا ہے کہ کوئی تکلفات نہیں کیونکہ یہ نین تکلفات عرب محاورہ میں استعمال

ي -

: هُولَهُ : ﴿ سَاوَاءَ السَّطَيرِيـقَ : أَي وسنطه الذي يفضى سالكه الى المطلوب البِّنَّةُ

وهنذا كنناية عبن البطيرييق المستوى اذهها متلا زمان وهذا مرادع من فسره

بالطريق المستوى والصراط المستقيم ثم المراد به اما نفس الامر عموما او

خصوص ملة الاستلام والاول اولى لتحصول البراعة الظاهرة بالقياس الى

تسمى الكتاب ــ

ترجمہ: ۔ یعنی اس کا درمیا نہ وہ جو چلنے والے کو مطلوب تک پہنچادے یقیناً اور یہ کنایہ ہے الطریق المستوی ہے۔ اس لیے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کولازم ہیں۔ اور بیمراد ہے اس مخف کی جس نے اس کی الطریق المستوی اور الصراط المستقیم کے ساتھ تشریح کی ہے۔ پھر مراداس کے ساتھ یا تونفس الام عموما ہے۔ یا خاص ملۃ اسلامیہ ہے۔ اور اول اولی ہے۔ براعۃ استھلال حاصل ہونے کی وجہ سے کتاب کی دوقسموں کی طرف قیاس کرتے ہوئے ظاہر ہے۔

: قول : سوا، العلديق: اس كردوس قول تك يا في حص بنت بيل-

پہلاحصہ ای وسطه سےوهدا کنایه تک اس میں متن کی تشریح کابیان ہے۔ دوسراحصہ وهذا کیا سے وهذا مراد تک ملاجلال پرجوتین اعتراضات واردہوتے ہیں ان کے جواب کے لیے ایک تمہیدکا بیان ہے۔ تیسراحصہ وهذا مراد سے نیم المراد تک اس میں تین اعتراضات کا صراحة جواب ہے اور چوتھا حصہ نیم المراد سے والاول اولی تک اس میں سواء الطریق کے مصداتی کا بیان ہے اور پانچوال حصہ والاول اولی سے قبول میک اس میں دومصداقول میں سے ایک کی دوبر جے کا بیان ہے۔

(۱) **ای و سیطیسیه انسذی**: متن کی تشریح جس کا حاصل بیه ہے کہ سواء کامعنی وسط ہے اور وسط طریق (بیعنی درمیان راستہ) اس راستہ کو کہتے ہیں کہ مطلوب کی طرف یقییناً پہنچانے والا ہو۔ مصریع میں میں متر میں میں مصریع میں ایس کے قدید میں میں ایس کا تعدید میں میں اللہ

(٢)و هذا كانلية : ايكتمهيد كابيان ہے جس سے پہلے كناية كى تعريف ذمن شين كرليں

کناییة کی تعریف: کنایة کہتے ہیں ایک لفظ بول کراس کے معنی موضوع لدکو ذہن میں رکھتے ہوئے ذہن اس کے لازم وطروم کی طرف نشخل کرنا جیسے زید کشیر الر ماد اب کشیر الر ماد کا معنی حقیقی ذہن میں رکھتے ہوئے واس کے لازم سخاوت کی طرف ذہن نشخل کرنا یہ کناییة ہوگا لینی کشیر الر ماد سے تی مراد لینا کنایہ ہے۔ کنایہ کے معنی دوقول ہیں۔

پهلا قتول: لازم كهدكر لمزوم مراولينا_

دوسوا قول : مزوم كهدكرلازم مراولينا-

اب سواءالطريق اوروسط طريق كودومعنى لا زم ہيں۔

(۱) سیدهاراستہ جیسے طریق مستوی (۲) مضبوط راستہ جیسے صواط مستقیم ۔اب سواء الطریق سے طریق مستوی مرادلیا جائے یا صراط متقیم لیا جائے تو یہ کنایة ہوگا۔

وهذامداد من م المهداد: تين اعتراضات كاجواب ب جس سے پہلے يہ بحوليس كم ملاطلال في سواء الطريق كامعنى طريق مستوى سے كرديا تو معترض كو يي غلط بقى مولى طريق مستوى

کامعنی کرنے سے تین باتیں لازم آتی ہیں۔

(۱) آپ نے سواء کواستواء کے معنی میں لیا ہے۔

(۲)استواءمصدراورصفت تھااورالطریق ذات اورموصوف اورقاعدہ بیہے کہمصدر کاحمل ذات مہار بنہیں ترااس کیراستدا بھیں کہ بمعنی اسم فاعل مستدی کرکہ دا

پر جائز نہیں تھااس لیے استواءمصدر کو بمعنی اسم فاعل مستوی کے کر دیا۔

(۳) تو اب مستوی صفت ہے الطریق موصوف کی اور صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہور ہی ہے۔اب معترض تینوں ہاتوں پرتین اعتراض کرتا ہے۔

: سوال اول: المعنى استواء لين الغت مين نبيس بلك سواء بمعنى وسط كے ہے اور استواء كامعنى سيدها آتا ہے تو اب بن گيا استواء الطريق بي غلط ہوا۔

: سوال شانس: استواء مصدر بمعنی اسم فاعل مستوی کے لینا مجاز ہے اور مجاز لینا بغیر ضرورت کے صحح نہیں۔

: **سوال ثالث:** : صفت کی اضافت موصوف کی طرف بصرین کے نز دیک جائز نہیں۔

اورصفت مقدم نہیں ہوسکتی ہے موصوف پراس لیے مستوی کوموخر کر دیا تو بن گیاالطریق المستوی۔

جسے اب: آپ کے نینوں اعتر اضوں کا مداراس بات پرہے کہ سواءالطریق کامعنی حقیقی طریق مستوی سے کیا جائے کیکن ملاجلال وغیرہ نے سواءالطریق کامعنی طریق مستوی سے نہیں کیا بلکہ

کنایة مرادلیاہے۔

شم المواد اما مفس الامووالاول: السيس سواء الطريق كمصداق كابيان بجس كا حاصل بيب كرسواء الطريق كمصداق كابيان بجس كا حاصل بيب كرسواء الطريق كودومصداق بن سكتے بيس (۱) مصداق عام قل ہو۔ ہركام كا اندرج به وه دنياوى بول يا اخروى بول محرد نياوى بيس سے جا ہے منطق ہو ياعلم كلام اس صورت

میں شریعت اور منطق دونوں اس میں داخل وجا کیں گے۔

(۲) مصداق خاص -اس مصراد ان هذا صواطی مستقیمایعنی دین اسلام اورشریعت مراد لی جائے اس صورت میں منطق داخل نہیں ہوگ -

والاواب الغ: مصداق عام حق كي وجبر جيح كابيان ہے جسسے پہلے دوبا تيس جان ليں۔

(۱) بسواعة استهلال - براعة كالغوى معنى بلند بونا اونچا مونا اوراستهلال كالغوى معنى بيچ كى بېل

آ واز کو کہتے ہیں۔ براعۃ استہلال اصطلاح میں کہتے ہیں کہ خطبہ میں ایسےالفاظ ذکر کرنا جو کہ آنے والے مقضودی مضامین کی طرف اشارہ کریں۔

دوسری بات: تہذیب میں دوچیزوں کابیان ہے(۱)علم کلام (۲)منطق۔

اب وجہ ترجیح کا حاصل کہ سواء الطریق سے مصدات عام حق مرادلیا جائے تو براعۃ استہلا ل حاصل ہوجائے گا اور یہ دونوں مقصودی ہوجائے گا اور یہ دونوں مقصودی مضامیں ہیں تو مصدات عام کی صورت میں براعۃ استہلا ل بنتا ہے لیکن اگر مصداق خاص شریعت مرادلیا جائے تو منطق خارج ہوجائے تگی تو براعۃ استہلا ل نہیں ہے گی لہذا سواء الطریق کا مصداق عام مرادلینا بہتر ہے۔

متن جعل لنا التوفيق غير رفيق

ترجمہ:اور بنایااس اللہ تعالی نے ہارے لیے تو فیل کو بہترین سا

فائدہ جعل کے دومعنی ہیں (1) جعل بمعنی خلق تواس وقت متعدی ہوگا ایک مفعول کی طرف۔

(۲) جعل بمعنی صیر کے تو اس وقت دومفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اب اس میں دوفر قے ہیں سے فیت بھی قدیر سے میں نہ نہ میں کو

ایک فرقد اشراقین کا ہے اور دوسرا فرقد مشائمین ہے۔

اشزاقین وہ ہیں جومشاہدہ کے ساتھ علم حاصل کرتے ہیں اور مشا ئین وہ ہیں جوچل پھر کرعلم حاصل کرتے ہیں۔

اشراقین حفزات کہتے ہیں کہ جعل بسیط حق ہے اور مشائین حفزات کہتے ہیں کہ جعل مولف حق ہے۔ ان دونوں کا اختلاف میہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے زید کو پیدا فرمایا ہے تو اس دفت اس کے ہاتھ تین چیزیں خود بخو د پیدا ہو گئیں۔ایک ذات زید کی ۔ دومراد جود زید کا۔ تیسرا اتصاف زید کا وجود کے ساتھ۔ اس میں تو اتفاق ہے کہ یہ تینوں اللہ کی مخلوق ہیں۔ لیکن مخلوق بالذات میں

اختلاف ہےاشراقین کہتے ہیں کہ ذات زید کی مخلوق بالذات ہے۔ وجوداورا تصاف زید کا وجود کیساتھ بالتیج ہے۔

اورمشا ئین حضرات کہتے ہیں کہا تصاف ذات کا وجود کے ساتھ پیخلوق بالذات ہے باقی طرفین

یعنی ذات اور وجود پیخلوق بالتبع ہیں۔ یہ اختلاف باعتبار حکایت کے ہے اور محکی عنہ میں کوئی اختلاف اورنز اعظمیں ہے۔

ابلفظ لنا كاتعلق عقلى احمال كاعتبار سے جارچيزوں سے ہيں۔(١) لينا كاتعلق جَعَلَ سے

(۲) توفیق کے ساتھ (۳) خیو کے ساتھ (۴) دفیق کے ساتھ۔ اب نا کاتعلق جعل کے ساتھ وہ ہے۔ اس لئے کہ جَعَلَ عالم ہول سے اور اسلام عمول ہواور ہیشہ عامل معمول

مقدم موتا بيكين معن قصور ب ملاجلال صاحب فرمايا ب كداس كامعنا تعلق دفيسق

کیساتھ ہے۔اوراس میں قصور بھی ہےاور رفع قصور بھی ہے لیکن ملا جلال صاحب سکوت کر گئے۔

اب علامہ بن دی اور میرز اہدنے قصور ذکر کیا ہے اور رفع قصور بھی ذکر کیا ہے علامہ بن دی نے بیہ قصور ذکر فرمایا ہے کہ اگر لنامتعلق ہوجعل کے تولازم آتا ہے کہ افعال اللہ کے واسطے کوئی علت اور

غرض ہو۔ حالانکہ اللہ تعالی کے افعال معلل بالاغراض نہیں ہیں۔ کیونکہ علل اور غرض خود فاعل کے لیے تعمیر میں اور اللہ تعالی خود فاعلیت میں کامل اور اکمل ہے۔ اور رفع قصور کا جوعلامہ

یز دی نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ لنا کالام نفع کے لیے ہے غرض کے لیے ہیں اس کی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے قولہ تعالی جسعل لکم الارض فواشا۔ جو مذکور قصور اور رفع قصور بیان ہواہے یہ

علامه یز دی نے بیان فر مایا ہے۔

اور میرزامد نے جوقصور اور رفع قصور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اگرتم لنا کا تعلق جعل کیساتھ وے دوتو مجھولیت ڈاتی لازم آئے گی اور لازم باطل ہے لہذا ملز وم بھی باطل ۔

اب تین چیزیں معلوم کریں۔(۱) مجعولیت ذاتی کامعنی (۲) بیان لزوم (۳) بطلان لزومیت ۔ مجھولیت ذاتی کامعنی میہ ہے کہ جموت ذاتی کا ذات کے لیے اور لازم کا ملزوم کے لیے کسی جعل جاعل سے ہواور ثبوت شک کانفس کے لئے جیسے الانسسان انسان ثبوت ذاتی کا ذات کے لیے جیسے الانسسان حیدوان ثبوت لازم کا ملزوم کے لیے جیسے الاربعة زوج ساتھ جعل جاعل کے۔

دوسری بات : لازم کا بطلان میہ ہے کہ جعل کا تعلق ہے ساتھ نسبت امکانی کے اور میہ تینوں نسبتیں وجو بی ہیں۔

تيسرى بات : انروم كابيان بيرے كو فق كے دومعنى ميں _(١) لغوى (٢) اصطلاحى _

معنی لغوی جعل الاسباب مو افقاً للمطلوب اور معنی اصطلاح جعل الاسباب مو افقاً للمصطلوب النجیر تو خیرجعل جاعل کے ساتھ ذاتی بنا اور تو فیق ذات بنا توجعو لیت ذاتی لازم آئی ۔ تو جعل کے دومفعول لنا التوفیق ۔ اور خیرر فیق بن گئے ۔ اب قصور کا رفع میر زاہر صاحب نے بیان فر مایا ہے کہ جعل بسیط ہے فقط ایک مفعول لنا النوفیق چا ہتا ہے اور خیرد فیق بیر حال مؤکدہ ہو جو بیٹ ذوالحال کے ساتھ ہو چیسے آیت قائسہ موسکی اور دوسرا حال مفسط یعنی عدل اللہ تعالے کے ساتھ ہر وقت قائم متصل ہے جو جدا نہیں ہوسکی اور دوسرا حال منتقلہ ہے جو اکثر ذوالحال سے جدا ہوگا۔ اور قلیل قائم بھی ہوگا اور حال موکدہ بھی دو تم ہوا ہے جو بھی ذوالحال سے جدا بھی ہو جاتا ہے لیکن اکثر تو قائم ہوتا ہے دوسرا قتم ہوتا ہے بیک اس منتقلہ ہے جو اکثر ذوالحال سے جدا بھی ہو جاتا ہے لیکن اکثر تو قائم ہوتا ہے ایک البیان ملاز مہ پر جو مجعولیت ذاتی لازم آتی ہے اس پر دوسوال ہیں ۔ اعتراض اول تو یہ ہے کہ خیر ذاتی تو فیق کی ہے بی نہیں کیونکہ المطلوب الخیر جو تو فیق کے معنی میں ہیں ہی مرکب تو صفی ہے ذیر ذاتی تو فیق کی ہے بی نہیں کیونکہ المطلوب الخیر جو تو فیق کے معنی میں ہیں ہی مرکب تو صفی ہے دور اس میں تین چیزیں ہیں۔ اور اس میں تین چیزیں ہیں۔ اور صفت یعن فیظ خیر کا خارج ہے۔

سوال: ان کی کوئی نظیر بیان کریں۔

جسواب: عمی کامعنی عدم البصر اس جگه مرکب اضافی ہے۔اس میں بھی تین چیزیں ہیں۔ مضاف نسبت اضافی مضاف الیہ اوریہ بالاتفاق مناطقہ کا قول ہے کہ یہاں مضاف سے مراد یمی ہے اورنسبت اضافی اس میں شامل ہیں اور بصر خارج ہے اس جگہ دلالت التزامی ہے اور دلالت تضمنی نہیں تو جب خیر داخل نہ ہوا تو مجعو لیت ذاتی کس طرح آ سکتی ہے۔

قُولُه: وجعل لنا: الظرف اما متعلق بجعل واللام للانتقاع كما فيل في قوله

تعالى جعل لكم الارض فراشا واما برفيق ويكون تقديم معمول المضاف اليه

عبلس التشتضاف اليه على المضاف لكونه ظرفا والظرف مما يتوسع فيه مالا

يتوسع في غيره والأول اقرب لفظا والثاني معنى -

ترجمہ: اورمصنف کا تول جعل لنامیں ظرف (لیعن لنا) یا جعل کے ساتھ متعلق ہے اور لام انتفاع کے لیے ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اللہ تعالی نے کے لیے ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اللہ تعالی نے تہار نفع کے لیے زمین کو بچھونا) میں ۔ اور یا بیر فیق کیسا تھ متعلق ہے ۔ اور مضاف الیہ کے معمول کا مضاف پر مقدم ہونا ظرف ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ اور ظرف ان چیز وں میں سے ہے۔

کہان میں وہ وسعت ہوتا ہے۔ جواس کے غیر میں نہیں ہوتا۔اوراول احتمال لفظ کے اعتبار سے ت

اقرب ہے اور ٹانی احمال معنی کے اعتبار ہے۔

: فوله: جعل لذا: الظرف المتعلق سے لے كرمتن برسوال مقدر كاشار جواب دينا چا بيت

ہیں۔جس سے مجھلے فائدہ جان لیں۔

عافده لنا جار مجرور ہے اور جار محرور كوظرف كہتے ہيں۔

ظرف کی دونشمیں ہیں۔ظرف حقیق۔ظرف مجازی۔

ظرف حقیقی نعل کے واقع ہونے کے وقت یا جگہ کوظرف حقیق کہتے ہیں۔

خلوف مبجاذی : جوجار مجرورے ل کربنے پھرظرف مجازی کی دونتمیں ہیں۔

(۱) ظرف لغوجس كامتعلق مذكور بهو (۲) ظرف مشتقر جس كامتعلق لفظول ميس مذكور نه بو ـ

(مزیدظردف کے فوائد تھ بریاضوا بطنحویہ میں دیکھئے)

سوال: متن دنا آیا ہے یہ دناظرف ہاورظرف متعلق کوچا ہتا ہے تو لنا کا کون سامتعلق ہے اوراس جملہ میں چارکلمہ ہیں(۱)جعل(۲)التوفیق (۳)خیر (۳)رفیق اب ان چارمیں سے

جس کے متعلق کرو گے سب غلط ہیں۔اگر جعل کے متعلق کریں تو لام تعلیلہ اور خدا کے فعل کا معلل بالاغراض ہونا لازم آئے گا جو کہ شکرم ہے احتیاج الی الغیر کو۔ حالانکہ اللہ تعالی فاعل مختار ہے۔یفعل مایشاء ہے۔لہذ الناجعل کے متعلق نہیں ہوسکتا۔

مساندہ: افعال خدا تعالی کی حکمت ہوتی ہے لیکن خدا تعالی کے افعال کی اغراض نہیں ہوتی اور حکمت اور غرض میں فرق ہے کہ غرض میں احتیاجی ہوتی ہے اور حکمت وہ ہوتی ہے جو فعل پر بطور ثمرہ کے مرتب ہو۔

(۲) لنا کوتوفیق کے متعلق کریں تو بھی غلط ہے کیونکہ تو فیق مصدر ہے اور مصدر عامل ضعیف ہوتا ہے۔ اور قانون میہ ہے۔ کے متعلق کریں تو بھی غلط ہے کیونکہ خیواسم تفضیل عامل ضعیف ہے۔ (۳) خیر کے متعلق کریں تو بھی غلط ہے کیونکہ خیواسم تفضیل عامل ضعیف ہے۔

ر *) رفیق کے متعلق کریں تو بھی غلط ہے کیونکہ رفیق مضاف الیداور مضاف الید کا معمول مضاف (*) رفیق کے متعلق کریں تو بھی غلط ہے کیونکہ رفیق مضاف الیداور مضاف الید کا معمول مضاف

ے مقدم نہیں ہوسکتا اور یہاں لنا مضاف الیہ سے بلکہ مضاف سے بھی مقدم ہے لہذا میر بھی غلط سے م

نجواب:
المتعلق ہے جعل کے باتی رہا آپا ہے اشکال کہ باری تعالی کفتل کامعلل بالغرض مونالازم آتا ہے اس کا جواب ہے ہے کہ اگر ہم لام تعلیلہ بنا کیں تو اشکال ہوگالیکن ہم یہاں لام انتفاع کا بناتے ہیں جیسا کر آن مجید میں المذی جعل لکم الارض فو اشا میں کم کالام انتفاع کا بناتے ہیں جیسا کر آن مجید میں المذی جعل لکم الارض فو اشا میں کم کالام انتفاع کا ہے۔ اب معنی یہوگا کہ باری تعالی نے ہمار نفع کے لئے تو فیق کو بہترین سا بنایا۔

(۲) لنامتعلق ہے دفیق کے ۔ باتی رہا یہ اشکال کے مضاف الیہ کے معمول کا مقدم ہونا لازم آتا ہے تو جواب ہے کہ لنا یہ معمول ظرف ہے اور ظرف کے لیے قانون ہے کہ اس میں وسعت منجائش ہوتی ہے کہ بیظرف مقدم ہو یا مؤخر اور عامل ضعیف ہویا تو ی ہر حال میں عامل کے ساتھ متعلق ہوگا۔

هانده سوال: ظرف میں وسعت مخاکش کیول ہوتی ہے۔

نجواب: طرف مثل محارم کے ہے جس طرح ایک محرم کا دوسرے محرم کے ساتھ ایساتعلق ہمیشہ

والا ہوتا ہے جو بھی ختم نہیں ہوسکتا خواہ محرم قریب ہویا بعید وغیر ہ بعینہ ایسے ظرف کا اپنے عامل کے ساتھ ہمیشہ والا تعلق ہوتا ہے بھی ختم نہیں ہوتا خواہ ظرف مقدم ہویا موخرخواہ اس کا عامل قوی ہے یا

ضعيف۔

باتی رہی پیربات کے ظرف کا پیر ہمیشہ والا تعلق کیوں ہوتا ہے تو اس کا جواب بیہ ہے کہ فعل اور شبغل ظرف کے بغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ ہر ہر فعل اور شبہ فعل کسی مکان میں اور کسی وقت میں ضرور ہوگا۔ اسی مکان اور وقت کا نام ظرف ہے۔

والاول المتسوب لسفيط والمثاني معنى: شارح دونو ل احمال مين سے ہرا يك كى وجه ترجيح كابيان كررہے ہيں۔جس كا حاصل يہ ہے كہ جو احمال اول ہے وہ باعتبار لفظ كے زياہ قريب اور بہتر ہے لين اس ميں لفظى خرائي ہيں ہے ليكن معنوى خرائي لازم آتی ہے۔

اور دوسرااحمّال وہ معنی کے اعتبار سے زیادہ قریب اور بہتر ہے آئمیں معنوی خرابی لا زم نہیں آئی لیکن گفظی خرابی لازم آتی ہے۔

لنا کوجعل کے متعلق کریں تو معنوی خرا بی کی دوتقریریں ہیں۔

تقریر اول: جسسے پہلے ایک مسلم جان لیں۔

اس سے پہلے دوتمہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے پہلی بات سے ہے کہذات اور ذا ت کے کہتے

يں۔

ذات : وه ہوتی ہے جوذا تے سے مرکب ہو۔

ذاقیات : وہ ہوتی ہے جس سے ذات مرکب ہو۔

مثلًا انسان ہے بیا یک ذات ہے اور اسکی ذا ت میں حیوان ناطق ہے اور جب ذات ثابت ہوجاتی ہے والے کا بت ہوجاتی ہے وا

اوجان ہے واسے ہے واست والیت الان کرا پر بات

تخلل الجعل بين الشنى وذاتياته: مجعوليت ذاتى باطل جمجعوليت ذاتى كمتع إلى كم

ذات اور ذات کے درمیان جعل کا واسطہ لانا جیسے انسان ذات ہے حیوان اور ناطق اس کی ذات ہوں اسان اور حیوان ناطق کے درمیان جعل کالا نااور یوں کہنا کہ جعل الله الانسان حیواناً ناطقاً یہ جعولیت ذاتی ہا اور یہ جعل اللہ دفتی ذات ہے اور بانا ماطقاً یہ جعولیت ذاتی ہے۔ اور بانا ہمارے لیے رفیق ذات ہے۔ اور بانا ہمارے لیے تو فیق کو بہترین سا حالانکہ تو فیق کی تعریف ہے نے وجیبہ الاسباب نحو المصلوب تو فیق کو بہترین سا حالانکہ تو فیق کی تعریف ہے نے وجیبہ الاسباب نحو المصلوب النحیو ۔ اس میں فیر تو فیق کے لیے ذاتی بن رہی ہے اور ہم ترجمہ کرتے پھر فیر کواس کے لیے ذاتی بنارہ ہیں یعنی تو فیق اور فیر میں جعل کا واسطہ آرہا ہے۔ حالانکہ ذات کے ثابت ہوجانے کے بنارہ ہیں ایس کی تابت ہوجاتے ہیں۔ ساتھ ہی ذات سے ثابت ہوجاتی ہیں۔

ت سویس کا حساصل: اب اگرلنا کوجعل کے متعلق کریں تولازم آتا ہے جعل در میان ذات (توفیق) اور ذاتی کے (خیسر دفیق) کے اور پیجعو لیت ذاتی ہے جو کہ باطل ہے اور اگر لنا کورفیق کے متعلق کریں تولنا کی قید کی وجہ سے خیور فیق ذاتی توفیق کی نہیں ہے گی توجعو لیت ذاتی والی خرائی نہ ہوگی لہذالنا کوجعل کے متعلق کرنے سے معنوی خرائی (مجعو لیت ذاتی لازم آتی ہے جب کہ رفیق کے متعلق کرنے سے لازم نہیں آتی۔

متريد دوم: بس سے پہلے دوسکوں كا جاننا ضرورى ہے۔

فانون اول: حمانعت براكمل موتى ہے۔

فكنون موم: تقديم ماحقه التاخيريفيد الحصر

حاصل: لنا كوجعل كے متعلق كريں تو حصر نہيں ہوگا تو جب حصر نہيں ہوگا تو حمال العمة نہيں ہوگا تو حمال العمة نہيں ہوگا و جب حصر نہيں ہوگا تو جدا كمل نہيں ہوگا يكى معنوى خرابى ہوگا كہ حمد بارى تعالى كے ليے المل نہيں ہے گا جب حصر ہوگا تو حمد پيدا ہوجائے گا جب حصر ہوگا تو حمالى العمة ہوگا و حمد كا تو حمد كا تو حمد كا كى العمة ہوگا تو حمد المل ہوگا لہذار فيق كے ساتھ متعلق كرنے ميں معنى بالكل اصح ہے كيكن لفظا كچھ نے كچھ تھ ہے كيونكہ لنا اپنے متعلق سے بہت زيادہ مقدم ہوگيا ہے۔

: قوله: التوفيق: هو توجيه الاسباب نحو المطلوب الخير.

ترجمه ۔وه اسباب کامطلوب خیر کی جانب متوجه ہوتا ہے۔

يہاں سے شارح متن كے لفظ توفيق كى تشريح كرنا جا ہے ہيں۔

توهنية : توفيق كالغوى معنى مين كى كابھى اختلاف نبيس ہے۔

لغوى معنى :هوتوجيه الاسباب نحوالمطلوب سواء كان خيراً اوشراً -

كداسباب ذرائع كاجمع كرنا مطلوب ك ليخواه مطلوب خير بوياشر

اصطلاحي معني ميں چندا قوال ہيں۔

(ا)خـلق القدرة على الطاعة (2)خـلق نفس الطاعة (3)تسهيـل طريق الخير وتسديد طريق الشر_

(٣) ـ هو توجيه الاسباب نحوالمطلوب الخير ـ

اصلاح شریعت اور عرف میں کہتے ہیں مطلوب خیر کے لیے تمام اسباب ذرائع کا جمع کرنا جیسے ج ہے اس کے لیے ٹکٹ وغیرہ ۔خرچہ وغیرہ ۔

يادر كيس الاسباب برالف لام استغراق كاب كبحس تمام اسباب مرادين نه كه بعض

متن :والصلوة والسلام على من ارسله هدى هو بالاهتدا، حقيق ونورابه

الافتداء بليق -

ترجمہ: ۔اورصلوق وسلام ہواس ذات پر نازل ہو کہ جھیجا اس کو اللہ تعالی نے ھادی بنا کراس حال میں کہ وہ مقتدی ہونے میں کہ وہ مقتدی ہونے کے لائق ہیں۔اوراس کونور بنا کر بھیجا اس حال میں کہ وہ مقتدی ہونے کے لائق ہیں۔

صلواةكى تشريح

: قوله : والتصليقة :وهي بمعنى الدعاء أي طلب الرحمة وإذااسند إلى

الله تعالى يجرد عن معنى الطلب ويراد به الرحمة مجازا -

ترجمہ: اور صلوۃ دعاء کے معنی میں ہے یعنی رحت طلب کرنا اور جب اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جائے تو خالی کیا جاتا ہے۔ طرف کی جائے تو خالی کیا جاتا ہے۔

: قوك: الصلوة: وهي بهعني الدعاء أي طلب الرحهة

اس قولہ کے اندر شارح دوبا تیں ذکر کرے گا (۱)صلوۃ کامعنی حقیقی معنی موضوع لہ بیان کریں گے۔(۲)اس پروارد ہونے والےاعتر اضات کا جواب۔

صلوة کے لغوی معنی میں بھی چندا قوال ہیں۔

(۱) کہ اس کا معنی دعا ہے (۲) تحریک الصلوین لیمنی کوک سے بنیجے دونوں ہڈیوں کو حرکت دینا۔ (۳) جلانا۔ (۴) معنی مشترک ہے کہ صلوۃ مشترک ہے۔ اگر اسکی نسبت اللہ کی طرف ہوتو اس سے مراد نزول رحمۃ ہے اور اگر اس کی نسبت فرشتوں کی طرف ہوتو اس سے مراد نراس کی نسبت چرند پرند کی طرف ہوتو اس سے مراد تنبیج وتحمید ہے اور اگر لوگوں کی طرف ہوتو اس سے مراد تنبیج وتحمید ہے اور اگر لوگوں کی طرف ہوتو اس سے مراد دعا ہے۔ اور اس کا اصطلاحی معنی ارکان مخصوصہ (اور وہ نماز میں تحمیر تحریمہ، تیام، تراۃ، رکوع، سجدہ، قعدہ اخیرہ ہے) پھر اس اصطلاحی معنی کی لغوی معنی کے ساتھ مناسبت ہے۔

اور جس طرح صلوۃ کے ایک لغوی معنی جلانے کے ہیں تو اس طرح مسلمان بھی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ بھی اپنے نفس اور شیطان کوجلاتا ہے کیونکہ شیطان اس کورو کتا ہے کہ وہ اچھے اعمال نہ کرے اور نماز بھی نہ پڑھے۔

اورجس طرح اس کے لغوی معنی میں دعا کرنا ہے تو اس طرح نماز بھی ایک قتم کی دعاہے اور جس طرح اس کے لغوی معنی میں تحریک الصلوین آتا ہے تو اس طرح نمازی بھی نماز میں حرکت کرتا ہے اور اس طرح معنی مشترک کے ساتھ بھی مناسبت ہے۔

شارح نے یہاں پر دعاوا لے معنی کو پسند کر کے ذکر کیا اور اس کوطلب الرحمة کے معنی میں لیا ہے۔

: توك: واذا اسند قوله : شادح دوسوال مقدر كاجواب دينا جائة إلى -

سروال اول: آپ نے صلوق کامعنی بتلایا ہے طلب رحمة اور یہاں الصلوق پرالف لام عوض

مضاف الیہ کے ہے مراد صلوۃ اللہ ہے اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالی رحمت طلب کرتا ہے اپنے رسول کے لیے۔ یہ عنی بالکل بدیمی البطلان ہے۔اس لئے کہ طلب میں احتیا جی ہے تو اس سے اللہ کی احتیا جی الی الغیر لازم آتی ہے۔

جواب: جس سے پہلے بیقانون جان لیں۔

ان معنی موضوع لدی ایک جزء کوحذف کیا جائے تو معنی مجازی بن جاتا ہے۔

اب جواب كا حاصل بيه به كمعنى حقيقى موضوع له كى ايك جزء طلب والى كوحذف كروية بي اور صلوة كامعنى صلوة كامعنى صلوة كامعنى صلوة كامعنى صلوة كامعنى صلوة كامعنى جازى رحمت مرادليس لويكي غلط به كونكه تمام الل علم كا اتفاق سوال عن

ہے کہ رحمت کا معنی ہے رقم المقلب بحیث یقتصی الفضل والاحسان اور خدا تعالی رقت القلب سے پاک ہے۔ اور تمام اہلسنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اللہ جسمیت سے پاک ہے۔ اور جب جسمیت سے پاک ہے تو پھر رقت قبلی سے باک ہے تو پھر تمہار اید رحمۃ والامعنی بھی غلط موگیا۔

نجواب: فرکورہ قاعدہ ان افعال کے لیے ہے جن کا لغوی معنی اللہ تعالی کے شایان شان نہ ہو۔ جب افعالی کی نبیت لوگوں کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد ابتداء ہوتی ہے اور جب اللہ تعالی کی طرف ہوتی ہوتی ہوتی ہے اور وہ احسان ہے (کیونہ رفت قلب کا نتیجہ احسان ہے۔

رحمت کامعنی مجازی مراد لیتے ہیں یعنی رفتہ القلب کوحذف کر کےصرف فضل واحسان والامعنی مراد ہےاب معنی میچ ہوجائے گا کہ ہاری تعالی کافضل اوراحسان ہورسول انڈصلی اللہ علیہ وسلم پر۔

: توله: على من ارسله لم يصوح سے واختارتك: ايك سوال مقدركا جواب

مسوال: مقام حمی باری تعالی کے نام کی تصریح ہے لیکن مقام صلوۃ وسلام میں رسول کریم کے نام کی کیوں تصریح نہیں کی ۔

:جواب: دونکتہ کے پیش نظر ماتن نے وصف ذکر کی اور نام کی تصریح نہیں کی کیکن دونوں مکتوں کے سمجھنے سے پہلے دوہا تیں جان لیں۔

ے نصے سے پہنے دوہا یں جان یں۔ (۱) نام کی بجائے وصف کے ذکر کرنے میں زیادہ تعظیم ہوتی ہے جیسے زید۔ عصر و - کہنے کی

ہے۔ بجائے مولنا، قاری صاحب وغیرہ کہنااس میں تعظیم ہے۔

(۲) بیمشہور ہے کہ کسی صفت مخصد کا ذکر کرنا اس کے نام کے ذکر کرنے سے زیادہ بہتر ہوتا

ہے۔(لیکن یا در کھیں صفت مختصہ سے مراد الی صفت ہے کہ وصف بولتے ہی ذہن اس کے وصف کی طرف جائے۔

دو تکتے ہیں۔

عد اول: نام كے بجائے وصف كے ذكركرنے كيوجمرف تعظيم بـ

عتد ثانى: حضوركى صفت فخصه (رسول) ذكركيا كيوكله بيزياده بهتر -

سروال: آپ نے کہا کہ وصف رسالہ مختص ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ ہم بیبیں ا مانتے بلکہ آپ سے پہلے بھی رسول تھے۔

:جواب: جسسے پہلے ایک ضابطہ جان گیں۔

صابطه: المطلق اذ! طلق يراد به الفرد الكامل-

جواب کا حاصل ہم مانتے ہیں اور بھی رسول ہیں لیکن کامل اور اکمل رسول ہمارے بین بیر ہم نے بتاویا کہ صفت مختصہ وہ ہوئی ہے جو کہ متباور الی الذھن ہواور سے بات

واضح ہے کہ رسول سے متبا درالی الذھن حضور ہی ہیں۔

سرال: الله تعالى ك تعظيم تو حضور كناه و اور آپ ف حضور كانام دوكتول ك بيشيد و كرنيس كيا توان دوكتول ك بيشيد و كرنيس كيا توان دوكتول ك بيش المحمد للحالق

۔ الحمد للوب كهدية والائكة پنے مقام حميش صراحناً نام ذكر كرويا الحمد لله ميں دان ميں فرق كى كيا وجہ -

ج بن کات بعد الوقوع بین رواقعه بوجانے کے بعد پھراس میں نکتہ تلاش کی

جائے۔اس لئے کت کے بارے میں کہاجاتا ہے کہ النکتة للقار الاللفار

اب جواب ہیہے کہ جس طرح مقام صلوۃ وسلام میں نام ذکر نہ کرنے کے دونکتہ ہیں ایسے مقام حمد میں نام کے ذکر کرنے کے دونکتہ ہیں۔

معته اول: باری تعالی کانام ذکر کر ترکی حاصل کیا کیونکدو ہی برکت دہندہ ذات ہے۔

نکت منانی: حمین نام کی تصریح کرے اشارہ کیا کہ حمضدائے لیے ذاتی ہے اور صلوۃ وسلام ذاتی نہیں بلکہ وصف رسالہ کی وجہ سے ہے۔

اصبع جواب: مقام حمين نام كى تقرت كرك اورمقام صلوة وسلام نام كى تقرت ندكرنا وصف فركر كرقر آن كى اتباع كى قرآن مين مقام حمين نام كى تقرت الحمد لله باورمقام صلوة مين

نام كى تَصْرَى نَبْيْن بْلَدُصْفَت يْرُكُور بِ جِيكِ ان الله وملائكته يصلون على النبى

: عن المسلمات المسلم

:جواب: اس كمثارح في دوجواب دي إس

مسوب اول : بیہ کربیدوصف رسالت جامع اور اعلی صفت ہے۔ اس لئے کہ وصف رسالت جامع اور اعلی صفت ہے۔ اس لئے کہ وصف رسالت جاتم مواوصا ف کوشامل ہے :

جسواب دوم: تا کراس بات کی تصریح ہوجائے کہ ہمارے پیفیر صرف نبی نہیں بلکہ رسول بھی ہیں۔ ہیں۔

: توله : فنن الرسالة فنن المرسل : ايك وال كاجواب ب

سوال: رسول کی تصریح کرنے سے کیافا کدہ ہوا۔

جواب: رسول کا مقام نبی سے او نبیا ہوتا ہے۔

سسوال: آپ نے کہارسالت نبوۃ ہے اونچی ہے ہمنہیں مانتے کیونکہ آپ نے جونمی اور

رسول کی تعریف کی ہے اس سے ان کے درمیان یعنی نبوۃ اور رسالۃ کے درمیان نسبت عموم وضعوص مطلق کی بنی ہے اس سے ان کے درمیان نبعت عموم وضعوص مطلق کی بنی سے کہ نبی عام ہوا میں اور حیوان ہوتا ہے نہ کہ اور لبذا جب نبی عام ہوا میں مطلق اور جسم نامی اور حیوان ہوتا ہے نہ کہ اور لبذا جب نبی عام ہوا

رسول خاص بوارسول تورسالة ينچ بوگ نبوت سے تو فان الرسالة فوق النبوة غلط بـ

: جسواب: بيقاعده النيخ مقام پر بالكل صحح بے كيكن ہم نے جوكها كدر سالة نبوه كاو پر بے بيد اعتبار درجہ اور مرتبہ كے ب

فائده رسول اورنبی میں فرق۔

پھلا عتول : بیر کہ بعض نے ان میں تساوی کی نسبت بیان کی ہے کدرسول بھی نبی ہوتا ہے اور نبی بھی رسول ہوتا ہے۔

دوسسدا فنول : شارح ناس مین عموم وخصوص مطلق کی نسبت بیان کی ہے که رسول اخص مطلق ہے اور نبی اعم مطلق ہے۔ دومادے نکلتے ہیں ایک اجتماعی رسول بھی ہواور نبی بھی ہوجیسے حضور مُنالِیُنظ کے دوسراافتر اتی نبی ہورسول نہ ہو۔ جیسے حضرت ذکریًا۔

قیسی افتول : بعض نے اس میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت بیان کی ہے تو اس میں تین مادے نگلتے ہیں ایک مادہ اجتماعی کر سول ہواور نبی بھی ہوجیسے حسفور کر دسرافتر اتی رسول ہونبی نہ ہوجیسے جبر میل تو یہاں رسول کا لغوی معنی مراد لیں گے۔ اور تیسراافتر اتی کہ نبی ہورسول نہ ہو جیسے حضرت ذکریا۔

رسول: جس کونی شریعت اور کتاب دی گئی ہو۔

نيى: يهجس بروى آتى ہوليكن نئ شريعت اور كتاب نددى گئى ہو۔

: توله: مدى اما منفول له لقوله ارسله وح يراد بالهدى هداية الله حتى

يكون فنملا لنضاعيل التضعل المعلل به أو حال عن الماعل أو عن المفعول وح

فالمصدد بمعنی اسم فاعل او یقال اطلق علی ذی المحال مبالغة نحو ذید عدل ترجمه: ماتن کا قول حدی یا تو مفعول له ہے ارسل تعلی کا اور اس وقت حدی سے مراداللہ کی حدایت ہے۔ یہاں تک کہ بیعلت ہوگافعل معلل بہ کے فاعل کے لئے۔ یا بیحال ہے فاعل سے یا مفعول سے اور اس وقت مصدر کا ذوالحال پر یا مفعول سے اور اس وقت مصدر کا ذوالحال پر مبالغة حمل کیا گیا ہے۔ جیسے ذید عدل ۔

مدى: اما مفعول له: ايكسوال مقدركا شارح جواب دينا جائج ين-

سوال: سوال سے پہلے تین ضابطوں کا جاننا ضروری ہے۔

ضه اول: مفعول لدکی لام مفعول لدکی علامت ہوتی ہے تواس لام کوحذف کرنے کے لیے دوشرطیں۔

شرط اول _مفعول له او تعل معلل به كا فاعل ايك بو _

(۲) شرط دوم یغل معلل به اور مفعول له کے تحق کا زماندا یک ہوجیسے صوبت میں ادیب اوا گرید

شرطین نه پائی جائین تولام کوحذف کرنا جائز نہیں جیسے جنتك لا كوامك

خدابطه دوم: معدركاحمل ذات پرجائز نبيل-

خىلېملە مىدە: ئىرەجبكلام مىن آجائے تواكثر اوقات مفعول لەبنى آج ياحال بنى آپ

سوال: که هدی کیب میں کیا واقع ہور ہاہے۔اسکی ترکیب میں دواحمال ہیں۔

پہلاا حمال ہے ہے کہ حدی مفعول بن رہا ہے ارسل فعل کے لیے اور دوسراا حمال ہے کہ بیرطال بن بن رہا ہے ارسل کی حوضمیر فاعل سے یا ارسلہ میں (ه) ضمیر منصوب فعل مفعول بدسے حال بن رہا ہے۔

اگرمفعول له بناؤ تو بیمی صحیح نہیں کیونکہ لام کے حذف کی شرطیں نہیں پائی جاتی۔ مفعول له بنا کیں تواس وقت دوسوال دار دہوتے ہیں۔ بولا سوال کفعل معلل بداورمفعول لیکا فاعل ایک بی ہوتا ہے اور یہاں پر ارسل کا فاعل

الله بن رباب اور هدى كافاعل حضور مين لهذا فاعل ايك ند جوار

اس کے دوجواب ہیں۔

: جواب جمم مفعول له بناتے ہیں باقی رہا آپ کا بیا شکال کہ دونوں کا فاعل ایک نہیں تو جواب

یہ کہ دونوں کا فاعل ایک ہے کہ ارسل کا فاعل اور حدی کا فاعل اللہ ہے نیز زمانہ بھی ایک ہوا۔۔ اس

کیکن میہجواب ضعیف ہےاس کئے کہ بیہ مقام صلوۃ وسلام کا ہے نہ کہ حمر کا۔

اوردوسرى وجدييه كاللدتعالى كامادى مونا بهلے الذى حدانا سے معلوم موكيا۔

دوسرا جواب : کهارس کافاعل الله بهاور بدی مین حضور کجاز آفاعل بهاور حقیقتا الله فاعل ہے۔

دوسه اسوال که فعل معلل اورمفعول له میں اقتر ان بالز مان ہوتا ہے اور یہاں پراقتر ان

بالزمان نہیں ہے کیونکہ حضور کاار سال پہلے ہوا تھااوران کو ہادی بعد میں بنایا گیا ہے۔

:جواب: اس كي بهي دوجواب بين _

معلا جواب علی بیل الترقی کہ ہم اس وال کو مانے ہی نہیں۔اس لئے کہ اس میں آپ نے

جوبةاعده بيان كيابي بيمن كفرت بادرخودساختب

موسد ا جواب على سبيل التزل ہے ہم آپ كا قانون مان ليتے ہيں كه حضوركو باعتبار مايول اليه

ك إدى كها كيا-كه حس طرح قرآن مجيد مي ب والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة

جب گدھے، خچراور گھوڑے دغیرہ پیدا ہوتے ہیں تو اس وقت ان پرسواری نہیں کی جاتی بلکہ جب

يرجوان بوجات بي اورحديث ميل بمن قتل قتيلا فله سلبه-

تو يهال يرجمي مايول اليدك اعتبار ساقتر ان بالزمان ب

اورا گرحال بناؤتو يېمى غلط ہے كيونكه مصدر كا ذات پر جا ئزنېيس حالا نكه ذوالحال پرحال كاحمل موتا

ج-

دوسری ترکیب کہ هدی حال ہے فاعل سے یا مفعول سے باتی رہا آپ کا سوال کہ حدی معدر ہے اور مصدر کا حمل فرات پر جائز نہیں کیونکہ جس طرح خبر کا حمل مبتدا پر ہوتا ہے اس طرح حال کا ذوالحال پر ہوتا ہے لیکن یہاں پر حمل نہیں ہوسکتا کیونکہ ہدی مصدر ہے جو وصف ہوتا ہے تو یہ حال وصف ہوا اور ذوالحال خمیر ہے اور خمیر ذات ہوتی ہے اور وصف کا حمل ذات پر جائز نہیں ہے۔

جواب سے بہلے تین ضابطے جاننا ضروری ہے۔

ضابطه اول اسم فاعل ذات مع الوصف بوتا ہے جس کا ترجمہ بوتا ہے کہ ذات من

لسه الموصف جس طرح ضارب كے معنی ميں ذات من لدالضرب ہے تواس وقت بيذات مع الوصف ہوجائے گا۔ اور ذات مع الوصف كاحمل ذات پر جائز ہوتا ہے۔

صابطه دوم: مصدر محى اسم فاعل كمعنى من بوتا ہے محى اسم مفول كمعنى من ـ

ضبطه سوم: مصدر کاحل ذات پرمباخهٔ جائز ہے جیسے زید عدل لینی زید مجسم الفاف بے گناہ ہے۔:اس کے دوجواب ہیں۔

(١) جواب اون: حدى مصدراسم فاعل كمعني مين بي يين هاديا اب حل درست موكار

جواب شان : حدى مصدر كاحمل ذات رِمبالغة ب-بدى مبالغه كي استعال مواب كه حضور بدايت دية دية سرتا بإبدايت بن كئه

یہ جواب پہلے جواب سے زیادہ بہتر ہے۔جس کی دووجہیں ہیں۔

مهلی وجدریہ ہے کہ مجازی دوشمیں ہیں (۱) مجاز فی الطرف (۲) مجاز فی الاساد۔

مجاذف المطرف: وه موتاب كالفظ ك ليمعنى موضوع لد علاوه ليا-

مجاذف الاسند ، وہ ہوتا ہے کہ مبتدایا فاعل کے لیے اس چیز کوٹا بت کرنا جواس کے لیے وضع نہیں کی گئی مجازی فی الا بناد بہتر ہے مجاز فی الطرف ہے۔ یہی مہلی وجہ ہے کہ مبالغہ

والے جواب میں مجاز فی الاساد پایا جار ہاہے۔

اور پہلے جواب میں مجاز فی الطرف تو چونکہ مجاز فی الاسنا دمجاز فی الطرف سے بہتر ہے۔لہذا مبالغہ والا جواب بہتر ہے پہلے جواب سے۔

دوسدی وجه : کرمبالغہ والے جواب میں صرف ایک مجاز پایا جاتا ہے۔ ایک مجاز اس طرح ہے کہ مصدر مبالغہ کے لیے جا در پہلے جواب میں مجاز درمجاز سے درمجاز درمجاز اس طرح ہے کہ مدی کواسم فاعل کے معنی میں لیس مے اور پھراس کو مایول کے اعتبار سے لیس مے۔

مانده: مفعول کے لیے مال بنانا یزیادہ بہتر ہاس وجہ سے کہ بیمقام صلوۃ وسلام ہے۔مقام حرنبیں ہے۔

مفعول لدى صورت مين معنى بير بي معلوة وسلام مواس ذات پرجس كوالله نے بيجا بدايت كے _____

حال۔ کی صورت میں معنی یہ ہوگا۔ کہ اگر فاعل سے حال ہوتو معنی یہ کہ بھیجا اللہ نے رسول کو درانحالیکہ درانحالیکہ رسول کو درانحالیکہ رسول اللہ عادی ہیں۔ رسول کو درانحالیکہ رسول اللہ عادی ہیں۔

قول المستداد مصدد مبنى المنعول التوليس شارح يزوى دوباتيس كى إلى - يبلى بات كراس شارح يزوى دوباتيس كى إلى - يبلى بات كراس شارح يزوى دوبا تيس كى إلى - بات كراس أن يروارد مون والاعتراضات كاجواب قد كليب : (هو) ضمير كامرجع لفظ الله بيالفظ رسول الله اورب الاهنداء جار مجرور ملكر متعلق بهد حقيق كاور حقيق البيام متعلق سي لكر فرب هوكى - مبتداء فبر ملكر جمله اسمية فريه بوااور اهنداء بمعنى بدايت حاصل كرنا -

سوال: ماتن پر بیاعتراض داردہوتا ہے کہ خمیر کا کوئی نہ کوئی مرقع ہوتا ہے قدمتن میں عوضیر کا کیا ہے۔ جس میں دواخمال ہیں کہ(۱) اس کا مرجع لفظ الله ہوگا (۲) اس کا مرجع حضور ہوں گے۔ اور بیددونوں غلط ہیں۔ اس لئے کہ اس کا مرجع لفظ الله بنائیں تو ترجمہ یوں ہوگا کہ دہ اللہ ہدا ہت پانے کا زیادہ حقد ارہے۔ حالانکہ بیلکل غلط ہے اس سے نہ صرف ہوتی ہوتی ہے بلکہ کفرلازم

آ تا ہے۔ کیونکہ اللہ کے لئے احتیاج الی الغیر ثابت ہوتی ہے اور اگر اس کا مرجع حضور کو بنا کیں تو اس مص

پھر بھی سوءادب لازم آتاہے۔

جواب: اهتداء مصدراتم مفعول معنی میں ہاب معنی کے ہوگا کہ وہ الدر معتدی بننے کے

لائق ہیں یاوہ رسول اللہ مستدی بننے کے لائق ہیں۔

سوال: جسسے پہلے ضابطہ جان لیں۔

معلمه فالزي ساسم مفول اورفعل مجول بيس-

سول کا عاصل مفعول اورجمول تومتعدی فعل کے لیے آتے ہیں۔ یہ اهتداء باب لازی

ہو آ پاسم مفول اور فعل مجہول کے معنی کیے لے رہے ہیں۔

جواب جس سے پہلے ضابطہ جان لیں۔

منسه بسطه : لازی سے اگرمتعدی بنانا ہوتو (به) کے ذریعے بن سکتا ہے۔ جیسے پیشسو ف بسامہ مشسو و ف بدل سے دوجواب ہیں۔

ہوں۔ بدخت میں سے موجود ہو ہوا ہے ہے۔ پورے معرف اور کا بیان کردہ جواب سے ہے کہ جب فعل لازم کے بعد ہاء آ جائے تو دہ

متعدی ہوجاتا ہے جس طرح ذھب نعل لازم ہے لین جب اس کے بعد باء آئی تو یہ متعدی ہوجائے گا ہوگیا ذھبت ہے بدید تو اس طرح اھنداء کے بعد باء کوذکر کریں گے تو یہ بھی متعدی ہوجائے گا جسے ان بھندی بد۔

جواب فلن : ہم اس كوشى للفاعل بناتے ہيں تواس وقت اعتراض نبيس رہے گا۔

جواب على . ١ م الون من المام إلى و الرف الرف الرف الرم المام الما

حقیق اس جملہ کا ماقبل سے ربط بیان کردہ ہیں یعنی تحوی ترکیب کا بیان ہے

جس سے پہلے چندمسائل جان لیں۔

(۱) جملہ خبر مینکرہ کی صفت بن سکتی ہے

(٢) حال متراوف كهتي بي كدايك ذوالحال سے دوحال بن رہے مول ـ

(۳) حال متداخلین کہتے ہیں کہ دوسراحال پہلے حال کی ضمیر ہے ہو۔

(4) جمله استینا فیرسوال مقدر کا جواب ہوتا ہے

دبط بما حبل: شارح نے جاراحمال بیان کے ہیں۔

مهلا احتمال كم هوبالاهتداء حقيقية جملماسميه صفت عدى كرهموصوفى

موسسوا احتمال : بهجمله حال مترادف ب حدى كالعن هدى اكرفاعل ع حال ب توبه جمله

بھی فاعل سے حال ہوگااوراگر وہ مفعول تو بیر بھی مفعول سے حال ہوگا معنی پیہ ہوگاھدی کا

درانحالیکہ وہ اللہ هادی ہیں اور دارنحالیکہ وہ اللہ مھتدی بننے کے لائق ہے اگر مفعول ہے تو معنی پیہ

ہوگا کہ درانحالیکہ وہ رسول اللہ هادی بھی اور درانحالیکہ وہ رسول اللہ معتدی بننے کے لائق ہیں

تیسیدا احتمال: به جمله حال متداخل مولینی هدی جمعن ها دیا اور ها دیا کی خمیرے حال بنایا جائے معنی وہی رہے گا۔

کیونکہ حال اسم فاعل اور اسم مفعول کی حالت کو بیان کرتا ہے۔

جوتب احتسال : یہ جمله احتیا فیہ کہ ایک سوال مقدر کا جواب اس صورت بیں اس کا تعلق مفعول سے ہوگا لیعنی رسول اللہ ہے۔

سوال: كررسول الله كوها دى بنا كركيون بهيجا كيا_

جواب: هو بالاهتدى حقيق اس ليه كدرسول الدمستدى بنخ كي لائق بير

پانچوان احتمال: جوکہ شارح نے بیان نہیں کیادہ یہ ہے کہ یہ جملہ حال ہے کیکن نہ حال مترادف ہوں اور نہ حال متداخل بلکہ بید دنوں حال مستقلہ ہوں گے۔ ہدی اگر فاعل ہے حال ہوتا تو

بيجمله مفعول ساورا كرهدى مفعول ساتواسك برعس موكار

: فَوْلُهُ : وقس على هذا نوراً مع الجملة التالية يعنى نوراً

ترجمه: ـ اورای پرنور ابه الاقتد ، کوتیاس کرلوب

اس پروہی تقریر ہوگی جومدی پرگزری ہے اورایسے وب الاقتداء بلیق کا ماقبل کے ساتھ ربط

وى بوكاجوا بحى كزراب_

: فوله: : به متعلق بالافتداء لا بيليق فان افتداء نا به عليه السلام انها يليق بنا

لابه فانه كمال لنا لاله وح تقديم الظرف لقصد الحصر والاشارة الي ان ملته

نا سخة لـمـلل سائر الانبيا، واما الافتدا، بالانهة فيقال انه افتدا، به حقيقة او

يقال الحصر أضافي بالنسبة الى سائر الأنبيا. عليهم السلام

ترجمه اورماتن كاقول به متعلق بالاقتداء كساته ينكه يليق كساته كيونك في كالفيظم كِ ساته اقتداء كرنا مارك لائق ب نه كه ني مَالَ اللَّهُ كُو كِيونكه بيد مارك لي كمال ب- نه كه ني مَالْيُكُمُ كَ لِيه اوراس وقت ظرف كواقداء يرمقدم كرنا حمر كاراده سے باوراس بات كى طرف اشارہ کرنے کے لیے ہے۔ کہ ملت محمد یہ باقی تمام انبیاء کی ملتوں کے لیے ناسخ ہے۔ بہر حال اماموں کا افتد اء کرنا تو کہا جائے گا یہ درحقیقت نبی مَالِیُکِیْم کی افتد اء کرنا ہے۔ یا کہا جائے گا۔

که حصراضا فی تمام انبیاء کی بنسبت ہے۔

: فتوك: بد متعلق بالافتدا شارح ايك سوال مقدر كاجواب ديناج بي ي

سرال: بمتعلق ہوگی پلیق کے ساتھ اب معنی بیروگا کدافتد اءکرنا ہی رسول اللہ کی رسول اللہ کے لائق ہے میمعنی بالکل باطل ہے کیونکہ رسول اللہ کی افتد اء کرنا بید ہمارا فائدہ ہے ہمارے لائق

جواب: بيلين كساته متعلق نبيل بلكه يمتعلق بالافتداء ك-اب معن صحيح موكا كدرسول الله کی افتداء کرنالائق ہے۔

: فتوله: حيننذ والاشارة: سوال كاجواب ب

سوال: حضرت صاحب الريه متعلق ب اقتداء ك تو پهريول كهنا جا ب قالاقتداء یلیق به تقدیم کی کیارجہ ہے۔

:جواب: کہم نے (به)معمول کوعامل سے مقدم حصر پیدا کرنے کے لیے کیا کیونکہ قانون ب تقديم ماحقه التاخير يفيد الحصر والاختصاص ـ

والاشادة اما ایک سوال کاجواب ہے

سوال: حفرواليمنى سن الدوكيا بوا-

: جسواب: حصرے بیفائدہ ماصل ہوا کہ اس سے بیہ مجمادیا کہ پہلے والی تمام شریعتیں اور اویان منسوخ ہو گئے ہیں لیمنی مرف رسول اللہ کی اقتداء کرنی ہے نہ کہ پہلے انہیاء کی اور ان کے

ادیان سون ہوسے ہیں سی سرت رحوں اللہ کی استداء سری ہے نہ کہ چہے املیاء کی اور ان کے ادمیان کی۔

اما الاهتدار ... دوله: ایک سوال کاجواب ب

سوال: جس طرح پہلے انبیاء کرام میھم السلام کی اقتداء منسوخ ای طرح ائمدکرام کی اقتداء مسول: جس طرح پہلے انبیاء کرام می اقتداء کرتے ہو بھی باطل ہوئی۔ حالانکہ تم ایکسدے والجماعت آئمدار بعد کی اقتداء کرتے ہو۔ آئمدار بعد۔ امام ابوطنیفہ امام مالک اللہ امام احمد بن طبل اس کے دوجواب ہیں۔ جواب اول: آئمدکرام کی اقتداء حقیقتار سول اللہ کی اقتداء ہے کیونکہ آئمدکرام اپنی طرف سے مسائل نہیں بناتے بلکہ قرآن وحدیث سے اسخراج واستباط کرتے ہیں۔

جواب دوم: جس سے پہلے ایک بات جان لیں۔

حصد کی دونسمیں : حفرقیق دعراضافی

حسب حسقیقی :وه ہوتا ہے کہ محصور محصور الیہ میں اس طرح بند ہو کہ باتی تمام ماعدائے فی ہوجائے۔

حصید اخسان : وہ ہوتا ہے کی محصور الیہ میں اس طرح بند ہو کہ بعض کی نبی ہوا در بعض کے بارے میں نبی نہ ہو بلکہ دہاں سکوت ہو۔

جواب فان کا حاصل: یہ ہے کہ یہال حصراضا فی ہے کہ حضور کالایا ہوادین باتی تمام ادیان سابقہ کے لیے ناسخ ہے اور باقی تمام ادیان منسوخ ہیں یعنی کدانبیاء کے قبیل سے تو صرف حضور کی بی افتدا کی جائے گی سباقی آئمہان کے بارے ہیں سکوت ہے۔ اور آئمہ کی افتداء کو خارج نہیں کیا گیا۔

متن وعلى آله واصحابه الذين سعدو افي مناهج الصدق بالتصديق وصعد وا في معارج الحقّ بالتحقيق

ترجمہ:۔اوررحمت کاملہ نازل ہوآ پ مُلاہی آل اوراصحاب پر جنھوں نے سچائی کے راستوں پر بسبب تقیدیق کے کامیا بی حاسل کی اوروہ چڑھے تن کی سیرھیوں پر بسبب تحقیق کے۔

: تَوْلُهُ: وَعَلَى الَّهُ:. اصله اهل بدليل اهيل خص استعماله في الاشراف

وال النبي ﷺ عترته المعصمون

ترجہ:۔مصف کا قول و عملی آلد۔ آل اصل اهل ہے اهیل کی دلیل سے۔خاص کیا گیااس کی استعال کواشراف میں اور نبی مُلاکھی کی آل سے مرادوہ گھروالے ہیں جومعموم ہیں۔

: توك: على آله اصله اهل

اس قول میں شارح تین باتیں بیان کرےگا۔وویہ ہیں کہ آل اصل میں کیا تھا (۲)ال اورامل میں کیا فرق ہے (۳) آل کامعداق کون لوگ ہیں۔

مهلی ملت: آل اصل میں کیا تھا۔

اس میں اختلاف ہے بھر یوں کا اور کو فیوں کا۔ بھر بین کہتے ہیں کہ اس کی اصل اہل ہے اور کو فی کہتے ہیں کہ اس کی اصل اول ہے۔

مسمور و کس دارق دان کی دلیل بیب که اس کی تصغیر اهیل آتی ہے اور قاعدہ بیب که اسمور و کسی دان کی دلیا ہے کہ اسمور میں اسمار میں اسمار کی کہ ماء کو خلاف قیاس ہمزہ سے تبدیل کردیا پھر آمن ایمانا والے قانون سے آل ہوگیا۔

کو میین کی دلیل: اورکوفین دلیل دیج ہیں کہاس کی تعنیرادیل آتی ہےاور قاعدہ یہ ہے کہ تعنیرادیل آتی ہےاور قاعدہ یہ ہے کہ تعنیرالفئی ریدہ الی اصلہ اور پھر قال والے سے کہ واؤمتحرک ماقبل مفتوح تھا تو اس کوالف سے تبدیل کر دیا تو آل ہوگیا۔

ا منام محسسان : امام کسائی فرماتے ہیں کہ بید دونوں الگ الگ ہیں۔ وہ اس لیے کہ وہ فرماتے الجہ میں ایک دن ایک و بہات میں گیا تو میں نے سنا کہ ایک دیہاتی کہدر ہاتھا کہ آل اویل ۔اهل اهیل تواس سے معلوم ہوجاتا ہے کہال کی اصل اہل بھی ہے اور اس کی اصل اول بھی ہے۔

موسرى بات: آل اورائل مين فرق ان دونول مين كل ما وتم كفرق بير

(۱) آل کی اضافت ذوی العقول کی طرف ہوتی ہے۔اور اہل کی اضافت ذوی العقول اور غیر مرماحة المدن کی کا ف

غیر ذوی العقول دونوں کی طرف۔

(۲) آل کی اضافت ند کر کی طرف ہوتی ہے۔اور اہل عام ہے جاہے اس کی اضافت ند کر کی طرف ہویا موثث کی طرف۔

(۳)اس کا استعال اشراف کے لیے ہوتا ہے جاہے وہ شرافت دنیاوی ہو یا اخروی۔شارح نے صرف یمی تیسرافرق بیان کیا۔

(۳) آل کی اضافت ضمیر کی طرف نادر (قلیل) ہوتی ہے۔اور اہل کی اضافت الی الضمیر اکثر ہوتی ہے۔

قیمسری جات: آل کاممداق-اس میں چیول ہیں۔

(۱) کل تق فعوآ لی (۲) بوہاشم۔اس کی نسبت امام شافع کی طرف ہوتی ہے۔

(٣) بنو ہاشم اور بنوعبد المطلب بین -اس کی نسبت امام ابوطنیفی طرف ہے۔

(۳) بی تول روافض کا ہے کہ آل سے مراد حضور کی بیٹیاں ہیں اوران کا ایک داما داور پھر بیٹیوں میں سے بھی حضرت فاطمہ کی شخصیص کرتے ہیں۔

(۵) آل سے مراد حضور کی از واج مطہرات ہیں اور بعض نے اس میں بیٹیوں کو بھی شال کیا ہے

(٢) آل كامعداق جمع قريش ببرحال سب يهتر ببلاقول باس كے بعدول ب-

ند مب اول میں جولفظ آل تھااس کی تشریح کرنا جاہتے ہیں۔شارح کہتے ہیں کہ آل کا اصل اهل

ھاء کوھمز ہ سے تبدیل کیااءل ہوا پھرآ من دالے قانون سے ال ہوا۔

مليل: ليكن وليل ساكيك ضابطه ياور تعيل.

صد الصغير وف محد وفداور تبديل شده والسلال قي ہے۔

حاصل دبیں: کہ آل کا اصل اہل ہے اس کی دلیل ہے کہ آل کی تفیر اعیل ہے چونکہ تفیر میں ماء ہوئی تعنی اصل ۔ حاء ہے لہذا ال اصل میں حاء ہوئی یعنی احل ۔

ا سوال : اعلى المراه سے كون تبديل كيا كيا ہے-

جواب: قریب الحرج ہونے کی وجہ سے یعنی ہمزہ اور ہاءقریب الحرج ہیں۔

: متوك : واصحابه هم المومنون التوله من شارح صرف ايك بات كوبيان ب- ال صحاني كي تعريف كياب ليكن استكملاده ايك فائده بيان كياجائي كا -

صحابہ۔اس کا مادہ صحب یعنجب ہے۔ بمعنی ساتھ ہونا۔اور صحابی کو بھی صحابی اس وجہ سے کہتے ہیں اور صحابی کی تین جمع آتی ہیں۔ایک صحابہ ایک صحب اور ایک اصحاب آتی ہے ان نتیوں میں سے صحابہ خاص ہیں اور باقی اصحاب اور صحب عام ہے۔صحابہ اس وجہ سے خاص ہے کہ اس کا اطلاق مصرف حضور کسے ساتھیوں پر ہوتا ہے اور باقی دونوں اس وجہ سے عام ہیں کہ ان کا اطلاق حضور کے ساتھیوں پر ہمی ہوتا ہے اور باقی انبیاء علیہ السلام کے ساتھیوں پر ہمی ہوتا ہے اور باقی انبیاء علیہ السلام کے ساتھیوں پر ہمی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

صحب کی تعریف: اس میں چندا توال ہیں۔ شارح نے مرف ایک بی تعریف کی ہے۔

(١) محالي كي تعريف سيكل سي كدهم الذين راواالنبي مع الايمان ولولحظة

لیکن اس تعریف میں تعمل ہے کیونکہ اس سے نابینا محابہ نکل گئے۔

(١)هم الذين ادركواصحبة النبيّ ولولحظة سواء كان في صغرهم اوفي كبرهم.

اور برتعریف سب سے بہتر ہے کیونکہ اس میں عموم ہے اس میں تمام صحابد داخل ہو گئے۔

(٢) ههم الذين ادركو اصحبة النبيّ واطالوامعه الملازمة

کیکن میتعریف بھی ناقص ہے کیونکہ اس سے بھی وہ صحابہ نکل جاتے ہیں کہ جنہوں نے حضور کی محبت کوتھوڑی دیریایا۔اوراس کے بعدان کی ساری شربا ہرگزرگی۔

سروال: شارح نے صحابی کی جوتعریف کی وہ غیر کامل ہے کیونکہ موت علی الایمان کی قیرنہیں

ہوگی۔اب جواب یہ ہے کہ المومنون مشتق ہےاس پر عظم لگایا جار ہاہےاس کی علت مصدرا بمان بے گی اسی سے سمجما جاتا ہے موت علی الا بمان کی قید کیونکہ جب علت نہیں ہوگی تو معلول علم نہیں

ہوگا تھم نہیں ہوگا تو محانی کی تعریف اس پرصادق نہیں۔ فائدہ۔ایک آ دمی نے ایمان کی حالت میں حضورصلی اللہ علیہ دسلم کود یکھالیکن اس کے بعدوہ مرتد

قائدہ۔ بیک اون ہے ایمان می حالت میں مسور می اللہ علیہ وسم و دیکھا یہ ن اس سے بعد وہ سرمد ہوگیا اورا گروہ اس ارتد او کی حالت میں مرکیا تو وہ کا فر بی مراکیکن اگر وہ دوبارہ ایمان کی حالت

میں واپس آ حیاتو کیااس کو صحافی کہیں ہے یانہیں۔اس میں دوقول ہیں۔

قول اول - كدوه دوباره محابيت مين داخل موجائيس محاوريةول بهتر ہے۔

قول ٹانی۔ کہ وہ محابیت میں داخل نہیں موں کے۔روئیت اول ختم ہوجائے گی۔روئیت ٹانی کا

اعتبار ہوگا۔ اگر دوسری مرتبہ حضور کا دیکھ لیا تو مجروہ صحابی کہلائے گا درنہ و صحابی نہیں کہلائے گا۔

: قرك: "في مناهج جيو منهج وهو الطريق الواضح

ترجمه مناجج مینج کی جمع ہے اور وہ واضح راستہ ہے۔

يرك: الصدق الخبروالاعتقاد اذا طابق الواقع كان الواقع ايضا مطابقا له

فيان ليميضاعيلة مين التطرفين فهو من حيث انه مطابق للواقع بالكسر يسمى

صدقاومين حيث انه مطابق له بالفتح يسمى حقاوتد يطلق المبدق والحق

على نفس المطابقة ايضا

ترجمہ۔صدق: خبراوراعقاد جب واقع کے مطابق ہوتونفس الامریس بھی خبر واعقاد کے مطابق ہوگا۔ پس بلا شہہ باب مفاعلہ طرفین سے ہوتا ہے۔ پس اس حیثیت سے کہ وہ مطابق کسرہ باء کے ساتھ (بصیغہ اسم فاعل) ہے تواس کا نام صدق رکھا جاتا ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ مطابق ہے فقہ باء کے ساتھ (بصیغہ اسم مفعول) ہے تواس کا نام جق رکھا جاتا ہے اور بھی صدق اور حق کا اطلاق صرف مطابقت پر بھی ہوتا ہے۔

صدق وكذب

: عوك : المسدق والخبروالاعتقاد فند يطلق : ال قول من شارح مرف

دوباتیں ذکری ہیں۔

(۱) کەمىدق اورىق كامعنى كيا ہے۔(۲) مىدق اورىق ميں كيا فرق ہے۔

مہلی بات کے سبحنے سے پہلے دونوائد کا جاننا ضروری ہے۔

فائدہ: کرتفنیہ چار چیزوں سے ل کر بنرا ہے یعنی ڈھانچ تفنیہ چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے دہ یہ
ہیں۔(۱) موضوع (۲) موضوع کا تصور (۳) محمول (۴) محمول کا تصور۔اورا یک وہ پانچ یں چیز
جواس ڈھانچہ کی روح ہے وہ نسبت تامہ خبریہ ہے اگر نسبت نہ ہوتو تب بھی ڈھانچہ کے لیے روح
نہیں بن سکتی جیسے زید و عمر اورا گرنسبت تو ہولیکن تامہ نہ ہو بلکہ ناقص ہوجیسے غلام زید۔

یں بن مانیے رید و معکور اورا ترجیت و ہویان مدید ہو بلدانا اورا گر نسبت بھی ہواور تامہ بھی ہولیکن خبر بینہ ہو بلکہ انشا ئیر ہوجیسے اصسوب و لانسصسوب بلکہ

نسبت تام خرريكا مونا ضروري بيصي زيد قائم

فائدہ یہ ہے کہ نسبت تین طرح کی ہوتی ہے۔(۱) نسبت لفظیہ یا ملفوظہ(۲) نسبت عقلیہ یا معقولیہ یا ذھنیہ۔(۳) نسبت خارجیہ۔

نسبت نغطيه: دونست بكرآب بولين زيرقائم يعنى زير كمراب_

نسبت عقلیہ: وہ نبت ہے کہ ذہن میں ایک مفروضہ مووہ یہ کہ آپ قیام کوزید کے لیے ٹابت کریں۔

نسبت خلاجیه: وه نسبت به کرنست لفظیه اورعقلیه اگر نفس الامر یعنی خارج میں اس کے مطابق ہوں تو بید مطابق ہوں تو بید

صدق ہے اور اگر خارج کے مطابق نہ ہوں تواس وقت ریکذب ہے۔

اب پہلی بات کو بیان کرتے ہین کہ صدق اور حق کامعنی کیا ہے۔

مدق اگرنسبت عقل اورنسبت لفظی بیمطابق مول نسبت خارجید کے توبیصدق ہے۔

حق ۔ اگرنست خارجیہ بیمطابق بن رہی ہواس نسبت عقلیہ اور لفظیہ کے لیے اور وہ دونوں اس کے لیے مطابق بن رہی ہوتو ہیت ہے۔

نبىت لفظيه وەنسبت ہے كەآپ بوليس زيد قائم ليحن زيد كمراہے۔

نسبت عقلیہ وہ نسبت ہے کہ ذہن میں ایک مغروضہ ہووہ پیر کہ آپ قیام کوزید کے لیے ٹابت کریں۔

فائدہ۔بیطابق باب مفاعلہ سے ہے اور باب مفاعلۃ کا ایک خاصہ شترک ہے جیسے صادب زید و عسم یہال زیداور عمر ایک دوسرے کا فاعل بھی بن رہے ہیں اور ایک دوسرے کامفعول مھی بن رہے ہیں۔

بعض حضرات نے کہا کہاپ کا بیکہنا کہ وہ مطابق ہوں اور وہ اس کے لیے مطابق ہوں بیتحریف کرنا اوراس پرانحصار کرنا صحیح نہیں ہے۔

مدن وه ب كفريعن تول اساني اوراعقاد جناني واقع كمطابق موجيع زيد قائم واقعة زيد كمر امو-

مسق : كروا تعذير يعنى قول لسانى اوراعقاد جنانى كے مطابق ہو۔ صدق كى ضد كذب اور حق كى نقيض باطل ہے۔ نقیض باطل ہے۔

كذب: خبرواقعه كے مطابق نه مو

باطل: واقع خبر کے مطابق نہ ہو۔

صدق و حق میں : حرف تغار لفظی ہاور حقیقاً اتحاد ہے کیونکہ جب خبر واقعد کی مطابق یہ صدق ہے تولامحالہ واقعہ بھی خبرک مطابق ہوگا ہے ت ہے۔

كدنب و ماطل: صرف تغاير لفظى اور هنيقة اتحاد موكا كيونكه كذب كتيم بين كرخبر واقعه كمطابق

نہ ہو جب خبروا تعدے مطابق نہ ہوگی کذب ہے تو واقعہ محی خبر کے مطابق نہ ہوگا (یہ باطل ہے)

وقد مطلق تشارح نے ان کی دوسری تعریف بیان کی ہے کفنس مطابقت پرصدق کا اطلاق ہوتا ہے اور اسی نفس مطابقت برحق کا اطلاق ہوتا ہے کیکن اس میں دوا حمّال کا لحاظ رکھا جائے گا۔وہ

اں طرح کہ جب نسبت عقلیہ اور لفظیہ بیانست خارجیہ کے مطابق بن رہی اور وہ ان کے لیے

مطابق بن رہی ہوتواس نسبت نفس مطابقت کا نام مدق ہے۔

اورا گرنست خارجیدان دونوں کے لیے مطابق بن رہی ہواوروہ دونوں اس کے لیے مطابق بن رہی ہوتو اس نفس مطابقت کا نام حق ہے۔

دونو ل معریفول میں تھوڑا سافرق ہے۔ پہلی تعریف میں اعتقاداور خبر موصوف تھے اوراس دوسری

تعریف میں نفس مطابقت موصوف تھا۔

دوسریبات مدق اور حق مین تین فرق ہیں۔

(۱) ان کی تعریف میں گزرچکا ہے۔

صادق اور حق عام ہے جاہے وہ اعتقاد کے ساتھ ہویا دین کے ساتھ ہویا نہ جب کے ساتھ ہویا قول کے ساتھ ہو۔

(۳) صدق کی ضد کی کذب ہےاور حق کی ضد باطل ہے۔

شارح نے صرف پہلافرق تعریف کے حمن میں بیان کیا ہے۔

وقد يطلق: سے شارح ايك سوال مقدر كاجواب دينا جاتے ہيں۔

سوال: سے پہلے ایک بات جان لیں۔ کددور باطل ہے۔

مور: کہتے ہیں کہ اخذ المحدود فی الحد کہ عرف کوتع یف میں فرکر تا۔

سوال كا حاصل بيہ كرفضية خركى تعريف كى جاتى ہے۔ المحبو ها يحتمل الصدق والتحدب اور صدق كذب اور صدق كذب اور صدق كذب كر غير مطابق كو كہتے ہيں۔ اب خرر كى تعريف بيه وجائے كى المحبود ما يحتمل المحبود المطابق و حيو غير المطابق اور بيدور ہے جو كہ باطل ہے۔

جواب: یسوال دوروالا تب لازم آتاجب صدق کی تعریف کی جائے خبر مطابق اور کذب کی خراب خبر مطابق اور کذب کی خبر غیر مطابق وغیر مطابقه خبر غیر مطابقه کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی ساب خبر کی تعریف یہ موجائے گی ساتھ کے ساتھ کرتے ہیں۔اب خبر کی تعریف یہ موجائے گی سال خبیر ماید حدمل المطابقة وغیر المطابقة اس صورت دور لازم نہیں آتا۔

نوك: بالتصديق متعلق الغ شارح بالتعديق كامتعلق بتانا چا بيخ بيل - بالتعدين كوى تركيب بيه كداس كامتعلق ب سعدوا تواس وقت عبارت الذين سعدوا في مناهج الصدق بالتصديق اور باسبيه مطلب بيه وگا كروه صحابه كامياب بوك بسبب تقديق ك والا بي مطلب بيه وگا كروه صحابه كامياب بوك بسبب تقديق ك والا بي بين المحتى بي كامعنى بي بوگا اور بعض اوقات كى چيز كا ماده ام له والا بي دوسر بي چيز كا ماده ام له بوتا به واراس كامعنى حفاظت به اور بعض اوقات بيدونول ايك دوسر بي برصادق آت بيل بي اور اس كامعنى حفاظت به اور بعض اوقات بيدونول ايك دوسر بي برصادق آت بيل بخويول كنزديك تقديق كى اصطلاح تعريف بيه به كهى آدى كوجهونا بون سياس طرح بي بيانا كه خود مصدق كادل بهي مطمئن بوجائه اور منطق ان كنزديك اصطلاح تعريف بيه كها كرا مي بيانا كه خود مصدق كادل بهي مطمئن بوجائه اور منطق ان كنزديك اصطلاح تعريف بيه كها كرا دي بيانا كه خود مصدق كادل بهي مطمئن بوجائه اور منطق ان بي بردي بول اور وه ان كه ليم مطابق بن ربي بور اور وه ان كها ليله عليه دي به و تعديق كمتر بي بور الله عليه اله الله عليه الله عليه الله عليه الميان الميا

وسلم

: منوله : مدهدوا فن معادج المحق : عشارح توضيح متن كررب بيل-جس ميل دو كلت

بیان کئے ہے ایک علم معانی والوں اور ایک نکت علم نحو کا ہے۔

علم معانی کا نکتہ یہ ہے کہ انہوں نے صعدوا فی معارج الحق کو کنا یہ مرادلیا ہے۔ بلغواقصی موانب الحق سے کہ وہ بی کے حق کے تقام مراتب میں یعنی ایسا کوئی مرتبہیں ہے جس تک وہ نہ پہنچ ہوں اور صعود یہ لازم ہے بلوغ کو اور بلوغ لازم ہے صعد واکو۔ اور لازم سے ملزوم مرادلینا یا ملزوم کم کر لازم مرادلینا یہ کنا یہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ الکنایة ابلغ من الصویح ۔ کہ کنا یہ صرت کے سے زیادہ بلغ ہوتا ہے اس وجہ سے کہ جو چیز خود عمل سے سوچ کر نکائی جائے تو وہ ذہن میں محفوظ ہوتی ہے اور کہواور دوسرا یہ کہ مرت کے جو الفاظ میں صراحاً نہ کور ہواور دوسرا یہ کہ مرت کے جو الفاظ میں صراحاً نہ کور ہواور دوسرا یہ کہ مرت

چیز ذہن سے جلدی مث جاتی ہے لیکن کنامیہ چیز نہیں مٹی۔ کہ وہ صحابہ تل کی آخری سیار همی پرچڑ ھے گئے۔

فلن الصعود الغ: عشارح ايكسوال مقدر كاجواب ديناج بي -

سوال: جس سے بہلے ایک ضابطہ محولیں۔

معلمطه: جب جمع كي اضافت بومعرف باللام كي طرف موتواستغراق والامعني موتا ي-

سوال المحارج بمع ہاس کی اضافت ہالت قد معرف باللام کی طرف تو معنی استغراق والا ہوگا۔ کہ وہ محابث کی کم مسٹر حیول پر چڑھ کئے اے شارح صاحب آپ نے آخر سٹر ھی پر چڑھے کی محادث کی مسئر میں کہاں سے نکال لیا۔

جواب عفرت صاحب تمام مرتبول تمام سرهیول پرچ هنالازم ہے آخری سیرهی پرچ دھنے کو ہم نے منزوم کامعنی لازم کے ساتھ کردیا کوئی گناہ ہیں کیا۔

: قوله: مالقحقیق : شارح اس قول میں دوبا تیں ذکر کی ہیں۔(۱) نحوی ترکیب بالتحقیق کا متعلق (۲) وار دہونے والے اعتراض کا ایک ہی لفظ میں جواب۔

مہلی بات۔اس کی تر کیب میں دواحمال ہیں۔

پہلا اخمال: ہسالنسحہ قیق بیرجار مجرور متعلق ہو صعد وا کے ساتھ اس صورت میں بیظرف لغوہوگا۔ اس وقت عبارت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ وہ چڑھے حق کی سٹر حیوں پر تحقیق کے ساتھ (لینی حق کوحق سمجھتے ہوئے) یہاں برنی بمعنی علی کے ہوگا۔

دوسرااحمال : بالتحقیق جار مجرورظرف کو محلق محذوف (معلبس) کے متعلق کریں اور معلبس اسم فاعل اینے فاعل اور متعلق سے ل کرشہ جملہ ہو کرینجر ہوگی مبتدائے محذوف کی ہسسلا الحکم کی۔ اس ھذامشارالیہ ہے الذی صعدوا فی معارج الحق ہوگا۔ کمل عبارت اس طرح ہوگی۔ اللہ ین صعدوا فی معارج الحق هذا الحکم معلب بالتحقیق لینی یہ صعود علی معارج الحق کا تھم لینی مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے جو محالہ پر تھم نگایا کہ وہ کا میاب ہوگئے ہے تھے تھے تھے ہے۔

اس صورت میں بیظرف مشقرہ۔

(۲) مانده: ظرف لغو کہتے ہیں کہاس کامتعلق ندکور ہواورظرف مشقر کہتے ہیں کہاس کامتعلق مقدر ہو ذکور نہ ہو۔

وجه مسمید: ظرف متفر کوظرف متفراس لیے کہتے ہیں کہ متعلق مقدر ہوتا اور پیظرف اس کی جگہ تمرا ہوتا ہے۔ اور ظرف انوکوظرف لغواس لیے کہتے ہیں کہ اس کامتعلق فدکور ہوتا ہے اور بید ظرف اپنے متعلق کی جگہ ندٹھرنے کی وجہ سے لغو ہے۔ اس لیے

سوال: قانون ہے کہ جو بھی متعلق ہوگا وہ افعال عامد میں سے ہوگا کیونکہ بیتمام افعال کوشامل ہو تا ہوں ہیں۔ ہوتے ہیں اور بیہ جومنہ للبسس ہے بیا فعال عامد میں سے نہیں ہے کیونکہ افعال عامد جارہیں۔ (۱) کون (۲) حصول (۳) جموت (۴) وجود۔ اور متلبس افعال عامد میں سے نہیں ہیں۔

:جواب: اس كروجواب بين _(۱) على سبيل الترقى _(۲) على سبيل النزل_

جواب اول على سيل الترق - كم بم آب ك قاعد عكوبالكل نبيس مانت كيونك آب كا قاعده

خودساختہ اور من گھڑت ہے وہ اس لیے کہخود میرسید شریف اور سیبویہ اور دوسرے آئمہٹونے ہے کہا ہے کہ اس کامتعلق افعال عامہ میں ہے بھی ہوسکتا ہے اور دیگر افعال سے بھی ہوسکتا ہے تو جب انہوں نے کہاہے تو تم اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہو۔

نجواب نائم علی سبیل النز ل-کٹھیک ہے ہم آپ کے قاعدے کو مان لیتے ہیں کین افعال عامہ کی دوستمیں ہیں (۱) مشہورہ (۲) غیر مشہورہ ۔افعال عامہ مشہورہ تو وہی جار ہیں کون حصول عامہ کی

ع حمل در میں بین رہ کہ باروں رہ کی سر میں اور اور میں میں میں ہورہ دروں ہور ہیں وی ہے۔ حول _ شبوت _ وجود _ افعال غیر مشہورہ وہ میہ ہیں _ لصوق _لسوق _تلبس وغیرہ _

کہذا میا فعال عامہ غیرمشہورہ میں سے ہےاس لیےاعتراض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوسری بات ۔ شارح پرایک اعتراض وارد مور ہا تھااس کا جواب ہےاس دوسری بات میں ۔ وہ منابع سرید میں مصرف میں معتبات وال میں معتبات کے سات میں معتبات کے مصرف میں معتبات کی سات میں میں میں میں میں

اعتراض بیتھا۔ کہآپ نے اس کامتعلق ظرف مشتقر متلبس کو بنایا ہے تو ترجمہ یوں ہوگا۔ کہ وہ تحقیق کے قریب تھا تو گویا کہاس معلوم ہوا کہ صحابہ کی مدح صحیح نہیں ہے۔

: جسواب یہاں بیتلیس میتفق کے معنی میں ہاور قاعدہ بیہ کے قربت الشی کا اطلاق لنس شک پر ہوتا ہے۔ یعنی قرب الشک لنس الشک ہوتی ہے۔ جیسے و لا تقو ہو النونی لیعنی زنا کے قریب

مت جاؤ كويا كم تنامت كروراوراى طرح الاتقربو االصلوة وانتم سكرى

: فتوله : وبعد :. هنو من الشاينات ولهنا حنالات ثبلث لانها اما ان يذكر معها

المخناف اليه اولا وعلى الثانى اما ان يكون نصيا منسيا او منويا فعلى الاولين

معربة وعلى الثالث مبنية على الخنم

ترجمد بعدیایات میں سے ہے۔اس کی تین حالتیں ہیں۔ کیونکہ یا تو ان کا مضاف الیہ فیکورہو گا۔یانہوگا۔ٹانی صورت میں (کمضاف الیہ فیکورنہ ہو) یا تو نسیامنیا ہوگا۔یا منوی ہوگا۔پس

میلی دوصورتوں میں معرب ہوں کی تیسری صورت میں بنی علی اصلم ہوں گی۔

: متوله: بعد مو من الغايات : شارح ايك بات بيان كى ب-بعد كي حقيق - كه بعدية ظروف ين ب اورظرف كى دوسرى فتم ظرف زمان ب اور بعد قبل كوغايات بحى كهتي بيس ايك قواس وجه كه يدخودا بتداء اورانتها و يرد لالت كرتے بيس ـ

اور دوسری وجہ میہ ہے کہ مضاف الیہ انتہاء پر واقع ہوتی ہے لیکن ان کے مضاف الیہ اکثر محذوف

ہوتے ہیں اور بیان کے قائم مقام ہوتے ہیں تو کو یا کہ بیخودانہا پرواقع ہوتے ہیں۔

شارح نے اس بعدی تین حالتیں بیان کی ہے جبکہ اس کی چار حالتیں ہیں۔

وجمه حصد : - كه بعد كامضاف اليه يا تولفظون من غروره كايانيس - الرمضاف اليلفظون

میں ندکور ہوتو بیاس وقت معرب ہوگا اورا گر لفظوں میں ندکور نہ ہوتو دوحال سے خالی نہیں ہوگا یا تو

سی مدور اور میده ساوت سرب او با ارد سرت می مدور مدارد او سام مدور مدارد او این مدور مدارد و او استان مدارد او ا ده نسیا منسیا او کا یا محد دف منوی او کا اگر نسیا منسیا او تو تب بھی معرب او کا۔

ادرا گرمحذوف منوی ہوتو مجرِ دوحال سے خالی نہیں متکلم کی نبیت لفظ اور معنی دونوں باتی ہو کئے

یاصرف معنی باتی ہوگا۔اگر دونوں باتی ہوں تو اس وقت بھی معرب ہوگا۔اور اگر صرف معنی باتی

ہوتواس وقت من ہوگا۔ محذوف منوی ہونے کی صورت میں من

هاننده: بعد پرتین سوال _(۱) مبنی کیون (۲) مبنی علی الحرکة کیون (۳) مبنی علی الضم کیون _

:جسواب: بعدون اس ليے ہے كماس كوروف بنى الاصل كم شابهت ہے جس طرح حرف

دوسرے کلمہ کامختاج ہوتا ہے اس طرح میر بھی مضاف الیہ کامختاج ہوتا ہے۔

اس مشابہت کی وجہ سے منی ہے۔

ن ما المحال وجد عال المحال

سوال: من على الحركت كيول_

جن میں اصل سکون ہے لیکن یہ بعدمشا بدخی الاصل ہے اس کیے اس کوشی علی الحرکة کردیا تا کہ اصل اور شبہ میں فرق ہوجائے۔

مبنع على الضم كيول-

جواب: بعد کامعرب ہونے کی صورت میں دواعراب تھے نصب اور جر ۔ تو مبنی کی صورت میں مبنی علی الفتم کردیا تا کہ بعد کامعرب اور بنی ہونے میں فرق ہوجائے۔

: دُولَه : بِعد فهذا غاية تهذيب الكلام

منده: عمو ما مصنفین کی عادت بیهوتی ہے کہ خطبہ کے بعد مقصود سے کھھ پہلے عبارت ذکر کرتے

ہیں جس کی چند غرضیں ہوتی ہیں۔ کدا گرمصنف ماتن ہوتو تین چیزیں ذکر کرتے ہیں۔

(۱)علت تصنيف: يعنى كتاب كوكيون لكهاب-

(٢)علت تعین فن بین یفن میں نے کیوں اختیار کیااس کی کیاوجہ اور علت ہے۔

(m) کیفیت مصنف: که میری به کتاب آسان بے یا مشکل رسوال وجواب موں کے یانہیں۔

اورا گرمصنف شارح ہوتو چو چیز بھی ذکر کرتا ہے۔

(٣) كه علت تعيين تمن يعني ميس في اس كومتن كو كيون اختياركيا-

یہاں ماتن نے صرف دو چیزیں ذکر کیس (۱)علت تصنیف (۲) کیفیت مصنف۔

معد خسایت معدنیب: مصنف ماتن کیفیت مصنف بیان کررہے ہیں جس کا حاصل بیہ کہ لیہ

کتاب بہت عمدہ ہے کہ طوالت ممل اوراختصار کل سے بر کنار ہے نیز عمدہ ہونے کی وجہ سے کہ اس
میں دین و دنیا دونوں ہیں کیونکہ تہذیب کے دوجھے ہیں۔(۱) پہلا حصہ منطق میں (۲) عقائد
اسلام میں منطق دنیا ہوگئی اورعقائد اسلام دین ہوگیا۔الحاصل اس لیے بیکتاب عمدہ ہے کہ اس
میں دین بھی ہے دنیا بھی۔

سيما الولد: على تصنيف بيان كررم بي كهيس نيدكتاب البيخ بين كم ليكمى وه

قوله : فهـذا الـضاء : امـا على توهم اما او على تقديرهائى نظم الكلام وهذا

اشــارــة الى الهر تب الحاضر في الذهن من البعاني المخصوصة المعبرة عنها

بالالفاظ البخصوصة او تلك الالفاظ الدالة على البعاني البخصوصة سواء

كسان وضيع البديبسا جة قبيل التنصينيف او بنعده اذلا وجود للالضاظ الصرتبة

ولاللمعانى اينضا في الخارج فان كانت الاشارة الى الالفاظ فالمراد بالكلام

السُفخلس وان كناخت الى المعانى فالمراد به الكلام النفسس الذي يدل عليه

الكلام اللفظى

ميرابيڻا۔

ترجمہ فاء یا تو اما کے وہم کی وجہ سے ہے۔ یا اما کو کلام کی عبارت میں مقدر ماننے کی وجہ سے

ہے۔اور حذا کے ذریعے سے اشارہ ہے ان مخصوص معنوں کی طرف جو ماتن کے ذہن میں مرتب
ہیں۔جن کوخصوص الفاظ کے ذریعے سے بیان کیا گیا ہے۔ یا اشارہ ہے۔ ان الفاظ کی طرف جو
مخصوص معنی پر دلالت کرنے والے ہیں۔ برابر ہیں کہ دیباچہ کتاب لکھنے سے پہلے لکھا گیا ہو۔ یا
اس کے بعداس لیے کہ الفاظ مرتبہ اور معنی کے لیے خارج میں کوئی وجو دہیں پس اگر اشارہ الفاظ
کی طرف ہوتو مراد کلام سے کلام لفظی ہے۔ اگر اشارہ معانی کی طرف ہوتو مراد کلام سے وہ کلام
نفسی ہے۔جس پر کلام لفظی دلالت کرنے والی ہے۔

: قوله: فهذا الفه اما متوهم وهذا : عثارة ايك والمقدر كاجواب دينا

عاج بير-

سوال: فهذا برفاء کولی ہے عام طور پر بیفاء جزائیہ ہوتی ہے جواما شرطید کی جزاء پرآتی ہےادر امامه ما یکن من شیء کے معنی میں ہیں لیکن یہاں امانیس توفاء جزائیر کیسے لائے۔

المهما يكن من شيء كي من مي مي بين عين يهال المهيل توفا وجزائيه ليدال ي - المهما يكن من شيء الدير المي المين المين

جواب سے پہلے تو ہم اور تقدیر کی تعریف سمجھ لیں۔

سوهه غیر خقق الوجود کوخقق الوجود فرض کرنااسے تو هم کہتے ہیں ادربیاتو هم کلام عرب میں موجود ہیں شعر

بدالی انی لست مدرکاً مامضی

ولا سابقٍ شيئاً اذا كان جائيا

میرے لیے بیہ بات واضح ہوگئی کہ جو چیز گزر چکی ہےاس کو میں پانہیں سکتااور جو چیز آنے والی ہے اس سے بھاگ نہیں سکتا۔

طويقه استدلال: اس سے بہلے ایک ضابط جان لیس۔

ضابط ان کی خبر پر با و آتی ہے۔ طریقہ استدلال سوال وجواب کے انداز سمجھیں۔

سيوال المابق كاعطف بمدرك يراورمدرك معطوف عليه اورسابق معطوف اورقانون به

ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف کا ایک ہی اعراب ہوتا ہے لیکن یہاں مدرک معطوف علیہ منصوب

ہےاورسابق معطوف مجرور ۔ تواعراب ایک نہ ہوااس کی کیا وجہ ہے۔

جسواب: بمدرک پر باوکا تو هم کیا گیاہے یعنی غیر تقل تحقق فرض کرتے ہوئے معطوف سابق پر

مقديد: عبارت ميل ندكورنه بوليكن معنى مطلب موجود بور

اب جواب كاحاصل

(۱) فعد اپر فاء جزائيه باقى آپ نے كها كه اما فدكور نبيس تو جواب بيه كه اما يهال متوجمه يعنى مصنف في اماغير ختل كو حق فرض كرتے ہوئے فاء جزائيدلائے۔(۲) دوسرا جواب كه امتعدره هيا۔

لیکن شیع د صبی ند : دونول جوابول کورد کردیا پہلا جواب کداما متوهمہ بیجواب غلط ہے دو دیہ

ے۔

وجه اول: توهمنمویوں کے نزدیک کوئی معتبر نہیں باتی جوتم نے شعر پیش کیا توهم کے لیے تو اس کا جواب میہ ہے کہ بیضرورت شعری کی وجہ سے اور ضرورت شعری کی وجہ سے بہت می تا جائز جائز ہوجاتی ہیں۔

وجه موم: توهم اس چیز کا ہوتا ہے جوا کثر مختق الوجود ہولیکن بیاماا کثر مختق نہیں بلکہ بعض مصنفین ذکر کرتے ہیں اور بعض اما کوذکر نہیں کرتے لہذا اما متوهمہ بنانا غلط ہے۔ دوسرا جواب بھی غلط

ہے۔کہامقدرہ بھی نہیں بن سکتا۔

اوردوسرے جواب کے ضعیف ہونے کی وجہ بہ کہ اما کے مقدر ہونے کے لیے بیشرط ہے کہ فاء کے بعد فعل امریا نہی اس اسم کے بعد فعل امریا نہی اس اسم کے بعد فعل امریا نہی اس اسم کے بعد فعل امریا فعل عامل محذوف کی تغییر کرد ہا ہوچیے و ٹیا بلک فی طہر لیکن یہاں پر فاء کے بعد کوئی فعل امریا فعل میں ہے۔ فعل میں بال و ٹیا بلک کے عامل محذوف کی تغییر کرد ہاہے۔

شیع د صب نے اس کے دوجواب دیتے ہیں۔

جواب اون: فعذاء برفا تنسيريي باورفا تنسيريكواما كامونا ضروري نبين _

جواب شنس: فاء جزائيه به باقى اما فدكورنيس اس كاجواب بديك كه بعد مضن ب شرط كوجيها كه قرآن مجيد ميس ب اذ له يهتدو به فسيقولون فسيقولون پرفاء جزائيه به كونكه اذظرف معنی شرط كوشفهمن ب

: موله: وهذا اشارة سوا : ايكسوال مقدركا جواب دينا جائة بير-

سوان: هذااسم اشارہ مشارالیہ الفاظ مرتبہ جودال علی المعانی بناتے ہویا معانی مخصوصہ جن پر الفاظ مرتبہ دلالت کرتے ہیں مشارالیہ کس کو بناتے ہوجس کو بناؤ کے وہی غلط ہے اس لیے کہ اسم اشارہ کی وضع مبصر محسوں شکی کے لیے ہے اور الفاظ مخصوصہ اور معانی مخصوصہ دونوں غیر مبصر غیر محسوس ہیں۔

دونوں بناتا می جہالفاظ خصوصہ اور معانی مخصوصہ باتی جوتم نے کہا الفاظ خصوصہ اور معانی مخصوصہ اور معانی مخصوصہ فیرم مصر غیرم مصر غیرم مصر غیرم مصر غیرم مصر غیرم مصر غیرم مصر خیرم مصر محسوس کے درجہ میں رکھ کراس کی طرف اشارہ کردیتے ہیں جبیبا کہ قرآن مجید میں ہے دالکم الله دبکم المحق یہاں بھی ایسے کیا گیا ہے۔

منسادے مددی: کہتے ہیں کہ جواب غلط ہاس لیے کہ اگر خطبہ الحاقیہ بنا کر حذا کامشارالیہ کتاب کو بنا جائے جاتے تو مشارالیہ نقوش ہے گے۔اس لئے کہ الفاظ مرتبہ اور معانی کا خارج میں کوئی وجو ذہیں ہےاب معنی یہ ہوگا۔ پس یہ نقوش انتہائی صاف ستھرے ہیں۔ کیا پہلے کتابوں کے نقوش صاف ستحرے نہیں تھے اور بیر مقصود مصنف نہیں لھذا یہ عنی غلط ہے اس لیے خواہ خطبہ ابتدا سّیہ ہویا الحاقیہ بہر صورت وہی جواب صحیح ہے جوہم پہلے دے چکے ہیں۔

توك : من كانت الاشارة قوله : شارح يز دى سوال مقدر كاجواب دينا جائي بيل .

سوال: مذا کامشارالیهالفاظ بناتے ہیں ہو یامعنی ۔الفاظ بنا ناتو سیح ہے کیکن معانی بنا تا بھی سیح دنہ سے سر مدر کردہ ہوا

نہیں کیونکہ الفاظ بنا ئیں تو مطلب بیہ ہے گاہ المسكلام غیابت تھذیب الكلام ۔ کس بیا الذانا انتہائی میافی ستھی سرااذانا ویں معنی الكل سیح ویں اور اگر معانی بنائس تو معنی غالم سرگا

الفاظ انتهائی صاف مسترے الفاظ ہیں بیمعنی بالکل صحیح ہیں اور اگر معانی بنا کیں تو معنی غلط ہے گا کیونکہ کلام کہتے ہیں ما پتلفظ بہ الانسان بعنی کلام الفاظ کو کہتے ہیں اب معنی بیہ ہوگا پس بیہ معانی

انتهائي صاف متحر الفاظ مين ميمعنى بالكل غلط بالهذامعاني مشارالية قراردينا صحيح نهيس

جواب: سے پہلے ایک بات جان لیں کلام کی دوشمیں بیں (۱) کلام فظی (۲) کلام نفسی۔

كلام نفظى : وه بوتائ كهجوانسان بولتائ -

کیلام منتسب : وہ ہوتا ہے کہ جودل کے تصور میں ہویا ذہن میں اس کا ایک مفروضہ ہویا جس پر کلام لفظی دلالت کرے۔شعر۔

ان الكلام لفي الفواد وانما ﴿ جعل اللسان على الفواد دليلاً ﴿

اوراگر کلام کامنہوم الفاظ ہوں تو اس کلام کوکلام لفظی کہتے ہیں اور کلام کامنہوم معانی ہوں تو اس کلام کو کلام نفسی کہتے ہیں۔ اب جو اب کا حاصل یہ ہے کہ معانی کومشار الیہ بنانا صحح ہے باقی رہا آپ کا بیاشکال کہ معنی صحیح نہیں بنآ ۔ تو اس کا جو اب یہ ہے کہ کلام سے مراد کلام لفظی لیس تب معنی غلط بنتا ہے لیکن ہم الکلام سے مراد کلام نفسی لیتے ہیں اب معنی پس بیہ معانی انتہائی صاف ستھرے ہیں معانی ہیں۔

: فَوْلَهُ: عَالِيةً تَهِذِيبِ الكلام حمله على هذااما بنا. على الببالغة نحو زيد

عبدل او بينا، عبلس ان التشدير هذا كلام مهذب غاية التهذيب فحذف الخبر

واليم المفعول المطلق مقامه واعرب باعرابه على طريق مجاز الحذف

ترجمد غاية تهديب الكلام اسعبارت كاحمل حذاريا تومبالخ كى وجد يرجي زيد

عدل یاس وجدے ہوکہ تقدیر عبارت یوں حذا کلام معذب غایة التحذیب پس خرکو حذف کیا حمیا۔ اور مفسول مطلق کواس کے قائم مقام کیا حمیا۔ اوراس جیسا اعراب دیا عمیا مجاز حذف کے طریقے ہیں۔

قوك التهذيب حمله هوله شارح في ماتن پردارد موف والے اعتراض كاجواب ديا ہے۔ اوراس بات سے پہلے ایك بات كا جائنا ضرورى ہے كہ خبر كاحمل مبتدا پر ہوتا ہے اوراس كے ليے شرط بيسے كرخبر ذات مع الوصف ہو۔

سسسوال: که هذاالکلام مبتدا ہے اور تہذیب الکلام - تہذیب بیمصدر ہے اور نجر ہے اور بیر

وصف ہے اور وصف کاحمل ذات میمی نہیں ہے۔

دوسراجواب کربیمفعول مطلق ہے۔ خبر محذوف ہاس وقت عبارت یوں ہوگی هداال کیلام مهدنب غدایة التهذیب تو خبر کوحذف کر دیا اور مفعول مطلق کواس کا قائم مقام کر دیا اوراس کا اعراب اس کودے دیا۔

تیسرا جواب۔ کہ یہاں پر ذومضاف محذوف ہے اور عبارت اس طرح ہوگی کہ ھلذا السک لام ذو غمایة تھلذیب الکلام ۔ تو جب مبتدااور خبر کے در میان ذو کا واسط آجا تا ہے تو پھر خبر کا حمل مبتدار صحح ہوجاتا ہے اور اس کو حل بالمواطاة کہتے ہیں۔

پانچاں جواب۔ کہ یہاں پرمضاف محد وف ہے اوراس وقت عبارت بوں ہوگ۔ تھذیب ھذا الکلام غاید تھذیب الکلام۔ تواس وقت مصدر کاحمل مصدر پر ہوجائے گا اور سیح ہوجائے گا۔
(۱) مسجد عقلی: کسی شک کی نسبت غیر ما ہولہ کی طرف کی جائے یعنی جس چیز کی طرف نسبت ہونی خیا ہے اس کے بجائے کسی اور چیز کی طرف نسبت کردی جائے مثلا زید کی عادل کی طرف

نسبت کرنے کے بجائے عدل کی طرف کردیں تو بیجازعقل ہوگایا در کھیں مجازعقل میں مقصود مبالغہ ہوتا ہے جیسے زید عدل کرزیدعدل کرتے کرتے مجسمہ انصاف بن گیا۔

(٢)مجسن بالحذف: فعل ياشبه فعل كوحذف كركاس ك جكم مفعول مطلق كوهمرايا جائ جيب مسلمت مسلاما عليك المسلم كوهراديا جائر سلمت كوحذف كركاس كى جكم سلام كوهراديا جائر سلاما عليك توريجاز

بالحذف موكا

فاكره مضاف مذف كرك مضاف اليكواس كى جكه فرانا اس كومجاز بالحذف كهتي بير

جواب اول کا حاصل: تہذیب کاحمل حذا پر مجاز بالحذف کے طور پر ہے تقدیر عبارت بیہوگ۔
فہدا مہدب عابة المتهدیب محذب شبہ تعلی کو حذف کر کے اس کی جگہ تہذیب کو تعرایا گیا ہے۔
جسسواب موم: تہذیب کاحمل بطور مجازع تقل کے ہے کہ دراصل حذا کی نسبت محذب کی طرف
کرنے کے بجائے تہذیب کی طرف کردی بیجازع تقل ہے یہاں مبالغہ یوں بنے گا بیکلام صاف
ہوتے ہوتے ہوتے عین صفائی بن گئی۔

فنانده: اس جمله ندکوره کی اصل عبارت یه دهدا الدکلام مهدب غایة التهدیب کین چونکه کوفین اور بصرین کا ختلاف تقاکوفین کنزد یک التحدیب پرالف لام عوض مضاف الید کے ہماور بصرین کنزد یک الف لام عہد خارجی ۔ تو مصنف نے اس اختلاف سے بیخ کے لیے مضاف الید الکلام کوذکر کردیا۔ اب عبارت بدبن کی فهدا لکلام غایة تهذیب الکلام پر مضاف الید الکلام کوفذف کردیا اوردوسر الفظ کلام پہلے کے لیے قریند بناویا۔ لہذا عبارت بد ہوگی فهدا غایة تهذیب الکلام۔ والله اعلم

: قوله : أنس تحرير المنطق والكلام :لم يقل في بيانهما لما في لفنا التحرير

من الأشارية الي أن هيدًا البيان خال عن الحشووالزوند والمنطق آلة فانونية تعميم ميراعياتها البذهن عن الخطاء في الفكر والكلام هو العلم الباحث عن

حوال المبدا، والمعاد على نهج فانون الاسلام.

ترجمه: معنف نے کہافی تحویر المنطق و الكلام بن بیا نہانہیں کہااس ليے كه لفظ تحريش

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بیان زوائد سے خالی ہے۔ اور منطق اس قانونی آلد کا نام ہے۔ جس کالحاظ رکھنا ذہن کوفکر کی غلطی سے بیجا تا ہے۔ اور کلام دہ علم ہے۔ جس میں اسلامی قانون کے

طریقے پرمبداءاورمعادےاحوال سے بحث کی جائے۔

: توك: ولم يقل في بيانها ...

اس قول میں شارح تین باتیں ذکر کرنا چاہتے ہیں۔(۱) ماتن پر دارد ہونے والے اعتراض

اوراس کاجواب (۲)علم منطق کی تعریف ا (۳)علم کلام کی تعریف _

پہلی بات۔جس سے پہلے تمہیدی طور پر دوباتوں کا جاننا ضروری ہے۔ (۱)حشواس زیادتی کو کہتے ہیں کہ جس کا کوئی فائدہ نہ ہواورز وائداس زیادتی کو کہتے ہیں کہ جاہے

اس کا فا کدہ ہو یا نہ ہو۔

دوسری بات تحریراور بیان میں فرق تحریروہ ہوتی ہے جوحثو اور زوائدسے پاک ہو۔اور بیان

عام ہے کہ حشواورز وائد ہویانہ ہو سروال: کہ ماتن پریسوال وار دہوتا ہے کہ اس نے تحریر کی جگہ پر لفظ بیان کو کیوں نہیں استعال

کیا۔ حالا نکہ لفظ بیان واضح بھی ہے اور کثیر الاستعال بھی جب کہ لفظ تحریقیل الاستعال ہے مصنف بھی فرین کمنطق کہ میں

اور مستفین بھی فی بیان المنطق کہتے ہیں۔ : جسواب: مصنف نے ایک نکتہ کی طرف اشارہ کیا کہ ہربات کو بیان کہا جاتا ہے خواہ وہ بات

ب فائدہ ہویا فائدہ والی کین تحریراس بات کو کہتے ہیں جو کہ بیکار بے فائدہ نہ ہو بلکہ بافائدہ ہو بے فائدہ ہویا فائدہ والی کین تحریر کا لفظ لاکر بیہ تلا دیا کہ بیمبری کتاب زوائد لغووغیرہ سے نفافی ہے۔اوراگر بیان ذکر کر بھی دیتے تو پھر بیکہنا پڑتا۔کہ فسی تسحسویس المنطق والکلام وهو خال عن النحشو والزوائد ۔تواس طرح طوالت لازم آتی۔اورمتن میں اختصار کو طحوظ

رکھاجا تا ہے۔

زمان تواس يرفى كوكسيداخل كيا-

نجواب مجمی ایک معنوی چیز کوظرف بنالیتے ہیں یہاں ہم نے اس کو مجاز اُظرف کے معنی میں لیا ہے کہ جس طرح ظرف اپنے مظر وف کو گھیرے میں لے لیتا ہے ای طرح تحریر المنطق والوکلام نے تعددیب الکلام کو گھیرے میں لے لیا ہے۔

والمعنطق هي القه والعلام: شارح منطق كى تعريف كرنا چاہتے ہيں جس كا حاصل بيہ كمنطق وه المة قانونية جس كى رعايت ركھنا ذہن كوخطا فى الفكر بياليتا ہے۔

مسواند و منیود: منطق کی تعریف میں دوقیدی احترازی بین (۱) قانونید (۲) عن الخطاء فی الفکر الة جنس ہے ہرتم کے آلہ کوشائل آلہ صفت وغیرہ کوئیکن قانونیة کی قید سے آلہ صفت وغیرہ فارج ہو گئے عن الخطاء فی الفکر کی قید سے علم صرف علم الخو علم لغة اس سے خارج ہو گئے علم صرف اس لیے خارج ہو گیا کہ علم الصرف اللة قانونیة ہے لیکن خطاء فی الفکر سے محفوظ نہیں رکھتا بلکہ خطاء فی الفکر سے محفوظ نہیں رکھتا بلکہ خطاء فی العمیفہ سے بچاتا ہے اس طرح علم النحو آلة قانونیة ہے لیکن خطاء فی الاعراب بچاتا ہے اس طرح علم النح خطاء فی اللاعراب بچاتا ہے مراعاتھا کی قیدا تفاقی ہے جس سے بہتلایا کہ منطق خطاء فی الفکر سے جب محفوظ رکھتا ہے۔ مراعاتھا کی قیدا تفاقی ہے جس سے بہتلایا کہ منطق خطاء فی الفکر سے جب محفوظ رکھتا ہے۔ مراعاتھا کی قوانین کی رعابت رکھی جائے گی ورنہ منطق خطاء فی الفکر سے جب محفوظ کر ہے گی جب کہ منطق کی قوانین کی رعابت رکھی جائے گی ورنہ منطق خوکی فائدہ نہ ہوگا ہی وجدار سطوا ورا فلاطون منطق ہونے کے باوجود کا فرہوکر مرکھے۔

وجه مسمید علم منطق کو منطق اس وجه کہتے ہیں کہ بنطق بنطق سے ہاس کے معنی ہے بولنا۔
اور چونکہ علم منطق سے نطق طاہری اور نطق باطنی میں کمال حاصل ہوتا ہے نطق طاہری کا مطلب لکلم
ہے یعنی جواس کو جانتا ہے وہ کلام کرنے میں اسکی بنسبت بہتر ہوتا ہے جواس کو نہیں جانتا اور نطق
باطن سے مراد ذہن کا تیز ہوتا ہے اور اشیاء کے حقائق کو پہچانتا ہے اور اس کو علم المیز ان بھی کہتے
ہیں وہ اس وجہ سے کہ چونکہ یہ بھی تصورات فاسدہ اور کو الگ کرنے کا تر از وہوتا ہے۔

سوان: (خارجی)جس سے پہلے ایک فائدہ جاننا ضروری ہے۔

فائدہ: کہ بعض اساء کے آخر میں یاءنسبت کی لگادیتے ہیں اور بیاسم کی علامات میں سے ہے جب

یہ یا انسبت کی گئی ہے تو وہاں پرتین چیزیں ہوتی جیں (۱) منسوب(۲) منسوب الیہ (۳) یا انسبتی یا آلدنسبت جیسے زید کمی اس میں زید منسوب مکہ منسوب الیہ اور یا وآلد نسبت ہے تو منسوب اور

مفسوب اليدكے درميان ميں مفائرت ہوتی ہے يعنی دونوں ميں تباين كى نسبت ہوتی ہے۔

سوال که یهان آلمنسوب مهاورقانون منسوب البه مهاوردونون ایک بی چیز بین لعمدا

قانون کاحمل آله کردرست نبیس ہے۔

نجسواب: الم آب كول كومانة بين كمنسوب اورمنسوب اليدمين مغايرت ضروري موتى

ہے کیکن بیشکیم نہیں کرتے کہ اس میں تباین کی نسبت ہوتی ہے بلکہ تین نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضروری ہوگی۔

(۱) نببت تباین (۲) نببت عموم وخصوص مطلق (۳)عموم وخصوص من وجه کی نببت ہوگی۔

تھیک ہے یہاں پر آلة قانونیہ میں تاین کی نسبت تونہیں ہے لیکن عموم وخصوص مطلق کی نسبت تو

ہے وہ اس طرق کر آ لدعام نسبت ہے اور قانونیے خاص مطلق ہے۔

تیسری بات۔ آپ کہتے ہیں کہ منطق وہ آلہ قانونی ہے جس کی رعایت ذہن کوفکری غلطی سے بچاتی ہے تو یہاں پر بیاعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اس کی رعایت بچاتی ہے کویا کہ منطق خوز ہیں بچاتی

پ میں ہوئی۔ تو آپ کیسے کہتے ہیں کہ منطق نطام ری اور باطنی میں موڑہے۔

جداب: كبعض اوقات كسى چيز كوشر وط كردياجا تا ہے اس كی شرا لط كے ساتھ جيسي آرى وہ

آ لہ ہے کہ جوکٹڑی چیرتا ہے کیکن اس چیرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کو حرکت دی جائے اگر حرکت نہیں دیکھے تو وہ ککڑی کونہیں چیرے گی اس طرح منعلق بھی فکری غلطی سے بچاتی ہے کیکن سیسیں دیکھے تو وہ ککڑی کونہیں چیرے گی اس طرح منعلق بھی فکری غلطی سے بچاتی ہے کیکن

اس کے لیے شرط میہ ہے کہ اس کی رعایت کی جائے گی۔ .

: توك : والكلام تونه شارع علم كلام كاتريف كررب بي .هوالعلم

الباحث عن احوال المبدا والمعاد على نهج قانون الاسلام

کلام وہ علم ہے جس میں میدء ذات باری تعالی اورمعاد قیامت کے دن اورحشر ونشر وغیرہ کے

احوال سے بحث کی جائے اسلامی قوانین کے طریقوں پر۔

وجه تسميه: علم كلام كوكلام كين كي تين وجبيس بير_

بہلی وجد کرسب سے بردامسکد قرآن یعنی کلام اللہ کا ہے کہ معتزلداس و کلوق مانے ہیں۔

ووسری وجہ بیہ ہے کے مناظرہ میں کلام کالفظ استعال ہوتا ہے اور بیٹم اس میں فائدہ دیتا ہے۔

تيسرى دجه: يدب كدمناظر عي جب كوئى غالب موجاتا جو كهاجاتا ب هدا هو الكلام

مبداسے مراد باری تعالی کی ذات اور صفات ہیں اور معادے مرادلوٹنا لیمنی مرنے کے بعد۔

على نهج قانون الاسلام ال وجد اكما كراحز ازكياعلم فلفد اليونك علم فلفدي مي مبدا

اور معادے بحث ہوتا ہے لیکن وہاں پر رسول کے طریق پرنہیں بلکہ وہاں پر شنی کی حقیقت کے

اعتبارے ہے۔

: فوك : وتشريب الصرام : بالجر عطف على التهذيب أي هذا غاية تقريب

المقصد الى الطبائج والأفهام والحمل على طريق المبالغة اوالتقدير هذا مقرب غاية التقريب.

ترجمہ ۔باہ کے کسرہ کے ساتھ عطف ہے۔ تہذیب پر لین یہ کتاب تہذیب انتہا ہے۔ انسانی طبیعتوں اور سمجھوں کی طرف مقصد کو قریب کردیے میں اور مصدر کا حمل حذا پر مبالفہ کے طریقے پر ہے۔ یا تقذیر عبارت اس طرح ہے ھذا مقرب غاید تقریب ۔

: متوك: والمحمل على طريق المبالغهبالنجو عطف : عثارح في دوباتيل بيان كى بيس مهلي بات متن بروارد مون بيان كى بيس مربي بات متن بروارد مون بات متن بروارد مون والله ما المرام كاعطف كس برب دوسرى بات متن بروارد مون والله و

مہلی بات ۔ تقریب المرام کے عطف میں تین اختال ہیں۔ کہ جرک حالت میں یا تو اس کا عطف فی تحریر المنطق والکلام پر ہوگا یا تہذیب الکلام پر ہوگا۔ اور حالت رفعی میں عابیة پر ہوگا۔ شارح نے اس کا عطف تہذیب الکلام پر کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کا عطف تحریر المنطق پر اور غابیة پردرست نہیں تحریر المنطق پرعطف اس لئے درست نہیں کہ یظرف نہیں ہے جب کہ فی ظرفیت کے لیے آتا ہے۔اور غایۃ پراس لئے درست نہیں ہے کہ یہ غایۃ کے مقابلے میں آجاتا ہے اور اس میں مبالغہ نہیں رہتااور تہذیب الکلام پراس وجہ سے درست ہے کہ یہ غایۃ کے تحت آجاتا ہے۔ اوراس میں مبالغہ ہوجاتا ہے۔ یہ تقریب المرام کا عطف ہے تعدیب الکلام پر۔

سوال: یادر تعین تقریب الرام پروئی تقریر ہوگی جو کہ تہذیب الکلام پر کی ہے۔اصل عبارت میہ ہوجائے گی فصد اغلیۃ تقریب الرام اس پروئی اشکال ہوگا تقریب مصدر حذذات ہے تو میہ کیے صبح ہے تو اس کے وہی یا نچ جواب ہوں کے جو پہلے گزر کے جیں۔دوشار رح کے جیں۔

(۱) مجازعقلی کے طور پرحمل ہے کہ نسبت تو مقرب کی کرنی سیکن اس کی بجائے تقریب کی کردی حمل ھذا برمبلغة کیا ہے۔

(۲) مجازبالندف كطور رحمل ب تقدير عبارت يه فهدا صفر ب غداية التقويب -مقرب كوحذف كرديا اورمفعول مطلق كواس كا قائم مقام بناديا - . پراختلاف سے بيخ كے ليے تقريب المرام كهديا - باقی تين جواب باہرے ہیں -

(٣) كه يهال مضاف محذوف باصل مين ذو غاية التعقيريب تعااور جب مبتدااور خبرك ورميان ذوكا واسطرة جاتا به توليم المواطأة كتي بير ورميان ذوكا واسطرة جاتا به توليم المواطأة كتي بير ورميان ذوكا واسطرة جاتا بيرات بول حذا غايت مقرب المرام اور جب بير من للمفعول بوريات ورحمل ورست بوكيا و

(۵) كريهال مضاف محذوف باصل بل عبارت تقويب هذا غايت التقويب الموام داورمعدر كاحمل مصدر بردرست بوتا ب-

ای هذا والاهدام شارح الموام كامعنی بتلایا هم كم معنی مقعد ب-(۲) دوسری بات به بتلائی كه تقریب دومفعولوں كی طرف متعدی بهوتا هم پہلے مفعول كی طرف بلاواسطه اور دوسر مضعول كی طرف بالواسطه اور بهال متن ميں دوسرامفعول محذوف اور شارح نے ذكر كرديا تقدير عبارت به بوگی فها خاية تقويب الموام الى الطبائع والافهام معنی يەدگاپس يەانتانى قرىب كرنا ہے مقصد كوطبعتوں اور سمجھ كى طرف-

: قول : من تقرير عقائد الاسلام : بيان للمرام والاضافة في عقائد الاسلام : بيانية ان كان عبارة عن مجموع . بيانية ان كان عبارة عن مجموع

الاشرار باللسان والتصديق بالجنان والعمل بالاركان او كان عبارة عن مجرد

الاقرار باللسان فالأضافة لامية .

ترجمہ: یہ بیان ہے مرام کا اور اضافت عقائد اسلام میں بیانیہ ہے اگر اسلام نفس اعتقاد کا نام ہواور

اگر اسلام زبانی اقر ارقبلی تصدیق اور اعضاء ظاہری کے عمل کے مجموعہ کا نام ہویا فقط زبانی اقر ار کا نام ہوتو اضافت لامیہ ہے۔ (بعنی و وعقا ئد جو ندھب اسلام کے لیے ثابت ہیں)

: قوك: بيان للموام: سمثارح بالارم بي من بيانيم-

فائده: پیضابطه یا در کلیل جہال من بیانیه بود ہال دوتر کیبول میں سے کوئی ترکیب ہوگی اگر ماقبل من کامعرف ہوتو مہال من کامعرف ہوتو مہال من کامعرف ہوتو مہال پر چونکہ ماقبل اورالرام معرفہ بیں تو بیحال ہوگا تقدیر عبارت تسقریب المعرام کائنا من تقدیو عبالت مائنا من تقدیو عبائد السامع حتی بیہوگا پس بیانتہائی قریب کرنا مقصد کودرانحالیکہ وہ مقصد عقائد اسلام ہے۔ نیزیہ یا در کھیل جہال من بیانیہ یا اضافت بیانیہ ہوتو اردواس کامعنی یعنی سے کیا جائے گا اب مطلب ہوگا کہ قریب کرنا ہے مقصود کو یعنی عقائد اسلام کو۔

پہلی بات نوی فائدہ یہ ہے کہ یہاں من نت بعیض کے لیے ہے اور نہ ابتدائے عابت کے لیے ہے بلکم من بیانیہ ہے اور اس کا ترجمہ یوں ہوگا کہ مقصود کو مقدم کرنا ہے جو کہ اسلام کے عقائد کے بیان میں ہمرام میں اجمال تھا کہ مقصود کو کس طرح قریب کرنا ہے جو کہ اسلام کے عقائد کے بیان میں ہے تو اس اجمال کومن بیان یہ نے دورکردیا یعنی بیان کردیا۔اس طرح ہے کہ

تقریب الرام مبین ہاور من تقریر عقائد الاسلام بیان ہے۔

• والا ضافة فن عقائد الاسلام قوله : شارح عقائد کی جواضافت اسلام کی

-----طرف ہےاس اضافت کو بتلا نا جا ہے ہیں کہ یکونسی اضافت ہے۔جس سے پہلے دوتمہیدی با توں

کا جاننا ضروری ہے۔

مہلی تمہیدی بات۔ یہ ہے کہ عقا کد جمع ہے عقیدة کی اور عقیدہ کے معنی ہے دل میں پوشیدہ بات۔ اور اسلام کے معنی میں چندا قوال ہیں۔

بہلا قول کے اسلام کے معنی تصدیق قلبی کے ہیں اور بیقول امام ابو حنیفہ اور ماتر ید بیاور فقہاء کا

-5

دوسرا قول - کهاسلام نام ہے تصدیقی قلبی اقرار باللسان اورعمل بالارکان کا۔اوران کے نزدیک اگر کوئی شخص ان تین چیزوں میں سے آخری چیز کا تارک ہوااور نمازروزہ ۔ جج وغیرہ ان فرائض کو ادانہ کرے تو وہ مسلمان ہی رہے گا صرف فاسق اور فاجر کہلائے گا بی قول امام شافعیؒ اشاعرہ اور

محدثین کا ہے۔

تیسرا قول۔ میقول معتزلہ کا ہےان کے نز دیک بھی ان تین چیزوں کے مجموعے کا نام اسلام ہے اوران کے نز دیک گناہ کبیرہ کرنے سے وہ مخص مسلمان تونہیں رہتا اور کا فربھی نہیں ہوتا لینی

اسلام اور و كفر كے درميان ميں ہوتا ہے۔

چوتھا قول۔ بیقول خوارج کا ہےان کے نز دیک بھی ان نتیوں چیز وں کے مجموعہ کواسلام کہتے ہیں

اورنما ز_روزه_جج_زکوۃ ادانه کرنے والا وہ مسلمان نہیں رہتا بلکہ کا فرہوجا تا ہے۔

پانچواں قول۔ بیقول کرامیہ کا ہے اور ان کا بڑامحمڈ بن کرام ہے اور ان کے نزدیک صرف اقرار باللمان کا نام اسلام ہے اور بیلوگ شروع میں امام صاحب کے مقلد تھے اور اعتقاد واصول وغیرہ میں محمد بن کرام کے مقلد ہیں اس وجہ سے کہتے تھے الفقہ فقال الی حنیفہ ٌوحدہ والدین دین محمد بن

چھٹا قول۔ بیقول جمید کا ہےاوران کے بڑے جھم بن صفوان میں اوران کے نز دیک اسلام فقط معرفت قلبی کا نام ہے۔

لیکن شارح نے صرف تین مٰداهب ذکر کئے ہیں۔

دوسرى تمهيدى بات كداضافت كى دوتشميس بين اضافت لفظى اضافت معنوى ـ

اضافت لفظی _اس کو کہتے ہیں کہ مضاف صیغہ صفت کا ہواورا پے معمول کی طرف مضاف ہوں

جیے ضارب زید۔

اضافت معنوی اس کو کہتے ہیں کہ مضاف ((۔۔۔۔ جیسے غلام زید۔

کچر اضافت معنوی کی تین فشمیں ہیں (۱)اضافت مِٹی (۲)اضافت لامی(۳)اضافت

فوی۔اس کی مجد حصر دوطرح ہیں۔ پہلی مجہ حصر عقلی اور دوسری مجہ حصر استقر اگی ہے۔

حفر عقلی۔وہ حضر ہوتی ہے جس میں ((۔۔۔۔۔۔

حصراستقرائی۔وہ حصر ہوتی ہے کہ جس میں تلاش کرنے سے کم یازیادہ ہو تکیں۔

پہل دجہ جو حصر عقلی ہے وہ عام فہم انداز میں ہے۔

حصر عقلی ۔ یا تو مضاف مضاف الیہ کی جنس میں سے ہوگا یا نہیں ہوگا اگر جنس میں سے ہوتو اضافت منی ہے۔ جیسے حسات مصدیعیٰ خاتم من فضة اورا گرنہ ہوتو دوحال سے خالی نہیں ہوگا۔ کہ یا تو

مضاف مضاف اليه كے ظرف ہے گا يانہيں۔اگر ظرف ہے توبياضافت فوی ہے جیسے صدر ب

الميوم ليعنى ضرب فى اليوم اورا گرظرف ندب توبياضافت لامى ب جيسے غلام زيد

دوسری جوحصراستقرائی ہے وہ منطقی لحاظ سے ہے۔

حفراستقرائی کہ مضاف مضاف الیہ کے درمیان چارنسبتوں میں سے کوئی نسبت ضرور ہوگی تساوی کی نسبت ہوگی یا تباین کی ۔ یاعموم وخصوص مطلق کی یاعموم وخصوص من وجہ کی ۔

تساوی کی نسبت ہوناممنوع ہے جیسے لیسٹ الاسداوراگر تباین کی نسبت ہوتواس وقت اضافت یدووحال الامی ہوگی جیسے غسلام زیسد اوراگر عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوتواس وقت اضافت یدووحال سے خالی نہیں ہوگی یا تو عام کی اضافت خاص کی طرف ہوگی یا خاص کی اضافت عام کی طرف ہوگی۔اگر عام کی اضافت خاص کی طرف ہوتواضافت لامی جیسے یسوم السببت یعنی یوم لسببت اوراگر خاص کی اضافت عام کی طرف ہوتواس وقت یم تنت ہے جیسے سبت یوم۔

اوراگران کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوتو دوحال سے خالی ہیں ہوگا۔ یا تواصل کی نسبت فرع کی نسبت فرع کی نسبت اصل کی طرف ہوگی۔ اگراصل کی نسبت فرع کی طرف ہوتو اس وقت بیاضا فت لامی ہوگی جیسے فسصہ خاتم لیمی فسصہ لیماتم اوراگرفرع کی نسبت اصل کی طرف ہوتو اس وقت اضا فت من اور بیانیہ ہوگی جیسے حساتم فسطہ لیمن خاتم من فسعہ ۔

(۱) اضافت بیانیہ کہتے ہیں کہ ضاف الیہ ضاف کے لیے میں ہو خسات مفضة اوراضافت غیربیانیوه ہے کہ مضاف الیہ مضاف کاغیر ہو غلام زید۔

دوسری بات _ یہاں اگر عقائد الاسلام میں اسلام کامعنی تقید بی قلبی لیس تو اس وقت ان کے درمیان اضافت منی ہے کیونکہ مضاف مضاف الیہ کی جنس میں سے ہوگا۔ اور اگر باقی پانچ قول مرادلیس تواس وقت ان دونوں کے درمیان اضافت لامیہ ہوگی۔

انسحاصیل :(۱) اگراسلام کا پہلامعنی مرادلیا جائے تواضافت بیانیہ ہوگی بینی عقیدہ اور اسلام ایک چیز ہوگی معنی بیہ ہوگا قریب کرنا ہے مقصد کو تقدیر عقائد سے بینی اسلام ہے۔

(۲) اگراسلام کادوسرایا تیسرامعنی کیاجائے توعقا کد کی اضافت اسلام کی طرف لا میہ ہوگی

: قوك: جعلته تبصرة :اي مبصرا ويحتمل التجوز في الاسناد.

ترجمہ: تبصو قمبصرا کے معنی میں ہے۔ اور مجاز فی الاسناد کا بھی احمال رکھتا ہے۔

ای مبصد ویحتمل و کذا: شارحمتن پروارد بونے والے اعتراض کا جواب۔

دےرہے ہیں۔

سوال: فعل كي دوتسميل بين _(۱) فعل لا زم (۲) فعل متعدى _

پھراس فعل متعدی کی تین قسمیں ہیں یا تو بیا لیک مفعول کی طرف متعدی ہوگا یا دو کی طرف یا تین کی طرف یا تین کی طرف متعدی ہوتو اس کی دوشمیں ہیں یا تو افعال قلوب میں سے ہوگا یا افعال قلوب میں سے ہوگا یا افعال قلوب میں سے ہوتو اس کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں افعال قلوب میں سے ہوتو اس کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں

مفعولوں کوذکرکرنا جائز ہے یا ان دونوں کوحذف کرنا جائز ہے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ ایک مفعول کو ذکر کریں اور ایک کوحذف کردیں۔ اور افعال غیر قلوب میں ایک مفعول کوحذف کر کے ایک پر اکتفاکرنا جائز ہے اور افعال قلوب کے ملحقات کا بھی وہی تھم ہے جو افعال قلوب کا ہے افعال قلوب سات ہیں علم مت دائیت و جدت ظننت حسبت خلت زعمت داوراس کے ملحقات میں سے ایک بیے کہ جب جعل صرحے معنی میں ہواور یہ اس وجد سے کہا کہ بعض اوقات جعل خلق کے معنی میں ہوتا ہے اور دوسر المحق سے کہ جب قال یقول ظفیق کے معنی میں ہوتا ہے اور دوسر المحق سے کہ جب قال یقول ظفیق کے معنی میں ہو۔ اور جب افعال قلوب کے شروع میں ھمز ولگا دی تو اس وقت یہ تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوگا جس طرح علم مست زیداً فیاضلاً ھمز ولگا یا تو اس وقت یہ تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوگا جس طرح علم مست زیداً فیاضلاً ھمز ولگا یا تو اعلمت زیداً افاضلاً ہوا۔ اور افعال قلوب یہ جملہ اسمیہ پرداخل ہوتے ہیں اور اس میں عامل کو منسوخ کردیتے ہیں اور اپنا عمل کرتے ہیں۔ جس سے دوضا بطرجان لیں۔

نصب دیکر مفعول تالی بناتے ہیں۔ جس سے دوضا بطرجان لیں۔

ضابط اول: جعل طلق کے معنی میں آتا ہے اور صر کے معنی میں بھی اگر جعل طلق کے معنی میں بواوا کیے معنی میں بواوا کی مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جعل الطلمت والنور ای خلق (القرآن) اور میرکے معنی کی مثال قرآن مجید میں ہے جعل لکم الارض فواشا ای صیر۔

صابطه منديد: دومفعولول ميس سےدوسرامفعول بيلےمفعول برحمل موتا ہے۔

سول: کا حاصل: مصنف کے ول جعلت تبصر قیس (ه) منمیر مفعول اول ہے۔ تبصر قی مفعول تانی توقیصر قی کاحمل ہور ہائے میر ذات پر پیمصدر کاحمل ذات پر ہے جو کہ ناچائز ہے۔

جواب اوں : میمل مجاز لغوی کے طور پر ہے اور مجاز لغوی کہتے ہیں کہ مصدر کواسم فاعل یا اسم مفعول کے معنی میں کیا جائے۔

جسواب موم: يمل بالحذف كطور برب كردرمضاف ومحذوف كيا كياب ذاتبهرة اورمضاف

اليكومضاف كى جكد تهرايا كيا باب ان دونول جوابول كے مطابق ايك معنى موكا كه بنايا يس في این کتاب کوبصیرت دینے والی۔

جواب سوم: بیمل مجازعقلی کے طور پر ہے یعنی نبست تومبصرا کی کرنی اس کی بجائے تبرة کی نسبت کردی اور چونکه مجازعقلی میں مقصود مبالغه هوتا اور یهال مبالغه یول هوگا میری بیه کتاب

بصيرت دية دية عين بصيرت بن في ب

اور جواب بیہوسکتا ہے کہ تبھرۃ ہے پہلے لفظ (ذا) محذوف ہے۔

: فَـُوكَ : لَـدى الافهـام : بِـالـكسـره أي تَـفهيـم الفيراياه أو تفهيمه للغير والأول

للمتعلج والثاني للهملج

ترجمہ افہام ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ یعنی غیر کے اس کو سجھنے کے یاغیر کواس کے سمجھانے ك وقت - بہلے ترجمه ميں بيتهذب مصرب طالب علم كے ليے اور دوسرے ميں استاذ كے ليے

: قول ای تفهیم الغیدایا و افہام کامعنی بتارہے ہیں۔افہام باب افعال کامصدرہے جس کامعنی ہے سمجھاتا ۔ دومفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے ایک مفعول کو ذکر کیا اور دوسرا مفعول کو مشہور ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا اور دوسرامفعول مقاصد الکتاب محذوف ہے افہام کا استاذ کے

ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔(۲) شاگرد کے ساتھ بھی۔

اباس مين دواحمال بين يهلااحمال بيب كم تفهيم الغير اياه اوردوسرااحمال بيبكه تفهيمه للغير - اگريهلااحمال مرادلين توعبارت يون بهوگ - و جعلته تبصرة لمن حاول لدى تفهيم الغير اياه_((كم بنايا مل في الني اس كتاب كوبصيرت ويخ والى استحف ك لیے جوارادہ کرے غیرکواس کتاب کے سمجھانے کا ۔تواس صورت میں مراد معلم ہوگا۔

اورا كردوسرااخمال مرادلين توعيارت يول بموكى وجعلته تبصرة لمن حاول لدى تفهيمه للغيو كه بنايامين نے اپن اس كتاب كوبصيرت دينے والى اس مخض كے ليے جوارا دہ كرے اس کے غیر کوسمجھانے کے وقت رتواس صورت میں بیمعلم کے لیے بنے گی ۔خلاصہ کلام کا بیہ ب کہ عیا ہےاس کا سیحنے والا متعلم ہو یا معلم ہو دونوں کے لیے بکساں فائدہ مندہے۔ باب افعال دومفعولوں کو چاہتا ہے ماتن نے اس کے دونوں مفعولوں کو حذف کر دیا لیکن شارح نے اس کے ایک مفعولوں کو حذف کر دیا۔ اور دوسرے کو حذف کر دیا۔ اس وجہ سے ذکر نہیں کیا تا کہ عموم پیدا ہو جائے۔ لیکن یہاں دوسرے مفعول کو ذکر نہیں کیا تو اب وہ عام ہے یعنی جو پچھ بھی سمجھائے چاہدہ مشرح جامی ہویا شرح تہذیب اور چاہے وہ منطق کاعلم ہویا کوئی اور علم ہو۔

: فتوك: من ذوى الافتهام: بتغليج الهيميزية جمع فهم والظرف اما في موضع

الحال من فاعل يتذكر او متعلق بيتذكر بتضمين معنى الأخذ او التعلم اي

يتذكر اخذااو متعلما من ذوي الأفهام فهذا ايضًا يحتمل الوجهين

ترجمہ: بیافہام ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ فہم کی جمع ہے۔اور بیظرف یا تو پہند کرکے فاعل سے حال کی جگہ میں ہے۔ یا پین ک جگہ میں ہے۔ یا پیند کرکے اندراخذ اور تعلم کے معنی کی تضمین کرکے اس پیند کرکے متعلق ہے۔ یعنی جو یادوالا ہونا چاہتا ہے۔اس حال میں کہ وہ حاصل کرنے والا ہے۔ سمجھدارلوگوں سے پس اس میں بھی دواخیال ہیں۔

: متوله : صف خوى الاهنهام: الول يل شارح تين با تيل ذكركي بيل ـ

(۱) نحوی ترکیب(۲) ماتن پر دارد ہونے والے اعتراض کا جواب (۳) بیمعلم اور متعلم کے دو احمال ذکر کریں مے۔

پہلی بات نےوی ترکیب ہے اس سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ظرف کی دونشمیں ہیں ظرف حقیق اور ظرف مجازی پھر ظرف کی دونشمیں ہیں۔ظرف لغواور ظرف متعقر نظرف لغو۔

وے رہے رہے ہے۔ فائدہ ظرف مشتقر کے استعال کی صور تیں۔

اس کی جارصورتیں ہیں (۱) خبر بنے گی (۲) حال (۳) صله (۴) مفت بنے گ۔

وجہ حصر ۔ کہ ماقبل کا اسم وہ موصولہ ہوگا یا غیر موصولہ ہوگا۔ اگر وہ موصولہ ہوتو بیاس کے لیے صلہ بنے گی اور اگر غیر موصولہ ہوتو دوحال سے خالی نہیں ہوگا معرفہ ہوگا یا نکر ہ ہوگا کے آگر نکر ہ ہوتو بیاس کے لیے صفت بنے گا۔ اور اگر معرفہ ہوتو دوحال سے خالی نہیں ہوگا یا تو مبتدا واقع ہور ہا ہوگا یا نہیں ۔ اگرمبتداوا قع ہور ہاہوتو بیاس کے لیے خبر بنے گاور نہ حال ہوگا۔

اب جب اس کا ماقبل اسم موصولہ ہوگا تو بیصلہ ہے گا تواس میں کوئی اختلاف نہیں ہے تمام کے بزد کیا اس کا متعلق نعل ہوگا کیونکہ صلہ کامل جملہ ہوتا ہے اور فعل متعلق نکالیس کے توفعل فاعل اور متعلق متعلق متعلق اسم نکالیس کے متعلق ماس کا متعلق اسم نکالیس کے متعلق میں اس کا متعلق اسم نکالیس کے فیسل میں نکالیس کے فیسل میں اس کا متعلق اسم نکالیس کے فیسل میں اس کا متعلق اسم نکالیس کے فیسل میں نکالیس کے فیسل میں نکالیس کے فیسل میں نکالیس کے فیسل کی متعلق اسم نکالیس کے فیسل کا متعلق اسم نکالیس کے فیسل میں نکالیس کا متعلق اسم نکالیس کے فیسل کی نکالیس کا متعلق اسم نکالیس کے فیسل کی نکالیس کی نکالیس کی نکالیس کی نکالیس کے فیسل کی نکالیس کا متعلق اسم نکالیس کے فیسل کی نکالیس کے فیسل کی نکالیس کی نکالی

یافعل نکالیں مےاس میںاختلاف ہے بھرین اور کوٹیین کا۔ مفید سے جہ میں یہ برمتعلق سے درالد میں اور یہ سے تبدیر فع

کولین کہتے ہیں کہاس کامتعلق اسم نکالیں مے بھرین کہتے ہیں کفعل نکالیں مے۔

دلیل کوفیین ۔ چونکہ بیتین چیزیں اکثر مفرد واقع ہوتی ہیں اور بھی بھی جملہ واقع ہوتی ہیں لیکن چونکہ اکثر مفرد واقع ہوتا ہے اوراصل میں اسم میں انفراد ہوتا ہے تو اس وجہ سے اس کامتعلق اسم نکالیں مے۔

دوسری بات مصنف پراعتراض واردہونے والے کا جواب۔

: سوال: بدوراد ہوتا ہے کہ یوز کر کے صلہ میں مہن آسکتا۔

اس کے جواب سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جانتا ضروری ہے وہ یہ ہے((کہ لغوی معنی کسی چیز کو بغل میں پکڑا نا اور اصطلاح میں کسی فعل یا شبہ فعل کو ذکر کرنا لیکن اس کامعنی مرادنہ لیا جائے بایں طور کہ میں ہے من ہے لہذا اس وجہ سے اس کو یہاں ذکر کردیا۔

تسری بات ۔تیسری بات میہ ہے کہ اس میں دواحمال معلم اور متعلم کے ہیں اس طرح کمن جار

اپ بھر در سے ل کر متعلق ہوگا اس کا متعلق یتذکر ہوگا اور اس وقت ترجمہ یوں گا کہ میں نے اس کا تذکرہ بنایا اس کے لئے جوعلم حاصل کرے عظمندوں ہے۔ اس وقت وہ متعلم ہوگا نہ یہ کہ اس کو ظرف متعقر بنا کمیں تو اس وقت اسکا متعلق ثابت ہوگا اور بیاس سے ل کرحال واقع ہوگا یتذکر ک موضیر فاعل سے اور اس وقت ترجمہ یوں ہوگا کہ میں نے اس کو تذکرہ بنایا اس مخص کے لیے جوارا دہ کرے علم حاصل کرنے کا حال ہونے اس کے کہ وہ عظمندوں میں سے ہو۔ تو اس احتمال میں وہ معلم ہوگا متعلم اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ عظمندوہ ہوتا ہے جس کے پاس علم ہو۔ تو اگر اس سے مراد متعلم لیں تو تخصیل حاصل لازم آ رہی ہے۔

: فوله : السب بمعنى المثل يقال هما سيان اي مثلا ن واصل سيما لا

سيبها حذف لا في اللفظ لكنه مراد معنى وما زائدة او موصولة او موصوفة

وهذا اصله ثم استعمل بمعنى خصوصا وفيما بعده ثلاثة او جه ...

ترجمہ: ی مشل کے معنی میں ہے۔ کہا جاتا ہے۔ ها سیان لینی وہ دونوں برابر ہیں۔اورسیما اصل میں لا سیما تھا۔لا کو لفظوں میں حذف کیا عمیا۔لیکن وہ معنی میں مراد ہے۔اور ما زائدہ ہے۔ یا موصولہ یا موصوفہ اور کی کامثل کے معنی میں ہونا اس کا اصلی معنی ہے۔ پھرخصوصا کے معنی میں مستعمل ہوا۔اوراس کے مابعد میں تین صورتیں ہیں۔

بحث لا ستِّما

توا او او او او او اس میں مینوی اور معنوی خین یہ ہے کہ لائفی جنس ہے سی ماصل میں سیو تھا۔ واو کو یاء کر کے او غالم اور یاء کے ماقبل کو کسرہ وے دی۔ سسی ہوگیا۔ اور بیلا زم الا ضافت ہے جس کا لغوی معنی ہے شل کہا جاتا ہے: هما سیان ای مثلان اور لا سی بمعنی ہے شل اور دو ماص ہوتی ہے۔ اس لئے مجاز آاس کا معنی کیا جاتا ہے خاص طور پر یا خاص کر۔

تركيبى تحقيق: اسكر كيب من بانج احمال بين:

بهلا احتمال: لأفى جنس بـاور (سي) مضاف (ما) زائده باورسيما كاما بعدموجود

مجرورمضاف اليه بمضاف ومضاف اليمل كرمنصوب لفظالهم به لاكار اور يخبر محذوف به مورد مصاف اليه به مضاف ومضاف اليمل كرمنصوب لفظالهم به لاكار اور يخبر محذوف المنه بوكر فبر محذوف المبتداء فبرط كرجمله اسميه بوكرصله يا محذوف المبتداء فبرط كرجمله اسميه بوكرصله يا صفت مل كرمضاف اليه مضاف ومضاف اليمل كراسم به لاكار اور موجو د فبرمحذوف به صفت من كرمضاف النه به كرمضول الموصوف الموصوف المعالى عالجد منصوب بوكرمفول الموصوف الموصوف الموصوف الموصوف المحدد فعليه ملكر جمله فعليه صله يا معنت رائخ

چوتها احتمال: لأفى جنس (سى) مضاف مائكره غير موصوف مميز اس كامع تميز (بشرطيكه وه اسم نكره مو) مميز وتميز في كرمضاف اليدالخ

پانچواں اهتمال: بمعنی خصوصاً کے ہوکر مفعل مطلق ہے فعل محذوف کا جو کہ احصّه خصوصاً اوراس کا مابعدالگ جملہ ہوگا۔

مول الحفى معنى كابيان برمهربان يعنى ماتن كابياً النبياب برمهربان بـ ماتن كابياً النبياب برمهربان بـ مولد المحدى: معنى كابيان بـ حرى كامعنى بالكر

متوا عند الما الله الما الما الله المعنى وه چیز ہے جواس کے معاطے کے قائم مقام ہو۔

متوك: التاييد: أي التقوية من الايد بمعنى القوة

ترجمه یعن تقویت بداید سے مشتق ہے۔جس کے معنی قوت اور طاقت کے ہیں۔

مرید) کا مصدر ہے۔ اور تقویہ کہ تایید بمنی تقویہ کے ہاں لیے کہ تایید یہ باب تفعیل (الله قرید) کا مصدر ہے۔ اور تقویہ کا مجرد تو ق ہم داید ہے اور تقویہ کا مجرد تو ق ہے اور دونوں ایک ہی معنی میں استعال ہوتے ہیں اور بیقانون ہے۔ تسواد ف المصحور دونوں یہ استعال ہوتے ہیں اور بیقانون ہے۔ تسواد ف المصحور دونوں یہ تعنی تایید کے معنی یستلزم تو ادف المویدین لہذا مزید میں ہی تایید کے معنی تقویہ کے ہوں گے۔

: قرك: عصدام ای مایعصد به اس كامعنى بوه چیز جس كی وجهاس كے معالم كى افزش سے حفاظت كى جاتى ہے۔ اس كے معالم كى الغزش سے حفاظت كى جاتى ہے۔ الغزش سے حفاظت كى جاتى ہے۔ الغزش سے حفاظت كى جاتى ہے۔

: قوله : وعلى إلله :قدم الظرف ههنا لقصد الحصر وفى قوله به لرعاية

السجع ايضا

ترجمہ: یہال ظرف کومقدم کیا حصر کے ارادے سے اوراس کے قول بدیس بھی بندی کی رعایت بھی

على المله: اس توله مين دواعتر اضول كاجواب هــــ

اعتراض علی الله پر پیدا ہوتا ہےاور وہی اعتراض بدالاعتصام پر بھی۔

معلی الله بیظرف خبر ہے اور التوکل مبتدا ہے جبکہ مبتدا خبر سے مقدم ہوتا ہے لیکن آپ نفت کی سنت کی سنت کے مصنوب

نے خبر کو کیوں مقدم کیا +اس کے دوجواب ہیں۔

جواب اول یہ ہے کہ علی اللہ بیظرف ہے اور قانون یہ ہے کہ الظر وف کالمحارم اس لئے ان میں منجائش ہوتی ہے کہ اللہ عنہ اللہ کے غیر میں نہیں ہوتی ۔

دوسراجواب۔ یہ ہے کہ حصر پیدا کرنے کی وجہ سے علی اللہ کومقدم کیا ہے۔اور بدالاعتصام پر بھی ہیہ بی اعتراض وار دہور ہاتھااس کے تین جواب ہیں دوجواب وہی گزشتہ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ تھے

کی رعایت کرتے ہوئے خبر کومقدم کیا ہے۔

سجع: کہتے ہیں کہ نثر میں الفاظ کے آخری حرف ایک دوسرے کے موافق ہوتا ہے اور بھی بھی آخری حرف ایک ہی ہوتا ہے۔

: قوله: التوكل: هو التبسك بالحق والانقطاع عن الخلق.

ترجمه: التوكل كامعنى ب-الله تعالى يرجمروسكرنا اور مخلوق سے نااميد موجانا-

المتسوعات الرقول میں شارح تو کل کامعنی بتارہے ہیں تو کل کامعنی ہے تن کو پکڑ نا اور مخلوق کو چھوڑ نا اور میں جھوڑ نا اور بیہ جو دوسرے اسباب وغیرہ بیتو کل کے خلاف نہیں ہیں بلکہ ان اسباب پر اپنا حق ویقین کرلینا بیتو کل کے خلاف اور شرک ہے اور ان اسباب کو بالکل ترک کردینا بیہ بھی تو کل کے خلاف اور تعطل ہے تو کل یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کیا جائے اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ ویا جائے۔ خوال : والاعتصام: وهو التشبث والتبسك .

المحمد المحمد

ترجمه:الاعتصام كامعني مضبوط پكڑيااور چنگل مارنا به

الاعتهام اس قول میں اعتصام کامعنی بتارہے ہیں اعتصام کامعنی ہے تثبت اور تمسک لیعنی

ٹابت رہنا۔

: قوله: القسم الأول: لها علم ضمنا في قوله في تحرير المنطق والكلام ان كتابه على قسمين لم يحتع الى التصريح بهذا فصح تعريف القسم الأول بلام

المهد لكونه معهودا ضمنا وهذابخلاف المقدمة فانها لم يعلم وجودها سابقا

فلم تكن معهودة فلذانكرها وقال مقدمة. ترجمه: جب ماتن كقول في تحرير المنطق والكلام كيمن بين معلوم موكيا-كماتن كي

کتاب دونتم پر ہے۔تو کتاب کے دونتم پر ہونے کی تصریح کرنے کی احتیاجی پیش نہیں آئی پس الف لام عہد خارجی کے ساتھ القسم کومعرفہ لا ناصیح ہوا کیونکہ یشم ضمنا معلوم ہوئی اور بیلفظ القسم لفظ مقدمہ کے برخلاف ہے۔ کیونکہ مقدمہ کا وجوداس سے پہلے معلوم نہیں تھا۔ پس وہ معہود نہیں ہوااس لیے مصنف مقدمہ کونکرہ لایا ہے۔اور کہاہے مقدمہ۔

القسم الاول المساعلم الغ : اس قول عن من پردارد بون دالے تين اعتراضات ك جوابات بير - جس سے پہلے ايك تمہيدى بات كا جاننا ضرورى ہے كدالف لام كى دوشميں بيں - الف لام اس دائده دف فيرزائده دزائده ده بدتا ہے كہ جوكلام ميں بيكار موصرف تحسين كے ليے ہوتا ہے -

غیر زائدہ کی چارتیمیں ہیں۔جنسی۔استغراقی۔عہد ذبنی۔عہد خارجی۔ان کی وجہ حصریہ ہے کہ الف لام مدخول سے ماہیت مراد ہوگی یا افراد مراد ہوں کے اگر ماہیت سے ہوتو وہ جنسی ہے المو جنسی سے الموجل حید من المعراق اوراگراس کے مدخول سے افراد مراد ہوں تو پھر دوحال سے خالی نہیں یا جمعے افراد مراد ہوں تو بیاستغراقی ہے ان جمعے افراد مراد ہوں تو بیاستغراقی ہے ان

الانسان لفی خسر اوردس ایراسی علامت بیہ کرالف لام کی جگہ پرلفظ کل کورکھا جاسکتا ہوان کل انسان لفی خسر اوردوسرایہ کراس کے بعدحرف استناءوا تع ہوسکتا ہو۔اورا گر بعض افرادمراد ہوں تو دوحال سے خالی نہیں ہوگا یا تو وہ معہود خارج ہیں متعین ہوگا یا نہیں ہوگا اگر متعین ہوتو عہد خارجی ہے فیصصی فوعو ن الرسول ۔اس کی علامت بیہ کراس سے پہلے فرد معہود ندکور ہوتا چاہیے اورا گر خارج ہیں فرد متعین نہ ہوتو ہے عہد دبنی ہوگا کیونکہ پھر وہ ذبن ہیں موجود ہوگا فیا خاف ان یا کلہ اللذ فی اوراسی علامت بیہ کراس سے پہلے معہود ندکورنہ ہواوراس اسی فیا خاف ان یا کلہ اللذ فی اوراسی علامت بیہ کراس سے پہلے معہود ندکورنہ ہواوراس اسی

ف اخاف ان یا کله الذئب اوراسکی علامت بیہ کداس سے پہلے معبود ندکور نہ ہواوراس اسم پراس الف لام کے داخل ہونے سے وہ معرفہ نہیں بنتا بلکہ کرہ ہی رہتا ہے۔

سدال اول: کرافسم الاول سے آپ تقسیم کررہے ہیں تواس سے پہلے مقسم کا اجمالا ذکر ہوتا ضروری ہے لیکن یہال نہیں۔

سوال شانس: القسم الاول برآب كبت بي كمالف لام عبد خار جى بداورعبد خار جى كى علامت بيب كماس سے بہلے معبود فدكور بولكن يهال بر فدكور نبيس ب-

: سبوال شالث: القسم الأول بيا يك عنوان اور مقدمه بهي عنوان تو مصنف القسم الاول معرفه

الف لام عہد خارجی کے ساتھ کیوں لائے اور مقدمہ کو کرہ کیوں لائے۔اس فرق کی وجہ کیا ہے۔ جواب: سے پہلے دوضا بطہ جان لیں۔ ضب بطب اول: جب تک الف لام عہد خارجی کا بنانا

درست ہوگاتو ہاتی تین قسموں کی طرف جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ضابط موم: الف لام عهد خارجی کے لیے معہود کا پہلے مذکور ہونا ضروری ہوتا ہے عام ازیں صراحة پہلے مذکور ہویانہیں۔

جواب اول .: القسم الاول كومعرف الف لام عهد خارجی كے ساتھ اس ليے لائے كه اس كامعبود پہلے ضمناً گزر چكا ہے متن كى عبارت فى تحرير المنطق الكلام ميں چونكه مقدمه كا پہلے ذكر نہيں تھا اس ليے اس كونكره لائے معرف اور الف لام عهد خارجی كے ساتھ نہيں لائے ۔

جواب دوم: دوسراجواب يبهى بن سكتا بالقسم الأول مبتداء تقااسي اس كومعرف لا الاول مبتداء تقااسي اس كومعرف لا الاول

اس کا جواب سے ہے کہاس کامقسم فی المنطق والکلام ہے اور مقسم کے لیے صراحثاً مٰہ کورہونا ضروری منہیں

جواب ٹانی۔ اُنقسم الاول میں الف لام عہد خارجی ہے اور اس کا معبود ما قبل مذکور ہے اُور دوسری یہ کہ کلام اگرچہ صراحاً مذکو زمبیں ہے لیکن ضمناً تو مذکور ہے۔

جواب ثالث _القسم الاول اورمقدمه دونوں ایک چیز نہیں ہیں بلکہ الگ الگ ہیں کیونکہ القسم الاول کامعبود ندکور ہے لیکن مقدمہ کامعبود ندکورنہیں ہے اس وجہ سے القسم الاول کومعرف ذکر کر سکے اورمقدمہ کونکر ہ ذکر کیا۔

جواب رابع: چونکہ الف لام عہد خارجی تعریف کا فائدہ دیتی ہے اور مبتداء میں تعریف کی ضرورت ہوتی اس لیے اس کومعرفہ الف لام عہد خارجی کے ساتھ لائے اور مقدمہ چونکہ خبرہاس لیے اسے تکرہ لائے۔

: توله: في المنطق: فإن قبل ليس القسم الأول الاالمسائل المنطقية فها توجيه الظرفية فلت يجوز أن يراد بالقسم الأول الالفاظ والعبارات وبالمنطق المحانى فيكون المعنى أن هذه الالفاظ في بيان هذه المعانى ويحتمل وجوها أخر والتفضيل أن القسم الأول عبارة عن أحد المعاني السبعة أما الالفاظ أوالم عانى أولنقوش أوالمركب من الاثنين أوالثلثة والمنطق عبارة عن أحد معان خمسة أما المحلكة أوالملم بجميع المسائل أو بالقدر المعتد به الذي يحصل به العصمة أو نفس المسائل جميعا أو نفس القدر المعتد به فيحصل من ملاحظة الخمسة مع السبعة خمسة وثلاثون احتمالا يقدر في بعضها البيان وفي بعضها التحميل وفي بعضها الحصول حيثما وجده العقل السليم مناسيا

ترجمہ: پس اگر کہا جائے۔ کہ متم اول سے مراد مسائل منطقیہ کے علاوہ کچھنہیں تو ظرفیۃ (الشی لنفسہ) کی توجید کیا ہوگ ۔ تو میں کہوں گا۔ جائز ہے۔ کہ متم اول سے الفاظ اور عبارات مراد لیے جائیں اور منطق سے معانی پس مطلب سے ہو جائے گا۔ کہ بدالفاظ ان معانی کے بیان میں ہیں۔اور بیعبارت دوسری صورت کا بھی اخمال رکھتی ہے۔اور تفصیل بیہ کہ بلا شہبہ قسم اول سات معانی میں سے کسی ایک سے عبارت ہے۔ یعنی الفاظ یا معانی یا نقوش یا مرکب دو سے یا تین سے اور منطق پانچ معانی ہیں سے کسی ایک سے عبارت ہے۔ یعنی ملکہ یا تمام مسائل کاعلم یا تین سے اور منطق پانچ معانی ہیں سے کسی ایک سے عبارت ہے۔ یعنی ملکہ یا تمام مسائل کاعلم میں فرر معتد بہ مسائل کاعلم جن کے ذریعے (خطاء فی الفکر سے) حفاظت ہوجائے یانفس جمیع مسائل یا پہلی پانچ کوسات کے ساتھ ضرب دینے سے پنیتیں احمالات حاصل ہو یانفس قدر معتد بہ مسائل کیس پانچ کوسات کے ساتھ ضرب دینے سے پنیتیں احمالات حاصل ہو یانفس قدر ہوگا۔ان میں سے بعض میں بیان اور بعض میں محصول جہاں اس کو

ھنان ھنیل۔انغ :اس قول میں شارح نے متن کی عبارت پروارد ہونے والے اعتراض کے تین جواب بیان کردیے ہیں ۔جس سے پہلے دوضا بطوں کوجان لیس۔

مسلوسه : فی ظرفیت کے لیے آتا ہے جس کلمہ پر فی داخل ہواس کوظرف اور فی کے ماقبل کو مظر وف کہتے ہیں ۔ظرف کا لغوی معنی برتن ہے مظر وف اس چیز کو کہتے ہیں جو برتن میں ہومثال

الماء في الكوز ـ الماء مظرف باوركوزظرف بـــ

عقل سليم مناسب سمجھے۔

ضابطه موم: ظرفية الشي لنفسه باطل بي يعنى ظرف اورمظر وف كاايك بى شى مونا باطل ب اى كوظرفية الشي لنفسه كهتم بين مثلًا بيكها غلط ب المعاء في المعاء اورايس الكوز في الكوز

غلط بهابذاظرف اورمظروف مين تغايرهونا ضروري المماء في الكوز _

اعتراض سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے وہ بیر کہ ظرف اور مظر وف کا متغایر ہوناضر وری ہے۔

جواب: اس کے تین جواب ہیں۔ دوجواب شارح نے ذکر کیے ہیں اور تیسرا جواب خارجی ہے اعتداض کا حاصل: متن میں عبارت ہے القسم الاول فی المنطق کلم (فی) ظرفیت کے لیے اقسم الاول سے مرادمسائل منطقیہ ہے اور المنطق سے مراد بھی مسائل منطقیہ متن یوں ہوگا مسائل منطقیہ میں تو ظرف اور مظروف ایک چیز ہوئی بیظرفیة الشی لنفسہ ہے

جوکہ باطل ہے۔

جواب اون القسم الاول سے مرادالفاظ ہیں اور منطق سے مرادمعانی اور المنطق سے پہلے بیان کا نہ میں لئے اللہ میں اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ ا

لفظ مقدر مانیں کے _اب القسم الاول فی المنطق کامعنی پیروگاالالفاظ فی ہیان المعانی_

لیعنی بیدالفاظ ان معانی کے بیان میں ہےاورالفاظ اورمعانی دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔لہذا مار معانی میں اللہ اللہ علیہ اللہ اللہ علیہ اللہ اللہ اللہ علیہ اللہ اللہ علیہ اللہ علیہ اللہ علیہ اللہ علیہ ا

ظرف اورمظر وف ميں مغايرت ہوئي۔ تو ظرفيت الشئ لنفسه لازم نه آئی۔

جواب ثان اس جواب كي محض سے بہلے دوفائدوں كا جاننا ضروري ہے۔

(۱) کتاب اور علم کے معانی۔(۲) لفظ حصول اور مختصیل اور بیان کے استعال میں فرق۔

میلی بات بشم اول اور کتاب کے سات احتمالات اور معانی ہو سکتے ہیں۔

(۱) كتاب فقط نقوش كا نام مو (۲) الفاظ كا نام مو (۳) معانى كا نام مو (۴) كتاب نقوش اور

الفاظ کا نام ہو(۵) نقوش اور معانی کا نام ہو(۲) الفاظ اور معانی کا نام (۷) کتاب نتیوں کے

مجموعه كانام يعنى نقوش الفاظ معانى كانام هو_

(۲)علم اور منطق میں پانچ احتمال اور پانچ معانی بن سکتے ہیں (۱)ملکہ(۲)اس فن کے اور علم

کے تمام مسائل (۳)علم کےاتنے مسائل کاعلم جن کے ذریعے سے غلطی سے حفاظت ہوسکے۔ میں افتری اس جس سن سے میں میں افتری اس سے ان سیار

(4)نفس علم کے جمیع مسائل (۵)نفس علم کے استے مسائل جو کہ معتد بہ ہوں۔

ملكه كي تعريف - هي كيفية راسخة في اللهن بحيث يصدر عنه الافعال

بسهولة لینی ملکه ایک ایسی کیفیت کانام ہے جوذ بن کے اندررائخ اور پخته ہوجائے اس طور کہ

اس سے افعال سہولت کے ساتھ صادر ہوسکیں۔

فائدہ لفظ حصول اور تخصیل اور بیان میں فرق لفظ حصول کا استعال غیر کسی چیزوں میں ہوتا ہے اور تخصیل کا استعال کسی چیزوں میں ہوتا ہے اور لفظ بیان مطلق نفس چیز کی وضاحت کو کہتے ہیں

خواه وه چیز کسبی هو یا و همی هو _

علم کی دوشمیں ہیں۔(۱) سبی (۲) وهمی کسبی وہلم ہے جو بغیر محنت کے حاصل نہ ہولیعنی اس

کے لیے محنت کرنا ضروری ہوتا ہو۔

علم وہی وہ علم ہے جو بغیر کسب کے حاصل ہو۔

منطبق كون كاطويف : بياحمالات الطرح منطبق مول كركمالقسم الاول يعمراد كتاب باوركتاب كرسات احمال موسكة جي لبد القسم الاول كريمي سات معانى موسكة

يس_(۱) فقط نقوش (۲) فقط الفاظ (۳) فقط معانی الخ_

اور المنطق ہے مرادعلم منطق ہے اور اس میں بھی پانچ احتال ہو سکتے ہیں۔(۱) ملکہ(۲) جمیع مسائل کاعلم الخ۔سات احتالات جو کہ القسم الاول میں ہے ان پانچ احتال جو کہ المنطق میں ہے ان کو ضرب دی جائے تو کل پینیتیس احتالات نکلتے ہیں ہرا یک احتال مستقل جواب ہے تو کل جواب پینیتیس ہوئے۔

انطباق کس تنصیل: بیہ کہ عنی کا تھیج کے لیے ان پینیٹس اخمالات میں تین الفاظ مقدر مانیں گے۔(۱) حصول (۲) مخصیل (۳) بیان ۔ ان کے الفاظ کے اعتبار سے تین صور تیں بنتی ہیں۔

و بعدی صودت: حصول کالفظ مقدر مانیں گے جب کیم سے مراد ملکہ ہو۔اس صورت کل سات اختمال ہوں گے۔

(١) القسم الاول سے مراد نفوش اور علم منطق سے ملکہ۔ النقوش فی حصول الملکة۔

(٢) القسم الأول مصرادالفاظ اورمنطن سرمراد ملكه و- الالفاظ في حصول الملكة-

(٣) القسم عدم ادمع انى اورعلم منطق عد ملكد المعانى فى حصول الملكة

(٣) القسم الاول سيمرادنقوش اورالفاظ اورعلم سي ملكه المنقوض والالفاظ في حصول المسلكة (٥) القسم الاول سيمرادالفاظ اورمعاني اورعلم سي ملكه الالفاظ والمسعاني في حسول المسلكة (٢) القسم الاول سيمرادنقوش اورمعاني اورعلم سي ملكه المنقوش والمسعاني في حصول المملكة (٤) القسم سيمرادنقوش الفاظ معاني اورعلم تنول

كالمجموعد باورعلم يصمرا وللكدالنقوش والالفاظ والمعانى في حصول الملكة.

موسسدی مسودت: تخصیل کالفظ مقدر ہوگا اور علم کے دومعنی میں سے کوئی معنی مرادلیا جائے تو اس دوسری صورت میں کل چودہ احتمالات نکلے کے بخصیل کالفظ مقدر ہوگا۔اگر المنطق سے مراد

علم بجميع المسائل يا علم ببعض المسائل(٨)النقوش في تحصيل العلم

بجميع المسائل(٩) الألفاظ في تحصيل العلم بجميع المسائل(١٠) المعاني في

تحصيل العلم بجمع المسائل(١١) النقوش والالفاظ في تحصيل العلم بجميع

المسائل(١٣)الالفاظ و المعاني في تحصيل العلم بجميع المسائل.

(١٣) النقوش والمعاني في تحصيل العلم بجميع المسائل.

(١/٢) ـ النقوش والالفاظ والمعاني في تحصيل العلم بجميع المسائل ـ

اگرمنطق سے مرادعلم بعض المسائل ہوتو سات احمال ہیں۔

(١٥)النقوش في تحصيل العلم ببعض المسائل.

(١٢) الألفاظ في تحصيل العلم ببعض المسائل.

(اد) المعانى في تحصيل العلم ببعض المسائل.

(١٨)النقوش والالفاظ في تحصيل العلم ببعض المسائل.

(١٩)الالفاظ والمعاني في تحصيل العلم ببعض المسائل.

(٢٠) النقوش وبالمعاني في تحصيل ببعض المسائل.

(٢١)النقوش والالفاظ والمعاني ببعض المسائل

تیسدی صودت بیان کالفظ مقدر مانیں مے منطق سے مراد صرف نفس جمیج المسائل ہویا مرادفس بعض مسائل اس تیسری صورت میں بھی کل چودہ احمالات بنتے ہیں منطق سے مرادجی مسائل۔

(۲۲)النقوش في بيان نفس جميع المسائل_

(٢٣)الالفاظ في بيان نفس جميع المسائل.

- (۲۳)المعاني في بيان نفس جميع المسائل
- (٢٥)النقوش والالفاظ في بيان نفس جميع المسائل_
- (٢٦) الالفاظ والمعاني في بيان نفس جميع المسائل
- (٢٤)النقوش والمعاني في بيان نفس جميع المسائل.
- (٢٨)النقوش والالفاظ والمعاني في بيان نفس جميع المسائل.
 - اگرانمنطق ہے مرادننس بعض مسائل ہوتو سات احتال۔
 - (٢٩)النقوش في بيان نفس بعض المسائل.
 - (٣٠)الالفاظ في بيان نفس بعض المسائل_
 - (٣١)المعاني في بيان نفس بعض المسائل_
 - (٣٢) النقوش والالفاظ في بيان نفس بعض المساثل_
 - (mm) الالفاظ والمعاني في بيان نفس بعض المسائل.
 - (٣٣) النقوش و المعاني في بيان نفس بعض المسائل.
- (٣٥)النقوش والالفاظ والمعاني في بيان نفس بعض المسائل.

یکل پنیتیں اخمالات ہوئے تو یہی ہرایک اخمال ایک جواب ہے۔تو کل پنیتیں جواب ہوئے کیونکہ ان پنیتیں اخمالات میں سے ہرایک میں ظرف اور چیز اور مظر وف اور چیز بنتی ہے تو ظرفیۃ الشی کنفیہ لازم نہ آتی۔

جواب ٹالث۔ (خارجی) فی المنطق ظرف مجازی ہے کہ جس طرح ظرف اپنے مظر وف کو گھیرے میں لے لیتا ہے اس طرح منطق نے پوری شم اول کواپنے احاطے اور گھیرے میں لے لیا ہے اس لیے کہ قتم اول سے صرف وہ منطق کے ہاس لیے کہ قتم اول سے صرف وہ منطق کے مسائل مراد ہیں جو تہذیب الکلام کے اندر موجود ہیں اور منطق اس وجہ سے عام ہے کہ اس سے منطق کے منطق کے منام مسائل مراد ہیں خواہ وہ تہذیب الکلام کے اندر ہوں یا قطبی میں یاسلم العلوم میں یا

قاضی حمداللہ وغیرہ کی کتابوں میں ہوں۔

لفظ مقدمه کی بحث

: قوله: مقدمه: اي هذا مقدمة بين فيها امور ثلثة رسم المنطق وبيان

الحاجة اليه وموضوعه وهي ماخوذة من مقدمة الجيش والمراد منها ههنا ان

كان الكتاب عبار-ة عن الألفاظ والعبارات طائفة من الكلام قدمت امام

السقصود لارتباط المقصود بها ونفعها فيه وان كان عبارة عن المعاني فالمراد

من المقدمة طائفة من المعاني يوجب الاطلاع عليها بصيرة في الشروع

وتجويز الاحتمالات الاخر في الكتاب يستدعى جواز ها في المقدمة التي هي

جزئه لكن القوم لم يزيدوا على الالفاظ والمعاني في هذا الباب.

ترجمہ: یعنی هذه مقدمة اس میں تین امور بیان کئے جائیں سے موخوذ ہے۔ اور بہاں مقدمہ سے
طرف حاجت کا بیان اور اس کا موضوع اور بیمقدمہ کچیش سے موخوذ ہے۔ اور بہاں مقدمہ سے
مراواگر کتاب نام الفاظ اور عبارات کا۔ (تو بیمقدمہ) کلام کا ایسا ٹکڑا ہے جومقصود سے پہلے ہو
واسطے مرتبط ہونے مقصود کے اس کے ساتھ اور اس کے اس مقصود میں نفع دینے کے لیے اور اگر
کتاب معانی کا نام ہوتو مقدمہ سے مراد معانی کا وہ ٹکرا ہے جس پرمطلع ہونا شروع فی انعلم میں
بصیرة کو واجب کرتا ہے۔ اور کتاب میں دیگر اختالات کو جائز رکھنا مقدمہ میں بھی ان اختالات
کے جواز کو چاہتا ہے۔ وہ مقدمہ جو کتاب کا جزونے لیکن توم نے اس باب میں الفاظ اور معانی پر
(دیگر اختالات کا) اضافہ نہیں کیا۔

: مسومه : الفظامقدمه مين چند يعني پارنج تحقيقين مون گي۔ (۱) تر كيبي تحقيق (۲)

صيغوی شخفیق (۳)معنوی شخفیق (۴)ماخذی شخفیق (۵)اشتمالی شخفیق به

(۱) تد کیب تحقیق: مقدمه پرتین اعراب آسکتے ہیں (۱) رفع (۲) نصب (۳) جرمرفوع ہونے کی صورت میں دوتر کیبیں منصوب ہونے کی صورت میں ایک ترکیب اور مجرور ہونے کی صورت میں ایک ترکیب جس کی تفصیل یہ ہے مقدمة مرفوع پڑھا جائے تو دوتر کیبیں ہول گی۔ (۱) خبر ہو مبتداء محذوف کی حذہ مقدمة (۲) مقدمة حذہ مبتداء اور حذہ خبر کو محذوف اً مانیں (سو) منصوب اس صورت میں صرف ایک ترکیب ہوگی کے مقدمة مفعول بفعل محذوف کا۔ ا تقدیر عبارت ۔خذمقدمۃ ۔ (۴) مجرور ہونے کی صورت میں ایک ترکیب مضاف الیہ ہوھذا بحث المقدمة (۵)مقدمة بركوئي اعراب نديرٌ هاجائـ

مانده: ان یا فی ترکیبوں میں سے ایک ترکیب جو کہ پہلی ہے وہی رائج ہے باتی چاروں تراکیب إمرجوح بن-

علت مدجوح: (۱) مقدمہ کو بغیراعراب کے پڑھنام جوح اس لیے ہے کہ کلام عرب میں کی

کلمہ کو بغیراعراب نہیں بڑھا جاتا کلام عرب اصل اعراب بڑھنا (۲)منصوب کے مرجوح ہونے کی وجہ ہے کہ اس صورت فعل اور فاعل یعنی جملہ کا حذف لازم آتا ہے اور کثرت حذف میں تیج ہے(۳) مجرور ہونامجمی مرجوح ہے کیونکہ اس صورت میں بھی کثرت حذف والی خرابی لازم آئے

گی که مبتداء کا اورمفیاف کا حذف هذا بحث المقدمة (۳) مرفوع مواورتر کیب به موکه مقدمة

مبتداءاور حذا خرتواس صورت تكارت مبتداء لازم آتى ہے۔فتعین الاول

(۲) صیب معسوی تسحیقیت : (خارجی)مقدمة بیكونساصیغه ہے جس میں دواحمال (۱) اسم فاعل _(٢) اسم مفعول _(٢) اسم فاعل كاصيغه بوتومعنى موكا آ كرن والا

: سوال: مقدمة م كرن والأنبيس آ م جون والا بوتا بهذااسم فاعل بنانا غلط ب

نجسواب: کہ بیمقدمہ متعدی بمعنی لازمی کے ہے یعنی بیرباب تفعیل باب تفعل کے معنی میں ب لینی مقدم بمعنی متقدمة کے بے لینی آ میے ہونے والا۔

سوال: اشکال کیااس پرکوئی دلیل ہے باب تفعیل باب تفعل کے معنی ہو۔

جواب: قرآن مين آتا إوتبتل اليه تبنيلاً يهان تبتل بابتفعل إس كساته أتبتيلاً مونى جا ييكن مصدر تفعيل تبتيلاً آيا باس يمعلوم مواكتفعل تفعيل كاطرف اور الفعیل تفعل کی طرف عدول کرتا ہے۔

موسسوا جواب: دوسراجواب كمقدماتم فاعل إدرمعنى بيد كرة كرف والاباتي اشكال

ندکور کا جواب سے ہے کہ بیمقدمہ بھی عالم کو جاہل کے آ گے کرنے والا ہے بعنی جو مخص مقدمہ کے بارے علم رکھتا آ گے کرتا ہے۔ بارے علم رکھتا ہے گرتا ہے۔

دوسسری صودت مقدمه: اسم مفعول کاصیغه ہے جسکامعنی ہے کہ آ سے کیا ہوا اور یہ بھی مقصود سے آگے کیا ہوا اور یہ بھی مقصود سے آگے ہے۔ کی ساتھ میں سے کسی نے بیہ قول نہیں کیا۔ قول نہیں کیا۔

(٣). مساخندی تحقیق: لفظ مقدمه کا ما خذکیا ہے یعنی مقدمه کس سے نکلا ہے۔لفظ مقدمه ما خوذ مقدمة انجیش سے مقدمہ انجیش فوج کے ایک چھوٹے دستہ کو کہا جاتا ہے جو کہ فوج سے پہلے جاکر کیمپ لگاتا ہے اور فوج کے لیے ہوشم کا ہندوبست کرتا ہے تاکہ بعد میں آنے والی فوج کوکسی قشم

دقت ومشقت کاسامنانه کرنا پڑے۔ -

باقی رہی ہے بات مقدمہ الکتاب اور مقدمہ الحیش میں مناسبت کیا ہے تو مناسب ریہ ہے۔

مناسبت: کہ جس طرح وہ چھوٹا دستہ آ مے جاکر بڑی فوج انتظامات کرتا ہے تا کہ بڑی فوج کے

لیے آسانی ہے اور تکلیف مشقت نہ اٹھانی پڑے۔ ایسے ہی مقدمہ الکتاب میں پھھ تھوڑے ہے ایسے مسائل ذکر کردیے جاتے ہیں جن سے آنے والے مقصودی مضامین آسان ہوجاتے اور تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی۔اوراس کا اطلاق بھراس چیز پر بھی ہونے لگا جواابتدا میں ہوتی ہے اس

وجه ہے اس کومقدمہ کہتے ہیں۔

٤. انشق س محقیق: اشتمالی تحقیق کا مطلب بیہ وتا ہے کہ بیر مقدمہ کن مضامین پر مشتمل ہے جس کا حاصل بیہ ہے کہ بیر مقدمہ تین چیز ول پر مشتمل ہے(۱)علم منطق کی تعریف(۲)منطق کی احتیاجی جس سے غرض وغایت معلوم ہوجائے گی (۳)منطق کا موضوع۔

. ه معنوی تحقیق: بانچوی تحقیق بیدے کالفظ مقدمہ کامعنی کیا ہے معنوی تحقیق سے ایک بات

سمجه ليس مقدمه كي دوجتميس - (١) مقدمه العلم (٢) مقدمه الكتاب

مقدمة الكتاب . هي طائفة من الكلام يذكر امام المقصود لارتبا طهابه ونفعها فيه

۔ یعنی مقدمہ الکتاب کلام کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جواصل مقصود سے پہلے بیان کیا جاتا ہے اس لیے کہ اصل مقصود تعلق ہوتا ہے اور پی گڑاالفاظ کامقصود کے سبجھنے میں نفع مند ہوتا ہے۔

مقدمة العلم على طائفة من المعانى يوجب الاطلاع عليها بصيرة في الشروع مقدمة العلم معانى كاس كرك كوكت بين جس يرعلم مين على وجدالبعيرت شروع بونا موتوف

ہو یعن علم میں علی وجہ البھیر قشر و ع کرنے کے لیے ان موانی کا جاننا ضروری ہو۔

فائدہ منطق کی کتابوں میں اور اکثر کتابوں میں مقدمہ العلم ہوتا ہے اور مخضر معانی کے شروع مقدمہ الکتاب ہے۔ اس سے مراد تین چیزیں ہیں۔تعریف غرض موضوع۔

اوراگریہاں کتاب سے مرادالفاظ لیس تو بیمقدمۃ الکتاب ہےاوراگراس سے مرادمعانی لیس تو بیہ مقدمۃ العلم ہے۔

تسوال: آپ نے کہا ہے کہ مقدمۃ العلم ہے مراد تین چیزیں ہیں یعنی وہ تین چیزیں موقو ف علیہ ہیں اوراس علم سے بحث کرنا موقو ف ہے اور موقو ف علیہ ہوگا تو موقو ف پایا جائے گالیکن ہم آپ کوا کثر لوگ ایسے دکھاتے ہیں کہ جن کوان چیزوں کا نہیں پتا لیکن وہ اس علم کے حالات سے بحث کررہے ہیں۔

توقف کی دوشمیں ہیں۔ایک توقف وہ ہے کہ لولا ہلامتع۔اور دوہری قسم یہ ہے کہ دہ مقید ہوگئی قدید کے ساتھ اور دوہری قسم یہ ہے کہ دہ مقید ہوگئی قبد البھیرۃ کے ساتھ لیعنی اگر کسی مخص کوتعریف موضوع وغیرہ معلوم نہ ہوتو وہ اس علم میں تو شروع ہوجائے گالیکن اس کو وہ بصارت حاصل نہیں ہوگی۔

ت حوید الاحت الاحت الات تیسری بات مثارح پراعتراض وارد مور باتھا کہ شارح نے اس میں دواخمال ذکر کیے میں حالانکہ مقدمہ کتاب کا جز ہے تو جب کتاب میں سات اخمال محقوال میں بھی سات اخمال مونکے جب کہ آپ نے دواخمال ذکر کیے ہیں۔

:جواب: شارح كم ين كفيك جهم بيمانة بين كمقدمه كتاب كاجز إدركتاب مين

سات اختالات تصفویها بهی سات اختال بین کین جاری قوم یعنی منطقیوں کی بیا صطلاح ہے کہ وہ وہاں سات اختال ذکر کرتے ہیں تو جب جاری اصطلاح ہے اصطلاح ہے اصطلاح ہے تو تم کیوں اعتراض کرتے ہو کیونکہ قانون ہے لامن قشد فی الاصطلاح ۔ کہ اصطلاح میں اعتراض نہیں کرتے ۔ اسطلاح میں اعتراض نہیں کرتے ۔

نود: شارح نے مقدمہ کی چار بحثوں تحقیقوں کوذکر کیا ہے صرف پانچوں تحقیق صیغوی ذکر نہیں کی

(۱) ترکیبی تحقیق کو حذہ مقدمہ سے بیان کیا (۲) ماخذی تحقیق کو وہی ماخوذ من المقدمة الحیش سے

بیان کیا (۳) اشتمالی تحقیق کو فیصا امور ثلثہ سے اور معنوی تحقیق کو والمراد منعا سے بیان کیا۔

فاکدہ مقدمہ الکتاب اور مقدمۃ العلم میں نبست عموم و خصوص مطلق کی ہے مقدمہ الکتاب اعم مطلق

ہے اور مقدمہ الکتاب ہوگا کیونکہ مقدمہ العلم ہوگا وہاں مقدمہ الکتاب ہوگا کیونکہ مقدمہ العلم

العلم معانی کے اس کھڑے کو کہتے ہیں جو کہ مقصود کے شروع کرنے میں مفید ہوں یعنی مقدمہ الکتاب ہو وہاں

معانی کا نام ہواور جہاں معانی ہو وہاں الفاظ کا ہونا ضروری ہے لیکن جہاں مقدمہ الکتاب ہو وہاں

مقدمۃ العلم کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ مقدمۃ الکتاب الفاظ کے اس کھڑے ہیں جو مقصود

سے پہلے ہویعنی مقدمہ الکتاب الفاظ کو کہتے ہیں تو جہاں الفاظ ہوں وہاں معانی کا ہونا ضروری

نبيل لهذا مقدمة العلم كابونا ضرورى توينبت عموم وخصوص مطلق كى ہے۔

• العلم المحلودة الحاصلة من الشنى عند العقل والمصنف لم

یت عدض التعدید مستفیص واما الا کتفا، بالتصور بوجه ما فی مقام التقسیم واما الان العلم بدیهی التصور علی ما قابل العلم بدیهی التصور علی ما قابل ترجمه علم وه کی شکل کے زویک حاصل ہونے والی صورت کا نام ہے۔ اور مصنف میں وربی ہوااس کی تعریف کوذکر کرنے کے یا تو مقام تقسیم میں علم کے تصور بوجہ باپراکتفاء کرنے کی وجہ سے یا اس لیے کہ علم بدیمی ہے جیسا کہ کہا وجہ سے یا اس لیے کہ علم بدیمی ہے جیسا کہ کہا گائے۔

العلم مدوالمصودة الحاملة : عَبِشارح كا وفرضيل ب(ا)علم كاتعريف(٢) ماتن ير

اعتراض واردمونا تمااس كاجواب ديناما ہے ہيں۔

اتن نے ان کا نااذ عا ناللنبہ سے علم کی تقسیم شروع کردی حالا نکہ تقسیم شروع کرنے سے پہلے مقسم کا جاننا ضروری ہوتا ہے لیکن ماتن نے علم کی تعزیف نہیں کی تو یہاں تقسیم المجول الی

الاقسام لازم آرہاہے۔جوکہ منوع ہے۔

شارح نے تین جواب دیئے ہیں۔

جواب نمبد ١: جس سے پہلے ایک ضابطہ کا جاننا ضروری ہے۔

ضابطہ: مقام تقلیم کے لیے تصور بوجہ ماکا فی ہوتا۔ کرتقلیم کے لیے ماہیت کا جانتا ضروری نہیں ہے بلکہ تصور بوجہ ماکا فی ہے پوراتصور تقلیم کے لیے ضروری نہیں اور تصور بوجہ ما کہتے ہیں کسی شکی کا مختصر ساتصور حاصل ہوجائے۔

جدواب محسا حساسل: علم كاتصور بوجہ ما تھااس ليے علم كى تعريف نہيں كى اورعلم كى تعريف كاتصور بوجہ ماوہ واستن ہے يعنی اتنا معلوم كرليا كہ بمعنی واستن ہے اورعلم كى تقسيم كے ليے اتنا كافی ہے۔ جسواب ٢: علم كى تعریف مشہور اس ليے اسے ترک كرديا كھلم شكى كى اس صورت كو كہتے ہيں جوعقل كے نزديك حاصل ہوتو ماتن نے شہرت براكتفاء كرتے اس كى تعریف نہيں كى۔

جواب ۳: بیرے کی علم بدیمی ہے جیسا کہ امام رازی کا مذہب اور تعریف نظری چیز کی ہوتی نہ کہ

بدیبی اس لیے ماتن علامہ تفتازانی نے علم کی تعریف نہیں کی تقسیم شروع کر دی۔

سے شارح نے اس کو کلمے کے ساتھ ذکر کیا ہے اور کہا علمی ماقیل۔ علی منتقب کا منتقب کے انسان میں اور کہا علمی ماقیل۔

شادح بد اعتواض: علم کی جو پانچ تعریفیں کی جاتی ہیں لیکن شارے نے علم کی تعریف الصورة الحاصلة من الشنبی عندالعقل کو کیوں اختیار کیا نیز عام طور پر مناطقه اپنی کتابوں پس حصول صورة الشنبی فی العقل والی تعریف ذکر کرتے ہیں توشارح پر دی اس تعریف ندكوركوكيون ترجيح دى - جواب سے پہلے بطورتمبيدتين باتيں جان ليں _

پهلی بات: الله تعالی نے انسان کوجود ماغ دیا ہے بیآ ئینہ ہے جس طرح شیشمآ ئینہ ہوت اہے۔ جس طرح شیشے کے آئینہ کے سامنے کوئی صورت آ جائے تو فورا اس شئ کی شکل منقش اس شیشے میں منقش ہوجاتی ہے ایسے ہی د ماغ والے آئینے میں جس شک کی صورت آ جائے تو فورا اس شئ کی شکل د ماغ میں منقش ہوجاتی ہے فرق اتنا ہے کہ شیشہ میں صرف محسوسات چیزوں کی شکلیں آتی درخت۔ پھاڑ۔ انسان ۔ حیوان وغیرہ کی شکلیں آتی ہیں اور معقولی چیزوں کی شکلیں آتی

مثلًا محبت بعض عدوات وغیرہ کی شکلیں اسمیں نہیں آتی اور منطقی اور د ماغ کے آئینہ میں محسوسات میں میں میں میں میں اور میں میں میں میں میں میں میں اور منطقی اور د ماغ کے آئینہ میں محسوسات

اورمعقولات دونوں کی شکلیں آتی ہیں۔

دوسدی بسات: جب انسان کی شک کاعلم حاصل کرے گا تو اس معلوم شک کا عالم کے پاس موجود
ہونا ضروری ہے خواہ اس معلوم شک کی ذات عالم کے پاس موجود ہو بااس معلوم کی صورت۔(۱)
اگر معلوم کی ذات عالم کے پاس موجود ہوتو اس کوعلم حضوری کہتے ہیں جس طرح انسان کاعلم اپنی
ذات کے بارے ہیں۔انسان کی قوت عاقلہ بیالم ہے اور وجود انسان بیمعلوم ہے جو کہ قوت
عاقلہ سامنے موجود ہے (۲) اگر معلوم شک کی ذات عالم کے پاس موجود نہ ہو بلکہ عالم کے ذہن
میں اس کی صورت موجود ہوتو اس کوعلم حصولی کہتے ہیں جس طرح زید نے عمروکوایک مرتبد دیکھا
میں اس کی صورت موجود ہوتو اس کوعلم حصولی کہتے ہیں جس طرح زید نے عمروکوایک مرتبد دیکھا
پیس عمروکی ذات موجود ہوتو اس کوعلم حصولی کہتے ہیں جس طرح زید نے عمروکوایک مرتبد دیکھا
پیس عمروکی ذات موجود ہوتو اس کوعلم حصولی کہتے ہیں۔

ساعتباد، قدم اود حدث، دو قسمین هین ان دونون قسمول میں سے ہرایک کی باعتبار عالم کے دودوقشمیں بنتی بین کہا گر عالم قدیم تو علم بھی قدیم اور اگر عالم حادث تو علم بھی حادث تو علم حصولی اور علم حضوری کی چارفشمیں ہوئی۔(۱) علم حضوری قدیم (۲) علم حضوری حادث (۳) علم حصولی قدیم (۲) علم حصولی حادث۔

(۱) علم حضوری قدیم برح باری تعالی کا اپنی ذات اور تمام کا کنات کے بارے میں جوملم

ہے بیلم حضوری قدیم ہے علم حضوری اس لیے کہ تمام کا ئنات باری تعالی کے سامنے موجود ہیں اور قدیم اس لیے کہ باری تعالی کاعلم قدیم ہے ناور قدیم اس کو کہتے ہیں جس کی ندابتداء ہوندا نتہاء۔

(۲)علم حضوری حادث۔ انسان کا اپنی ذات کے بارے میں علم : بیعلم حضوری حادث ہے

جضوری اس لیے کہ انسان کی ذات قوت عاقلہ (عالم) کے سامنے موجود ہواور حادث اس لیے کہ یہاں عالم حادث ہے۔

(٣)علم حصولی قدیم عقول عشره (جو که مناطقه کے نزدیک قدیم ہے نہ کہ اہلسدے کے نزدیک)

(۳) م تصوی قدیم - تعول سر و فرجوله مناطقه نے مزد بیا قدیم ہے نہ لہ ہسدت سے مزد بیا) کا تمام کا ننات کے بارے میں علم: بیعلم حصولی قدیم ہے۔حصولی اس لیے کہ وہ صورت کے

ذریعے علم حاصل کرتے ہیں اور قدیم اس لیے کہ مناطقہ کہتے ہیں کہ عقول عشرہ قدیم ہیں۔

(۷) علم حصولی حادث انسان کو دوسرے کے بارے علم جب کداس کو ایک بار دیکھا ہو بیعلم حصولی حادث ہے۔ حصولی اس لیے کہ عالم کے پاس اس کی صورت موجود ہے اور حادث اس

لیے کہ قوت عاقلہ عالم حادث ہے۔ تیسندی جات: جب بھی انسان کسی چیز کاعلم حاصل کرے گا وہاں یا نچ چیزیں ضروری ہوں گی۔

کیفلوی بھا جنب ک سام کی چیرہ ہوگی خواہ ذات کے اعتبار سے یا صورت کے اعتبار۔اس کو

منطقی الحاضر عندالمدرك كتے ہیں۔

(٢) اس معلوم شي كي صورت كاذبن مين منتقل بوجانا - اس كو نطقي المصورة المحاصلة من

الشئى عندالعقل ستجيركرت بير-

(۳) اس معلوم شک کی صورت کا ذہن میں حاصل ہونا بیمعنی مصدری _اس کو منطق حـــــــول

صورة الشنى فى العقل سے تعبير كرتے ہيں۔ المد رنفر لعز عقال الدر معالش كر مدكرة 1

(٣) نفس يعنى عقل كااس معلوم شئى كى صورت كوقبول كرليماً _

(۵) عالم اورمعلوم كورميان تعلق كابونا _اس كومطق الاضافة الحساصلة بين العالم

والمعلوم تجيركرتي بير_

مساندہ مناطقہ کا جوعم کی تعریف میں اختلاف ہے وہ صرف تعین میں ہے۔ ان پانچ چیزوں کے ہونے میں کو کی اختلاف میں اختلاف ہیں اختلاف صرف یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کے ہونے میں وکی اختلاف صرف یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں میں سے علم کس چیزوں میں ۔ الصورة الحاصلة النع وغیرہ کو علم کہتے ہیں ۔

جواب کا حاصل شارح یز دی نے علم کی تعریفوں میں الصورۃ الحاصلہ کوتر جیح دی ہے۔ صاخدہ اور نظر وفکر کی تعریف مدہ کہامور معلومہ کواس طریقے سے تر تیب دینا جس کے ذریعے مجہول چیز حاصل ہوجائے امور معلومہ کوتر تیب دینے کو کسب اور مجہول شکی جوحاصل ہوئی ہے اس

کواکساب کہتے ہیں۔ وجسمہ اول: ماتن نے علم کی تقسیم کی ہے بدیہی اور نظری کی طرف اور علم نظری کے لیے نظر وفکر کی

ضرورت ہے۔اورنظروفکر میں کسب اوراکساب ہوتا ہے اورکسب واکساب نہیں ہوسکتا گرالصورة الحاصلة میں کیکن باتی چار چیز وں میں کسب واکساب نہیں ہوسکتا اس لیےان میں معنی مصدری ہوتا ہے اور معنی مصدر نہ کا سب بن سکتا اور نہ مکتسب اسی وجہ سے بزدی نے اس تعریف کوتر ججے دی۔ عصول صورة الشکی فی العقل والی تعریف میں (فی) کا لفظ ہے جو کہ ظرفیت کے لیے اب مطلب یہ بن جائے گاکسی شکی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا بیعلم ہے اور جوعقل میں نہ ہوگا وہ کی وہ علم نہ ہوگا اس تعریف میں واضل ہوجائے گالیکن جزئیات کا علم اس فارج ہوجائے گالیکن جزئیات کا علم اس میں واضل ہوجائے گالیکن جزئیات کا علم اس فارج ہوجائے گاکیکن جزئیات کا علم اس میں حاصل نہیں ہوتی بلکہ قوت وہمیہ میں حاصل ہوتی ہے فارج ہوجائے گا کیونکہ جزئیات عقل میں حاصل نہیں ہوتی الحاصلہ یہ دونوں علم کواس کئے شامل ہے کہ جو کہ عقل کے قریب ہے بخلاف علم کی تعریف الصورة الحاصلہ یہ دونوں علم کواس کئے شامل ہے کہ اس میں فی ظرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکی کی صورة حاصل ہوخواہ عقل اس میں فی ظرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکی کی صورة حاصل ہوخواہ عقل اس میں فی ظرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکی کی صورة حاصل ہوخواہ عقل اس میں فی ظرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکی کی صورة حاصل ہوخواہ عقل اس میں فی ظرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکی کی صورة حاصل ہوخواہ عقل اس میں فی ظرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکی کی صورة حاصل ہوخواہ عقل اس میں فی طرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکی کی صورة حاصل ہوخواہ عقل اس میں ابتران کی سے میں میں فی طرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکی کی صورة حاصل ہو خواہ عقل اس میں فی طرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کیکھوں کے دو ان میں میں کی سے دو الی نہیں اب معنی یہ ہوگا عقل کے نزد کیکسی شکیں کی مورق کے اس کی خواہ کی کو اس کے نزد کی کسی شکی کی صورة کی کی کی کی کو نو کے نو کو اس کی کو کی کو کی کو کو کو کی کو کی کو کی کو کی کو کی کی کی کو کی کی کی کی کی کی کو کی کی کو کی ک

میں حاصل ہو یا عقل کے نزدیک قوت وہمیہ میں حاصل ہو ہردونوں صورتوں میں عندالعقل موجود ہے۔ چونکہ حصول صورة الفئ الخ والی تعریف جامع نہیں اس لیے الصورة الحاصلہ والی تعریف کورجے دی۔

وجعه نسانت: حصول صورة الشي مين صورة كي اضافت هيشي كي طرف اس اضافت كا تقاضابيه کہ اگر شکی کی صورت صاوق ذہن میں لائی جائے (علم صاوق) تو اس کوعلم کہا جائے لیکن اگر اسی شک کی صورۃ کا ذب لائی جائے (علم کا ذب) اس کوعلم نہ کہا جائے۔الحاصل بیتعریف حصول صورة الخ والى علم صادق كوشامل كيكن اس سے علم كاذب اس سے خارج ہوجاتا ہے حالا كله بيد دونو علم ہیں بخلاف اس تعریف کے جوہم نے بیان کی ہے وہ دونو علموں کو جامع ہے کیونکہ اس تعریف میں اضا دت نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کی شی کی صورة کا ذہن کے باس حاصل ہوتا خواه وه صورت صاوقه مو ياصورة كاذبة بيتعريف چونكه جامع اس ليهاس كوترجح دى ـ وجه دامع: جن منطقیول نے حصول صورة والی تعریف کی انہوں نے بھی حصول کوالحاصلہ کے معنی میں کیا پھرصورۃ کومقدم کر کے موصوف بنایا اور الحاصلہ کواس کی صفت کیکن یز دی کہتے ہیں میں تكلف مين نبيس ميرًا بكدا بتداء الصورة الحاصله كے ساتھ تعریف كردي _ وجه خامس: ان جاروجوہ کےعلاوہ یانچویں وجہ پیمی بن سکتی ہے۔جس سے پہلے بیجان لیں ہم نے جوعلم کی تقتیم کی ہدیمی اورنظری کی طرف پیلم حصوبی حادث کی ہےنہ کیعلم حضوری اور نیعلم حصولی قدیم کی ۔شارح نے بیتحریف (الصورة الحاصلہ) کی اسے اس بات کی طرف اشارہ کردیا

کہ تقسیم علم حصولی حادث کی ہے باقی وہ اشارہ بوں بنتا ہے جب الصورۃ کہا تو علم حضوری نکل گیا کیونکہ وہ صورت نہیں ہوتی بلکہ ذات ہوتی ہے اور الحاصلہ کہا تو علم حصولی قدیم نکل گیا کیونکہ حاصله کامعنی بیہوتاہے کہ پہلے نہ ہو بعد میں حاصل ہواور قدیم اس کو کہتے ہیں جوازل سے ابد تک

مساندہ عندالعقل عقل کے تین معنی آتے ہیں (۱)عقل ایساجو ہرہے جواینی ذات کے اندر مادے سے خالی ہو۔ (۲)عقل ایسا جوہر ہے جوائی ذات کے اندر بھی مادے سے خالی ہواور فعل

کے اندر بھی۔ (٣) توت مدر کہ۔ ایس توت جو چیز نا واقف ہوتی ہے۔

: سوال: معرض كهتا بكرة بك تعريف مين جولفظ عقل بيتو آب اس كوجومعن بهي لين

الله تعالی کے علم پرعلم کااطلاق نہیں ہوتااس کے دوجواب ہیں۔

جواب اول۔(۱) یہاں مطلق قدرت یعنی جاننے والا۔(۲) ٹھیک ہے ہم ماننے ہیں کہ اللہ کاعلم اس سے خارج ہے۔

: توله: ان كان اذعانا للنسبة : اي اعتقاد اللنسبة الخبرية الثبوتية كالاذعان

بـان زيـد اقـائـم والسـلبية كالاعتقاد بانه ليس بقائم فقد اختار مذهب الحكماء

حيث جعل التصديق نفس الاذعان والحكم دون المجهوع المركب منه ومن

تصبور البطيرفين كما زعمه الامام الرازي واختار مذهب القدماء حيث جعل

متعلق الأذعان والحكم البذي هو جيز، اخير للقضية هو النسبة الخبرية

الثبوتية اوالسلبية لاوقوع النسية الثبوتية التقيدية او لا وقوعها وسيشبر

الى تثليث اجزاء القضية في مباحث القضايا.

تسوجہ میں ایعنی علم اگر نسبت نجریہ جموت کا عقاد ہو (تو تصدیق ہے مثلاً) زید کے قائم ہونے کا اعتقاد پار مصنف نے حکما اعتقاد ہو اسبت نجریہ) سلبیہ کا اعتقاد ہو جیسے زید کے قائم نہ ہونے کا اعتقاد پس مصنف نے حکما کے مذھب کو اختیار فر مایا ہے۔ اس طرح کہ نفس اعتقاد اور حکم کو تصدیق قرار دیا ہے۔ نہ کہ تصور کو طرفین اور حکم کے مجموعہ مرکبہ کو۔ جیسا کہ گمان کیا ہے۔ اس کو امام رازی نے ۔ اور ماتن نے متقد مین کا مذھب اختیار کیا ہے۔ کیونکہ اذعان و حکم کا متعلق تضیہ کی اس جز واخیر کو قرار دیا ہے۔ جو نسبت خبریہ جوتے تھید یہ کہ وقوع یا لا وقوع کو اذعان و حکم کا متعلق نہیں قرار دیا مصنف سی عنظریب اشارہ فرمائیں گے۔ مباحث قضایا میں اجزاء قضیہ کے تین ہونے کی طرف۔

: فُولُهُ: أَن كَانَ ادْاعَانَا لَلْنَسْبَةُ أَي اعْتَقَادُ الْنَسْبَةُ

اس قول میں شارح تین باتیں ذکر کرےگا۔ پہلی بات کہ شارح نے ماتن کی عبارت کا ترجمہ کیا ہے۔ دوسری بات اختلاف ذکر کیا ہے جو حکماءاور امام رازی کے درمیان ہے۔ تیسری بات حکماء کا آپس میں اختلاف ذکر کرےگا جو متقدمین اور متاخرین کا ہے۔

اى اعتقاد النسبة فقد اختاد: صرف توضيح متن همتن كي عبارت ان كان اذعاناً

اللنسة يهال اذعان كامعني اعتقاد كاب يقين نهيس كيول كها كريقين والأمعني كيا جائة تصديق کے تحت تصدیق کی چھقسموں میں سے صرف تین داخل ہوں گی اور تین خارج ہوجا کیں گی يعنى-(١) عين اليقين (٢) حتى إليقين (٣) علم اليقين بيد واظل مول مير(١) جهل مركب (٢) تقليد (٣) ظن غالب داهل نبيس مول مي كيونكه ان نتيول ميس يقين نبيس موتا نسبت کاغالب گمان موتا ہے لہذا یہاں اذعان کامعنی اعتقاد کریں مے یقین نہیں کریں مے تا کہ تصدیق ا پنے چھا قسام کوشامل ہوجائے۔ لیعنی اعتقادر کھنا کہ موضوع اور محمول کے درمیان نسبت تا مدخریہ ے مانہیں لینی شوسیة باسلیبہ ہے جو تنیکا مطلب سے ہے کہ موضوع کے لیے محمول ثابت ہے جیسے زيدقائم اورسلبيدكا مطلب بيب كمجمول موضوع سففى كيا كياموجي زيد ليس بقائم فقداختدد فوده: شارح يزدى دومتلف تتم مسائل بيان كرنا جابيت بين اورساتحوى ماتن علامة نفتازاني كے مذہب كو تتعین كرنا بھی مقصود ہے۔ مستناسه اوس : مخلف فیحار اس سے پہلے ایک تمبیری بات کا جانا ضروری ہو ہیں کہ قضیہ کے اندر چار چیزیں ہوتی ہیں(۱) موضوع کا تصور (۲) محمول کا تصور (۳) نسبة کا تصور (س) حكم _اب اختلاف اس بات ميس ہے كه آيا يہ جاروں چيزيں تصديق ہيں يا مرف حكم تقدیق ہے تو حکماء کہتے ہیں کہ تقدیق بسیط ہے صرف تھم کا نام ہے اور تصورات اللاشاس کے

تصور (۳) علم ۔اب اختلاف اس بات میں ہے کہ آیا یہ چاروں چیزیں تقعد ایق ہیں یا صرف علم القعد ایق ہیں یا صرف علم القعد ایق ہیں کہ تقعد ایق ہیں کہ تقعد ایق ہیں کہ تقعد ایق ہیں کہ تقعد ایق مسلط ہیں اورامام رازی کہتا ہے کہ تقعد ایق مرکب ہے لیعن علم اور تقعورات ثلاثہ کے مجموعہ کا نام ہے۔

نام ہے۔

نرق اتنا ہے حکماء کے نزد کے یہ تنوں تقعور تقعد اوق کے لیمش طین اور رازی کے نزد کے ہیں۔

نرق اتنا ہے حکماء کے نزد کے یہ تنوں تقعور تقعد اوق کے لیمش طین اور رازی کے نزد کے ہیں۔

فرق اتنا ہے حکماء کے نزدیک بیہ تینوں تصور تقدیق کے لیے شرط ہیں اور رازی کے نزدیک بیہ تینوں شطر (جزء) ہیں تقدیق کا ریہاں فتصدیق بیخبرہے مبتداء محدوف کی جو کہ ہی ہاب مطلب بیہ ہوگا نسبت خبر بیکا گمان عالب ہوتو وہ نسبت تقدیق ہے نہ کہ مجموعہ تصورات ثلثہ۔ دونوں غد ہب میں تین فرق ہیں۔ (۱) حکماء کے نزدیک تقمدیق بسیط اور مفرد ہے امام رازی کے نزدیک مرکب ہے۔ (۲) حکماء کے نزدیک تصورات ثلاثہ تقدیق کے لیے شرط ہیں لہذا بیہ نزدیک مرکب ہے۔ (۲) حکماء کے نزدیک تصورات ثلاثہ تقدیق کے لیے شرط ہیں لہذا بیہ

تقدیق سے باہر ہیں اورا مام رازی کے نزدیک بیشطر ہیں لہذا بیقمدیق کے اندردافل ہیں۔
(۳) حکماء کے نزدیک تقدیق کا کل حکم ہاورا مام رارزی کے نزدیک تقدیق کا جزھکم ہے۔
ماتن نے بھی حکماء کے ندہب کی تعریف کورجے دی ہے وہ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے
کہا کہ ان کان اذعا ناللنہ کہ اگر نسبت کا اعتقادا ورحکم ہوتو تقیدیق ہے اور شارح نے بھی اس کو
راج قرار دیا ہے امام رازی کی تعریف اس وجہ سے بہتر نہیں ہے کہ ان کے نزدیک چاروں چیزوں
کا مجموعہ ہے اور یہ اعتباری چیز ہے جب کہ تقیدیق ایک اٹل حقیقت ہے اس وجہ سے ماتن نے
کا مجموعہ ہے اور یہ اعتباری چیز ہے جب کہ تقیدیق ایک اٹل حقیقت ہے اس وجہ سے ماتن نے

حکماء کی تعریف کو پسند کیاہے۔

مسئله فاذید: قضیہ کے اجزاء تین ہیں یا چار۔ متقدمین مناطقہ اور متاخرین مناطقہ کا اختلاف
ہے متقدمین کے نزدیک قضیہ کے تین اجزاء ہیں۔ جس کی مخضر وجہ یہ ہے کہ تصوراور تصدیق
دونوں علیحدہ چیزیں تھیں ان کا متعلق ایک نکالیں سے تا کہ بھی جمع ہوسکیں۔ اگر ایک متعلق نہ
بنا کمیں تو ان کے درمیان منافرت بعیدہ ہوگی اور بھی جمع نہ ہوسکیں سے لہذا ان دونوں کا متعلق
ایک ہی نسبت نکالو۔ اگر اس نسبت کا صرف تصور کیا جائے تو وہ تصور ہوگا اور اگر گمان غالب کیا
جائے وہ تھدیق ہے۔

متاخرین مناطقه: کنزدیک تضید کے چاراجزاء ہیں۔اس کی وجداور پس منظریہ پیش کرتے ہیں ان کے نزدیک تصوراور تصدیق حقیقاً متحد ہیں ایک شکی ہیں اگر متعلق ایک نکالیں تو ان کے درمیان اتحاد ہوجائے گا ہراعتبار سے جو کہ غلط ہے لہذا دونوں کو جدا کرنے کے لیے علیحدہ متعلق الگ الگ نکالیں کے دونبتیں نکالیں کے ایک نسبت تقیدی اور ایک نسبت وقوعی یا لاوتوگ سست تقیدی کامتعلق تصور بنایا اور نسبت وقوعی اور لا وقوعی کامتعلق تصدیق بنایا۔

د سندا: زیدقائم میں متقدمین کے نزدیک قیام زید بیا کی نسبت ہے جس کے ساتھ تصوراور تقمد بق دونوں متعلق ہوں گے لیکن متاخرین کے نزد یک یہاں دونسیس ہیں ایک تقیدی قیام زید اور دوسری وقوعی یا لاوقوعی وہ قیام زید ہست یا نیست۔ یہاں بھی یزدی نے یہ بتلا دیا کہ علامہ تفتازانی کو متقدمین کا مذہب پسند ہے یعنی ماتن قضیہ کے تین اجزاء مانتے ہیں ہاتی رہی ہے ہات کہ سے کیسے معلوم ہوا کہ ماتن کا مذہب میہ ہے کہ تواس کا جواب میہ ہے کہ ماتن تفتاز انی نے میہ کہاان کا ن

اذعا تاللنسبة اورنسبت كے ساتھ وقوعيداور لا وقوعيد كي قيونيس لكائي -

وسیشد سے: ایک اعتراض کا جواب دینا جاتے ہیں۔

سوال کراے شارح تہیں کیے معلوم ہوا کہ یہاں نسبت سے دقو عی اور لا دقو عی مرادنہیں ہوسکتی

جواب: شارح نے جواب دیا کہ ہمارے پاس دلیل موجود ہوہ یہ ہے کہ معنف ماتن آ کے چاک دفتایا کی بحث میں قضیہ کے تین اجزاء بیان کریں گے اگر وقوعی بالا وقوعی محذوف مان لیس

تو تضید کے اجزاء چار ہوجا کیں مے جو کہ مقصود مصنف کے بالکل خلاف ہے۔

حکماء کا آپس میں اختلاف ہے متقد مین اور متاخرین کا۔اختلاف عنوان بوں ہوگا کہ قضیہ کے اندر کتنی نہتیں ہوتی جی اندر کتنی نہتیں ہوتی ہے اندر ایک فضیہ ہوتا ہے یا مربع ۔ متقد مین کہتے ہیں کہ تقعد بیت کے اندرایک نہیں ہوتی ہے ایک موضوع دوسرامحمول تیسرانست تامہ خبر بیمتا خرین کہتے ہیں کہ تضیہ کے اندر دونستیں ہوتی ہیں اور تضیہ مربع ہوتا ہے ان تینوں کے علاوہ نسبت تقید ہیہوتی ہے۔

نبست تقید ہے۔ نبست تام خبر ہے پہلے ایک نبست ہوتی ہے جس میں تر دداور شک ہوتا ہے اس کو نبست بین ہیں ہیں کہتے ہیں یا اولا دراک بان النسیت واقعۃ اولیست بواقعۃ ۔ اوراس اختلاف کا سبح مثاایک اوراختلاف پر بی ہے وہ اختلاف ہے کہ تصور اور تقدین کے درمیان اتحاد ذاتی ہوتا ہے اور تغائز ذاتی ہوتا ہے۔ متقد مین کے نزدیک تغائز ذاتی ہوتا ہے۔ متقد مین کے نزدیک تغائز ذاتی ہونا ہے اور تقار اعتباری ہوتا ہے۔ تقائز ذاتی ہونے کا ایک وجہ ہے کہ تقدیق میں ہوتا ہے اور تقاون میں اختلاف ہے اور قانون ہے ہوتا ہے اور تقسور میں نہیں ہوتا دوسری وجہ ہے کہ دونوں کے نواز مات میں اختلاف ہے اور قانون ہے کہ اختلاف اللازم یتلام اختلاف آلملو وم اور اتحاد اعتباری اس وجہ ہے ہوتا ہے کہ دونوں کے اور تعاد اس وجہ سے ہوتا ہے کہ دونوں علم ہیں۔ متاخرین کے نزد یک اتحاد ذاتی ہے اور تغانر اعتباری سے داتحاد اس وجہ سے ذاتی دونوں علم ہیں۔ متاخرین کے نزد یک اتحاد ذاتی ہے اور تغانر اعتباری ہے۔ اتحاد اس وجہ سے ذاتی دونوں علم ہیں۔ متاخرین کے نزد یک اتحاد ذاتی ہے اور تغانر اعتباری ہے۔ اتحاد اس وجہ سے ذاتی دونوں علم ہیں۔ متاخرین کے نزد یک اتحاد ذاتی ہے اور تغانر اعتباری ہوتا ہے داتی داس وجہ سے ذاتی دونوں علم ہیں۔ متاخرین کے نزد کیک اتحاد ذاتی ہے اور تغانر اعتباری ہے۔ اتحاد اس وجہ سے ذاتی دونوں کے دونوں کے دونوں کے دونوں کے دونوں کے داخلات کے دونوں کے دون

ہے کہ دونوں علم ہے اور تغایراس وجہ سے اعتباری ہے کہ تقیدین کامتعلق نسبت تامہ خبریہ ہے اور تقور کامتعلق نسبت تقیدیہ ہے۔ ماتن نے اس میں متقد مین کا فد ہب افتیار کرلیا کیونکہ ان کان اذعا ناللنہ تا کہا جس سے مراد نسبت تامہ خبریہ ہے۔

: فتوله : والافت صبور : سوا، كان ادر كالامرواحد كتمبور زيد او لا مور متعددة

مِــون الــنصبة كتــمـــور زيد وعمرو او مع نسبة غير تامة كتصور غلام زيد او

تامة انشائية كتصبوراضيرب لو خبيرية مدركة بادراك غير اذعاني كما في

صورة التخييل والشك والوهم.

توجهه: (اورا گرعلم نبست خبریه کا عقادنه بوتوه وه تصور ب) برابر ب کدایک چیز کا تصور بو جهد: (اورا گرعلم نبست خبریه کا عقادنه بوتوه وه تصور با معتدد چیزول کا جیے زید کا تصور یا معتدد چیزول کا تصور نبست غیرتامه کے ساتھ بوجیے غیلام زید (ترکیب اضافی) کا تصوریا نسبت تامه انشائیه کے ساتھ بوجیے احد و ب (میغه امر) کا تصور یا اس نبست خبریہ کے ساتھ بوجونسبت خبریہ غیر افران تصور سے مدرک بوجس طرح تخییل شک اور وہم کی صورت میں ۔

قول: والا متصور سواد الغ: ال قول مين شارح يه بنانا جا بنت بين كقورك تحت علم كانت اقسام داخل بين اورتقد يق كتحت كتنت بين -

تصود کی تعریف ماتن نے بیک ہے کہ اگر نسبت خبر بیکا غالب کمان نہ ہوتو وہ تصور ہے الحاصل تصور کی تعریف تین آئیں ہیں ہیں۔(۱) نسبت ہو(۲) نسبت خبر بیہ ہو(۳) گمان غالب ہو۔اگران تین قیدوں میں ایک قید نہ پائی گئی تو بھی تصور ہوگا (۱) سرے سے نسبت نہ ہوتو بیتصور ہوگا اس میں علم کی پانچے قشمیں داخل ہوجا کیں گی (۱) احساس (۲) تخیل (۳) تعقل (۴) تو ہم (۵) مرکب ناقص ۔

(۲) نسبت خبریدند ہوتو بھی تصور ہوگا آمیس علم کی ایک قتم مرکب تا م انشائی داخل ہوجائے گ۔ (۳) گمان غالب نہ ہوتو بھی تصور ہوگا اس میں جا وقتمیں داخل ہوجا ئیں گی۔

تصور اور تصدیق کے اقسام جس کیلنے وجہ حصر: یے کہ جب بھی کی چیز کا

علم حاصل کیا جائے تو وہ دوحال سے خالی نہیں (۱) مفرد ہوگی یا مرکب ۔ اگر مفرد ہے تو مجردو حال نے نیں محنوسات کی قبیل ہے ہوگی یا معقولات کی قبیل ہے، اگر محسوسات کی قبیل ہے ہے تو مجردوحال سے خالی ہیں حاضر ہوگی یا غائب، اگر حاضر ہوتو بیلم اور ادراک کا بہلاتتم ہے جس كانام احسساس بـاوراً كرمسوس موكرغائب موتوادراك كادوسراتم بجس كانام تنعیل ہے۔اورا گرمعقولات کے قبیل ہے ہو پھردوحال سے خالی میں جزئی ہوگایا کلی۔اگر جزئی بوتو دوحال سے فالی نہیں مسجر د عن المادہ ہوگی انہیں۔اگر مسجر د عن المادہ ہوتو بیلم كتيرى تم بجس كانام تو هم بـادراكر مجرد عن الماده موياكل موقومردونول صورتوں میں بیلم کاچوتھاتم ہےجس کانام تعقل ہےاورا گرمرکب ہو پھردوحال سے خالی بیں مركب تام موكايامركب ناقع _ اكرمركب ناقص موتوبيكم كى يانجوين تتم ب جس كيلي كوئى مستقل نامنیس ۔اوراگرمرکب تام ہوتو محردوحال سے خالی نہیں مرکب تام خبری ہوگی یا انشائی اگرانشائی ہوتو بیلم کی چیٹی قتم ہے جس کا اصطلاح میں کوئی سنتقل نام نہیں اورا گرمر کب تا م خبری ہوتو پھر دو حال سے خالی نیں اس میں صدق اور کذب کا تھم نگایا گیا ہوگایا نہیں۔ اگر صدق اور کذب کا تھم ند لگایا میا موتویطم کی ساتویں تتم ہے جس کانام تنحییل ہے۔

اورا گرصد ق و کذب کا تھم کیا گیا ہوتو پھر دوحال سے خالی نہیں جانب خالف کا اختال ہوگا یا نہ ہوگا
اگر جانب خالف کا اختال ہوتو پھر یہ تین حال سے خالی نہیں جانب خالف تعین ہوگا دونوں جانب
مساوی ہوگی۔ یا ایک جانب مرجوح اور دوسری رائح ہوگی۔ اگر جانب مخالف کا تعین ہوتو بیعلم کی
ہم ٹھویں تہم جس کا نام تکذیب وا نکار ہے۔ اگر دونوں جانب مساوی ہوں تو بیعلم کی نوویں تہم ہے
جس کا نام شک ہے۔ اور اگر ایک جانب مرجوح ہود وسری رائح ہوتو رائح یہ دسویں تہم ہے جس کا
نام ظن خالب ہے اور جانب مرجوح ہیگیار ہویں تہم ہے جس کا نام وہم ہے

اوراگر جانب خالف کا بالکل احمال نه ہوتو بیرجزم ہے تو جزم پھردو حال سے خالی نہیں اس میں صدق و کذب واقع نفس الامری کے مطابق ہوگا یائییں اگر مطابق ہوتو بیلم کی بار ہویں قتم جس کا نام جہل مرکب ہے اگر واقع کے مطابق ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں کہ تشکیک مشکک سے اسکا زوال ہوگا یانہیں ۔ اگرز وال ہوتو بیلم کا تیر ہواں تتم ہےجس کا نام تقلید مخطبی ہے۔ اورا گراسکاز وال نه موتوبه یقین ہے مجریقین تین حال سے خالی نہیں یا تو یقین تجربہ سے حاصل ہو كايادالك سے حاصل موكايا مشاہدہ سے حاصل موكا۔ اگر تجربہ سے حاصل موتوبيلم كى چودمويں متم ہےجس کانام حق البقین ہاوراگردلائل سے حاصل بوتو بیلم کی پندر ہو یں تتم ہےجس کانام علم اليقين با كرمشابده ك ذريع سے حاصل بوتو يكم كى سولهوي فتم ہے جس كانام عين البقين بي يملم كىكل سول قسميل بوكي جن ميل سے نواقسام تصور كى بيل اورسات اقسام تقديق كي بين تصور كي نواقسام يدبين (١) احسساس (٢) تسخيل (٣) توهم (٣) تعقل (۵) مركب ناقص (٢) مركب تام انشائي (٤) تخييل (٨) شك (٩) وهمـ اورتقدیق کی سات قسمیس بیر میں۔ (۱) تسکیل بیب و انسکار (۲) ظن (۳) جھل مرکب (٣) تـقــليــد (۵) حـق اليقين (٢) علم اليقين (٤) عين اليقين ــباقى ربى بيبات كـ مصنف ؓ نے تقیدیق کی تعریف سے تصور کی ان نوقسموں کو کیسے خارج کیا۔جس کا حاصل بیہے کہ مصنف ٌنے يتعريف كى ان كان اعتقاداً النسبة خبرية فتصديق _ تواس تعريف ميں لفظ نبست آیا ہے۔جس سے تصور کی پہلی جا وشمیں نکل میں کیونکدا کے اندرنسبت سرے سے ہوتی ہی نہیں اور لفظ خبریت سے تصور کا یا نچواں اور چھٹافتم نکل کیا۔ یا نچویں فتم تو اس لئے کہ آسمیں نسبت نا قصہ ہے۔ اور چھٹی قتم اس لئے خارج ہوگئی کہ اسمیں نسبت انشائی ہے۔ نیزاعتقاد ہے تصور کی آخری تین قسمیں تخییل ، شک ادروہم خارج ہو گئے ادر علم کی باقی اقسام یعنی تصدیق اقسام اسمیں داخل رہیں گی باتی رہی ہے بات نواقسام جوتصور کی خارج ہو کیں تصدیق کی تعریف سے و الا فتصور میں بیکیےداخل ہیں جس کی تفصیل بیہ کرعبارت میں الا جوہے

بيتامديهاصلعبارت بيب انكم يبكن اعتبقداداً لنسبة حبسرية فتصورنفي كي تين

صورتیں ہیں

(۱) سرے سے نسبت نہ ہوتو اسمیں تصور کی پہلی جا رستمیں داخل ہو گئیں۔(۲) نسبت تو ہو مگر تامہ نہ ہوتو اس میں تصور کی پانچویں تتم داخل ہوگئی اور خبرید نہ ہوتو چھٹی تتم داخل ہو جائیگی۔

(٣)نبىت تامىخرىيكا عقادنە بواس مىل تىن قىمىس تىخىيىل، شىك ، وھىم داڧل بول كى

: فتوله : ويقتسمان : الاقسام بمعنى اخذ القسمة على ما في الاساس اي

يقتسم التمسور والتمسدييق كلا من وصفى الضرورة في الحصول بلا نظر ولااكتسباب اي الحمسول بالنظر فياخذ التصور تسما من الضرورة فيصير

ضرورينا وتسنينا من الاكتسباب فيتصبير كسبينا وكذا الحال في التصديق

فالمذكور في هذه العبارة صريحا هو انقصام الضرورة والاكتساب ويعلم

انقسام كل من التمبور والتمبديق الى الضروري والكسبى ضبئا وكناية وهي

ابلغ واحسن من الصريح.

قسو جبید: فن لفت کی کتاب اساس میں اقتسام کامعنی اخذ قسمت کھا ہوا ہے۔ یعنی تصور وقعد بی حصول القد بی حصد حاصل کرتے ہیں۔ وصف ضرورت یعنی حصول بانظر دونوں میں سے ہرایک کا۔ پس تصور ضرورة کا حصد حاصل کر کے ضروری بن جاتا ہے۔ اور اکساب کا حصد حاصل کر کے ضروری بن جاتا ہے۔ اور ایسا بی حال تقد بی میں ہے۔ پس ماتن کی اس عبارت میں ضرورت اور اکساب کا مقتسم ہونا صراحة فدکور ہے۔ اور تصور وتقد بی میں سے ہر ایک کا منقسم ہوجانا ضروری اور کسی کی طرف ضمنا اور کنایة معلوم ہوتا ہے اور کنایہ صرتے ہے احسن اور البغ ہوتا ہے۔

م مقتسم من مالطندودة: اس قول میں شارح نے تین باتی ذکر کی ہیں۔ پہلی بات بدیمی اور نظری کی تعریف دوسری بات ماتن کی عبارت کا ترجمہ تیسری بات ماتن پروار دہونے والا احتراض اوراش کا جواب۔

پہلی بات۔بدیری اور نظری کی تعریف بدیری کی تعریف مالایتوقف حصوله علی الدلیل۔ نظری کی تعریف۔ مایتوقف حصوله علی الدلیل۔

ووسرى بات _ ماتن كى عبارت كالرجمه اورتشر تك _

شدد حین: عام مناطقه اس کی توجید بدیان کی ہے کہ یک سمان بمعنی ینظسمان ہے۔اورالعنرورة والا کساب معطوف اور معطوف علیہ ہیں منصوب بنزع الخافض ہیں۔اورالی حرف جار مقدر ہے تقدیر عبارت بدہوگا کہ تصور و تقدیق واضح طور پر ضروری اوراکسانی کی طرف تقسیم ہوتے ہیں۔

الاهتسام بمعنی اخذ انقسمة الغ شارح بعض مناطقه کی توجیه کورد کرنا چاہتے ہیں کراس توجیہ کے بغیر بھی اس عبارت کا مطلب نکل سکتا ہے جس کے بھنے سے پہلے ایک فارجی مثال بجولیں۔
منسان: ایک تعالی میں سونا تعااور چاہدی زیدنے آ کر چھوسونا لے لیااور چھوچا ندی۔ بعد میں
کرنے آ کر چھوسونا لے لیااور چھوچا ندی۔ اب بیددونوں زیداور بکر میں سے ہرایک اپنے لیے
ہوئے جھے کا مالک ہے۔ زید کو بیکها جاسکتا ہے کہ وہ سونے کا مالک ہے اور چاندی کا بھی۔ ایسے
کروبھی کہا جاسکتا ہے۔

توجید مشدح: شارح کہتا ہے کہ اقسام باب اقتعال سے ہے۔ بیس نے اس کا متی لفت کی کتاب اساس میں ویکھا ہے کہ جس کے معنی ہیں اخذ القسمة اپنا حصد لینا۔ اور عبارت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ تصورا ورتقعد این اپنا اپنا حصد لیتے ہیں اقتسام کا معنی حصد لینا۔ یہاں شارح کہتے ہیں کہم کی دوشمیں ہیں (۱) ۔ ضروری (۲) کسبی ۔ تصورا ورتقعد این دولوں نے آکران سے حصد لیا تصور نے ضروری سے حصد لیا تو تصور کسبی بن گیا۔ اور ایسے بی تقعد این ضروری سے حصد لیا تو تقعد این ضروری اور کسبی سے حصد لیا تو تقعد این ضروری اور کسبی سے حصد لیا تو تقعد این ضروری اور کسبی سے حصد لیا تو تقعد این ضروری اور کسبی سے حصد لیا تو تقعد این ضروری اور کسبی سے حصد لیا تو تقعد این ضروری اور کسبی سے حصد لیا تو تقعد این مشروری اور کسبی بن گئی۔

مسوق: مناطقداوریزدی کی توجید میں مطلب کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں البت عنوان کے اعتبار فرق ہے کہ بعض مناطقہ کی توجید میں تصورا ورتقد این کی تنتیم ضروری اور کسی کی طرف صراحة ہے اور یزدی کی توجید میں ضروری اور کسی کی تقتیم صراحة ہوگی اور تصور اورتقمدیق کی تقتیم

منمناً اور کناییهٔ ہوگی۔

مس الملغ واحسن من التمسرية: شارح الني توجيد كى وجرتر جي بيان كرنا جا بي جس كا حاصل بير ب كداس يزوى كى توجيد كنلية ب جوكداللغ واحسن من الصريح بي بخلاف بعض مناطقة كى توجيد كـ

شوله بالنضرورية :اشاره الى ان هنذه القسمة بديهية لايحتاج الى تجشم

الاستدلال كما ارتكبه القوم وذلك لانا اذارجعنا الى وجداننا وجدنا من

التصبورات مناهو حاصل لنابلا نظر كتصور الحرارة والبروءة ومنهاماهو

حاصل بالنظر والفكر كتمبور حقيقة البلك والجن وكذا من التميديقات ما

بحميل بلانظر كالتصديق بان آلشبس مشرطة والنار محرطة ومنهاما يحميل

بالنظر كالتميديق بان العالم حادث والصائع موجود.

تسرجی : اس قول سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یکتیم بدی ہے۔ اس کو فاہت کرنے

کے لیے دلیل کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں جیسا کہ قوم نے اس کا ارتکاب کیا۔ اور یہ بات

اس لیے ہے۔ کہ جب ہم اپنے وجدان کی طرف رجوع کیا تو ہم بعض تصورات کوالیے پایا جو ہمیں

بغیر نظر و قطر کے حاصل ہوئے ہیں۔ جیسے گرمی اور سردی کا تصور اور ان ہیں ہے بعض وہ ہیں۔ جو

نظر و قطر سے حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے فرشتے اور جن کی حقیقت کا تصور اور اس طرح تقد بھات

میں سے بعض وہ ہیں۔ جو بغیر نظر کے حاصل ہوتے ہیں مثلاً اس بات کی تعمد بی کہ سورج دوثن و میں ہوتے ہیں مثلاً اس بات کی تعمد بی کہ سورج دوثن میں سے اور آگ جلانے والی ہے۔ اور ان (تعمد بھات) میں سے بعض وہ ہیں۔ جو نظر و قطر سے

ماصل ہوتے ہیں اس بات کی تعمد بی کہ عالم حادث ہے۔ اور اس جہان کا بنانے والا موجود ہے

ماصل ہوتے ہیں اس بات کی تعمد بی کہ عالم حادث ہے۔ اور اس جہان کا بنانے والا موجود ہے

ماصل ہوتے ہیں اس بات کی تعمد بی کہ عالم حادث ہے۔ اور اس جہان کا بنانے والا موجود ہے

مات ہونے ہیں اس بات کی تعمد بی کہ عالم حادث ہے۔ اور اس جہان کا بنانے والا موجود ہے

مات ہونے اس بات کی تعمد بی کہ عالم حادث ہے۔ اور اس جہان کا بنانے والا موجود ہے

مات ہونے اس بات کی تعمد بی کہ عالم حادث ہے۔ اور اس جہان کا بنانے والا موجود ہے

مات ہونے اس بات کی تعمد بی کہ عالم حادث ہے۔ اور اس جہان کا بنانے والی ہیا ہونے ہیں کہ بعض مناظقہ ہیں کہ میں مناظمی میں مناظمی میں مناظمی مناظمی مناظمی میں مناظمی مناظمی میں مناظمی منا

تعتیم کے لیے دلیل دی ہے لیکن یز دی کہتا ہے اس تغتیم کے لیے کوئی دلیل دینے کی ضرورت نہیں مقیر میں اور خیریان ورجہ اس سے معندہ سے تابید میں متحیدہ

متن میں بالعبرورة كالفظ جو ہےاس كے دومعنى موسكتے ہيں اور دونوں سي ہيں۔ (١) بالعنرورة كامعنى بداعة لينى واضح مونا مطلب بيموكا تصور اور تقيديتي واضح طور برضرورى ونظری کی طرف تقتیم ہوتے ہیں۔(۲) بالضرورۃ جمعنی وجو بی۔مطلب یہ ہے کہ تصور وتعبدیق وجو بی طور پرتقتیم ہوتے ہیں اور دونوں معانی بالکل صحیح ہیں۔

مشادع بدندی: کہتے ہیں کہ اس تقیم کے لیے کوئی دلیل دینے کی ضرورت نہیں ان کی یہ تقیم واضح ہو اور روثن ہے اس لیے جب ہم اپنی طبیعت پرخور کرتے ہیں تو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ بعض تقور ات بدیکی جیں یعنی جس کے لئے خور وفکر کی ضرورت نہیں جس طرح حرارت اور برودت کا تقور اور بعض تقور ات نظری ہیں یعنی خور وفکر کی ضرورت ہے جن وفر شتہ کا تقور ان ہیں خور وفکر کی ضرورت ہے جن وفر شتہ کا تقور ان ہیں خور وفکر کی ضرورت ہے جن وفر شتہ کا تقور ان ہیں خور وفکر کی ضرورت ہے جن وفر شتہ کا تقور ان ہیں محر قلة اور بعض تقد بی ہیں جس طرح المشام موجود چو تکہ مبعی طور پر یہ محر قلة اور بعض تقد بی ہیں المعالم حادث۔ المعالم موجود چو تکہ مبعی طور پر یہ بات معلوم ہوجاتی کہ تقور وتقد این بدیمی میں دلیل کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور دوسرااحمال کے تمام بدیمی ہوں یہ بھی باطل ہے اس وجہ سے کہ بعض تصورات اور تقدیقات اس وقت تک سمجھ میں نہیں آتے کہ جب تک ان کی تعریف نہ کی جائے یا دلیل نہ بیان کی جائے جیسے جن اور فرشتوں کا تصور بغیر تعریف کے سمجھ میں نہیں آتا۔

جن كى تعريف هو جسم نارى يتشكل باشكال مختلفة يذكرو يؤنث ياكل ويشرب يلدويولد فرشتے کی تعریف ہو جسم نورانی پتشکل ہاشکال مختلفة لایذکر و لایؤنث -

لاياكل ولايشرب لايلدو لايولدر

ای طرح بعض تقدیقات العالم حادث الصانع موجود کے لیےدلیل کی ضرورت پرتی ہے العالم حادث الصانع موجود کے الیےدلیل کی ضرورت پرتی ہے العالم حادث الصانع موجود ۔ اسکی دلیل سے پہلے ایک بات کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں تین چزیں ہیں (۱) واجب الوجود (۲) مکن الوجود (۳) ممتنع الوجود ۔

دلیل ۔اللہ تعالی کے علاوہ باتی چیزوں پر ممکن الوجود کا اطلاق ہوتا ہے۔اور ممکن الوجود کی دونوں جائیں ہارہ ہوتی جیں وجود والی اور عدم وجود والی ۔اب اس کے وجود والی جانب کورائح کرنے کے لیے محدث کی ضرورت ہے اب طاہر ہے کہ وہ یا تو ممکن الوجود ہوگی یا واجب الوجود ہوگی ۔اگر ممکن الوجود والی ہوئی تو اس کے وجود والی جانب کورائح کرانے کے لیے بھی محدث کی ضرورت ہے گھراس کے وجود کے لیے بھی اس طرح تسلسل لازم آتا ہے لہذا آخر میں ہم کو مانتا ہوئے کہ محدث واجب الوجود اللہ کی ذات ہے۔

اور جو کہتے ہیں کہ یکھتیم بدیمی ہان کے ہال تعریف کی ضرورت نہیں پر تی بلکہ خود یہ وجدان فیصلہ کرتا ہے کہ آیا یا تصور نظری ہے یا بدیمی ۔

اورمصنف نے متن میں بالعشرورة کالفظ لاکر دوسر ہے قول والوں کے فد ہب کورائح قرار دیدیا۔
بعنوان دیگر: تمام تصور بدیمی ہوں مے یا نظری ۔ یا بعض بدیمی اور بعض نظری ۔ یہ تین قسم بن کئے
اوراس طرح سے تصدیق تمام بدیمی ہوں مے یا نظری ۔ اور بعض بدیمی ہوں مے اور بعض نظری
یہ بھی تین قسم بن کئے ۔ اور بیا فرادی کیا ظ سے چھتم بن کئے ۔ اور مجموعی کیا ظ سے نوشم ہیں ۔ اور
یہ چھی تین قسم بن کئے ۔ اور بیا فرادی کیا ظ سے چھتم بن کئے ۔ اور مجموعی کیا ظ سے نوشم ہیں ۔ اور
پہلے چھتموں میں سے چار بالکل کے باطل ہیں یعنی تمام تصور بدیمی اور تمام تصدیق بدیمی تواس
وقت ہرایک کے جز کے حاصل کرنے کے لئے واسطہ نظر وفکر کی ضرورت ندر ہے۔ حالا تکہ بیا بالکل غلط ہے کیونکہ بہت چیزیں ہیں جن ہیں ہم کونظر وفکر کی ضرورت ہے دوسرا ہے کہ تمام تصور

نظری ہواورتمام تقعد بی نظری ہوتولا زم آئے گاتشلسل یا دور کیونکدا یک تصور نظری کو دوسرے تصور فظری ہوا ور سے حاصل کریں گے ای طرح دوسرے کو تیسرے سے علی حد القیاس بیسلسلہ بندنہیں ہوگا تو تشلسل اور آگر پھر پہلے سے حاصل کیا جائے تو دور لازم آئے گااس طرح تقعد بی نظری دوسری تیسری سے علی حد القیاس ای طرح سلسلہ بندنہیں تعمد بین نظری سے حاصل ہوتی دور لازم آئے گا۔اور تشلسل دور بالکل غلط ہے۔ ہوگا۔ تو تشلسل دور بالکل غلط ہے۔ پھراس پرتین اعتراض ہوتے ہیں اور تین جواب ہیں۔

سوال اول ۔ بیب کہ ہم تمام تصور نظری کوتمام تعمد بی بدی سے ماصل کرلیں گے تو دور تسلسل لازم نہیں۔ تسلسل لازم نہیں۔

حسوات یہ کہ تصورتعدیق سے حاصل ہیں ہوسکتا اس دعوی کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ طاجال نے دلیل بیان کے سے دلیل بیان کے سے سات کا بیان کی ہے۔ اور میرزاہدنے دلیل بیان کی ہے کی سے کی ہے کی دکردیا ہے۔

-بہ کہ مصورت شلسل والی افتیار کرتے ہیں اور شلسل والی افتیار کرتے ہیں اور شلسل باطل فیس مائے ۔ کو کھ شلسل کا معنی ہے حصول امور فیر متا ہیدکا۔ اور نس قدیم ہواور نس کے قدیم ہونے کا ہونے کا محما و حقد میں و متا خرین قائل ہیں لیکن یہاں پر بعض نے نس کے حادث ہونے کا قول کیا ہے۔ توزمانہ مامنی مجی فیر متابی ہوگا۔ اور امور فیر متا ہیدکوزمانہ فیر متابی میں نس قدیم حاصل کرنے گا۔

جواب اس کا جواب بددیا گیا ہے کہ قول جو دور شکسل والا ہے ان کے ند مہب پر ہے جنہوں نے نفس کو حاوث بنایا ہے اس کا نفس کو حاوث بنایا ہے اور جنہوں نے قدیم بنایا ہے ان کے لحاظ سے نہیں آئے گالہذ ااعتراض دفع ہو جائے گا۔

: سوال ثالث: که جودلیل تم نے ذکر کی ہے۔ دور تسلسل والی تو مقدم بی تصور تعدیق نظری ہے۔ تو پھر ان کے حصول کے واسطے پھر دوسرے تصور تعمدیق کے واسطے ضرورت پڑے گی۔

تو پمردور تنگسل لازم آئے گا۔

حدواب کہ جس طرح ان کے حصول کے واسطے تسکسل اور دورلازم آتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ بعض تصور نظری ہیں اور بعض بدی ہیں۔ یہی تول بعض نظری اور بعض بدی کا ہے مان لیتے ہیں تو دورو تسلسل کی تکلیف لازم نہ آئی۔ اس لیے مصنف ؓ نے بالعزورۃ کی قیدلگا دی ہے۔ بالعزورۃ کا معنی ہے باالبداہیة اور نظری وہ ہوتی ہے جونظر پر موقوف ہوتو نظر میں غلطی واقع ہوتی ہے۔ تو غلطی کے واسطے عاصم ہونا جا ہے اور عاصم میں تمین احتمال ہیں۔ (۱) طبعیت انسانی۔ ہے۔ تو غلطی کے واسطے عاصم بنی تو کلی امر جزئی۔ (۳) یا امر جزئی۔ (۳) یا امر کلی۔ طبعیت انسانی تو عاصم نہیں بن سکتی کیونکہ اگر سے عاصم نہیں بن سکتی کے درمیان جھڑ ہے کہ وہ معالم اور حدوث عالم کے نہ ہوتے۔ اور امر جزوی بھی عاصم نہیں بن سکتی کیونکہ اگر ہے عاصم نہیں بن سکتی کے درمیان جھڑ وعاصم بنے گی تو پھر امر کلی عاصم نہیں بن سکتی۔ تو بہر حال اگر کلی عاصم بنے گی تو پھر امر کلی کے درمیان گین کے میں جس کے گی تو پھر امر کلی عاصم بنے گی تو پھر امر کلی عاصم بنے گی تو پھر امر کلی عاصم بنے گی تو پھر امر کلی

نہیں مروی منطق ہے آفہ فابت ہو گیا کہ منطق تمام علوم کے واسطے تاج الیہ ہے۔ توله ... وهنو منالحنظة البعقول: أي النظر توجه النفس بحو الامر البعلوم لتّحسيل اسر غير معلوم وفي العبول عن لفظ البعلوم الى البعقول فوائد منها التحرز عن استعمال اللفظ المشترك في التعريف ومنها التنبيه على ان التفكر انتما يجري ش المعقولات أي الامور الكلية الحاصلة في العقل دون الامور الجزئية فكن الجزئى لا يكون كاسباولا مكتسبا ومنها رعاية السجو مس جسم الين نظرام معلوم كالمرف امر غير معلوم كوحاصل كرنے كے ليا ور لفظ معلوم س معقول كى طرف عدول كرنے ميں فوائد ہيں ان ميں سے ايك بچنا ہے تعريف ميں مشترك لفظ كو استعال کرنے سے۔اوران میں سے ایک عبید کرنا ہے اس بات برکہ بلاشبہ فکر سوامعقولات کے جاری میں ہوتی ہے بعنی امور کلیہ میں جو حاصل ہونے والے میں عقل میں۔ ندامور جزئیہ میں - پس بلاهبد جزئی ندکاسب موتی ہے۔ ندمکتب اوران میں سے ایک جع بندی کی رعایت ہے۔ قتوله المسومسلاحظة المعقول اي النظر : السي شارح كي تين فرضيل بير (١)

ھونمیر کا مرجع بتانا (۲) لفظ معقول کامعنی بتانا (۳) معلوم کی جگه معقول کے ذکر کرنے کی وجہ۔ غرض اول موضمیر کا مرجع النظر کی عبارت سے بتلادیا کہ مرجع نظرے(۲) معقول کامعنی معلوم ہے فنطوه فنعدى معديف : حوملاظة المعقول سينظر وكلركي تعريف موري ب جس كا حاصل مد ہے کہ نظر و گلر کہتے ہیں کہنٹس کوامورمعلوم کی طرف متوجہ کرنا تا کہاس ہے امور مجبول حاصل ہوجائے ۔تیسری غرض ۔ ماتن کی تعریف پراعتراض وارد ہور ہا تھا کہ ماتن نے جمہور کی تعریف ے عدول کیوں کیا ہے۔ کہ جمہور نے تو تعریف میں معلوم کا لفظ ذکر کیا جبکہ ماتن نے تعریف میں معقول کالفظ استعال کیا۔اس کے جم جواب ہیں تین شارح نے دیے ہیں اور تین خار جی ہیں۔ جراب اول ۔ لفظ معلوم علم سے ماخوذ ہے اور علم چیمعانی میں مشترک ہے (جو کہ گزر چکا ہے) اور یکل بالفہم تھا۔ کہ ہمیں معلوم نہ ہوتا کہ یہاں کونسامعنی مراد ہے اور جبکہ معقول کا ایک معنی ہے معلوم والااورية تعريف نظروهمركي مورى اوركة تعريف مين اليحالفاظ لاناجاب كمجوش بالفهم نه بون اوراييمعنى يرولالت بحى كرتے بون -ابن وجدسے ماتن في معقول كالفظ استعال كيا-جواب ٹائی: رجس سے پہلے دویا تیں سمحدلیں (۱) معلوم علم سے ہے اور علم کلیات اور جزئیات دونوں كوشائل باورمعقول صرف كليات كوشائل بيندكم جزئيات كو (۲) نظر وککر صرف امور کلیہ میں ہوتی اس کی وجہ رہے کہ نظر وککر اس لیے ہوتی ہے کہ معلوم کے ذریعے مجبول حاصل موجائے اور حاصل ہونے والی چیز کلی موتی ہے نہ جزئی کیونکہ جزئی نہ کاسب (دوسرے کے حاصل کرنے کا ذریعہ) اور نہ مکتسب (خود حاصل مونے والی) لیتی ایک جزئی سے دوسرا جزئی حاصل نہیں ہوسکتا مثلا زیدے علم سے برکاعلم حاصل نہیں ہوسکتا ایسے جزئی کے جانے سے خود جزئی کاعلم حاصل نہیں ہوسکتا۔لہذا جب جزئی نہ کا سب ہے نہ مکتسب تو نظرو فكرصرف امور كليه بين بوكى ندكه امورجز تبيداب مطلب بوكا كدنظر وككرامور كليه بين اوربيه مطلب مجح ہوای وجہ ہے ماتنٌ لفظ معقول لا کرای بات کی طرف اشارہ کردیا کہ نظروفکر صرف امورکلیه میں ہوگی۔

سوال آپ نے کہا جزئی سے جزئی کاعلم نہیں آتا ہم یہیں مانے بلکہ جزئی سے خود جزئی کا

علم آجاتا ہے زید جزئی سے اس کی ذات کاعلم آجاتا ہے۔

جدوب: ہماری بات ٹھیک باقی جوتم نے مثال پیش کی اس کا جواب یہ ہے کداس میں زید کی ذات کاعلم ہور ہاہے جزئی سے نہیں جوعلم آر ہاہے وہ کلی کے ذریعے آر ہاہے۔اس وجہ سے نہیں آیا کہ

شکل زیدی ہمارے سامنے آئی اس سے زید کاعلم آیا کیونکہ شکل میں تبدیل ہوتی ہے ابتداء میں اور جوانی میں اور اور کیا ہے وہ جوانی میں اور اور بڑھا ہے ہیں اور الکہ اس کا جوعلم آرہا ہے وہ ا

ماميت انساني كوريع زيد كاعلم آيا باور ماميت انساني كل بهند كدجزئي

جواب ثالث المح بندى كى رعايت كى وجدس ماتن في معقول كالفظ ذكر كيا كرآ م مجهول كالفظ

آ رہاہے۔جس طرح مجبول کے آخر میں لام تھاائ طرح اس کے آخر میں بھی لام ہے جب کہ معلوم کے آخر میں میم تھا۔

جواب رائع کی نظر و فکر جس طرح تقید یقات میں جاری ہوتی ہے اس طرح تصورات میں ہمی

جب كەمعلوم كااطلاق صرف تقىدىقات پر ہوتا ہےاورمعقول كااطلاق دونوں پر۔

جب كەمعلوم كااطلاق صرف مركبات پر موتا ہے جبكه معقول كااطلاق دونوں پر موتا ہے۔

جواب سادی: کیا کیونکه معقول کااطلاق ظعیات اور بھی بیات اور جہل مرکب پر ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس معلوم

کااطلاق صرف تعییات پر ہوتا ہے۔

منطق کی ضرورت

: فوك : • فيه الخطاء: بدليل أن الفكر قد ينتهى ألى نتيجة كحدوث العالم وقد

ينتهس الى نقيضها كقدم العالم فاحد الفكرين خطاء حينئذ لا محالة والا لزم

اجتماع النقيضين فلا بدمن فاعدة كلية لو روعيت لم يقع الخطاء فى الفكر

وهني المنطق فقد ثبت احتياج الناس الى المنطق في العصيمة عن الخطا، في

الفكر بثلاث مقدمات الأولى أن العلم أما تصور أو تصديق والثانية أن كلا منهما أما أن يحصل بلا نظر أو يحصل بالنظر والثالثة أن النظر قد يقع فيه الخطاء فهذه المقدمات الثلث تفيد احتباج الناس في التحرز عن الخطاء في

المُكِّر الى فانون وذلك، هو المِنطق وعلم من هذا تعريف المِنطق ايضا بانه

فانون يعمسم مسراعناتها الذهن عن الخطاء في الفكر فههنا علم امر أن من

الأمنور الثَّلَيث التِّي وضعت المقدمة لبيانها بقي الكلام في الأمر الثَّالث وهو

تحقيق ان موضوع المنطق ماذا فاشار اليه بقوله وموضوعه المعلوم.

<u> تسوجمه : اورجمی نظر میں غلطی واقع ہوجاتی ہے۔) دلیل ہیہے۔ کہ بلا طبیہ فکر بھی ایک نتیجہ مثلا</u> حدوث عالم کی طرف پہنچتی ہے۔ اور مجھی اس کی نقیض کی طرف پہنچتی ہے جوقدم عالم ہے پس وو محرول میں سے ایک اس وقت یقیناً غلط ہے۔ ورنہ تو اجماع تعیصین لازم آئے گا۔ پس ایک قاعدہ کلیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اگراس کی رعایت رکھی جائے تو فکر میں خطاء واقع نہ ہواوروہ منطق ہے۔ پس منطق کی طرف لوگوں کی احتیاجی خطاء فی الفکر سے نیچنے میں تمین مقد مات سے ثابت ہوئی پہلا بیر کھلم یا تصور ہے۔ یا تصدیق دوسرا بلاھبمہ ان میں سے ہرایک یا تو حا**صل ہوگا۔ بغیر** نظركے باحاصل ہوكا۔نظركے ساتھ اورتيسرايك بلاهيمہ نظريس مجمى غلطى واقع ہوجاتى ہے۔ پس یہ تین مقد مات فائدہ ویتے ہیں۔خطاوفی الفکرسے بیخے کے لیے ایک قانون کی لمرف لوگوں کی احتیاجی کا اوروہ قانون منطق ہے۔اوراس ہے علم منطق کی تعریف بھی جانی گئی کہوہ ایک قانون ہے۔ بچا تا ہے۔اس کی رعایت رکھنا ذہن کو خطاء فی الفکر سے پس یہاں ان تین امور میں سے دو امرجانے مکئے جن کے بیان کے لیے مقدمہ کو وضع کیا حمیا ہے۔ باقی کلام تیسری چیز میں رہ گئی اور وہ اس بات کی مختیل ہے کہ منطق کا موضوع کیا ہے۔ پس اس کی طرف اینے قول وموضوعہ آ ہے معنف نے اشارہ کیا ہے۔

مید الخطد مدلیل ان الفکو: شارح یز دی کفرض احتیاج الی المنطق کو بیان کرنا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نظری کو حاصل کرنے کے لیے فور واکر کی ضرورت ہے اور غور واکر امور معلومہ کو ترتیب دینے کو کہتے اب ہمارے دودعوے من لوجس سے احتیاج الی المنطق ثابت ہوجائے گی۔

دعوى اول: امورمعلومدين ترتيب ديني يس غلطي واقع بوسكتى بــ

دعوی ثلنیه: عقل انسانی اس غلطی سے بچانے کے لیے کافی نہیں۔

پہلے دعوی کی دلیل ایک منطق نے امور معلومہ کوتر تیب دے کر ہوں کہا العسالم متعیور و کل متعیس حیادث فعالم عادث ایک اور منطق نے اٹھ کر یوں امور معلومہ کوتر تیب دے دی

العالم مستغين عن الموثر. وكل ماهومستغن عن الموثر فهو قديم فالعالم قديم

اب دونوں نے امورمعلومہ کوٹر تیب دی ہے۔ لیکن ان میں سے ایک غلط ہے۔ اگر ہم کہیں کہ دونوں نتیجے درست ہیں تو اجماع نقیعین لازم آتا ہے اور اگر ہم کہیں کہ دونوں غلط ہیں تو پھر

ارتفاع تقیمین لازم آتا ہے۔لہذامعلوم ہوا کہ امورمعلومہ ترتیب دیے غلطی واقع ہو کتی ہے۔

اور دوسرے دعوی کی دلیل میہ ہے کہ اگر عشل انسانی اس غلطی سے بیچنے کے لیے کافی ہوتا تو ان

دونوں عقلاء کوامورمعلومہ کوتر تیب دینے میں کیوں غلطی واقع ہوتی۔اور بید دونوں محال ہیں لہذا ہمیں ایک کوتر جے دینے کے لئے ۔اوراس کو درست قرار دینے کے لیے کوئی قاعدہ ضروری ہے تو

اس قاعدے وقانون کا نام منطق ہے۔ لہذ اایسے قانون کی ضرورت ہے جواس غلطی ہے بچائے

ای قانون کانام منطق ہے۔

سسوال: بیمقدمه تمااورمقدمه بین جنرین ہوتی ہیں تعریف موضوع فرض لیکن بیا ہوتی ہیں تعریف موضوع فرض لیکن بیال پرمصنف نے ان کو بیان کرنے کے بجائے علم کی تقسیم اور تضور اور تقسد ایق کی تقسیم اور نظر کی تقسیم اور نظر کی تعریف ہے۔ تعریف بیان کی جو کہ خروج عن المجنف ہے۔

نجواب: بیلم کی تقسیم وغیرہ پہلے اس وجہ سے بیان کی کہ تحریف اور موضوع اور غرض کا مجھنا ان پر موقوف تما اور بیر موقوف علیہ تعمیں اور موقوف علیہ مقدم ہوتا ہے اس لئے انکو مقدم کیا۔ اور موقوف علیہ میں تین چزیں ہیں۔

الفوض: احتیاج الی المنطق کوتین مقدمات سے ثابت کیا ہے۔

(۱)علم کی دوشمیں ہیں تصوراور تقیدیق (۲) تصوراور تقیدیق کی دوشمیں ہیں۔بدیہی _نظری_

(۳) نظروفکر میں غلطی واقع ہوتی ہے۔

مناخده: مناطقه منطق کی تعریف کو بجائے تعریف کے رسم کالفظ بولتے ہیں اسکی وجہ بیہ ہے کہ شک کی ایک رسم ہوتی ہے ایک حد۔

حد: وہ تعریف ہوتی ہے جس میں ذا ت کوذکر کیا جائے۔ انسان کی تعریف حیوان ناطق ہے۔ دسم: اس تعریف کو کہتے ہیں جس میں عرضیات کوذکر کیا جائے جیسے انسان کی ضاحک اور ماشک وغیرہ سے تعریف کی جائے بیر سم ہے۔ اور چونکہ منطق کی تعریف کی غرض عصف عن الخطاء فی الفکر ہوتی ہے اور بی تعریف منطق کے لیے عرض ہے اور اس لیے منطق منطق کی تعریف میں رسم کا لفظ ہولتے ہیں اور منطق کی ذا ت منطق کے مسائل ہیں۔

: قوله: قانون: القانون لفظ يوناني اور سرياني موضوع في الاصل لمسطر

الكتاب ونس الاصطلاح فنضية كلية يتعرف منها احكام جزئيات موضوعها

كقول النحاة كل فاعل مدفوع فانه حكم كلى يعلم منه احوال جزئيات الغاعل ترجمه: قانون يوناني لفظ م ياسرياني -جواصل مين موضوع مي كتاب كے مسطرك ليے اور

اصطلاح میں (قانون وہ) ایک ایبا تضیہ ہے۔جس کے ذریعے سے اس تضیہ کے موضوع کی جزئیات کے احکام پہچانے جائیں جیسے تو یوں کا قول کل فاعل مرفوع (ہرفاعل مرفوع ہے) پس

بلاشمہد بدایک حکم کلی ہے۔اس سے فاعل کی جزئیات کے احوال بیجانے جاتے ہیں۔

منانسون نسف يومان اس توله مين شارح كي تين غرضين بين _(1) قانون كولى لغت كا

لفظ ہے(۲) قانون کالغوی معنی کیا ہے (۳) قانون کا اصطلاحی معنی کیا۔

(۱) لفظ قانون یونانی یا سریانی لغت کالفظ ہے (سریانی موٹل کے زمانے میں ایک قوم کی زبان ہے) عربی نہیں کیونکہ قانون کا وزن ہے فاعول اور فاعول کے وزن پرعربی میں کوئی اسم نہیں آتا۔ یا بعض کہتے ہیں کہ بیعربی زبان کالفظ ہے اور بیا بی زبانوں میں بھی استعال ہوتا ہے اور کا کا لفظ ہے اور کا گائی اسلام کتاب کے لیے اور مسطروہ لکڑی کا سفوی معنی یہ یون کیا گیا تھا مسطرکتاب کے لیے اور مسطروہ لکڑی ہے کہ جس کے ذریعے سطروغیرہ لگائی جاتی ہے یا مسطر میں اس کو کھریدا جاتا تھا اور اس میں سیا ہی

وغیرہ ڈال کر چھاپ وغیرہ لگایا جا تا ہے۔

سراصطلاحی معنی قبضیة کلیة یتعرف منها احکام جزئیات موضوعها تانون وه قضیة کلیه جس سے اس کے موضوع کی جزئیات کے احکام معلوم ہوتے ہیں۔

نوٹ ۔ تضیہ سے مراد تضیہ کلیہ مسورہ ہے۔

سے ال قضیر کلیہ کے موضوع کے جزئیات کو معلوم کیا جاتا ہے محمول کے جزئیات کے احکام کیوں معلوم نہیں کیے جاتے۔

داب دراب درون وعزات ہوتی ہاور ذات کی جزئیات ہوتے ہیں اس لیے موضوع کی جزئیات ہوتے ہیں اس لیے موضوع کی جزئیات معلوم کیے جاتے ہیں لیکن محمول وصف ہوتی ہے ایک تھم ہوتا ہے بیا کی فرد ہوتا ہے اس لیے اس کی نہ جزئیات ہیں اور نداس کی جزئیات معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔

موضوع کس جونیات کے احکام معلوم کونے کا طویقہ: جب بھی کی جزئی کا تھم معلوم کریں تو اس جزئی کو صغری بنا کیں گے اور تضیہ کلیہ کو کبری بنا کیں گے (تو نتیجہ نکل آئے گا وہ بی جو کہ جزئی کا تھم بتلائے گا) باتی رہی یہ بات جزئی کو صغری کیے بنا کیں گے تو اسکا طریقہ یہ جزئی کو موضوع بنا کیں گے اور قاعدہ کلیہ کا موضوع اس کی جزئی کے لیے محمول بنا کیں گے تو صغری بن جائے گا۔ اور قاعدہ کو تضیہ کبری بنا ویں۔ تو حداوسط کو گرادیں گے زید فاعل و کل فاعل موضوع فوع فوع یہ گل اول ہے۔ اس میں فاعل حداوسط ہے اور بی صغری میں موضوع محمول اور کبری میں موضوع ہے۔ مثلاً صور ب زید ابزید جو کہ جزئی اس کا تھم معلوم کرتا ہے تو زید کو موضوع بنا کیں تفنیہ کلیہ کے لی فاعل موفوع اب فاعل محمول اور کبری میں موضوع ہے۔ مثلاً صور ب زید ابزید جو کہ جزئی اس کا تھم معلوم کرتا ہے تو زید کوموضوع بنا کیں تفنیہ کلیہ کے لی فاعل موفوع اب نا کیں گئے تو صغری بن گیا زید فاعل اب تضیہ کلیہ کو کبری بنا کیں گے کے ل فاعل موفوع اب نتیجہ ذید موفوغ کل آیا۔

موضوع کی بحث

: هُولَه : ومسوطنوعه: موضوع العلم مايبحث فيه عن عواضه الذاتية والعرض

التذاتي منايعرض للشئي اما اولا وبالذات كالتعجب اللاحق للانسان من حيث

انه انسان وامنا بنواسطة امتر مساو لذلك الشئى كالضحك الذي يعرض

حقيقة للمتعجب ثم ينسب عروضه الى الانسان بالعرض والمجاز فافهم.

قىد جەمە : علم كاموضوع دە چىز ہے۔جس ميں اس كےعوارض ذا تىيە بحث كى جائے اورعرض ذاتى وە ہے۔كە جوشنى كوعارض ہويا تو اولا اور بالذات ہوجىيے تىجب لاحق ہونے والا ہے انسان كو

ویں رہ ہے۔ کہ وہ انسان ہے۔ اور پاکسی ایسے امر کے واسطے سے جواس مٹنی کے مساوی ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ انسان ہے۔ اور پاکسی ایسے امر کے واسطے سے جواس مٹنی کے مساوی ہے۔

جیے منک جو عارض ہوتا ہے حقیقتا تعجب کرنے والے کو ۔ پھراس کا عروض منسوب کیا جاتا ہے۔

انسان كى طرف بالعرض اورمجاز أپس مجھ ليجئے۔

منسو صوعه است ال قول میں شارح ایک بات بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مقدمہ میں تمن چیز ول کے ذریعے تعریف اور غرض معلوم ہوگئی کیکن موضوع رہ گیا تھا تو ماتن اس کوآ کے بیان کررہے ہیں ادر کہتے ہیں کہ منطق کے موضوع کی وضاحت کررہے ہیں ادر کہتے ہیں کہ منطق کے موضوع کی حضاحت کررہے ہیں ادر کہتے ہیں کہ منطق کا موضوع کے منطق کا موضوع

خاص اورمقید ہے اورمطلق موضوع عام ہے۔اور قاعدہ بیہے کہ خاص اور مقید کا سمجھنا موقوف ہوتا

ہے مطلق اور عام کے سیجھنے پر۔اس وجہ سے مطلق اور عام مقدم ہوتے ہیں۔

اورمطلق موضوع کے مجھنے سے پہلے دو تمہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

پھلس بات: عواد ض ذاقیہ: اب بہال عوارض ذاتیک تعریف کررہے ہیں جس سے پہلے دو مسکلے جان لو۔

مسسسه او اسب : جب بھی کوئی شکی عارض ہوگی وہاں تین چیزیں ہوں گی۔(۱)عارض (۲)

معروض (٣) _واسطه_افسر كوكوكي ملنے جائے تو ملنے والا عارض اور افسر معروض اور ملانے والا

چوکیدارواسطه موتاہے۔

واستطيع : واسطى ابتداء تين تتمين بير (١) واسطى الاثبات _جس كوداسط في العلم اورحد اوسط بھی کہتے ہیں ۔(۲) واسط فی العروض (۳) واسط فی الثبوت ۔ پھراس واسط فی الثبوت كي دوتشميل بير _ (1) واسطه في الثبوت بالمعنى الا وّل (٢) واسطه في الثبوت بالمعنى الثاني _كل عاد تشمیں ہو گئیں۔ ہرایک کی تعریف: واسطه ف الاثبات (واسطه في العلم) خارج مين عارض معروض كے ليے بہلے سے ثابت ہو کیکن جمیں اس کاعلم واسطہ یعنی حداوسط کے ذریعے حاصل ہوا ہو۔مثلاً العالم حادث ۔حدوث عالم کو پہلے سے عارض ہے لیکن ہمیں اس کاعلم واسطه (حداوسط) متغیر کے ذریعے حاصل ہوا۔ يا در كيس بيمعلوميت والا واسطه صرف قياس مين هوكا اور حداوسط هو كامثلاً قياس العالم متغير _ كل متغیرحادث ہے فالعالم حادث برنتیجہ ہے متغیر حداوسط اور یہی متغیرواسط معلومیت ہے۔ واست من النُّووْف : ال واسط كوكها جاتا ہے جہال حقیقتاعارض كاثبوت واسط كے ليے ہوتا ہاور بعامعروض کے لیے۔ جیسے کشتی کو حرکت حقیقتا عارض ہوتی ہے اور کشتی واسط ہے اور حرکت مبعاً معروض یعنی جالس سفینہ کواورکشتی پر بیٹھے والے کے لئے ثابت ہے۔اس کے خواص میں سے ا بیک خاصہ پیہ ہے کہ عارض واحد ہوگا اورمعروض دوہوں کے بینی عارض صفت ہےاور و ہوا حد ہے اورمعروض واسطه بھی ہےاور ذوالواسط بھی ہے جس میں فرق صرف بیہ ہے کہ واسطہ کو وہ صفت اولاً اور باالذات عارض ہےاور ذوالواسط کو ثانیّا اور باالعرض عارض ہے۔ واسط في الثبوت: اتصاف الشي صفة كي علت كوداسط في الثبوت كبتي بين يعني واسط في الثبوت البیے واسطے کو کہا جاتا ہے جو کسی شئی کی کسی وصف کے ساتھ متصف ہونیکی علت ہو پھراس واسطه في الثبوت كي دوتشميس بين _

واسطه من النبوت با المعنى الاول - وه واسطه ب كه عارض كا ثبوت صرف معروض كے لئے موتا ہے واسطه كے لئے ثبوت نہيں ہوتاليكن واسطه صرف ذريعه بنما ہے عارض كے ثبوت كے ليے جيے رنگ كپڑے كوعارض ہوتا ہے رنگساز كے واسطه سے ليكن بيرنگ (عارض) رنگساز (واسطه) كو عارض نہیں ہوتا بلکہ رنگ عارض محض ہوتا ہے ورنہ تمام رنگ رئے ہوئے ہوتے ہیں۔

واستطعه فنس الثبوت بالمعنى الثانى - جس ميس عارض واسطراورة والواسطروونول ك لئة

البت ہواولا بالذات جیسے تالے کو کھولتے ہوئے جابی کو جو حرکت عارض ہوتی ہے وہی حرکت

ہاتھ کو بھی عارض ہوتی ہے۔اور دونوں کو بالذات عارض ہوتی ہے۔

فسدق: واسطه کی قتم اول کاباتی تین قسموں سے فرق باالکل واضح ہے اس لئے کہ واسطہ فی الا ثبات

(واسطه فی انعلم) صرف قیاسات میں پایا جاتا ہے جب کہ باقی تینوں مفردات میں یائے جاتے

ہیں اور واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت با المعنی الا ول میں بھی فرق واضح ہے اس لئے کہ

واسطہ فی العروض میں واسطہ اور ذوالواسطہ دونوں وصف کے ساتھ متصف ہوتے ہیں اور واسطہ فی

الثبوت بالمعنى الاول مين صرف ذوالواسطه وصف كے ساتھ متصف ہوتا ہے واسط نہيں ہوتا۔

البيته واسطه في العروض اور واسطه في الثبوت باالمعنى الثاني مين التباس ہے كيونكه دونوں واسطه ذو

الواسطة وصف كے ساتھ متصف ہوتے ہيں اس لئے اس ميں فرق بيان كرنے كى ضرورت ہے۔

پہلافرق بیہ ہے کہ واسطہ فی العروض میں عارض واحدا ورمعروض دوہوتے ہیں اور واسطہ فی اکثبوت بالمعنی الثانی میں عارض بھی دوہوتے ہیں اورمعروض بھی دو۔اس طرح کہ صفت کا ایک فر دعلت کو

. عارض ہوتا ہے اور ایک فروذی الواسطہ کو عارض ہوتا ہے تو عارض بھی دو ہوئے اور معروض بھی دو

موے مزید تفصیل بدرانجو مشرح سلم انعلوم میں و <u>یکھئے۔</u>

مسئله ثلنیه : عوارض جمع ہے عارض کی اور عارض ایسی چیز کوکہا جاتا ہے کہ شکی اپنی حقیقت سے

خارج ہوکراس شی برمحمول ہوجیسے شک ۔اورعارض کی کل چوشمیں ہیں۔

وجہ حصر: جب بھی کوئی شک کسی شکی کو عارض ہووہ دوحال سے خالی نہیں بغیر واسطہ کے عارض ہوگی ما باالواسطہ اگر بلاواسطہ عارض ہوتو کہلی قتم ہے۔اگر واسطہ کے ساتھ عارض ہوتو وہ واسطہ دو حال

ہے خالی نہیں یا تو وہ واسط معروض کا جزء ہوگا یا امر خارج ہوگا۔

اگرجزء موتوية من في إوراگروه واسطه ذي الواسطه كي جزء نه موخارج موتويه حيار حال عالى

ا نہیں۔ یا تو معروض کے مساوی ہوگا یا اخص ہوگا یا اعم ہوگا یا مباین ہوگا۔اگر وہ واسط معروض کے مسادی ہوتو یہ عارض کافتم ثالث ہے اور اگر معروض ہے اعم ہوتو یہتم رابع اگر معروض ہے اخص ہوتو یہ مامس۔اورا گرمعروض کے مباین ہوتو یہ مساوس ہے۔ ہرایک کی تعریف اورامثلہ پهلا هسم: بغیرواسطه کے عارض موجیسے ادراک امورغریبه عارض میں انسان کو بغیرواسطہ کے۔ موسد ا مسم : امر جزئی کے واسطہ سے عارض ہوجسے حرکت انسان کو عارض ہے بواسط حیوان کے یہاں حرکت عارض ہے انسان معروض ہے حیوان واسطہ ہے اورب واسطہ حیوان انسان (معروض) کی جزء ہے اور اس قشم کا نام عارض بواسطہ جزیلمعر وض کہتے ہیں۔ ۔ اندیسی اہسم: امرمساوی کے واسطہ سے عارض ہو جیسے حکک انسان کے عارض ہے ادراک امور غريبه ك واسطه الصحار فتم كوعارض بواسطه امرمسا وى للمعروض كهتية بين -سوت: اوراک امورغریبر(بیواسط جوب)انسان کےمساوی ہے کہ جہاں انسان ہوگاوہاں ا دراک امورغریبه به وگا اور جهاں ادراک امورغریبه بهوگا و ہاں انسان ہوگا۔ **جوتهاهسم: امرعام كاواسط بولغني واسطرفي الواسط سے اعم بوذي الواسط اخص بوجيسے حركت** ناطق کو عارض ہے بواسط حیوان کے اور اس قسم کو عارض بواسط امر عام للمعروض کہتے ہیں۔ **پ نیچه وان هنسم**: امرخاص کا واسطه هولیعنی واسطه اخص اور ذی الواسطه اعم هوجیسے ناطق حیوان کو عارض ہے بواسط انسان کے۔اس متم کوعارض بواسط امرخاص کلمعرض کہتے ہیں۔ جہت امرمباین کا واسطہ ہومعروض سے بیسے حرارت ماء کو عارض ہے بواسطہ امرمباین تارك ال متم كوعارض بواسط امرمباين للمعروض كهتي بين-عوارض کی دونشمیں ہیں عوارض ذا نتیہ عوارض غریبہ۔ عوارض ذا تنیه۔ وہ عوارض ہوتے ہیں کہ جو کسی ذات کو عارض ہوں بغیر کسی واسطے کے۔ یا ساتھ واسطه مساوی کے بغیر واسطے کی مثال تعجب انسان کو لاحق ہوتا ہے بغیر کسی واسطے کے۔ساتھ

واسطے کی مثال جھجک انسان کو عارض ہوتا ہے تعب کے واسطے سے ۔انسان اور تعجب میں تساوی کی

انبت۔

عوارض غریبد وہ عوارض ہوتے ہیں جو ذات کو عارض ہوں واسطہ کے ساتھ اور واسطہ کی تین صورتیں ہیں۔(۱) یا تو اعم کے واسطے سے ہوگا۔(۲) یا اخص کے واسطے سے ۔(۳) یا تباین کے واسطے سے ۔اعم کے واسطے کی مثال الانسان ماہ انسان چلنے والا ہے ۔تو چلنا انسان کو عارض ہے جیوان کے واسطے سے ۔اور حیوان عام ہے یا اخص کے واسطے سے ۔جیبے حیب و ان بہنے والا ہے تو یہ بننا حیوان کو عارض ہے انسان کے واسطے سے اور انسان خاص ہے۔تباین کے واسطے کی مثال حرارة پانی کو عارض ہوتی ہے آگے واسطے سے ۔آگ اور پانی میں تباین کی نسبیت ہے مثال حرارة پانی کو عارض ہوتی ہے آگے کے واسطے سے ۔آگ اور پانی میں تباین کی نسبیت ہے مطلق مو صوع و ما معند عو او ضعہ اللہ اتبیه علم کے اندر جسھنکی کی عوارض ذا تب ہے کہ شک کی جائے وہ شک اس علم کا موضوع ہوتی ہے مثلاً علم طب میں بدن انسانی کے عوارض

منطق کا موضوع معرف تول شارح اور جمۃ ہے کیونکہ منطق میں قول شارح اور جمۃ کی عوارض ذا تیہ سے بحث ہوتی ہے اور عوارض ذا تیہ کی تین صور تیں تھیں۔(۱) بلا واسطہ عارض (۲) بواسطہ عارض امر جز وللمعروض (۳) عارض بواسطہ امر مساوی یہ تینوں اس میں داخل ہوگئیں لیکن شارح یزدی نے دوصور تیں ذکر کی ایک صورت عارض بواسطہ امر جزئی کوچھوڑ دیا کیونکہ اس میں مناطقہ کا اختلاف تھاضیح یہ ہے کہ بیعارض بواسطہ امر جزئی بھی عارض ذاتی ہے۔

ذاتييس بحث كى جاتى توبدن انسانى علم طب كاموضوع موار

: فتوله: البعلوم التمبوري: اعلم أن موضوع البنطق هو البعرف والحجة

امنا النصعرف فهو عبارة عن البعلوم التصوري لكن لامطلقابل من حييث انه يتوصيل التي منجهول تتصوري كالحيوان الناطق الموصل الي تصور الانسان

واما المعلوم التصوري الذي لايوصل الى مجهول تصوري فلا يسمى معرفاً والمنطقي لايبحث عنه كالامور الجزئية المعلومة من زيد وعمرو واما الحجة

فهى عبارية عن المعلوم التصديقي لكن لا مطلقا ايضا بل من حييث انه

يوصبل ألى مطلوب تصديقى كقولنا العالم متغير وكل متغير حادث الموصل

الى التصديق بقولنا العالم جادث واما مالايوصل كقولنا النار حارة مثلا فليس

بسحجة والسنطقي لا ينظرفيه بل يبحث عن المعرف والحجة من حييث انهما

كيف ينبغي أن يترتبا حتى يوصلا الى المجهول.

ترجمہ جان لیجیے کہ بلاشبہہ منطق کا موضوع وہ معرف اور جمت ہے بہر حال معرف پس وہ عبارت ہے۔معلوم تصوری سے کین مطلقا نہیں بلکہ اس حیشت سے کہ وہ مجبول تصوری تک پہنچائے۔جیسے حیوان ناطق جو پہنچائے والا ہے انسان کے تصوری طرف۔اور باتی وہ معلوم تصوری جو مجبول تصوری بنی تا اس کا نام معرف نہیں رکھا جاتا۔اورمنطق اس سے بحث نہیں کرتے امور جزئیہ معلومہ سے لینی زید اور عمرو وغیرہ۔ بہر حال جمت عبارت ہے معلوم نہیں کرتے امور جزئیہ معلومہ سے لینی زید اور عمرو وغیرہ۔ بہر حال جمت عبارت ہے معلوب تصدیق سے کہ بیر (معلوم تصدیق) جو پہنچائے مطلوب تصدیق کو جیسے بھارایے والا ہے۔ بھارے تصدیق کو جیسے بھارایے والا ہے۔ بھارے تول المعالم متغیر و کل متغیر حادث یہ پہنچائے والا ہے۔ بھارے قول المعالم حادث کی تصدیق کی طرف اور باتی وہ تصدیق جو (مجبول تصدیق کی نہیچائے مطلوب متابی کے طور پر بھارادی تول المعالم حادث کی تصدیق کی طرف اور باتی وہ تعمد بی جو (مجبول تصدیق کی نہیچائے مثال کے طور پر بھارادی تول المعالم حادث کی تصدیق کی طرف اور باتی وہ تصدیق اس میں نظر نہیں کرتے بلکہ مثال کے طور پر بھارادی تول المعالم حادث کی تصدیق کی طرف اور باتی وہ تعمد بی جو اور منطق اس میں نظر نہیں کرتے بلکہ مثال کے طور پر بھارادی تول المعالم حادث تو یہ جسے نہیں ہے۔اور منطق اس میں نظر نہیں کرتے بلکہ مثال کے طور پر بھارادی تول المعالم حادث کی تصدیق کی تولید کے دور کی معلول کے دور کی معرف کی دور کی معرف کی دور کیا کہ دور کیا کی کی دور کی دور

منطقی معرف اور جحت سے اس حیشت سے بحث کرتا ہے کہ کیسے ان کومنا سب تر تیب دی جائے کہ وہ مجھول تک پہنچا کیں

: متوله: آلسعلوم التصودي اعلم ان موضوع المنطق: شارح منطق كي موضوع بيان كرر هيمنطق كي موضوع سے پہلے معرف وقول شارح اور ججة سمجھ ليس

معرف وقول شارح: سے مراوت ورمعلوم ہے۔ اور ججۃ سے مراوت مدلق معلوم ہے اب من منطق کا موضوع ہوا تصور معلوم تھد ہی معلوم جو کہ تصور مجہول تقد ہی مجبول کی طرف پہچانے والی ہو جسے حیو ان ناطق معلوم تصوری ہے اور می مجبول تصوری انسان کی طرف پہچانے والا ہے اور معلوم تقد ہی مجبول کی طرف پہچانے والا المعالم معفیر و کل معفیر حادث می معلوم تقد ہی اور مجبول تقد ہی المعالم حادث کی طرف پہچانے والا ہے۔

نسسوت: یہاں سے دوبا تیں معلوم ہوگئی۔(۱)منطق کا موضوع مطلق معلوم تصوری اور معلوم تعمد لقی نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ مجہول تصوری اور مجہول تقیدیق کی طرف پہنچانے والے ہو۔ (۲) ہر معلوم تصوری مجہول تصوری کی طرف پہنچانے والانہیں ہوتا بلکہ بعض ہوتے ہیں بعض نہیں ہوتا اللہ بعض ہوتے ہیں بعض نہیں ہوتا اللہ بعض معلوم تصدیق مجہول تصدیق کی طرف ہونے امور جزئیہ معلوم تصدیق ہے کی طرف پہنچانے والے نہیں ہوتے المناد حاد ق والثلج ہود قریم علوم تصدیق ہے کیکن مجہول تصدیق کی طرف پہنچانے والے نہیں ۔اس میں متقد مین اور متاخرین کا اختلاف ہے کیکن اس سے پہلے کی طرف پہنچانے والے نہیں ۔اس میں متقد مین اور متاخرین کا اختلاف ہے کیکن اس سے پہلے ایک بات کا جاننا ضروری ہے۔

پہلی بات کہ معقولات جمع ہے معقول کی۔اور معقول کا معنی ہے ما یہ حصل فی اللہ ہن جو چیز ذھن میں حاصل ہو۔ پھر معقول کی دو تسمیں ہیں۔ (۱) معقول اوّلی (۲) معقول ثانوی ۔ معقول اوّلی کی تعریف: کہ معقول اولی وہ ہوتا ہے جس کا عروض ذھن میں ہواور اسکا مصداق خارج میں ہواور اسکا عروض ذھن میں کسی دوسرے معقول سے پہلے ہو۔

اور معقول ٹانی کی تعریف : معقول ٹانوی وہ ہوتا ہے جس کا عروض ذھن میں ہولیکن اس کا مصداق خارج میں نہ ہوا وراسکا عروض ذھن میں کی دوسر ہے معقول کے بعد ہو الانسسان کلی : آسمیس الانسسسان معقول اولی ہے کیونکہ اسکا عروض کلی ہونے سے پہلے ذھن میں آتا ہے اوراس کا مصداق بھی خارج میں موجود ہے اور کلی ہوتا ہے معقول ٹانی ہے اس لئے کہ اس کا عروض فی الذھن انسان کے بعد آتا ہے اور اس کا مصداق خارج میں بالکل نہیں۔

((متقدیمن کے نزدیک معقولات ٹائیہ منطق کاموضوع بنتے ہیں۔ متاخرین کے نزدیک ان کے ساتھ متافرین کے نزدیک ان کے ساتھ شارح بھی ہے کہ مطلقاً معقولات اولیہ ہوں یا ثانیہ

دوسری بات _ جہال حیث کالفظ آئے اسکے ماقبل کوئیف اور مابعد کو حیثت کہا جاتا ہے اور حیثیت کی تین قسمیں ہیں (۱) حیثیت اطلاقیہ (۲) حیثیت تقیدیہ (۳) حیثیت تعلیلیہ _

وجسه حسس : حیثیت اور محیف دونول ایک دوسرے کاعین ہوئے یا مغایر۔ اگر دونول عین ہول تھے یا مغایر۔ اگر دونول عین ہول تو حیث اللہ انسان عن حیث الله انسان : اگر دونول متغایر ہول تو پھر دوحال

ے خالی نہیں کہ دونوں کا تھم ایک ہوگایا الگ الگ ہوگا اگر دونوں کا تھم ایک ہے تو یہ حیثیت تقید یہ ہے زید من حیث الله کاتب منحو له الاصابع اس میں متحرک الاصابع ہونے کا تھم زید محیث اور کا تب حیثیت دونوں پرلگ رہا ہے صرف ذات زید پرنہیں اور اگر دونوں کا تھم ایک نہیں بلکہ تھم محیث بنته عالم اسمیں اکرام کا تھم فقط بلکہ تھم محیث پر ہے یہ حیثیت تعلیلیہ ہے اکوم زیدا من حیث الله عالم اسمیں اکرام کا تھم فقط ذات زید پر ہے اور حیثیت یعنی عالم ہونا اس تھم کی علت ہے۔ مسن حیث الا یصال اللی السمور و التصدیق میں کوئی حیثیت مراد ہے حیثیت تقید بیم ادہے۔ مزید تفصیل بدر النج م شرح سلم العلوم میں دیکھے۔

معقولات کی تیں میں ہیں۔ پہلی حیثیت وجود اور عدم کی ہے۔ دوسری معلوم ہونے کی اور تیسری مولی معلوم ہونے کی اور تیسری موسل الی المجھول ہونے کی ہے تو بید معقولات تیسری حیثیت کے اعتبار سے مطلق کا موضوع بن سکتے ہیں اور پہلی دوعیثیتوں کے اعتبار سے نہیں بن سکتے۔

تیسری بات۔ اگر تصور معلوم ہے اور وہ مجہول تک پہنچانے والانہیں ہے تو وہ منطق کا موضوع نہیں بن سکتا اس طرح اگر کوئی تصدیق معلوم ہے اور وہ مجہول تک پہنچانے والانہیں ہے تو منطق کا

موضوع نہیں بن سکتا۔

چ بات۔ کہ جونصورات موصل الی المجول ہوتے ہیں ان کومعرف اور جونصد بقات موصل الی المجول تو ہے۔ بات کہ جونصورات موصل الی المجول تو ہے ہے۔ اور ترتیب و ونظروں میں یہ ہے کہ عام پہلے ہوگا اور خاص بعد میں ہوگا حیوان ناطق اور بیر تیب واجب ہے اور وہ تقدد یقول میں یہ ہے کہ صغری مقدم ہوگا اور کبری موخر اور بہ ستے ہے۔

: قوله : معرفا: لانه يعرف ويبين المجهول التصوري .

توجمه _ اس لي كدير بيجان كراتا ب-اوربيان كرتاب مجهول تصوركو

معد ها الانهالغ: معرف كالغوى معنى بي بيجان كراف والا اوربيمعرف بعى ججول تصورى كى بيجان كراف والا موتاب ال

کو جو بیان کرنے والا ہواور چونکہ قول شارح بھی مجہول تصوری کا بیان کرتا ہے اسلئے اسکوقول شارح کہتے ہیں۔

: ترك: حجة : لانها تصير سببا للفلبة على الخصم والحجة في اللفة الفلبة

فهذا من قبيل تسمية السبب باسم المسبب

ترجمہ: اس کیے کہوہ مخالف پرغلبہ کا سبب ہوتی ہے۔ اور ججت کامعنی لغت میں غلبہ ہے۔ پس ہے تسمیة السبب باسم المسبب ۔ (مسبب کے نام سبب کا نام رکھنا) کے قبیلے میں سے ہے۔

حجة النها : جة كالغوى معنى بفلباور چونكه جمة سي بھى اپنے خصم فريق خالف فلبه وتا بهاس لياس لياس كو جمة كہتے ہيں ۔ يا در كھيں جمة دراصل مسبب (غلبه) كانام تھا اب سبب (صغرى كرى) كانام جمة ركھ ديا اور ية سمية السبب باسم المسبب كے قبيل سے ہوكہ جو كہ جاز كے چوہيں علاقوں ميں سے ايك علاقہ ہے۔

بحث دلالت

منصل دلالة اللفظ سيد أن منصد من : متن كي عبارت كالخضر مطلب يدبيك بهل فعل مين مقدمه كابيان تعاجس مين منطق كي تعريف _غرض _ احتياج ألى المنطق كي ضمن مين منطق كا موضوع أب أن فعل أوراصل مقصود كوشروع كررب بين _

منطقیوں کا اصل: مقصود معرف اور قول شارح اور ججة سے بحث کرنا ہے اوران دونوں میں سے پہلے قول شارح کو بیان کرتے ہیں پھر ججة (تقدیق) کو۔

ول شارح كوجة بركيول مقدم كرتي بير ـ

جسواب: جمة (تقدیق) کے لیے تصورات الشرط ہیں یا شطر (علی اختلاف المذھین) تو تصورات شرط بنے یا شطر (جزء) اور تقیدیق کل یا مشروط ہوا۔ اور شرط مشروط پرای طرح جزء کل پرمقدم ہوتا ہے اس لیے تصورات کو جمة پرمقدم کیا۔

فسأنده : تصورات من اصل مقصور قول شارح موتا باور قول شارح معنوى چيز بجس كاسمهمنا

كليات ممسد يرموقوف اوركليات خمسه كالمجمنا الفاظ كى بحث يرموقوف باورالفاظ كالمجمنا ولالت ٔ کی بحث پرموقوف ہےاس لیےمناطقہ پہلے دلالت کی بحث ذکر کرتے ہیں پھرالفاظ کی بحث پھر کلیات خس پعرقول شارح۔

مسسنف: نے والموضوع کی عبارت دلالت کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔(۱)مطابقی (۲) تقسمنی (۳)التزام_

وجه حصد: لفظاین تمام معنی موضوع له پردلالت كرية بيدلالت مطابقي ب-اگرجز ومعنی موضوع له برولالت كرے توتقتمنى ہے اگر خارجى معنى برولالت كرے جوكم عنى موضوع له كو لازم ہواوران تین دلالتوں کا آپس میں کیاتعلق ہےدلالت تقسمنی اورالتزامی کانسبت مطابقی کے ساتھ عموم خصوص مطلق تصمنی اور التزامی خاص اور مطابقی عام ہے جہاں تصمنی اور التزامی ہوگ و ہاں مطابقی ہوگی اور جہاں مطابقی ہو و ہاں تقسمنی التزامی کا ہوتا ضروری نہیں تقسمنی اورالتزامی کا آ پس میں کیاتعلق ہےاس کو ماتن چھوڑ کمیاان کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجد کی ہے مزید

قُولِهِ: دلالة اللفظ: قد علمت أن نظر المنطقي بالذات إنها هو في المعرف والحجة وهمامن تبيل المعاني لاالألفاظ الاانه كما يتعارف ذكر الحدوالغاية والسوضوع في صدر كتب المنطق ليفيد بصيرة في الضروع كذلك يتعارف ايبراد مباحث الالتفاظ بعد المقدمة ليعين على الافادة والاستفادة وذلك بان يبيين متعانى الالفاظ المصطلحة المستعبلة في محاورات اهل هذا العلم من المفرد والمركب والكلى والجزئى والمتواطى والمشكك وغيرها فالبحث عن الالشاظ من حيث الإفادة والاستفادة وهما انها يكونان بالدلالة فلذا بداء بذكر البدلالة وهي كون الشني بحيث يلزم من العلم به العلم بشني اخر والاول هو الدال والثاني هو المدلول والدال ان كان لفظا فالدلالة لفظية والافغير لفظية

وكبل منتهنا ان كنان بسبب وضبع البواضيع وتنعيينته الاول بازاء الثاني فوضعية

كدلالة لفظ زيد على ذاته ودلالة الدوال الأربع على مدلولاتها وان كان بسبب اقتنضناء البطيع حدوث الدال عند عروض المدلول فطبعية كدلالة اح اح على وجع الصدر ودلالة سرعة النبض على الحمى وان كان بسبب امر غير الوضع والتطبيع فالدلالة عقلية كدلالة لفظ ديز المسموع من وراء الجدار على وجود البلا فنظ وكدلالة البدخيان على النار فاقسام الدلالة سنة والمقصود بالبحث مهينا مس البدلالة البلغيظية البوضعية اذعليها مدار الافادة والاستفادة وهي تبنقسم الى مطابقة وتضهن والتزام لأن دلالة اللفظ بسبب وضع الواضع اما على تهام الهوضوع له او جزئه او على امر خارج عنه. ترجمه جحقین توجان چکاہے۔ کی بلاشبه منطقی کی نظر بالذات صرف معرف اور جحت میں ہوتی ہے۔اوردونوں معنی کے قبیل سے ہیں۔نہ کہ الفاظ کے قبیل سے مگر جیسا کہ منطق کی کتابوں کے شروع میں تعریف اور غایت اور موضوع کو ذکر کرنا متعارف ہے تا کہوہ شروع کرنے بصیرت کا فائدہ دے۔ اس طرح مقدمہ کے بعد الفاظ کی بحث کو لانا بھی متعارف ہے۔ تا کہ افادہ (دوسرے کو فائدہ دینا) اوراستفادہ (دوسرے سے فائدہ حاصل کرنا) میں معاون ہواور یہ بات (حاصل ہوگی) بایں طور کہ بیان کئے جائیں ان اصطلاحی الفاظ کے معنی جواس علم والوں کے

محاورات میں مستعمل ہیں _ یعنی مفرومر کب کلی جزئی متواطی اور مشکک وغیرہ پس بحث الفاظ سے افادہ اوراستفادہ کی حیث سے ہے۔اور وہ دونوں سوااس کے نہیں دلالت کے ساتھ (حاصل) ہوتے ہیں پس اس لیے ابتداء ولالت کا ذکر کیا ۔اور دلالت وہ ہوتا ہے۔ کسی شکی کا اس طرح کہ لازم آئے اس کے علم سے آیک اور شکی کاعلم اور شکی اول وہ دال ہے۔اور شکی ٹانی وہ مدنول ہے۔ اور دال اگر نفظ ہو پس دلالت لفظیہ ہے۔ورنہ غیر لفظیہ ہے۔اور ہرایک ان میں سے اگر واضع کی وضع اور ااس کے اول کوٹانی کے مقابلے میں متعین کرنے کے سبب سے ہو پس وضعیہ ہے۔ ولالت لفظ زید کی اس کی ذات براور دال اربع کی دلالت ان کے مدلولات براوراگر ولالت طبیعت کے صدوث پردال کے تقاضا کرنے کے سبب سے ہو بوقت مدلول کے عارض ہونے کے پس طبیعہ ہے۔ ولالت کرنااح اح کا سینے کے درو پر اور نبض کی تیزی کا ولالت کرنا بخار براور

اگردلالت امرغیروضع اورغیرطبع کے سبب سے ہوپس دلالت عقلیہ ہے۔ دلالت کرنا لفظ دیز کا جوسنا گیا ہود یوار چیچے سے لافظ (بولنے والے) کے وجود پراور دھویں کا دلالت کرنا آگ پر پس دلالت کی چھاقسام ہیں۔اور مقصود یہاں بحث کے ساتھ وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے۔اس لیے کہ اس پر افادہ استفادہ کا دارو مدار ہے۔اور دہ تقسیم ہوتی ہے۔مطابقی تضمنی اور التزامی کی طرف اس لیے کہ لفظ کی دلالت باعتبار واضع کی وضع کے یا پورے معنی موضوع لہ پر ہوگی۔ یا اس کے جزء پر ہوگی یا امرخارج پر ہوگی۔

دلالة السفظ قد علمت: اس پور تول میں تین باتوں کا بیان ہے۔ پہلی بات تین اعتراضات کا جواب دوسری بات ماتن نے دلالت کی تعریف نہیں کی شارح نے اس کی تعریف کہیں کی ہارت نے اس کا مقسم بیان کیا تعریف کی ہادر تیسری بات ماتن نے دلالت کی تقسیم کی شارح نے اس کا مقسم بیان کیا ہے۔ تین اعتراضات وارد ہور ہے تھے جن میں سے دواعتراضات کے جواب شارح نے دیے اور ایک اعتراض وجواب خارجی ہے اس کی طرف شارح نے اشارہ کیا ہے۔

: قوله: قد علمت: سے شارح ایک اعتراض مشہور کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتداف مشهود: كمنطقيول كى نظرمعانى پرجوتى ہاورمعانى سے بحث كرتے ہيں اس كئے منطقيوں كامقصودكى قول شارح اور ججة سے بحث كرنا ہے جوكمعانى كے قبيل سے ہے۔

لیکن منطقی دلالت سے بحث کیوں کرتے ہیں جو کہ الفاظ کے قبیل سے ہے بیخروج عن المجٹ اھتعال بمالا یعنی ہے۔

نجسواب المحاسبة جواب مم مانتے ہیں کہ مناطقہ معانی کے ساتھ بحث کرتے ہیں اور نحاق الفاظ سے الکین الفاظ کی بحث ذکر کرتے ہیں کیوں افاوہ (دوسرے کوفائدہ دینا) اور استفادہ (دوسرے سے فائدہ حاصل کرنا) الفاظ کی بحث کی پرموقوف تھا اور چونکہ الفاظ سے افادہ استفادہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ لفظ اپنے معنی پردلالت نہ کرے اس لیے پہلے دلالت کی بحث ذکر کرتے ہیں گویا کہ دلالت کی بحث موقوف علیہ کے درجہ میں ہے اور موقوف علیہ سے بحث کرنا

اهتعال بمالا يعينهيں_

جس طرح بیرواج بن چکاہے کہ مقدمہ میں تعریف _غرض _موضوع _ بیان کیا گا تا ہے اس طرح بیرواج بن چکاہے کہ مقدمہ کے فتم کرنے کے بعدالفاظ کی بحث ذکر کرتے ہیں _

نسوت: منطق ہرتم کے الفاظ سے بحث نہیں کرتے بلکہ ان الفاظ سے بحث کرتے ہیں جس سے

افا دہ استفادہ ہوا درمنطقیوں کی اصطلاحات میں مفرد مرکب کی جزئی مشکک وغیرہ ہے۔

سوال شانس: جب بيموقوف عليه بن ربى موتوان كومقدمه مين ذكركرتي آپ نے يهال

نے ان کو یہاں کیوں ذکر کیا حالانکہ تعریف اور غرض اور موضوع کووہاں ذکر کیا۔

جواب: شدت اتصال کی وجہ ہے ہم نے ان کوا کھے ذکر نہ کیا کہ لفظ دلالت کرتے ہیں معانی پر بغیر دال کے مدلول کا تصور نہیں ہوسکتا اس لیے دونوں کوا کھٹے ذکر کیا۔

جواب: ہم نے الفاظ کے بعداس وجہ سے ذکر نہیں کیا کہ الفاظ سے بحث تب مجھ میں آتی ہے۔ - جب دلالت کی بحث مجھ میں آجائے۔

و مسب سبے انج: شارح کی غرض ولالت کا لغوی اصطلاحی تعریف اور ولالت کے اقسام بیان کرنا ہے۔

دلاں : کالغوی معنی راہ دکھانا۔ جس شکی سے دوسری شکی کاعلم آئے گااس کو دال اور جس شکی کاعلم مردا و دیدلول اور جوان کے درمیان تعلق ہے اسے دلالت کہتے ہیں جیسے دھواں سے آگ کاعلم آج جائے تو دھوال دال آگ مدلول ہے۔

فساندہ: مناطقہ نے بڑی جبتو اور تلاش کی ۔ کدایک شکی کے علم سے دوسری شکی کاعلم خود بخود کس طرح آجاتا ہے بعداز شبع تلاش معلوم ہوا کدایک شکی کے علم سے دوسری شکی کاعلم خود بخود آجاتا کسی تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے اور مناطقہ نے وہ تعلق نین نکالے ہیں۔(۱) وضع کا تعلق کہ بنانے والے نے دال کو مدلول کے لیے بنایا (۲) طبع کا تعلق مدلول طبعیت کولگ جائے اور اس سے بلا اختیار دال صادر ہوجائے (۳) تا فیر کا تعلق کہ دال مؤثر مدلول اثریا دال اثر مدلول موثریا ہے دونوں کی تیسری شکی کے اثر ہوں۔

دلالت کے اقسام

ابتداء دلالت كي دوشميل بين د (١) لفظيه (٢) غيرلفظيه _

منه ده به جس مين دال لفظ موجيك لفظازيد كي دلالت زيد كي ذات ير

غيد مفظيه: وه هيجس مين دال لفظ نه موجيع دهوي كي دلالت آم كرير

دلالت لفظيه: كى تين قسمين بين _(١)وضعيه (٢)طبعيه (٣)عظليه_

دلات مضطیه و ضعیه: وه ہے جس میں دال لفظ مواوراس کو داضع نے مرلول کے لیے وضع کیا موقع کیا موقع کا تعلق موقع کا تعلق موقع کا نظارید کی دلالت زید کی ذات پر لفظ زید کو واضع نے

زید کی ذات کے لیے وضع کیا ہے۔ دلانت مضطیعہ طبعیعہ جس میں دال لفظ ہواور دال مدلول میں طبع کا تعلق ہو جیسے دلالت اح اح

کی در دسینہ پریہاں مدلول (در دسینہ)طبعیت کولگاس سے بلاا فتیار دال (اح اح) صادر ہوا۔

دلاست من المنظمة عليه أجس من واللفظ مواوروال مراول من تعلق تا ثيركا موجيك لفظ ويز

د یوار کے پیچھے سے سنا جائے بیدولالت کرتا ہے بولنے والے کی ذات پر _ یہاں پر وال لفظ دیز اثر

ا ہے مدلول (لافظ) کا۔

نوٹ۔ہم نے قیدلگائی دیوار کے پیچھے کی اس لیے اگر سامنے سے لفظ دیز سنا جائے تو یہ دلالت لفظیہ عقلیہ نہیں ہوگی۔

دلالت غيد لفظيه: كي تين تسميل - (١) وضعيد (٢) طبيعد (٣) عقليد -

دلاست غیبر مضطنیسه و صدهیسه: وه ہے جس نیس دال لفظ نه ہواور دال مدلول میں تعلق وضع کی اور دال مدلول میں تعلق وضع کا ہوجیسے دوال اربعہ کا ہوجیسے دوال اربعہ

لفظ نہیں وضعیہ اس لئے کہ ان کو واضع نے مخصوص معانی کے لئے وضع کیا ہے جو دوال اربعہ ہیں۔

دلالت غیر لفظیعہ طبعیہ: وہ ہے جس میں دال لفظ نہ ہوا ور دال مدلول میں طبع کا تعلق ہوجیے

سرعت نبض کی دلالت بخار پر بخار طبعیت کولگا جس سے بلاا نقتیار دال (سرعت نبض) صا در ہوا

سرعت نبض کی دلالت بخار پر بخار طبعیت کولگا جس سے بلاا نقتیار دال (سرعت نبض) صا در ہوا

سرعت نبض کی دلالت نجیر لفظیہ عقلیہ کی مثال بنتی ہے کیونکہ یہاں پر اگر کی دلالت موثر کے او پر ہے ادر سے
عقلیہ کے قبیل سے ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دلالت کی پانچے قسمیں ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض نے

دلالت کی پانچے قسمیں بتا کمیں ہیں

دلالت کی پانچے قسمیں بتا کمیں ہیں

:جسواب: یہاں حیثیق مختلف ہیں ایک حیثیت یہ ہے کہ جوآپ نے ذکری لیعنی اثر کی دلالت موثر پر۔ بیعقلیہ کی مثال بنتی ہیں دوسری حیثیت یہ ہے کہ طبعیت کا تقاضا یہ ہے کہ بف تیز چل رہی ہے اور بخار ہے ہاں یہاں مثال الی نہیں دینی چاہیے بلکہ ایسی مثال دینی چاہیے جس کی حیثیت دلالت طبعیہ والی ہو۔ تا کہ دلالت عقلیہ اس سے خارج ہوجائے جیسے گھوڑے کا بہنانا اور دوڑ نا گھاس کی طرف بطبعیت اقتضاء کے ہے۔

د لانت غیر است خدیده عقلید: وه ہے جس میں دال لفظ نه ہوا ور دال مدلول میں تا ثیر کا تعلق ہو
دھواں کی دلالت آگ پر بہاں دھواں دال اثر ہے اور مدلول آگ موثر ہے دوسری مثال جہاں
دال موثر اور مدلول اثر آگ کی دلالت دھواں بہاں دال (آگ) موثر اور مدلول (دھواں) اثر
ہے تیسری مثال جہاں دال مدلول دونوں تیسری شکی کا اثر ہو دھواں کی دلالت حرابت پر بہاں
دھواں (دال) اور مدلول (حرارت) دونوں تیسری شکی کا اثر آگ کا اثر ہیں۔

نسوت: منطق چونکمعنی سے بحث کرتے ہیں اور معنی کاسمجھا نا الفاظ سے احسن طریقے سے ہوتا ہے اس لیے منطقی صرف دلالت لفظیہ وضعیہ سے بحث کرتے ہیں۔

سوال: آپ صرف دلالت لفظیه وضعیه بی سے بحث کیوں کرتے ہیں۔

جے اب: منطقی حضرات صرف اس سے بحث کرتے ہیں جس کے استفادہ اورافادہ ہو۔

استفاده اورافاده فظلفظيه وضعيه معمكن باس لياس سي بحث كرت ميس

سوال: اگر باتی اقسام ہے استفادہ افادہ ممکن نہیں تو منطقی ان کو کیوں ذکر کرتے ہیں۔

:جواب: الاشياء تعرف باصدادها لعنی اشياءا بی ضدول سے پہچانی جاتی ہیں۔ تاکہ ان سے دلالت وضعیہ مجھ میں آجائے۔

سوال: آپ کہتے ہیں کہافارہ اوراستفارہ دلالت لفظیہ وضعیہ سے حاصل ہوتے ہیں ہم کمتہ میں کردالہ کر اقراقہ اور میں بھی اصل مدول مرحم طرح محرم میں کرنے وادا گیا ہیں کہ

کہتے ہیں کہ دلالت کی باتی اقسام سے بھی حاصل ہوتا ہے جس طرح گھوڑے کا ہنہنانا گھاس کی طرف اوراسی طرح دوال اربعہ کی دلالت اپنے معانی پر ہوتی ہیں ۔ تو آپ نے یہ کیسے کہہ دیاان سے افادہ استفادہ ناممکن ہے۔

: جسواب: كما فاده اوراستفاده باقى اقسام مصمشكل كيساته حاصل موتا ب جب كه ولالت لفظیہ وضعیہ ہے آسانی ہے حاصل ہوتا ہے۔غیرلفظیہ ہے اس لیے فائدہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ الفاظ نہیں اور غیرالفاظ سے استفادہ اور افادہ مشکل سے ہوتا ہے عقود اور خطوط نصب اشارات اس طرح باتی ولالت کی اقسام ہے بھی افادہ اوراستفادہ مشکل ہے ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کے عقو دعلم ہے جب تک اس کوکوئی حاصل نہیں کرے گا اس کو نہ جان سکے گا۔اورنصب بیا یسے نشا نات ہیں جن کوعام آ دمی نبیس سمجھ سکتا ۔ صرف ڈرائیوسمجھ سکتا ہے اور اس طرح اشارات اور خطوط بھی ہیں اورطبعیداورعقلیہ سے اس وجہ سے مشکل ہے کہ عام لوگوں کی طبعیتیں اور عقلیں کیسان نہیں ہوتی بلك مختلف موتى جي بعض لوگ ذبين موتے جي بعض درميانے اور بعض كمزور موتے جي اس طرح بعض بخت مزاج ہوتے ہیں بعض درمیانے مزاج کے ہوتے ہیں اور بعض خوش مزاج ہوتے ہیں دلالت لفظیه وضعیه کے اقتسام: تین شمیں ہیں۔(۱)مطابقی (۲)تضمنی (۳)التزای۔ وجمه حصو: اس عبارت سے مصنف رحمة الله عليه كي غرض ولالت لفظيه وضعيه كي تين قسمول میں منحصر ہونے کی وجہ کو بیان کرنا ہے فر ماتے ہیں کہ دلالت لفظید وضعید میں لفظ کی دلالت تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو لفظ پور ہے معنی موضوع لہ پر دلالت کرے گایا معنی موضوع لہ کے جزء پر

ولالت کرے گایا معنی موضوع لہ کے لازم پر ولالت کرے گا۔اول کومطابقہ، ٹانی کوشمن اور ٹالٹ کوالتزام کہتے ہیں۔

د لافت فغضیه وضعیه معلامتیه: وه به کدافظ این پورے موضوع له پردلالت کرے جسے انسان کی دلالت حیوان ناطق بر۔

دلات المضطيعة وضعية تضمنية: وه ب كه لفظ البيئ معنى موضوع لدى جزو برولالت كرك جيدانسان كى ولالت مرف حيوان ما ناطق برية تضمنى مطابقى كرضمن ميس بإلى جاتى ب كونكه جب لفظ البيغ يورك موضوع لد برولالت كركاتو جزء برخود بخو دولالت موضوع لد برولالت كركاتو جزء برخود بخو دولالت موجائر كى

دلاست لفظیه وضعیه التزامیه: وه ب كهلفظ ایسے خارجی معنی پردلالت كرے جوموضوع له كوذبن بيل لازم موجيسے انسان كى دلالت قابليت علم صنعت كتابت پر۔

دلائست مسطسابق می وجه قصصیه: مطابقت بمعنی موافقت اوربیطابق العل بالعل سے ماخوذ ہے، اس میں لفظ اینے تمام معنی موضوع لہ کے ساتھ موافق ہے وہ موافق جس سے مقدار بھی پوری مراد ہوسکتی ہے اور معنی موضوع لہ بھی پورامراد ہوسکتا ہے یا نسبتی ہے۔

دلالت الدترامس كس وجه مسميه: دلالت التزام كوالتزام اس لي كمتم بي كه التزام كامتنام الله كمتم بي كه التزام كامتن موضوع لدكولازم موتاب- التزام كامتنام كمتم بين - اس ليه التدالت التزام كمتم بين -

فائده - ماتن في متن مي كها كهتمام ماضع له مطابعي توجيع ماوضع له كيون نبيس كها-

جواب: اس لئے کہ لفظ جمیع مشعر بدا جزاء میں سے ہے تواس کا حاصل بیہوگا کہ جس ماوضع لہ کے اجزاء ندہوں وہاں ولالت مطابقی نہیں ہوگی اور بیغلط ہے کیونکہ لفظ اللہ کی ولالت ذات پر مطابقی ہے حالانکہ باری تعالی اجزاء سے مبری اور منزہ ہیں۔

اورا گرلفظ کا مصداق کل ہولیعن مختلف اجزاء ہے مرکب ہوتو دلالت مطابقی تب ہوگی جب کل مراد ہوجیے کوئی جب کل مراد ہوجیے کوئی کے میں نے قرآن پاک حفظ کرلیا اس سے ممل قرآن کریم کا معنی دلالت مطابقی سے ہوجیے کوئی ہے اور ہر ہر سورت کا معنی دلالت تضمنی سے سجھ آتا ہے، اس کی صراحت یا ارادے کی ضرورت نہیں ہے۔البتہ بھی لفظ بول کر کسی جزء پر ہی دلالت مقصود ہوتی ہے شاگر د کیے میں نے ہدلیتہ الحو نہیں ۔ تو اگر ہدلیتہ الحو نہیں ۔ تو اگر جزء ہی مراد ہے، ساری ہدلیتہ الحو نہیں ۔ تو اگر جزء ہی مراد ہو، یہ جاز کہلاتا ہے۔ نہ کہ دلالت تضمنی ۔

سوال. مطابقت کومصدرمعلوم کہوتو معنی ہوگا بیمطابق ہونے والے یعنی لفظ کی صفت ہے اور اگر مصدر مجبول ہوتو معنی ہوگا مطابق کیا ہوا اور بیمعنی کی صفت ہے بہر صورت مطابقت لفظ یا معنی کو کہنا جا ہے نہ دلالت کو۔

:جواب: ال شركازب تسمية الشيء بوصف احد طرفيه

دوسرا جواب: قطع نظر از مصدر معلوم ومجہول صرف موافقت کے معنی کے لخاظ سے بینام ہے اور یہاں بھی اعتراض ہوتا ہے کہ نہ ہے۔ مصدر معلوم ہوتو معنی ہوگا کہ پکڑنا اور بیکل ماوشع لہ کی صفت اور مجہول ہوتی ہے پکڑا ہوا اور بیرجزء ماوشع لہ کی صفت ہے تو کل یا جزء وقضمن کہنا چاہیے تھا نہ کہ دلالت کو۔

و اجيب عنه بالجوابين المذكورين السابقين

پھر ضمن میں دوتول ہیں منطقیین کا کہ ارادہ جزء لکن لا من حیث اند فی ضمن الکل اور ان کان جزء کی اور ان کان جزء کی قیداس کیے ہیں کہ ارادة الجزء من حیث اند فی ضمن الکل اور ان کان جزء کی قیداس کیے ہے کہ جزء نہ ہوئی ہوتو دلالت مطابقی ہوگی۔

: سسوال: هوگا که التزام کومصدر بناوتومعنی لا زم گرفتن اورییه اوضع له کی صفت ہے اورا گرمصدر مجہول بناوتومعنی ہوگا لازم گرفته شده اور وه امر خارج ہے تو بیه ماوضع له یا امر خارج کی صفت ہونی

چاہئے نہ کہ دلالت ہے۔

: جواب: مامر سابقا - باتی ربی به بات که امر خارج کے ساتھ لازم کی قید کیوں لگائی تو اس کا جواب میں ہے کہ اگر مید قیدند لگاتے تو لازم آتا ہے احصار امور غیر متنا ھید کا فی آن واحد و هوم ال

بحث لزوم

: قوله : ولابد فيه : أي في دلالة الالتزام.

توجمه: لعني ولالت التزامي ميں۔

: فَوْلَهُ: مِنْ اللَّزُومُ: أي كونَ الأمر الخارج بحيث يستحيَّل تصور الموضوع

له بندونه سبوا، كان هذا اللزوم الذهنى عقلا كالبصر بالنسبة الى العبى او عرفا كالجود بالنسبة الى الحاتم

ترجمہ بعنی امر خارج کا اس طرح ہونا کہ محال ہواس کے بغیر موضوع لہ کا تصور برابر ہے۔ کہ بیہ

ر ازوم دبنی عقلی ہو جیسے بھر ساتھ نسبت کرنے اعمی کی طرف۔ یا عرفی ہو جیسے سخاوت ساتھ نسبت کرنے حاتم طائی کی طرف۔

الاب دیس : شارح (فیہ) میں ضمیر کا مرجع بتلار ہے ہیں ضمیر کا مرجع دلالت التزام ہے نہ کہ التزام ہے نہ کہ التزام کے ونکہ التزام کے وہ جائے گا اور جس طرح مطابقی سے پہلے اور تضمنی سے پہلے دلالت کا لفظ نکالا ہے ایسے التزام سے پہلے بھی دلالت کا لفظ نکالیں سے ہیں استرام میں الترام ہے۔ جس سے پہلے بھی دلالت کا لفظ نکالیں سے ہیں الترام سے پہلے بھی دلالت کا لفظ نکالیں سے جس

پہلے دوتمہیدی باتوں کا جانناانتہائی ضروری ہے۔

(۱) جہان کی دونشمیں ہیں۔(۱) جہان خارجی وہ جہان جوظا ہرا موجود ہے جوآ گے پیچھے اوپرینچے نزایمہ :

جوچیزین نظراتی ہیں وہ جہاں خارجی میں شامل ہیں۔

(۲) جہان ذہنی۔وہ جہان جوذ بن میں آبادہ۔یہ سب اشیاء کی صورت جوذ بن میں ہے جہان وہنی ہی ہے۔ یعنی جواشیاء ہمیں خارج میں نظر آرہی ہیں وہی اشیاء ذہن میں سائی ہوئی ہیں۔ لزوم کس تعریف: کسی امرخارج کااس طرح ہونا کہ معنی موضوع لداس امرخارج کے بغیر نہ مایا جائے۔

لازم كى اقسام (باعتبار تقسيم اول)

۱۱)۔ لاذم مساهیت: جوکسی ماہیت کولا زم ہو لینی جو خار جی جہان میں بھی ہواور جہان دہنی میں بھی زوجیت اربع کولا زم ہے۔ چار کی ماہیت کسی بھی چیز میں ہواس کوز و جیت (جفت) ہونالا زم ہے جیسے چار کتابیں۔

(۲)۔ لاذم وجبود خادجی: جوسرف جہان خارجی میں واقع ہو یعنی جس میں ملزوم خارج کے اندر بغیرلازم کے نہ پایا جائے جیسے خرق (پھٹنا) غرق (ڈوبتا) اور حرق (جلنا)۔

(٣). **لاذم و جسود ذهسنسي**: جس ميس ملزوم كالصور بغير لازم كي ذبن ميس نه بوسيكي يعني جوفقط

جہان دہنی میں موجیعے قابلیت علم کا وقوع صرف جہان دہنی میں ہے۔

ازوم ذهنی کی دوشمیں ہیں۔

(١)لزوم ذهني عقلي (٢) لزوم ذهني عرفي

سنوم ذهن عقلی: کسی امرخارج کااس طرح ہونا کہ معنی موضوع لدکا تصوراس امرخارج کے بغیر عقلاً محال ہو۔ جیسے بصراعی کولازم ہے۔

نزوم ذهنی عدون : کسی امرخارج کااس طرح بونا که عنی موضوع له کاتصوراس امرخارج کینیم و فارج کی این امرخارج کی بخیر مرفاوت مین الازم ہے۔

عبارت كى تشريح تصور طزوم ذبن ميں پايا جائة تصور لازم بھى ضرور بوگا اعمى كاتصور بغير بعر كند بوگا، اعمى كہتے ہيں عدم البصر من شان ان يكون بصيراً (يعنى ويكمان بوگر صلاحيت ركھتاوه ويكھنے كى) يعنى ذبن ميں عدم البصر كاتصور بغير بصر كنہيں ہوسكتا تو جود يكھنے كى صلاحيت بى نہيں ركھتا (مثلا ديوار) تو وہ نابينا كيے بوسكتا ہے۔

: منا مُده : ولالت التزامي مين معتبرلازم وجودة بني سے نه كه باتى وو

اگرلازم ماہیت مراد لیتے ہیں تو اعمی کی ماہیت کوبھرلازم ہوجائے گا اور پھر ہراندھاد کیمنے والا ہو جائے گا۔اوراگرلازم وجود خار جی مراد لیتے ہیں تو اعمی کو خارج میں بھر لازم ہوجائے گا تو پھر ہر اعمی دیکھنے والا ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ لازم وجود ذہنی ہے کیونکہ اعمی کو ذہن میں بھر لازم ہوگا لینی اعمی دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہوگا گرو کھیانہیں۔

سرال: تم نے دلالت اعمی علی البصر کودلالت التزامی بنایا ہے حالا تکہ بھرتو عدم البصر کی جزء ہوادہ دلالت تضمنی ہے نہ کہ التزامی۔

ا المحال المحل على المعنى عدم البصر نهيل كيونكه عدم البصر سيم اديا نقط عدم يا البصر يا دونو ل عدم اور بعرك درميانى نسبة بايل طور كه بعر خارج بو اب عدم تو بن نهيل سكتا كيونكه عدم بمعنى معدوم اوراعى موجود بوتا هم معدوم نهيل اور فقط اعمى كامعنى بعر بحى نهيل بوسكتا كيونكه بعر بمعنى بعيرا ورعى بعيرنييل بوسكتا كيونكه بعر بمعنى بعيرا ورعى بعيرنييل بوسكتا كيونكه بعرائيل بن سكي التي تو ان كي طلف سي بحى نهيل بن سكيل محمورات كالمحتال ورموجود المحمد من المعنى عدم بمعنى معدوم اور بعر بمعنى معدوم اور بعر بمعنى معدوم اورموجود الكيد وسر سي كيمناني بيل -

تواب نقط یمی صورة ہے کہ عدم کی نسبت ہو بھر کی طرف اور بھر خارج ہو کیونکہ مضاف الیہ مضاف میں داخل نہیں ہوتا جائسنی غلام زید۔اور میہ بات طاہر کہ خارج پر دلالت التزامی ہی ہواکرتی ہے۔

سوال: پرمعرض کہتا ہے کہ تعریف مانع نہیں ہے کیونکہ بیغیر پر صادق آتی ہے مثلا جدار کہ وہ مجمع عدم البصر ہے۔

نجواب: سیے کئی کا تریف میں ایک اور قیدلگا کیں کے عدم البصر عما من شانه ان یکون بصیراً و هو لیس بوجود فی الجدار قلا اعتراض فافهم

سوان: پھرسوال وارد ہوتا ہے کہ یہ تحریف جامع نہیں کیونکہ ماور زادا ندھے کوشا مل نہیں ہے۔ کیونکہ علماء کہتے ہیں کہ اس کی شان ہے بھی بصارة نہیں ہے۔ جواب وہاں ایک قیداور معتربے لینی عسما من شان او من شان نوع ان یکون اسسان و عام ان یکون اسسان و عام ان یکون اسسار ا مجرکوئی کہتا ہے کہ یہ تعریف مجمی اپنے افراد کوشامل ہیں ہے کیونکہ عقرب جس کے

نوع سے بصارت مقصود ہے اس پرصادق نہیں آتی۔

جواب : يهال ايك اورقير مجى معترب عما من جنسه ان يكون بصير ا اورعقرب كي

جنس سے بعمارت ہے۔

لازم باعتبار تقسيم ثاني

تمھید فان : بعض اوقات ایک چیز دوسری چیز کوچٹی ہوئی ہوتی ہے جوچٹی ہوئی ہوتی سے اسے لازم کہتے ہیں اور جس کے ساتھ چیٹی ہوئی ہوتی ہے اسے طزوم کہتے ہیں۔اور دونوں کے درمیان

والے تعلق وکڑوم کہتے ہیں۔

لازم باعتبارتسیم ٹانی چارتنم پرہے۔جس کی تعلیم کے دوطریقے ہیں۔ایک یہ کہ لازم دوتنم ہے (۱) بین (۲) غیربین۔ پھر ہرایک دودوتنم پرہے(۱) بمعنی الاخص (۲) بمعنی الاعم۔دوسراطریقہ

(١) بين بمعنى الاخص (٢) بين بمعنى الاعم_ (٣) غير بين بمعنى الاخص (٣) غير بين بمعنى الاعم_

بین بسمنی الاخص و ہے جو کہ طروم کے تصورے لازم کا تصور آ جائے جیسا کہ گی کے تصورے بعرکا تصور آ جاتا ہے۔ تصورے ب

غیس بین بمعنی الاخس: وه بے کہ طروم کے تصورے لازم کا تصور نہ آتا ہو جیسے زوجیت کے تصورے اربعہ کا تصور نہیں آتا۔

مین معنی الاعم: وو ہے کدلازم اور طروم کے تصور سے جزم باللووم ہوجائے کی دلیل کی احتیاج ندر ہے جیںاز وجیت اربعہ کے تصور سے جزم باللووم آجاتا ہے کی دلیل کی حاجت نہیں خیس میں معنی الاعم: کدونوں کے تصور سے جزم باللووم ند آجاتا ہو بلکددلیل کی

طرف احتياج باتى رب حبيهاكم العالم حادث كدونول كتصورف جزم باللروم نبيس موتا

بلکہ دلیل کی طرف ماجت پڑی کہ لانہ متغیر و کل متغیر حادث ۔

سوال: اب جب كراوازم چهارتم موئة يهال كونسامرادي_

: جواب:
اسین دو ند جب جیں۔ (۱) ایک جمہور کا (۲) تا نی امام رازی کا جمہور لازم بین بعث الاخص کہتے ہیں اور امام رازی بالمعنی الاعم کے قائل ہیں۔ صاحب ایساغو جی کی مثال "وصعة الکتابة بالالتزام" بیام رازی کے مسلک پر ہے۔ جب کہ علائے جمہور فرماتے ہیں کہ دلالت التزای کے لیے بیمثال درست نہیں اس وجہ سے کہ انسان ملزوم ہے اور قابلیت علم لازم ہے لیکن انسان کے تصور سے قابلیت علم کا تصور تینی طور پڑیں آتا۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ بیسی ہے لیکن انسان کی قابلیت علم پر دلالت جائز ہے اس لیے کہ اس میں لزوم کا یقین ہوجاتا ہے کہ انسان کے تصور سے اور قابلیت علم کے تصور سے لزوم کا یقین ہوجاتا ہے کہ انسان کے تصور سے اور قابلیت علم کے تصور سے لزوم کا یقین ہوجاتا ہے اس وجہ سے میں کہ سوال۔

آیا ہر ما ہیت کے لیے لازم کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

جسواب: اس میں بھی جمہوراورامام رازی کا اختلاف ہے جمہور کہتے ہیں کہ ہر ماہیت کے

لیے لازم کا ہوتا ضروری نہیں اگر بین بمعنی الاخص ہوتو فیما ورنہ ضرورت نہیں ہے۔

اورا مام رازی کہتا ہے کہ ضروری ہے۔ اگراور پھے نہوتو کم از کم بیتو ہوگا کہ لیس غیر و گر میسی نہیں کے اور امام ک کیونکہ کی شی مکا تصور کرتے ہوئے غیر کا تصور بھی نہیں آتا چہ جائے کہ لاغیر ہ لیس غیر و کا تصور آ

جائے۔

پہلی مثال قابلیت علم ہے بیالی قابلیت ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کے علاوہ اور کسی کوئیں دی۔ دوسری مثال صنعت کتابت لیجنی لکھنے کی کاری گری ہی بھی اللہ تعالی نے صرف انسان کے ساتھ خاص کی ہے دنیا میں کسی چیز میں بھی لکھنے کی صلاحیت نہیں۔

سسوال: معنف کی مثال علی ند جب الجمهور می خنیس کیونکه و ولازم سے مرادلازم بین بمعنی الاخص لیتے ہیں بمعنی الاخص لیتے ہیں بعنی الاخص لیتے ہیں بعنی تصور ملزوم سے تصور لازم آ جائے گا حالا نکہ تصور انسان سے قابلیة العلم الخ کا تصور نہیں آتا ہاں امام رازی صاحب کے نزویک میدمثال صحیح ہے کیونکہ وہ بین بمعنی الاعم مراد لیتا

ہے۔ لین لازم طزوم کے تصور سے جزم باللووم آجائے کسی دلیل کی حاجت نہ ہو۔ اور یہاں انسان اور قابلیت علم کے تصور سے جزم باللووم آجا تا ہے اگر تحقیق سے دیکھا جائے تو امام رازی بھی بالمعنی الاخص کے بی کے قائل ہیں تو دونوں ندا ہب پرمثال صحیح نہیں ہے۔

جواب :بینٹال فرض ہے۔

سوال تمہاری تریف ہے افراد کے لیے نہ تو جامع ہا در نہی دخول فیرے الع ۔ کیونکہ ایک مثال الی ہے جو کہ کل ہی اور خاج ہی اور جزء بھی سے اور بعض قائل ہیں کہ وضع تو جزء کے لیے ہے اور بعض تائل ہیں کہ وضع تو جزء کے لیے ہے لیکن ضوء اس کو لازم ہے۔ اور بعض اس کے قائل ہیں اور جو دونوں کے لیے وضع کے قائل ہیں اسکے قائل ہیں اسکے قائل ہیں اور جو قائل ہیں کہ وضع جرم کے لیے اور خوہ اس کو لازم ہاں کو لازم ہاں کے لازم ہاں کے لازم ہاں کو لازم ہاں کے دونوں کے دونوں

: بہے کہ تعاریف میں حیثیات معتبر ہوتی ہیں۔ لو لاالحیثیات لبطل الحکمة اس حیثیت ہے کہ تعاریف میں حیثیات مطافی اور بایں حیثیت کہ وضع جزء کے لیے ہے تو دلالت تضمنی اور اس حیثیت سے کہ وضع کل کے لیے ہے اور یہ خارج اس کولازم ہے تو دلالت التزامی فلااعتراض ولا التباس دلالت التزامی میں تروم وہنی معتبر ہے۔

قوله: وتليزمهما المطابقة ولو تقديرا: اذلاً شك ان الدلالة الوضعية على جيز، المسمى ولازمه فرع الدلالة على المسمى سواء كانت تلك الدلالة على المسمى محققة بنان يبطئق اللفظ ويراد به المسمى ويفهم منه الجزء او اللازم بالتبع او مقدرة كما اذا اشتهر اللفظ في الجزء او اللازم فالدلالة على الموضوع له وان لم يتحقق هناك بالفعل الاانها واقعة تقديرا بعمني ان لهذا

السفيظ مبعني لو قصد من اللفظ لكان دلالته عليه مطابقة والي هذا اشار

بقوله ولو تقديرا.

قر جمه : نہیں ہے کوئی شک کہ بلا شہد ولالت وضعیہ سمی کے جزء پراوراس کے لازم پرفرع
ہے۔ اس ولالت کی جو پورے سمی پر ہو برابر ہے کہ وہ ولالت سمی پر تحقیقاً ہو بایں طور کہ لفظ بولا
جائے اوراس ہے سمی مراولیا جائے۔ اور جز واور لازم بالعج اس سے سمجھے جائیں یا مقدرہ ہوجیسا
کہ شہور ہو جائے لفظ جز و بیس یا لازم بیس پس ولالت موضوع لہ پراگر چہ و ہاں تحق بالفعل نہیں
ہے۔ گر بلا شہد وہ تقدیر اس معنی بیس واقع ہے۔ کہ بے شک اس لفظ کے لیے ایک معنی ہوا گر لفظ ہے۔ اس کا ارادہ کیا جائے۔ تو البتہ لفظ کی اس پر ولالت مطابقی ہوگی۔ اور اس کی طرف اشارہ کیا
ہے۔ مصنف ہے۔ مصنف ہوگے۔ اور اس کی طرف اشارہ کیا

وتلذمها المعطابقة: سے دلالت تضمنی دلالت النزامی کا دلالت مطابقی کے ساتھ کیا تعلق ہے جسے عطف بالحرف ۔ جس سے پہلے بیجان لیس کہ جہال تالح وہال متبوع کا ہونا ضروری ہے جسے عطف بالحرف ، عطف بیان ۔ تاکید ۔ صفت ۔ بدل بیتو الح بین کین ان کے لیے پہلے متبوع کا ہونا ضروری ہے معطوف کا ہونا ۔ موکد موصوف ۔ مبدل مند کا ہونا ضروری ہے لیکن جہال ذات متبوع ہو وہال متالع کا ہونا ضروری ہیں ۔ تالع کا ہونا ضروری ہیں ۔

المحاصل: دلالت مطابقی متوح اور دلالت ملی بالتزامی بیتالی بین لهذا جهال مطابقی بود بال تضمنی کا پایا جانا ضروری فیل لیکن جهال ملیمتی بالتزامی بود بال مطابقی کا پایا جانا ضروری ہے۔ صوار کانت ذاک الد دور بین سے شارح ایک اعتراض کا جواب دے دہے ہیں۔

اس طرح الوث آپ نے دموی کیا کہ دلالت منسمی ۔التزامی بغیر مطابقی نہیں پائی جاتی بید وی تہارا اس طرح اور عنی مطابقی پر دلالت متروک اور معنی مطابقی پر دلالت متروک ہوگی اور معنی مطابقی پر متروک ہواور معنی مطابقی پر دلالت متروک ہوگی اور معنی مطابقی پر دلالت متروک ہوگی اور معنی مطابقی پر دلالت متروک ہوگی او ایسی جگہ دلالت محتمی بغیر مطابقی کے اور دلالت التزامی بغیر مطابقی کے دلالت الترامی بغیر مطابقی کے اور دلالت الترامی بغیر مطابقی کے اور دلالت الترامی بغیر مطابقی کے اور دلالت الترامی بغیر مطابقی کے یہ کی اور آپ کا دعوی اور شامیا۔

جراب: مهم يه بات مانع مين السيافظ من بالنعل اگرچددالت مطابقي نهين بائي جاتي ليكن

اس لفظ کے لیے معنی مطابقی ضرور ہوگا اگر اس لفظ سے معنی موضوع کا ارادہ کیا جائے تو بیر صحیح ولالت مطابقی ہے۔ولو تقذیراً کامعنی ہے۔

و لا عسک مدالای بحوذ سے و لو کان تک: یہال سے شارح یز دی مطابقی کا تضمنی اورالتزای کے بائی جاتی ہے کے ساتھ تعلق بتلار ہے ہیں جس کا حاصل بیہ ہے کہ مطابقی بغیر تصمنی اورالتزامی کے بائی جاتی ہے کیونکہ متبوع بغیر تالع کے بایا جاتا ہے مثلاً لفظ کا معنی بسیط ہوا وراس کا کوئی لازم نہ ہو ہال مطابقی ہوگی کیات سمنی ۔التزامی نہ ہوگی لفظ اللہ کی ذات باری تعالی پردلالت بیدلالت مطابقی ہے کیات تضمنی اورالتزامی نہ ہوگی اور باری تعالی کو لازم نہ ہوگی اور باری تعالی کولازم نہیں اس لیے التزامی نہ ہوگی۔

سوال مفوردهم وقدير وغيره بيضدا تعالى كولازم هـ

سوات الازم بحیث ملزوم سے خارج ہوتا اور پر مغت باری تعالی خارج نہیں بلکہ عین ذات ہیں واسو کھن کہ معنی مو کا مسے : سے شارح دلالت تضمنی اور دلالت التزامی کے درمیان تعاقی بتلارہ ہیں ان کے درمیان نبت موم خصوص بتلارہ ہیں ان کے درمیان نبت موم خصوص من وجہ کی نبیت ہوادر جہاں نبست موم خصوص من وجہ کی ہوو ہاں تین ماوے ہوتے ہیں۔ایک اجہا می دوافتر اتی اگر لفظ کامعنی مرکب ہوادراس کے لیے لازم ہوتو دلالت تضمنی بھی اور التزامی بھی ہوگی بیاجہا می ہوادراگرمعنی مرکب ہوئی کی الزم اس کا شہوتو بدلالت تضمنی ہوگی اور اگرمعنی بسیط ہواوراس کے لیے لازم ہوتو بیدلالت التزامی ہوگی کی تضمنی نہوگی۔

ن مد ام رازی قائل ہیں کدان کے درمیان نسبت تساوی کی ہے یعنی جہاں التزامی ہو وہاں مطابقی ضروری ہوگی کیونکہ ہرامر خارج لازم کے لیے ماوضع لیکا ہونا ضروری ہے اور جہاں مطابقی ہوگی وہاں التز مای ضرورہوگی کیونکہ ہر ماحیت کے لیے لا زم کا ہونا ضروری ہے۔ تشمنی اور التزامی میں جہور کے زد کیے نسبت عوم خصوص من وجہہاں میں الا شمواد ہو تئے ۔ایک میں تقدم ہیں۔ جہور کے زد کیے نسبت عوم خصوص من وجہہاں میں الا شمواد ہو تئے ۔ایک میں تشمنی اور التزامی دونوں ایک جگہ تشمنی ہوگی من دون الالتزامی۔

و فی موضع عکسة ای یو جد الالتزام دون التضمن اورامامرازی صاحب کے نزدیک نبیت عام طلق ہے تضمنی کے خزدیک نبیت عام طلق کی ہے تضمنی عام طلق ہے اورالتزامی خاص مطلق ہے تضمنی کے ہوتے ہوئے التزامی کا ہونا ضروری نہیں ہے بخلاف العکس لاندلا یوجدالخارج بدون ماوضع لہ بعد ازیں واضح ہوکہ پہلی دلالتوں میں وضعی طبعی اور عظلی کے درمیان حصرات نقر ائی ہے اور مطابقی تضمنی التزامی کے درمیان حصر عللی ہے۔

سوال: آب نے جوبیکہا ہے کہ قابلیت علم اور فن کتابت انسان کولازم ہے بیٹھیک نہیں کیونکہ کی انسان ایسے ہیں جن کے آندر بیصلاحتین نہیں دیہاتی وغیرہ۔

:جواب: اگرچه بالفعل به چیزی ان کے اندرنہیں لیکن بالقوہ تو ضروری ہیں۔اگر بھی دیہاتی کوپڑھانے اور لکھانے کا اہتمام کرلیا جائے توبیہ صلاحیت اس کے اندر پیدا ہوجائے گی۔

﴿الفاظ كى بحث﴾

متن والموضوع وهو: لفظ کی دوشمیں ہیں۔(۱) موضوع (۲) مہمل لفظ موضوع وہ ہے جس کا کوئی مغنی نہ ہو۔ یا در کھیں مناطقہ الفاظ موضوعہ سے جس کا کوئی مغنی نہ ہو۔ یا در کھیں مناطقہ الفاظ موضوعہ سے بحث کرتے نہ الفاظ مہملہ سے اس لیے افادہ اور استفادہ الفاظ موضوعہ سے ہوتا ہے۔ لفظ موضوع کی دوشمیں ہیں مفرد۔ مرکب مفردوہ ہے کہ لفظ کی جزء سے معنی کی جزء پر دلالت کرنے کا ارادہ نہ کیا گیا ہواور مرکب اس کے برکس ہے۔

مرکب کی پھر دونشمیں ہیں۔(۱)مرکب تام۔مرکب ناقعں۔مرکب تام کی دونشمیں ہیں مرکب تام خبری(۲)انشائی مرکب ناقص کی دونشمیں ہیں۔(۱)مرکب تقیدی(۲)مرکب غیرتقیدی۔

شرى والموضوع: إي اللفظ الموضوع إن اريد دلالة جز، منه على جز، معناه فهو المركب والافهو المفرد فالمركب انها يتحقق بامور اربع الاول ان يكون للفظ جز، والثانى ان يكون لمعناه جز، والثالث ان يدل جزء اللفظ على جز، معناه ان يكون هذه الدلالة مرادة فبانتفاء كل من القيود الاربعة يتحقق

اللمفرد فالمركب قسم واحدوالمفرد اقسام اربعة الأول مالا جزء للفظ نحو

همزة الاستفهام والثاني مالا جزء لمعناه نحو لفظ الله والثالث مالادلالة لجزء

لـفـظـه عـلــى جزء معناه كزيدوعبداللهعلماً مايدل جزء لفظه على جزء معناه

لكن الدلالة غير مقصودة كالحيوان الناطق علما لشخص انساني

توجعه : یمنی لفظ موضوع اگراراده کیا جائے اس کی جزء سے دلالت کااس کے معنی کی جزء پر پس وہ مرکب ہے۔ ورنہ پس وہ مفرد ہے پس مرکب محقق ہوتا ہے چارا مورسے (۱) اول یہ کہ لفظ کی جزء ہو (۲) دوسرایہ کہ اس کے معنی کی جزء ہو (۳) تیسرایہ کہ اس کے لفظ کی جزء ہو (۳) تیسرایہ کہ اس کے لفظ کی جزء اس کے معنی جزء پر دلالت کرے (۳) چوتھا یہ کہ یہ دلالت مراد ہو پس چاروں قیود میں سے ہرایک کے انتفاء کے ساتھ مفرد محقق ہو جائے گا۔ پس مرکب کے لیے ایک قتم ہے۔ اور مفرد کے لیے چار اقسام ہیں۔ اول یہ کہ اس کے لفظ کی جزونہ ہو جسے ہمزہ استقبام دوسرایہ کہ اس کے معنی کی جزء نہ ہو جسے لفظ اللہ اور تیسرایہ کہ اس کے لفظ کی جزوبے کہ دلالت کرے اس کے لفظ کی جزوبی کی جزوب کے بردلالت نہ ہو جسے زید اور عبداللہ علم ہونے کی صورت میں اور چوتھا یہ ہے کہ دلالت کرے اس کے لفظ کی جزوب سے معنی کی جزوبر کیکن دلالت تر قصورت میں اور چوتھا یہ ہے کہ دلالت کرے اس کے لفظ کی جزواس کے معنی کی جزوبر کیکن دلالت تھود نہ ہو جسے حیوان ناطق کی مخص انسانی کاعلم ہونے کی صورت میں۔

بحث مفردومركب

والمهوضوع اى اللفظ: شارح لفظ موضوع كى شميس بيان كرنا چاہتا ہے لفظ موضوع كى دوشميں ہیں۔(١)مفرد (٢) مركب _

مسر کارادہ ہو۔ مرکب کے مختق ہونے کے لیے چارشرطیں ہوئیں۔(۱) لفظ کی جزء ہو(۲) معنی کی جزء ہو(۳) لفظ کی جزء معنی کی جزء دلالت بھی کرے (۴) لفظ کی جزء سے معنی کی جزء پر دلالت کرنے کا ارادہ ہو۔ان چار شرطوں کے ساتھ مرکب مختق ہوگا اوراگران چارشرطوں میں کوئی ایک شرط مفقو د ہوتو مفر د ہوگا۔ اوراگر چاروں مفقو د ہوتو بھی مفر د ہوگا۔اس اعتبار سے مفردکی چارتشمیں بنیں گی۔

مغود: وه ہےاس کی جزء ہے معنی کی جزء پرولالت کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

- (۱) بہلی صورت لفظ کی جزء نہ ہوجیسے همز ہ استفہام۔
- (۲) دوسری صورت لفظ کی جزء ہولیکن معنی کی جزء نہ ہوجیسے لفظ اللہ۔
- (۳) لفظ کی جزء ہومعنی کی جزء بھی ہولیکن لفظ کی جزء معنی کی جزء پر دلالت نہ کرے جیسے عبداللہ سے لفظ اجزاء والا ہے اور معنی اس کا حیوان ناطق تو معنی کی بھی اجزاء ہو کی لیکن لفظ کی جزء معنی کی جزء
 - بردلالت نبيس كرتى يعنى عبد حيوان اورلفظ الله ناطق بردلالت نبيس كرتابه
- (۳) لفظ کی جزء ہومعنی کی جزء ہواور لفظ کی جزء سے معنی کی جزء پر ولالت کرنا ہے کیکن ولالت کرنا ہے کیکن ولالت کرنے کا ارادہ نہ کیا گیا ہو حیوان ناطق سیکی مختص کا نام رکھدیا جائے یہاں لفظ۔
- سدال: موضوع کی تعریف تم نے کی جو کس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہواس کی دوشمیں ہیں مفرد مرکب نہیں تو مفرد مرکب نہیں تو مفرد مرکب نہیں تو تنہاری ریشتیم غلط ہے۔
- نجواب الموضوع برجوالف لام داخل ہے دہ عہد خارجی کا ہے الموضوع سے مراد لفظ موضوع ہے مراد لفظ موضوع ہے اور دوال اربعد لفظ نہیں۔
- السوال: مرکب مفردات سے ال کر بنرا ہے قو مفردات جزء بنے اور مرکب کل اور قاعدہ ہے کہ جزء کل سے مقدم ہوتا ہے لہذا مفرد کو مرکب پر مقدم کرنا چا ہے تھا آپ اس کے خلاف مرکب کو مفرد پر مقدم کیوں کیا ہے۔ کو مفرد پر مقدم کیوں کیا ہے۔
- : ہم مانتے ہیں اس اعتبار سے مفر د کومقدم کرنا چاہیے تھالیکن ہم نے اور اعتبار کیا چونکہ مرکب کی تحریف وجودی اور مفرد کی عدمی اور وجودی کو عدمی پرشرافت ہوتی ہے اس اعتبار سے ہم مرکب کومقدم کیا ہے۔
- : مسلف در (۱) مفرد جار چیز دل کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ (۱) مفرد تثنیہ جمع مقابلے میں۔ (۲) مفرد جملہ اور شبہ جملہ کے مقابلے میں۔ (۳) مفرد جملہ اور شبہ جملہ کے مقابلے میں۔ (۳) مفرد مرکب کے مقابلے میں ہے۔

سوال تہاری تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ یا اسان پرصادق نہیں ہے۔اس لئے کہ لفظ کے اجزاء پردال ہے۔ چنانچالف ایک پراور

، رجم، بیت بات میں میں ، روا پروں ہے۔ پی پہاٹ، یک پراور نون کے ۵۰ اعداد سین ساٹھ پر دلالت کرتے ہیں اور ایک الف ایک عدد پھرنون ۵۰ اعداد ہیں

تواس لحاظ سے لفظ انسان ۱۹۲ اعداد پر دلالت کرتا ہے۔ معنی کے اجزاء پر لفظ کے اجزاء دلالت

كردب إل قويمركب ب ندكه مفرد

جسندواب ارادہ اور دلالت سے مرادوہ ہے جوعلی طریق الل اللغۃ ہو۔ نہ وہ جوالل ابجد کے حساب سرمو

سے ال کی جمی تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ صنب بیشی لفظ کی جز کمیں منتنی کی جزوں پر دال میں لفظ کی دوجڑ کمیں بین مادہ اور صنبے کی اور معنی کی تین جز کمیں میں۔

نسبت، زمانه، حدث له قوماده حدث برولالت كرتا ہے اور بيئت نسبت اور زمانه بر

جسواب اجزاء سے مرادوہ ہیں جومرتب فی اسمع ہولیتن اولاً ایک دوسرے کے بعد ہوجیسے رامی الجارة میں بخلافی بغیر کر کونکہ اس کر لکھ سے اور ان جوم سے کر موقع سے اور ان جوم سے کر موقع سے استار کا میں

الحجارة میں بخلاف ضرب کے۔ کیونکہ اس کے تعلم سے مادہ اور مصح بیک وقت سے جاتے ہیں المجارة میں بخلاف مرب کے۔ کیونکہ اس کے وقلہ میر کہات پر معادق آتی ہے جیسے زیر قائم۔

حواب ولالت سے مرادعام ہے کہ بالفعل ہویا بالقوۃ اس جگہ اگر چہ بالفعل نبی کیکن بالقوۃ ہے

مركب كاديكرنام مؤلف ب بعض كهتري بدونول متحدين وبعضهم قسائلون بانهما مدانه المان بانهما مدان المان بانهما مدان المان الم

تاسب بوجي زيد قائم و المركب اعم من ان يكون متناسب الاجزء ام لا كما في

زيد عمر و بكر و غير المتناسب كما في زيد حجر و الانسان حجروغيره

سطائن و مفرداورم كب بويانحونول كزديك بالذات لفظ كى صفات بين اور بالتع معنى كن صفات بين اور بالتع معنى كى صفات بين اور حفرات مناطقه كامعا لمديمكس ب- لان المنحق بيسحنون عن الالفاظ و المنطقيون عن المعانى -

: توله : اما تام : اي يصح السكوت عليه كزيد قائم.

ترجمہ: یعن میچ ہواس پرسکوت جیسے زید قائم اور شارح کاغرض مرکب کی دونتمیں بیان کرنا ہے ہیں(ا) مرکب تام(۲) مرکب ناتص

مركب قام: وه بجس بريتكم كاسكوت في مواور خاطب كوفائده تامه حاصل موجيع زيد قائم

: قوله : خبر : أن احتمل الصدق والكذب أي يكون من شانه أن يتصف بهما

بان يقال له صادق او كاذب.

ترجمہ:اگراحمال رکھے صدق اور کذب کا لیعنی ہواس کی شان میں سے یہ کہ متصف ہوان دونوں کے ساتھ بایں طور کہ کہا جائے اس کو صادق یا کا ذب۔

ان احتصل المصدق والكذب: يهال سي شارح مركب تامه كى دونسميس بيان كرد بي بيل مركب تام كى دونسميس بيان كرد بي بيل مركب تام خرى (٢) مركب انشائى -

مدىب قام خبرى: وه يرجس مين صدق وكذب كا احمّال مورجي زيد قائم.

اسوال: الله الا الله يكلام خرى بيكن اس مين صدق بى صدق بى كذب كابالكل احمّال خمّال أسوال: الله الا الله يكلام خرى بيكن اس مين صدق بيك كذب بياوراس مين صدق بالكل خمين اور السماء فوقنا بالكل صدق بيلهذا آب كايد كهنا كلام خرى مركب تام خرى كاندر صدق وكذب كاحمال موتاك بيفلط ب

> : مولان او انشان ان نم محتملهما ترجمه: اگرنداخمال رکھان دونوں کا۔ انشاء ان نم محتمل: مرکب تام کی دوسری قشم مرکب تام انشائی بیان کررہے ہیں۔ مد کب قام انشانی: وہ جس میں صدق وکذب کا اخمال نہوجیے اضرب۔

ماندہ: کلام خبری میں خارجی جہاں ہے بات واقعنقل کیا جاتا ہے اور چونکہ نقل کرنے میں صدق وکذب کا احتمال ہوتا ہے اس لئے کلام خبری کے اندرصدق وکذب کا احتمال ہوتا ہے اور کلام انشائی میں صرف طلب ہوتی ہے اور طلب کے اندرصدق وکذب کا احتمال نہیں ہوتا اس لیے کلام انشائی کے اندرصدق وکذب کا احتمال نہیں ہوتا۔ اس کا ذکر حدمیں آعمیا اس کا نام دورہے۔

جدواب صدق وكذب ك تعريف مين بهم خبر كالفظ لات بى نبيس بلك صدق كامعنى يول كرتے بين مطابقة الحكاية بين مطابقة الحكاية المحاية الحكاية للواقع بي عدم مطابقة الحكاية للواقع بي كاسوال تب وار دموگا جب مطابقة الخبر للواقع سے صدق كى تعريف كى جائے اور عدم المطابقة الواقع كذب كى تعريف كى جائے اور عدم المطابقة الواقع كذب كى تعريف كى جائے ۔

جواب ثانی: صدق و کذب کی تعریف بدیهی ہے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں اہذا خبر کی معرفت تو یقینا موقوف ہوگی صدق و کذب پرلیکن صدق و کذب پر کیکن صدق و کذب کی معرفت خبر پر موقوف نہیں ہوگا ۔اس سے دورلا زم نہیں آئے گا ۔ بہر حال چونکہ اس تعریف مشہور پر بیسوالات وار دہوتے سے ۔تو صاحب سلم نے اس سے بچتے ہوئے بی تعریف کر ڈائی ۔مزید تفصیل بدرالخج م شرح سلم العلوم میں دیکھتے۔

فافده کخبر بیاورانشائید میں فرق کہاں ہے آیااس کی تشریح بیہ کہ نبست کی تین سمیں ہیں۔

(۱) نبست کلامید مختلم کے کلام میں فدکوراور ملفوظ ہو(۲) نبست ذہدیہ جو شکلم کے ذبن میں ہو۔

(۳) نبست خارجیہ جونبست خارج میں واقع ہولیعنی ذہدیہ اور کلامیہ سے قطع نظر کرتے ہوئے حاصل ہو پس یہ نبست کلامیہ اور ذہدیہ اگر نبست خارجیہ کے مطابق ہوتو صدق ورنہ کذب کہا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدق اور کذب کا مدارای نبست خارجیہ پر ہے۔ یہ نبست صرف جملہ خبریہ میں ہوتی ہے۔ نہ کہا نشائیہ میں ہوتی ہیں (۱) ذہدیہ کے مطابق کیا میں دونبیس ہوتی ہیں (۱) ذہدیہ کے کلامیہ (۳) کلامیہ اور خبریہ میں کئی خصوصیت ہے۔

: قوله : اماناقص : ان لم يصح السكوت عليه .

ترجمه: اگراس پرسکوت صحیح نه هو_

اما فاقتص ان: مركب كى دوسرى فتم مركب تاتص كابيان _

مدىب ما قصد: وه هے جس پرمتكلم كاسكوت ميح ندمواور مخاطب كوفائده تامدحاصل ندمور

: تملك: تقييدى: أن كنان الجنز، الثنائس فيد اللاول نحو غلام زيدورجل

فاضل وفائم في الدار .

ترجمہ: اگر جزوٹانی اول کے لیے قید ہوجیسے غلام زید اور رجل فاضل اور قائم فی الدار۔

تستیدی ان کسان.... مرکب ناقص کی دوشمیس بین مرکب ناقص تقیدی (۲) مرکب ناقص غیرتقیدی-

مدىب تنقيدى: وه ہے كہ جزء الى جزءاول كے ليے قيد ہوجيے غلام زيداس ميں زيد غلام كے ليے قيد ہے بيمركب ليے قيد ہے بيمركب ليے قيد ہے بيمركب لوصفى ہے قائم فى الدار فى الدار قيد ہے قيام كى بيذوالحال حال كى مثال ہے۔

: توله : أو غير ه: أن لم يكن الثاني قيد اللاول نحو في الدار وخمسة عشر .

ترجمہ: اگر ٹانی اول کے لیے قید نہ ہوجیسے فی الدار اور خمسة عشر۔

ان نه يكن: مركب ناقص دوسرى قتم مركب غيرتقيدى كوبيان كرنا ...

مر کب غیر تبدی: وہ ہے کہ جزء ٹانی جزءاول کے لیے قیدنہ ہوجیسے فی الدار نے ستے عشراس میں الدار فی کے لئے اور عشر خمسة کے لیے قید نہیں۔

: سوال: یہاں دونوں مثال میں جزء ٹانی جزء اول کے لیے قید ہے فی الدار فی کامعنی مطلق ظر فیت کا تھاں کے الدار نے خار فیت کو دار کے ساتھ خاص کر دیا اور خمسة عشر میں عشر نے خمسة مقید کر دیا کہ خمسہ سے مراد وہ خمسہ نہیں جوار لع کے بعد ہو لبکد وہ خمسہ مراد ہے جو کہ عشر کے بعد ہولہذا بیمثالیس مرکب غیر تقیدی کے لیے پیش کرنا صحیح نہیں ۔

: جواب: فی کامعنی مطلق ظر فیت نہیں کیونکہ مطلق ظر فیت اسم ہے فی کامعنی ظر فیت جزئی ہے جو کہ الدار نے صرف تعیین کردی کہ ظر فیت خاص دار دالی ہے۔ اور خمسة عشر میں خمسہ کا

لفظ علیحدہ اور عشر کا لفظ علیحدہ ہے۔

: سعال: مصنف نے مرکب غیرتقیدی کے لیے دومثالیں کیوں دی حالانکہ وضاحت کے لیے ایک مثال بھی کافی ہوتی ہے۔

: جواب: دووجہ سے۔(۱) وجداول پہلی مثال میں جزء ٹانی الدار جزء فی اول کی تعیین کے لیے اور دوسری مثال میں نہیں (۲) وجہ ٹانی مثال اول میں جزء اول فی عامل ہے لیکن دوسری مثال میں نہیں

اسم كلمه اداة

: قوله: والافهفرد: اي وان لم يقصد بجز، منه الدلالة على جز، معناه.

ترجمہ: اورا گرندارادہ کیا جائے لفظ کی جزء سے معنی کی جزء پردلالت کرنے کا ۔ تو مفروہے۔

والاضعفددون نه به التقول عفرض به بتلانا بالفمفردين الامركبه بالااستثنائينين مفردى جارورين تفصيلاً كزر چكى بير

من: مفرد کی تقسیم کابیان میں مفرد کی تین قسمیں ہیں (۱) کلمه (۲) اسم (۳) اواق

وجه حصد: جومفردا پنمعنی پرمتظا دلالت کرے گایانہیں اگر مستقل نہ کریں تواداۃ ہا گر مستقل ہوتو پھر دوحال سے خالی نہیں اپنی بھید پردلالت کے ساتھ تین زمانوں میں ہے کسی زمانہ دلالت کرے گایانہیں اگر اپنی بھید کے ساتھ تین زمانوں میں سے کسی زمانہ دلالت کرے تو وہ کلمہ ہورنداسم ہے۔

شرح

وجد حصر افظ مفرددو حال سے خالی نہیں صرف غیر کی پہچان کا ذریعہ ہوگا یا نہیں اگر ذریعہ ہے تو اواق ہے اورا گرور علی ہوئی کے اورا گرور حال ہوتو پھر دو حال ہوتا ہوگا ہے اورا گر حرف غیر کی پہچان کا آلہ اور ذریعہ نہ بھی مستقل مفہومیت پر دال ہوتا یا نہیں بصورت اولی کلمہ ہے خالی نہیں ۔ اپنی ھیمت اور صیغہ کے اعتبار سے کسی زمانہ پر دال ہوگا یا نہیں بصورت اولی کلمہ ہے اور بصورت ٹانیا ہم ہے۔

: ﴿ وَهُو أَنْ أَسْتَقُلُ : أَي فَي الدلالة على معناه بأن لا يحتاج فيها أني ضم

ضميمة .

ترجمہ: لینی اگرمستقل ہوا پنے معنی پردلالت کرنے میں بایں طور کہند بختاج ہودلالت میں کسی ضمیمہ کے ملانے کی طرف۔

منی الد لالة علی معناه: سے شارح استقل کامعنی بتلارہے ہیں اور استقل کے صلہ کو بیان کیا کہ اس کا پہلا صلہ فی الدلالة اور دوسرا صله علی معناه۔اب معنی بیہ وگا کہ مفردا پنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو۔ مستقل ہونے کامعنی بیہ ہے کہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی ضم ضمیمہ کا محتاج نہ ہواور یہی مطلب ہے علی معنی فی نفسھا کی جو کہنوکی کتب میں آتا ہے۔

: فتوله: بهيئته : بنان يكون بحيث كلما تحققت هيئة التركيبة في مادة

متوضيوعة مشمسرفة فيهنا فهم واحدمن الازمنة الثلاثة مثلاهيئة نصر وهي

الهشتهلة على ثلاثة حروف مفتوحة متوالية كلها تحققت فهم الزمان

الماضى لكن بشرط ان يكون تحققها فى ضمن مادة موضوعة متصرفة فيها

فلا يرد النقض بنحو جسق وحجر .

ترجمہ: بایں طور کہ اس حیثیت سے ہو کہ جب بھی بیئت تر کیبیہ تحقق ہو کسی موضوعہ ماوے میں جس میں تصرف کیا جاتا ہو۔ توسمجھا جائے تین زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ جیسے نفر کی ہیئت اور وہ مشتمل ہے۔ تین لگا تارمفتوح حروف پرتو جب بھی (حرکات ثلاثہ) مخقق ہوگی تو زمانہ ماضی سمجھا جائے گالیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس کا تحقق مادہ موضوعہ تصرفہ کے شمن میں ہو پس نہیں وار دہو گا۔اعتراض جست اور جحرکی مثل میں۔

بهنیه بان یکون : علامتفتازانی جوکلمدکی تعریف ہے

قائمہ : هیمت اس صورت کو کہا جاتا ہے جوحر کات وسکنات کے اعتبار سے حروف کو عارض ہو۔ یادر تھیں کلمہ میں باعتبار لفظ کے دو چیزیں ہیں۔ مادہ اور هیمت اور معنی کے اعتبار سے تین چیزیں ہیں۔ یعنی حدث اور زمانہ اور نسبت الی الفاعل اور کلمہ من حیث المادہ معنی مصدری پر دلائت کرتا ہے اور من حیث الصیحت ((۔ : سوال: آپن کلمه کی تعریف کی که اپنے معنی پردلالت کرنے میں مستقل اور تین زمانوں میں سے وکی زمانہ نہ پایا جائے یہ تعریف وخول غیرسے مانع نہیں اس لیے الآن -اس -غدأ اپنے معنی میں مستقل ہیں اور زمانہ بھی یا یا جاتا ان پرکلمه کی تعریف صادق آربی حالا نکه یکلم نہیں -

جواب: جم کلمہ کا تعریف میں قیدلگائی کہ اپنی ہیت کے ساتھ زمانہ پر ولالت کرے اور گزشتہ مثالوں میں زمانہ پر ولالت کر ہے ہیں لیکن مادہ کے اعتبار سے نہ کہ ہیت کے ساتھ۔

سوال: (خاد جی) آپ نے کلمہ (تعل) کی تعریف کی کہ وہ اپنی ہیت تر کیبیہ کے ساتھ زمانہ پر دلالت کرے وہ اور پے در پے تین حرائی ہیں۔ ترکیبیہ کے ساتھ لین ترکیبیہ کے ساتھ لین ترکیبیہ کے ساتھ لین ترکیبیہ کے ساتھ لین ترکیبیہ کے ساتھ وہ الی ہیت فابت ہوگی تین حروف اور جست اپنی ہیت ترکیبیہ کے لحاظ سے نصر کی طرح ہے لیکن میہ وہاں زمانہ ماضی پر دلالت ہوگی۔ اور جست اپنی ہیت ترکیبیہ کے لحاظ سے نصر کی طرح ہے لیکن میہ جست نہ زمانہ ماضی پر دلالت کرتا ہے اور نہ (فعل) کلمہ ہے۔

جواب: ہم نے کلمہ کی تعریف میں مادہ موضوعہ (لفظ موضوع) اپنی ہیئت تر کیبیہ کے ساتھوز مانہ پردلالت کرے اور جسق کا مادہ موضوعہ نہیں بلکہ لفظ مہمل ہے۔

السوال: (خارجی) حجربیه اده موضوعه یعنی لفظ موضوع ہے ادرا بی بھیت ترکیبیه میں بعینه نصر کی طرح تو اس کو کلمہ کہنا جا ہے حالا نکہ آپ کلمہ نہیں کہتے۔

جاب کلمہ کی تعریف میں تیسری قید متصرفہ کی ہی ہے جو کہ محذوف ہے کہ مادہ موضوعہ متصرفہ اپنے ہیں تاہم کی ہے کہ اس کی اپنے ہیں تاہم کی ایسے کہ اس کی ایسے ہیں مضارع کی طرف آتی ہے۔ اور حجراگر مادہ موضوعہ ہے کیان متصرفہ ہیں کیونکہ حجر کی اس مضارع کی طرف آتی ہے۔ اور حجراگر مادہ موضوعہ ہے کیان متصرفہ ہیں کیونکہ حجر کی

گردان ماضي مضارع كيطرف نبيس آتى ـ

: قوك: كلمة : في عرف المنطقيين و في عرف النحاة فعل.

ترجمہ:کلمه منطقیوں کی عرف میں اور نحویوں کی عرف میں وہ فعل ہے۔

: شوله : والا: اى وان لم يستقبل في البدلالة فادلة في عرف المنطقيين وحد ف في عرف النحاة .

ترجمہ بیعنی اگرمتعقل نہ ہودلالت میں پس وہ ادا ۃ ہے۔منطقیوں کےعرف میں اور حرف ہے۔ .

نحو بول کے عرف میں۔

ان نہ پستیقیل میں الدلالة: شارح کی غرض الا کامعنی بتلانا ہے اور اوا قاعند المناطقة اور حرف عند النحویین میں کیا فرق ہے کونی نسبت ہے۔

الا: استثنائينيس الاشرطية مفر در رقاء جزائيه بدر تقدير عبارت ان لم يستقل فسى الدلالة فمر داى فهو مفرد.

نسبت : اداة اورحرف كورميان عموم وخصوص مطلق كي نسبت جاداة ع ماورحرف خاص ب

بھی ہےاور حرف بھی اور زید کان کاتباکان منطقیوں کااواۃ ہے کیکن نحویوں کا حرف نہیں۔

وجہ فرق سیے کہ نحوی صورت کا اعتبار اور منطقی بادشاہ ہیں وہ سیرت (معنی) کا اعتبار کرتے ہیں اور چونکہ کان کی صورت فعل والی ہے اس لیے نحوی فعل کہتے ہیں اور معنی میں چونکہ رابطہ کے لیے ہے

اس ليمنطقي بياداة كهتم بير كيونكداداة رابطه كافائده ديتا ہے۔

متن وايضاً ان اتحد معناه....فصل

علامہ تفتازانی مفرد کی دوسری تقسیم بیان کررہے ہیں جسکی عقلیٰ کل چارصورتیں بنتی ہیں۔(۱)لفظ

ایک ہواور معنی بھی ایک۔اس کوتو حداللفظ مع تو حدالمعنی کہتے ہیں۔

(٢) لفظ كثير مول اورمعنى بهى كثير اسكوتكثر اللفظ مع تكثر المعنى كہتے ہيں۔

(٣) لفظ ایک ہوا ورمعانی کثیراس کوتو حداللفظ مع تکثر المعنی کہتے ہیں۔

(۴) لفظ کیٹر ہوں اور معنی ایک ہواس کوتکٹر اللفظ مع تو حد المعنی لیکن منطق ان چارصورتوں میں صرف دوسری صورت سے بحث نہیں باقی نتیوں صورتوں سے بحث کرتے ہیں کیونکہ دوسری صورت کلام عرب میں کثیروا قع ہے۔

جزئی ۔ کلی متواطی ۔ کلی مشکک

ان التحد اسم ان كثير قك: ماتن بهل صورت توحد اللفظ مع توحد المعنى بيان كررم بيل-

ان من المنسود تيسري صورت تو حداللفظ مع تكثر المعنى كوبيان كرر بي بين جس سيضمنا چو صورت

تكثر اللفظ مع تو حدالمعنى كابيان بهى موكا-

متوله: أن اقتصد: بهلي صورت توحد اللفظ مع تو حدالمعنى كابيان: مفرد متحد المعنى كي تين تشميل

ہیں(۱)جزئی حقیق(۲) کلی متواطی (۳) کلی مشکک ۔

وجہ حصریہ ہے کہ لفظ مفر دمتحد المعنی ہوتو دوحال ہے خالی نہیں اس کامعنی واحد معین منتخص ہوگا یا نہیں اگر اسکامعنی واحد معین منتخص ہوتو یہ پہلاقتم ہے جس کا نام جزئی ہےاور اسکا دوسرا نام علم ہے۔ اورا گراس کامعنی واحد معین متخص نه ہوتو لامحالہ کلی ہوگا تو پھر کلی دوحال سے خالی نہیں اس کامعنی اپنے تمام افراد پریکساں صادق آئے گایا اولیت اولویت اشدیت از دیت کے فرق کے ساتھ ۔اگر اس کامعنی اپنے تمام افراد پر برابر یکساں صادق آئے تو بید دوسرافتنم کلی متواطی ہے اوراگر

كسان صادق ندآ ئے تو پھر تيرانتم كلى مشكك ہوگا۔

(۳) حقیقت (۴) مجاز

مفرد متکثر المعنی دوحال سے خالی نہیں ہر معنی کیلئے ابتداء علیحدہ علیحدہ وضع ہوگی۔ یانہیں اگر ہر معنی کیلئے جدا جدا وضع نہ ہو بلکہ ابتداء تو ایک معنی کیلئے جدا جدا وضع نہ ہو بلکہ ابتداء تو ایک معنی کیلئے جدا جدا وضع نہ ہو بلکہ ابتداء تو ایک معنی کیلئے لیکن کسی مناسبت کیوجہ سے دوسرے معنی میں استعمال مشہور ہوگئی ہواور پہلامعنی متروک ہو گیا مدت سے دوسرے معنی میں استعمال مشہور ہوگئی ہواور پہلامعنی متروک ہو گیا مدت سے دوسرے معنی میں استعمال مشہور ہوگئی ہواور پہلامعنی متروک ہو

سیا ہوتو بید پانچواں شم ہے جس کا نام منقول ہے اور اگر پہلامعنی متر وک نہیں ہوا بلکہ پہلے معنی میں بھی استعال ہوتا ہے تو پہلے معنی میں بھی استعال ہوتا ہے تو پہلے معنی میں استعال ہوتا ہے تو پہلے معنی سے دوسرے معنی میں بھی استعال ہوتا ہے تو پہلے معنی سے دوسرے معنی میں دوسر ہے تا ہے تاہد ہوتا ہے تو پہلے معنی سے دوسر ہے تاہد ہوتا ہوتا ہے تاہد ہوتا ہوتا ہے تاہد ہوتا ہوتا ہے تاہد ہوتا ہوتا ہے تاہد ہوتا ہے تاہد ہوتا ہوتا ہے تاہد ہوتا ہوتا ہے تاہد ہوتا ہوتا ہے تاہد ہوتا ہوتا ہے تاہد ہوتا ہ

کے اعتبار سے حقیقت ہے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے مجاز ہے۔

پھرمنقول کی تین قسمیں ہیں باعتبار ناقل کے۔

(۱) ناقل شریعت ہواس کو منقول شرعی کہتے ہیں۔

(۲) ناقل کوئی خاص قوم ہوا سکومنقول اصطلاحی کہیں گے۔

(m) ناقل عرف عام ہوتو منقول عرفی کہتے ہیں۔

معدد: اگر لفظ دوسرے معنی معنی مستعمل میں کسی مناسبت کی وجہ سے استعمال ہوگا یا بغیر مناسبت کے اگر بغیر مناسبت استعمال ہوتو مرتجل کہتے ہیں۔ اگر مناسبت کے ساتھ استعمال ہوتو خالی نہیں علاقہ تشبیہ ہو یا علاقہ غیر تشبیہ کا اگر علاقہ غیر تشبیہ کا ہواس کو مجاز مرسل کہیں سے پھر اسکی چوہیں قسمیں ہیں حال محل ۔ سبب مسبب الخ اور اگر لفظ معنی مستعمل نیہ استعمال ہوا در علاقہ تشبیہ کا پھریہ دوحال سے خالی نہیں حرف تشبیہ کا ذکر ہوگا اگر حرف تشبیہ کا ذکر ہواس کو تشبیہ کہتے ہیں اور حرف تشبیہ کا ذکر نہ

ہواس کواستعارہ کہتے ہیں۔

استعاده: کی چارسمیں ہیں۔(۱) مرحد(۲) مکنید (۳) تخییلید (۴) ترشید۔

مسدحه: مشهه به کوذ کرکر کے ارادہ مشہد کا کیاجائے تو سیاستعارہ سرحہ رئیت اسدار می

اسدمشہ بہال سےمرادرجل شجاع ہے (قریندری ہے)

معنید: مشهد کوذ کرکر کے ارادہ بھی مشہد کا کیا گیا ہولیکن دل میں تشبید کی اور چیز کے ساتھ ہواس کو

استعاره مكنيه - مااستعاره بالكنابير كبتي بي -

تنخیب ایسے: مشہ کوذ کر کر کے لواز مات مشہ بہیں سے کسی کومشہ کے لیے ٹابت کیا جائے اس کو استعارہ تخیب کہتے ہیں۔

ت و شعیه : مشه کوذ کرکر کے ارادہ بھی مشہ کا کیا گیا ہولیکن مناسبات مشہ بدمیں کسی مناسب کو مشبہ کیلیے کیا گیا ہوتو اس کو استعارہ تر کھیے کہتے ہیں۔

منده: لفظ مشترک کی (یعنی لفظ ایک معنی زیاده) اس لفظ مشترک کی چوبیس شیم مجاز مرسل کی اور حیار شیم استعاره کی ۲۸ اور تین قتیم منقول مرتجل به تشبیه اور عسله شیم کی کل پینیس اقسام ہے لفظ

چار م استعارہ کی ۱۲۸ وریمن م مفول۔ مشترک کے۔

تين شمآخرى استعارات كى مثال

اذلمسنية انشبست اظفسارهسا

یہال مصبہ موت ہے اور مصبہ بہ شمیر درندہ ہے اور مصبہ بہ شیر کے لواز مات میں سے اظفار ہے اب اس شعر میں تین آخری استعاری موجود ہیں موت مصبہ کا ذکر ہے اور ارادہ بھی مصبہ موت کا ہے بیاستعارہ بالکنابیة ہے اور درندہ شیر مشبہ بہ کے لواز مات اظفار مصبہ موت کے لئے ثابت کیے گئے میں بیاستعارہ تخییلہ ہے اور مصبہ بہ شیر کے مناسبات میں سے موت مصبہ کے لیے ثابت کیا گیا ہے بیاستعارہ ترہیجہ ہے۔

شرح

: توله: اينضا: منفعول مطلق لفعل محدوف اي آض ايضا اي رجع رجوعا

وفيه اشارة الى ان هذه القسمة ايضا لمطلق المفرد لا للاسم وفيه بحث لانه

يتقضي أن يكون الحرف والفعل أذا كأن متحدى المعنى داخلين في العلم

والمتواطئ والمشكك مع انهم لا يسمونها بهذه الاسامي بل قد حقق في

موضعه ان معنا هما لا يتصف بالكليةوالجزئية تامل فيه.

ترجمہ: (اس کا قول ایضا) میہ مفعول مطلق ہے۔ فعل محذوف کا لینی آض ایضا لوٹا لوٹنا اوراس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ ریقت میں بحث اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ ریقت میں بحث ہوتو داخل ہے۔ اس لیے کہ بلا هیمہ بین تقاضا کرتا ہے۔ اس بات کا کہ حرف اور فعل جب متحد معنی ہوتو داخل بین علم اور متواطی میں اور مشلک میں باوجوداس کے کنہیں تام رکھتے وہ (منطقی) ان کا ان ناموں کے ساتھ بلکہ اپنے مقام پر بیہ بات محقق ہے۔ کہ ان وونوں کا معنی کلیت و جزئیت کے ساتھ متصف نہیں ہوتا ہیں اس میں غور وکھر کر لے۔

ایضا مفعول مطلق ..: شارح کی غرض ترکیب بتلانی ہے۔

الینا اور مثلاً اورالبتة اس تنم کی الفاظ ہمیشہ مفعول مطلق ہوتے ہیں اور ان کی جنس میں سے یہ ہے کہ ان کا فعل ہمیشہ محذوف نکالا جاتا ہے ایینا سے پہلے آض فعل محذوف ہوتا ہے تقدیر عبارت آض ایینا ہمعنی رجع رجوعاً مطلب یہ ہے کہ ماتن پھرمفر دکی دوبار ہقشیم کر رہا ہے۔

فیدہ بحث سوال: آپ مفرد کی ماقبل میں تین قسمیں بیان کی ہیں کلمہ۔ اسم ۔ ادا ق ۔ اور ایضا کی عبارت سے معلوم ہور ہا ہے کہ بید دوسری تقسیم مفرد کی ہے یعنی متواطی ۔ مشکک ۔ مشکک ۔ منقول علم ہونا بیمفرد کی اقسام ہیں اور مفرد اسم اور کلمہ ادا ق بھی ہوتا ہے بیا قسام متواطی ۔ مشکک ہوتا الخے۔ بیاسم کی اور خوف کے اقسام ہیں حالانکہ اپنے مقام پر بیات طے شدہ ہے کہ بیا اقسام اسم کے تو ہیں کین نہ فعل کے ہیں اور نہ حرف کے ۔ باتی رہی بیات کہ بیا قسام کلمہ اور حرف کے کیوں نہیں اس لیے متواطی ہونا ۔ اور کلیت جزئیت کے وہ متصف ہوتے ہیں جن کامعنی مستقل کے کیوں نہیں اس لیے متواطی ہونا ۔ اور کلیت جزئیت کے وہ متصف ہوتے ہیں جن کامعنی مستقل

ہواور معنی مستقل اسم کا ہوتا ہے اور کلمہ اور حرف کا معنی مستقل نہیں یہ تو وضع ہے اسی طرح نعل کا معنی مستقل نہیں کیونکہ فعل مرکب ۔ حدث نہ نہدت الی الز مان نسبت الی الفاعل سے حدث یہ معنی مستقل نہیں اور قانون یہ ہے جوشک مستقل ہے کین نسبت الی الز مان اور نسبت الی الفاعل یہ معنی مستقل نہیں اور قانون یہ ہے جوشک مرکب ہو مستقل اور غیر مستقل سے وہ غیر مستقل ہوتا ہے لہذا فعل بھی غیر مستقل سے بنا ہے اس لیفعل اور حرف کا معنی جب غیر مستقل ہواتو فعل حرف کلیت وجزئیت کے ساتھ متصف نہ ہوئے تو متواطی ۔ مشکک کیے بن سکتے ہیں۔

جواب اول: اس میں مناطقہ کا اختلاف ہے اکثر منطقیوں کا نظرید کہ بیا قسام (متواطی مشکک ہونا الخ) صرف اسم کے اقسام بیں اور بعض کا فد بہب بیہ ہے کہ بیا قسام ہے اسم کے المدادا قامتیوں کا اور علام تفتاز انی نے بعض منطقیوں والے فد بہب برعمل کیا ہے الخ۔

جواب ثانى: جس سے پہلے ایک ضابطہ جان لیں۔

ضابطه: ایک ہے مطلق الشی اورایک ہے الشی المطلق دونوں فرق بیہ کے مطلق شی اسمیں شی کسی قید کے ساتھ مقید نہیں اوراس لیے کہ شی عام ہے اوراس کے اندر تخصیص صحیح ہے اورائشی المطلق میں الشی مطلق کی قید کے ساتھ مقید ہے اس میں عموم ہوگا لیکن کم (قید کی وجہ ہے) لہذا جب الشی اطلاق کی قید کے ساتھ مقید ہے توشنی کی تخصیص صحیح نہ ہوگ کیونکہ اطلاق اور تخصیص نقیم مطلق المفرد دایک ہے المفرد المطلق مطلق المفرد مطلق المفرد دایک ہے المفرد المطلق مطلق المفرد میں شخصیص صحیح ہے اور المفرد المطلق میں الشکی اور المفرد المطلق ۔ اور مطلق المفرد میں شخصیص صحیح ہے اور المفرد المطلق میں تخصیص درست نہ ہوگا ۔

انطب ق حاصل جواب: مصنف نے مطلق المفرد کی تقییم کی ہے اس میں شخصیص کر کے۔ کہ مفرد سے مراد صرف اسم ہے آ گے اس اسم کی تقییم ہے۔

: توله: ان اتحد معناه: اى وحدمعناه. ترجمه: ليني ايك بواس كامعنى ـ

ای و حدمعناه: سے شارح کی غرض سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

: سسول انتحاد کامعنی ہوتا کہ دومتغایر چیزوں کا اکٹھا کرنا ملادینا مصنف نے کہا کہ آگر مفرد کا معنی متحد ہولیعنی مفرد کے معنی میں دومتغایر چیزیں ہوں گی پھران دونوں کوملا کرا کیک کردیا گیا ہو بیہ بات بالکل غلط ہے۔

: **جواب:** اتحاد باب انتعال وحدت باب مجرد كے معنی ميں ہے فارتفع الاشكال _

: توله: فع تشخصه: ای جزئیته. ترجمہ: یعن اس کے جزئی ہونے کے ساتھ۔

اى جذئية : شارح سوال مقدر كاجواب ديناج بيت يس-

: سروال: متن میں تشخص کا لفظ آیا ہے اور شخص کامعنی ہوتا شکل وصورت اب متن کی عبارت

کا مطلب یہ ہوگا کہ مفرومتوحد المعنی اپنی شکل وصورت کے باعتبار وضع کے علم ہے اور بیمعنی غلط

ہے کیونکہ مفر دتو کلی ہے اور کلی کی شکل وصورت نہیں ہوتی۔

: جراب: تشخص ملزوم ہاور جزئی ہونا اس کولازم ہے جہاں بھی تشخص ہوگا وہاں وہاں جزئی

اور جہاں جزئی وہاں شخص ہوگا جہاں زید کی صورت وہاں ذات زید (جزئی) ہوگ۔

حاصل جواب تشخص ملزوم ہے اور مراد لازم ہے اب مطلب عبارت کا یہ ہوگا مفرد متوحد المعنی اینے جزئی کے ساتھ باعتبار وضع کے علم ہوگا۔

: فوله: وضعا: أي بحسب الوضع دون الاستعمال لان مايكون مدلوله كليا في

الأصيل ومشيختصنا في الاستعبال كاسهاء الاشارة على راي المصنف ٌلايسمي

علما وههنا كلام آخر وهو ان المراد بالمعنى في هذا التقسيم اما الموضوع له

تحقيقا او ما استعبل فيه اللفظ سواء كان وضع اللفظ با زائه تحقيقا او تاويلا

فعلى الأول لأيصح عدًا لحقيقة والهجاز من اقسام متكثر المعنى وعلى الثاني

يبدخل نحو اسماء الاشارة على مذهب المصنفٌّ في متكثر المعنى ويخرج عن

افراد متحد المعنى فلأحاجة في اخراجها الى التقييد بقوله وضعا

ترجمہ: لینی وضع کے لحاظ سے نہ کہ استعمال کے لحاظ سے کیونکہ وہ لفظ مفرد جس کا مدلول اصل میں کلی ہوااور استعمال میں جزئی ہو جیسے اساء اشارات مصنف کے خیال کے مطابق ۔اس کا نام علم نہیں رکھا جاتا اور یہاں ایک دوسری گفتگو ہے وہ میہ ہیکہ اس تقسیم میں معنی سے مرادیا تو حقیقة موضوع لہ ہے۔ یا وہ معنی ہے جس میں لفظ مفر دستعمل ہو برابر ہے کہ اس کے لئے لفظ مفر دھیقیۃ وضع کیا گیا ہو یا تاویلا پہلی نقد پر پر محکور المعنی کی اقسام میں سے حقیقت اور مجاز کوشار کرنا سمجے نہ ہوگا۔اور ٹانی نقد پر پر مصنف ؒ کے ذہب پر اساء اشارہ کی مثل جواساء ہیں وہ محکور المعنی میں واخل ہوجا کمیں گے۔اور متحد المعنی کے افراد سے خارج ہوجا کمیں گے۔ پس اس سے اساء اشارہ وغیرہ کو تکا کے لیے لفظ مفر دمتحد المعنی کو وضعا کی قید کے ساتھ مقید کرنے کی ضرورت نہیں۔

: نسوات : وضعا: جہال وضع ہوگ وہاں جار چیزیں ہوں گی۔(۱) واضع (لفظ کو بنانے والا)(۲) موضوع (جس کے لیے لفظ کو بنایا گیا والا)(۲) موضوع (جس کے لیے لفظ کو بنایا گیا

ہو) ٣ _وضع (بنانے والا لفظ كو بناتے وقت كى خاص چيز كى رعايت كر كے بنائے)

ان چار چیزوں میں سے دو متعین ہیں۔(۱) واضع لیعنی واضع بنانے والا حقیقتا اللہ تعالی مجازاً انسانوں کی طرف نسبت کرتے ہیں کہنو یوں نے اس لفظ کوفلان معنی کے لیے اور صرفیوں نے اس لفظ کوفلاں معنی کے لیے بنایا اور چار چیزوں میں دو چیزیں ہمیشہ غیر متعین ہوتی ہیں وضع۔اور موضوع یہ بدلتے رہتے ہیں۔

مایت کرتا ہے یا جزئی کا اور اس طرح موضوع لہ کلی ہوگا یا جزئی ۔کل چار کا کھا ظر کرتا ہے کسی کلی چیز کا اور اس طرح موضوع لہ کلی ہوگا یا جزئی ۔کل چار تشمیس بن گئی۔

(۱) واضع اگر بناتے وقت کسی کلی چیز کا لحاظ کرے وہ وضع عام ہے (۲) اگر کسی جزئی کا لحاظ کرے وہ وضع خاص ہے (۳) اس طرح اگر لفظ معنی کلی کے لئے بنایا گیا ہوتو وہ موضوع لہ عام (۳) ورنہ اگر جزئی کے لئے ہوتو موضوع لہ خاص۔

وضع كس كل جدد صودتين: (١) وضع خاص موضوع لدخاص (٢) وضع عام اور موضوع له علم اور موضوع له علم اور موضوع له علم (٣) وضع عام موضوع له خاص دان چارعقلی صورتوں میں سے صرف تین صورتیں كلام عرب مستعمل ہوتی ہیں تيسری صورت وضع خاص موضوع له عام بيصورت كلام عرب ميں مستعمل نہيں ہوتی -

پہ اس صددت: وضع خاص موضوع له خاص زید کی وضع خاص ہے اس لیے کہ واضع لفظ زید بناتے امر جزئی (اس کی شکل وصورت) کالحاظ کیا اور موضوع له خاص اس لیے ہے کہ اس کامعنی ہے ذات معین ۔

دوسسری صدودت وضع عام موضوع لدعام انسان کی ایک مفہوم کے لیے اس کی وضع عام اس لیے کہ اس کو واضع بناتے وقت معنی عام (کلی) کا حیوان ناطق کا لحاظ کیا موضوع لہ عام اس لیے کہ اس کا وضع حیوان ناطق عام کے لئے ہے۔
کہ اس کا وضع حیوان ناطق عام کے لئے ہے۔

تيسدى صودت: وضع خاص اورموضوع لدعام اسكي مثال كلام عرب مين نهيس ملتى _

جوتھی صورت: وضع عام اور موضوع لہ خاص اساء اشارات ۔ هذا اور هو کا وضع عام اور موضوع لہ خاص ہے وضع عام اور موضوع لہ خاص ہے وضع عام اس لیے کہ هذا اور هو کو واضع وضع کرتے وقت امرکلی کالحاظ کیا هذا کو واحد فد کر مفائل ہے لیے بعض حضرات ان دونوں کا موضوع فدکر مفائل ہے لیے بعض حضرات ان دونوں کا موضوع لہ خاص ہے کیونکہ ان کا استعمال جزئیات میں تو ان کا موضوع مخصوص جزئی ہوا جن میں ان اساء اشارات وضمرات کو استعمال کیا جائے ۔ اور بعض حضرات ان کا موضوع لہ بھی عام ہے خلاصہ بعض حضرات کے نزدیک موضوع لہ خاص کے تبیل میں سے اور بعض کے نزدیک وضع عام موضوع لہ خاص کے تبیل میں سے اور بعض کے نزدیک وضع عام موضوع لہ خاص کے تبیل میں سے اور بعض کے نزدیک وضع عام موضوع لہ خاص

سیمن مصنف: ماتن کاند بہب ہے کہ اساء اشارات وضع عام موضوع لہ عام کے قبیل ہے ہیں اگر چہ جزئیات مخصوصہ استعال ہوتے ہیں وضعاً کی قید سے اساء اشارات کوخارج کردیا۔

وهدنا كلام: شارح ايك اعتراض كرر بيمصنف يراورجواب وكرنبيس كيا-

: سوال: ان اتحد معنا واس معنی سے کیا مراد ہے معنی موضوع لہ ہے یا معنی مستعمل فیہ ہے اگر معنی موضوع لہ موضوع اس اللہ موضوع لہ موض

اساءاشارات خارج ہو گئے تو وضعا کی قیدلگانے کی کیا ضرورت مشارح نے نہیں دیا۔

اجسواب: مصنف نے صنعت استخدام سے کام لیا ہے صنعت استخدام کا مطلب یہ کہا یک لفظ

ذكركرك اس كامعنى مرادليا جائے پھر جب اس كى طرف ضميرلونائى جائے تو دوسرامعنى مرادليا

جائے اس کوصنعت استخدام کہتے ہیں التحذیر ہو معمول بتقدیر اتق تحذیر کامعنی ڈرانا مرادلیا میں کئی سے کام ناض التر میں ہیں۔ است معنوں میں اللہ میں میں میں

عمیالیکن جب اس کی طرف ضمیرلوثی ہے تو اس وقت دوسرامعنی مرادلیا جاتا ہے محذریا محذرمنہ۔ حاصل جواب: بالکل اس طرح یہاں صنعت استخدام ہے۔ کہان اتحد معنا ومعنی سے مرادمعنی

موضوع لداب اساء اشارات واخل ہوئے تو مصنف نے وضعاً کی قیدسے ان کوخارج کردیا

لہذا وضعاً کی قیدلگانے کی ضرورت ہوئی اور جب اس معنی کی طرف ان محنے کی ضمیررا جع کی تو اس سے مراد دوسرامعنی بعنی معنی مستعمل فیہ مراد ہوگا اور حقیقت و مجاز کے معنی مستعمل فیہ چونکہ زیادہ اس لیے حقیقت و مجاز کو لفظ متکثر المعنی کے تحت ذکر کیا۔

ا ل سے حیوت وجار وقط عمر اسل مے حت و کریا۔ : فوله : ان تصاوت اضرادہ: بـان مے کون صـدق هـذا المعنی الکلی علی تلک

الافراد على الصوية .

ترجمہ: بایں طور کہ اس معن کلی کا ان افراد پرسچا آنابرابری کے طریقے پر ہو۔

ان مساوت اصداده ... : كلى متواطى كاتعريف كابيان ب كل متواطى وه مفرد متوحد المعنى بجو

ا پنے تمام افراد پر برابرصا دق ہوا دلولیت اولیت اشدیت از دیت کا فرق نہ ہوجیسے انسان اپنے تمام افراد پر برابرصا دق آتا ہے۔ توانسان کلی متواطی ہے۔

سوال: (خارج) کلی کاصدق این تمام افراد پریل سیل الاستوا عمالات کی قبیل سے ہے۔ مثلاً انسان کاصدق این افراد میں سے زید پر اور طرح کا ہے عمر و پر اور طرح کا ہے اور اس طرح افراد ذھنیہ پر اور طرح کا ہے افراد خارجیہ پر اور طرح کا ہے تو یہ کہنا کہ اس کا صدق تمام افراد پر

يكسال موتاب يركيفي ب

جواب: متواطی کی تعریف میں مساوات سے مرادینیں کمن کل الوجوہ مساوات ہواور تفاوت سے سے مرادینے کی دہ صورتیں اور وہ وجوھات سے سے مرادیے کہ تفاوت کی وہ صورتیں اور وہ وجوھات

جوکلی مشکک میں معتبر ہیں دہ یہاں موجود نہ ہوں۔

: فَوْلِهُ : ان تَعْلُونَتَ : اي يكون صدق هذا المعنى على بعض افراده مقدم على

صدفته علي بمض آخر بالعلية او يكون صدفه على بعض اولى وانسب من

مندقه عبلي بعض آخر وغرضه من قوله ان تفاوتت باولية او او لوية التمثيل

فنان التشكيك لاينح مسر فيهمنا ببل قد يكون بالزيادة والنقصان او بالشدة

والطبعف

ترجمہ لین اس منہوم کا صدق اس کے بعض افراد پرعلت ہونے کے لحاظ سے مقدم ہواس کے دوسر ہے بعض افراد پر صادق آنے سے ۔ یااس منہوم کا صدق بعض پراولی اور انسب ہو دوسر سے بعض افراد پر اس کے مقادق آنے سے ۔ اور ماتن کی غرض اپنے قول ان تفاوت باولیة اواولویة سے تمثیل ہے کیونکہ تشکیک صرف ان دونوں میں منحصر نہیں بلکہ بیر (تشکیک) بھی زیادت اور نقصان کے ساتھ ہوتی ہے۔

تفعان ہے ما ھر ہوئی ہے اور کی مشکک کی تعریف کا بیان کی مشکک وہ مفرد متو حدا کمعنی ہے جوا پنے بعض افراد پر پہلے جا آئے اور بعض پر بعد میں علت معلول ہونے کی وجہ سے وجود واجب تعالی پر سچا آتا ہے اولیت کے ساتھ کیونکہ واجب ذات علت ہے اور وجود بعد میں ممکن پر صادق ہے کیونکہ ممکن واجب کا معلول ہوتی معلوم سے اور کلی مشکک اپنے بعض افراد پر کیونکہ ممکن واجب کا معلول ہے اور علت مقدم ہوتی معلوم سے اور کلی مشکک اپنے بعض افراد پر اولویت کے ساتھ صادق آئے جیسے وجود واجب تعالی پر صادق آنا۔ اولیت اولی نسبت ہے وجود وجود کا ممکن پر صادق آنے سے کیونکہ واجب کا وجود والذات ہے، اور ممکن کا وجود بالغیر ہے۔ وجہ تشمید: متواطی تو اطاء سے ہے تو اطنی کا معنی ہے تو بنتی چونکہ یہ کی بھی اپنے تمام افراد پر علی سبیل التوافق صادق آتی ہے اس وجہ سے اسکوکلی متواطی کہتے ہیں۔

اور کلی مشکک کومشکک اس لئے کہتے ہیں کہ میخاطب کوشک میں ڈال دیتی ہے کہ جب نا ظرا تھا د معنی کی طرف دیکھتا ہے تو وہ سجھتا ہے کہ متواطی ہے اور جب صدق علی الافراد کیطرف دیکھتا ہے تو سجھتا ہے کہ مشترک ہے تو بیکل ناظر کوشک میں ڈالتی ہے کہ بیہ متواطی ہے یا مشکک ہے اس وجہ

ےاس کانام مفلک رکوریا گیا۔

اس قولہ میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں پہلی بات تفاوت کی جو چارتشمیں ہیں ان کی تعریف کی ہےاوردوسری بات ماتن پروارد ہونے والے اعتراض کا جواب دیا ہے۔

(۱) اولیت غیراولیت (۲) اولویت غیراولویت (۳) اشدیت اضعفیعه (۴) ازیدیت انقصیعه

(۱) اولیت غیراولیت -اس کا مطلب بیہ ہے کہ کل بعض افراد پر ابتداء صاوق آئے اور بعض افراد

پر ٹانیا جا۔ اور پہلے والے افراد دوسرے افراد کے لیے علت بنیں۔ وجود ایک کل ہے اس کے دو فرد ہیں۔ واجب اور ممکن۔ اس وجود کا واجب تعالی پر صادق آنا علت ہے ممکنات کے وجود پر

صادق آنے کیلئے اور ممکنات کا وجود معلول ہے۔

(۲) اولویت غیراولویت اس کا مطلب بیہ کہ کلی کا بعض افراد پرصادق آنازیادہ مناسب ہو بنسبت دوسرے افراد کے۔ وجود بیالند تعالی کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ بنسبت ممکنات کے۔ کیونکہ مخلوقات کا وجود فانی ہے۔

(٣) اشدیت اضعفیت کی کا صادق آنابعض افراد پرزیادہ ہوادر بعض پر کم ہواور انقصیت کے افرادازیدیت سے نکل سکتے ہواور اشارہ حسی کے ذریعے سے ان میں امتیاز بھی ہوسکے جسے لمبائی ایک کلی ہے۔ اس کا ایک فرددروازہ کی لمبائی بھی ہاور ایک دیوار کی لمبائی ہے۔ اور بید دیوار کی لمبائی برزیادہ ثابت آری ہے مثلاً وروازے کی لمبائی تین میٹر ہے اور دیوار کی لمبائی بارہ میٹر ہے۔ تو دروازے کی لمبائی سے نکال سکتے ہیں اوروہ جا رافراد لکلے گے۔ خد ضدہ باتن پراعتراض وارد ہور ہاتھا۔ شارح نے اس کا جواب دیا ہے۔

سسوال کماتن نے تفاوت اور تھکیک کی صرف دوسمیں ذکر کرے اس پرانحصار کوں کیا

حالانكه تفاوت كي توجا وتتميس بير_

جسواب مصنف نے اولیت اولویت کاؤکر کیا بیٹی وجہالتمثیل ہے بیٹی صرف مثال کے طور پر اولیت اولویت کوؤکر کیا ہے۔ تفاوت كى معتبر چارفشميں ہيں (1) تفاوت بالا ولية (٢) تفاوت با الا ولوية (٣) تفاوت با الشد ة اوالضعف (٣) تفاوت با الزيادة اوالعقصان _

(۱) تفاوت بالاولية كى تعريف: كسى كل كالهيخ بعض افراد پراس طرح صادق آنا كه بيعلت مو

د دسرے بعض افراد پر صادق آنے کیلئے۔مثلا وجود ایک کلی ہے اس کے دوفرو ہیں۔واجب اور ۔

ممكن _اس وجود كاواجب تعالى برصادق آناعلت محمكنات كے وجود برصادق آنے كيلئے ليني

وات باری تعالی کا وجود ممکنات کے وجود کیلئے علت ہےاور ممکنات کا وجود معلول ہے۔

(٢) تشكيك بالاولوبية كى تعريف: كەكسى كلى كالپنے بعض افراد پر صادق آنا بلاواسطه ہواور

دوسرے بعض افراد پر صادق آنا بالواسط ہومثلا وجود کل ہے جس کے دوفرد ہیں۔(۱) واجب

(٢) ممكن _وجود كا صدق واجب تعالى ير بلاواسطه ب اورممكن يرصادق م نا بالواسطه ب تفاوت

(٣) بالشدة والضعف كى تعريف: كه علت كاونهم كے تعاون كے ذريعے كسى كلى كے فرداشد سے

فرداضعف کے کئی امثال کا انتزاع کریں جیسے برف ایک کلی ہے اسکے افراد میں سے اسکی سفیدی

اشدہے کا غذی سفیدی اضعف ہے تو برف کی سفیدی سے کا غذجیسی کئی سفیدیاں نکل سکتی ہیں (۴) تفاوت با الزیادت والعقصان کی تعریف: وہم کے تعاون کے ذریعے کسی کلی کے فروازید

ے فردانقص کے کی امثال کا انتزاع کیا جاسکتا ہے جیسے خطوط ایک کی ہے اسکے افراد میں خط

سے مردا کی ہے گا اممال کا اسرال کیا جا سلما ہے بیے مفوط ایک کی ہے استے امراد میں محط طویل فرداز ید ہے اور خطاقعیر فردائقع ہے تو اس خطاز ید ہے کئی خطائقع کل سکتے ہیں۔

مو ی فردازید ہے اور خطا معیر فردا میں ہے توال خطائرید سے کی خطا میں تھے ہیں۔ ناکرہ: تشکیک باالشد ہ والضعف اور تشکیک بالزیادہ والنقصان کے درمیان دوفرق ہیں۔

بہلا فرق شدۃ کیفیت کی ہوتی ہے جو کہ مقولہ کیف کے تحت داخل ہے اور زیادۃ مقادر میں ہوتی

ہے جو کہ مقولہ کم کے تحت داخل ہے۔

دوسرافرق بیہ کے کشفرۃ میں امثال اضعف کا انتزاع فرداشد سے اشارہ حسیہ کے ساتھ نہیں ہوسکتا اور زیادت امثال اقل کا انتزاع فردازید سے اشارہ حسیہ کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ بہر حال تفاوت کی ان اقسام اربع میں سے جونی فتم تحقق ہوگی تشکیک متحقق ہوجائے گی۔ وان كثر اى السفظ ان كثر معناه البستعبل هو فيه فلا يخلواما ان يكون مبوضوعنا لكل واحد من قلك البطاني ابتدا، بوضع علحدة او لايكون كذلك والاول يسمى مشتركا كالعين للباصرة والذهب والذات والركبة وعلى الشانى فلامحالة ان يكون اللفظ موضوعا بواحد من قلك البطاني اذا الهفرد فسم من السفط الموضوع ثم انه ان استعبل في معني آخر طان اشتهر في الشانى وتبرك استعباله في المعنى الاول بحيث يتبادرمنه الثاني اذا اطلق مجرد اعن الستعباله في المعنى الاول بحيث يتبادرمنه الثاني اذا اطلق مبحرد اعن الستعبالة في الاول واخرى في الثاني طان الشعبل في الأول المهنى الاول باليعنى الموضوع له يسمى اللفظ حقيقة وان استعبل في الثاني الذي هو غير موضوع له يسمى مجازا ثم اعلم ان المنقول لابدله من ناقل من المعنى الاول المنقول عنه الى المعنى الثاني المنقول لابدله من ناقل من المعنى الأول المنقول عنه الى المعنى الثاني منقولا عرفيا وعلى الثالث امنطلاحيا يسمى منقولا شرعيا وعلى الثاني منقولا عرفيا وعلى الثالث امنطلاحيا والى هذا بقوله ينسب الى الناقل.

نام حقیقت رکھاجا تا ہے۔ اوراگر استعال کیا جائے اس معنی ٹانی میں جوغیر موضوع لہ ہے۔ تواس لفظ کا نام مجاز رکھا جاتا ہے۔ پھڑتو جان لے کہ منقول کے لیے ایسے فخص کی ضرورت ہے جواس کو معنی اول منقول عنہ ۔ سے معنی ٹانی منقول الیہ کی طرف نقل کرے پس بیناقل یا اہل شرع ہوں کے۔ یا اہل عرف عام ہو تکے ۔ یا اہل عرف خاص جیسے ٹوی پس اس صورت میں اس لفظ مفرد کا نام منقول اصطلاحی رکھاجا تا ہے اور اس کی طرف ماتن ہیں۔ الی الناقل کہ کرا شار وفر مایا ہے۔

کلی و جزئی

متن

لفظ کی دوسری تقسیم کا بیان کدمغرد کی دوستمیس بین (۱) کل (۲) جزئی۔ پہلی تقسیم لفظ کی اولاً
بالذات مغرد مرکب ہے اور لفظ کی دوسری تقسیم کلی جزئی کی طرف ٹانیا بالعرض لیعن لفظ کو پہلے مغرد
مرکب کی صفت لگتی ہے اور لفظ کو بعد میں کلیت جزئیت کی صفت لگتی ہے لیکن کلی جزئی ہونا معنی کی
صفت اولاً بالذات ہے اس لیے پہلے معنی کی تعریف کرتے ہیں۔
مصنبی میں معروف: جوچیز لفظ سے مجی جا تیں وہ معنی ہوتی ہیں۔
معنوم میں منسمیں: مغہوم کی دوشمیس ہیں۔ (۱) کلی (۲) جزئی۔
معنود دو ہے جس کا صدق کثیرین پرفرض کرنا جا تز ہوجیے انسان۔
جوزئی: دو ہے جس کا صدق کثیرین پرفرض کرنا جا تز ہوجیے انسان۔

مندہ مطلق حضرات جزئی سے بحث نہیں کرتے لان المجزئی لایکون کا سباً ولا مکتسباً جس کا بیان بالنسیل گزرچکا ہے مرف کی سے بحث کرتے ہیں اور کی باعتبار افراد کے چوتم پر

وجه حصد : کلی کے افراد خارج میں پایا جاناممتنع ہوگا یا ممکن۔اگر خارج میں پایا جاناممتنع ہوتو یہ پہلی قتم ہے۔ممتنع الافراد شریک الباری اگر کلی کے افراد کا وجود خارج میں ممکن ہویہ دو حال سے خالی نہیں کہ کلی ممکن الافراد کے افراد میں سے کوئی فرد خارج میں پایا جائے گایانہیں اگر خارج میں نه پایا جائے توبد دوسرافتم ہے جیسے عنقاء پرندہ ہے۔اس عنقاء کا کوئی فردخارج میں نہیں یا یا ممیا۔ ا کر کلی مکن الافراد کے افراد خارج میں یائے جائیں توبیدو حال سے خالی نہیں ایک فردیا یا ممیا ہوگایا زیادہ اگرایک فردیایا گیا ہوتو یہ بھی دوحال سے خالیٰ ہیں۔ایک فردیائے جانے کے ساتھ غیر کے یائے جانے کا امکان ہوگا یانہیں۔ اگر ایک فردیا یا جائے مع امتناع الغیر توبیکل کا تیسراتتم ہے جیسے واجب الوجوديه ايك كلي ہے جس كاصرف ايك فرديا يا كميا ہے بارى تعالى اورغير كے يائے جانے كالمكان بى نبيس اورا كرايك فرديايا جائے مع امكان الغير توكلي كا جو تعاقتم بے جيسا كمش بيد ایک فل ہےاس کامعنی ہے کہ ایساجسم جوتمام کا کنات کوروش کرنے والا مواوراس کا صرف ایک فرو مٹس یایا گیا ہےاور غیر کے بائے جانے کا امکان ہے کہ اللہ تعالی اور بھی ٹٹس پیدا کردے۔لیکن ووسرافرواہمی تک نہیں بایا حمیا۔اورا گر کلی ممکن الافراد کے افراد خارج میں کثیر یائے جا کیں ہے دوحال سے خالی ہیں کلی کے افراد متنائی ہوں کے یاغیر متنائی اگر متنائی ہوں یانچواں تتم ہے جبیسا کہ کوکب سیارہ یہ ایک کلی ہے جس سے مراد وہ ستارے ہیں جو چلنے والے ہیں اس کے صرف سات افراد ہیں ص(۱) عطار (۲)مشتری (۳) زحل (۴) مریخ (۵) مثس (۲) قمر (۷) زہرہ۔ اگرافرادزیادہ یائے گئے ہوں جو کہ غیر متناہیہ ہیں یہ چیٹافتم ہے۔

هاخده: عنقاءوه پرنده ہے جس کا ایک پرمشرق اور ایک پرمغرب میں ہوتا ہے۔ تاریخ کی کتابول میں موجود ہے کہ عنقاء ایک پرندہ تھا اسکی خوراک پرندے اور انسان تھے ایک وفعہ عنقاء ایک بچہ کو کھا گیا لوگوں نے تک آ کر اپنے پیغیر منظلہ بن صفوان یا ولی کامل ستجاب الدعوات جن کا نام خالد بن سنسان تھا ان سے جا کرورخواست کی کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالی اس عنقاء کی نسل ختم کردے انہوں نے دعا کی تو اللہ تعالی نے اسکی نسل ختم کردی۔

شرح

: قتوله : المنفيوم : إي مناحث مثل فني النعقل واعلم أن مايستفادمن اللفظا

باعتبارانه فهم منه يسمى مفهوما وباعتبار انه قصد منه يسمى معنى

ومقصوداوباعتبار ان اللفظ دال عليه يسمى مدلولا.

ترجمہ منہوم سے مراد وہ معنی ہے۔ جوعقل میں حاصل ہو اور تو جان لے کہ جومعنی لفظ سے مستفادہوتا ہے۔ اس اعتبار سے کہ وہ لفظ سے سمجھا جاتا ہے۔ اسے منہوم کہا جاتا ہے۔ اوراس اعتبار سے کہ لفظ سے اس کا قصد کیا گیا ہے۔ اس کا نام معنی اور مقصودر کھا جاتا ہے۔ اوراس اعتبار سے کہ لفظ اس پردائی ہے۔ اس کا نام مدلول رکھا جاتا ہے۔

ای مساحسل صنی العقل: اس قول مین شارح نے دوبا تیں بیان کیں بیں پہلی بات منہوم کی اتعربی میں العقل: اس قول میں شارح نے دوبری بات تین الفاظ ذکر کیے ہیں جومطلب کے اعتبار سے ایک ہے کیکن فرق ان میں صرف اعتباری ہے۔

مہل بات ۔اس بہلی بات میں شارح نے منہوم کی تعربیف کی ہے کہ مسایہ حصل فی العقل کہ جو چیز ذہن میں حاصل ہوتی ہے اس کومنہوم کہتے ہیں۔

سوال منبوم کی آپ نے تعریف کی معنی وہ ہے جو لفظ سے مجھ ش آ جائے اور جو معنی مجھ میں آ آئے گا وہ کلی ہوگا یا جزئی یہاں بیا عتراض ہوسکتا ہے کہ جو معنی لفظ سے مجھ میں آ گیا وہ کلی یا جزئی میں ہوتا ہے اور دیفلط ہوتا ہے اور دیفلط ہوتا جی ایر نی نہوں ۔ اور دیفلط ہے کیونکہ تمام معانی یا کلی ہوتے ہیں یا جزئی۔

جواب جواب سے پہلے ایک فائدہ جان لیں۔

فساندہ: کوئی معنی بغیرلفظ کے مجماحاتا ہے یانہیں یا در تھیں منظم کہ جب بھی بواتا ہے تواس سے پہلے اس کے ذہن میں معنی ہوتا ہے پھر لفظ سے اس معنی کوتعبیر کرتا ہے تو منظم بغیر لفظ کے معنی سجھ سکتا ہے ہاں البتہ نخاطب بغیر لفظ کے معنی نہیں سمجھ سکتا۔

حسامسل جواب: منهوم کامعنی ہے ماحصل فی العقل منہوم وہ ہے جوعقل میں حاصل ہوخواہ لفظ سے حاصل ہو بغیر لفظ کے۔اب معنی کی دونوں تشمیس داخل ہوجا کیں گی۔

سسوال آپ نے منہوم کی تعریف ماحصل فی العقل وہ معنی جوعقل میں حاصل اور بعض معانی السوال ہوں اللہ معانی السوے بھی جات ہوں ہوئے جب السے بھی ہوں سے جب السوے بھی داخل نہیں ہوں سے جب

واخل نہیں ہوئے وہ معانی کلی یا جزئی بھی نہیں ہوئے حالا تکہ تمام معانی یا کلی یا جزئی ہوتے ہیں۔

اجسوات استعمال کی تعریف میں (من شانہ) کی قید محذوف جس کی وجہ سے بیا دیکال مند فع موجائے گا۔ من شانہ ما محصل فی العقل اس کی شان میں ہوکہ وہ عقل میں حاصل ہو سکے خواہ عقل میں وہ معنی حاصل ہو یا نہ ہوفائد فع الا دیکال۔

میں وہ معنی حاصل ہویا نہ ہوفائد فع الا دیکال۔

وتتولك فرض مبدقه :الشرض ههنا بمعنى تجويز العقل لاالتقدير فانه

لايستحيل تقدير صدق الجزئى على كثيرين.

ترجمہ: یہاں لفظ فرض عقل کے جائز رکھنے کے معنی ہیں ہے۔ مان لینے کے معنی ہیں نہیں کیونکہ چند افراد پر جزئی کے صادق آنے کو مان لینا محال نہیں (کیونکہ محال کو مان لینا محال نہیں)

و منون مدم مدم مدن ماتن پرواردمون والعتراض کا شارح جواب دینا

عاہتے ہیں۔

سوال: که آپ نے کلی اور جزئی کی تعریفات میں فرض کا لفظ استعال کیا تو اس لفظ کے استعال کرنے کی وجہ سے آپ کی تعریفات جامع اور مانع ندر ہے۔ آپ نے جز کی کی تعریف کی کہ جس کا صدق کثیرین پر فرض کر تا جائز ہے۔ فرض کا معنی ہوتا ہے ایک چیز واقعہ نس الا مرمیں نہ ہواس کو مان لینا اس کو فرض محال کہتے ہیں اب اگر کسی جزئی کا صدق کثیرین پر فرض کرلیں تو یہ سے کے ونکہ فرض محال محال نہیں ہوتا ایس طریقے سے تو کوئی جزئی جزئی جزئی نہیں رہے گی سب کلی بن جائے گی۔

اس طرح توہم کلی کو جزئی فرض کر سکتے ہیں اور جزئی کو کلی فرض کر سکتے ہیں انسان بیگی ہے۔اس کو ہم جزئی فرض کر سکتے ہیں اور زید بہ جزئی ہے اس کوہم کلی فرض کر سکتے ہیں۔

جواب فرض کے دومتی آتے ہیں۔(۱) مان لیما۔انداز و کرما (۲) متل کا جائز قرار دینا یہاں دوسرامتی مراد ہے تجویز العقل۔اب تعریف جزئی میہ ہوجائے گی جزئی وہ مفہوم ہے متل اس کو

کیرین پرسچا آنے کوجائز قرار نددے۔

قوله. امتنعت اطراده: كشريك الباري تعالى.

ترجمه: (وو کل جس کے جمع افراد متنع موں) اس کی مثال شریک باری تعالی ہے۔

استنسست عضریت البلای: اس ول ک فرض مرف کل متنع الافرادی مثال دینا شریک الباری اس کا تعمیل پیلے گزریکی ہے۔

لم يمتنع اطوادهال قول عفرض دواحتراضات كاجواب ديا يم

جس سے میلے دو تمہیری باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

میلی بات: که دنیاش کل تین قشم کی چیزیں ہیں(۱) منتفع الوجود(۲) واجب الوجود (۳) ممکن الوجود

منتفع الوجور يجس كاعدم ضروري مواور وجود محال مو

واجب الوجود بسكاوجود مروري موادرعدم محال مو

ممکن الوجود_جس کا وجودا ورعدم دونوں برابر ہوں_

دوسری بات بدہے کہ امکان کی دوسمیں ہیں(۱)امکان عام (۲)امکان خاص۔

(۱) امکان عام ۔جس میں جانب مخالف سے ضرورت کی نفی ہواور جانب موافق کے بارے میں

سکوت ہو۔اس کی مثال انسان اس کی جانب موافق ہے اور جانب مخالف لا انسان ہے۔

(٢) امكان خاص_ جس ميں دونون جامين سے ضرورت كى نفى ہو۔ انسان اس كى جانب موافق

وجود ہے اور جانب مخالف عدم ہے۔ تواس کی وجوداور عدم دونوں کی ضرورت ہوتو بیامکان الخاص

-۴

سسوال اول است میں جوامکوت اورامقعت کے الفاظ موجود جیں تو آپ امکنت ہے کونیا امکان مراولیں کے اگرامکان خاص مراد لیں تو تب بھی خرابی لازم آتی ہے اوراگرامکان خاص مراد لیں تو تب بھی خرابی لازم آتی ہے کہ امقعت کا لیں تو تب بھی خرابی لازم آتی ہے کہ امقعت کا اسکوت کے ساتھ تقائل لازم آتا ہے وہ ایسے اسکوت کے ساتھ تقائل لازم آتا ہے وہ ایسے کہ امکان عام کی تعریف وہ ہے کہ جس میں متنع کی ضرورت کی نئی ہو۔ اور وجود کے بارے میں سکوت ہے کہ جا ہے وہ مکن ہو یا متنع ہو یا متنع ہو اور اگرامکان خاص مراد لیں تو بھرواجب تعالی کی ذات لکل جاتی ہے جب کہ امکوت افرادہ میں سے واجب خاص مراد لیں تو بھرواجب تعالی کی ذات لکل جاتی ہے جب کہ امکوت افرادہ میں سے واجب تعالی کومعنت نے بھان کیا۔

حوات ول امكان سے مرادامكان عام ہے باقى رہى يد بات كدتقا بل يجي نہيں تواس كوجواب يہ ہے كہ وجود مكن مو يہ ہے كہ وجودمكن مو يہ ہے كہ وجودمكن مو عدم ضرورى نہ موادرام عدم كامتى ہے كہ عدم ضرورى ہے ۔

حساصل جواب: تقاتل اس طرح ہے کہ امکنت کا جمعنی عدم ضروری نہ ہوا ورامتعت کا معنی عدم ضروری ہوفا ندفع الا شکال الاول۔

جواب شارح اس خاس المجان عام کی دو تسمیس ہیں۔ایک امکان عام مقید بجانب الوجود۔اور دوسرا امکان عام ہے۔ پھرامکان عام کی دو تسمیس ہیں۔ایک امکان عام مقید بجانب الوجود۔اور دوسرا امکان عام مقیدہ بجانب العدم ۔ تو پہلی قتم کا مطلب سے ہے کہ اس کا عدم ضرور کی نہ ہو۔اور دوسر کی قتم کا مطلب سے ہے کہ اس کا وجود ضرور کی نہ ہو۔ تو یہاں پر ہماری مراد امکان عام مقید بجانب الوجود اس میں الوجود ہے۔ تو اس وقت ممتنع ممکن کا فرونیس بن سکتا۔ کیونکہ امکان عام مقید بجانب الوجود اس میں عدم ضرور کی ہوتا ہے۔اور پھر اس میں سے واجب تعالی بھی غدم ضرور کی ہوتا ہے۔اور پھر اس میں سے واجب تعالی بھی نہیں لطے گا۔

سوال ثاني: امكنت كاعطف امتعت برب مطلب بيب كرتمام افرادمكن موحالا تكداس كا

صرف ایک فرد ہے واجب الوجوداورا فراد ہے ہی نہیں۔

: جواب: نسنس: امتعده افراده افراده کی اضافت استغراقیه ہے معنی ہوتمام افراد متنع ہوں امکنت کی میں استخدی افراده میں ایجاب کی ہے امکنت کی شرف ایجاب کی ہے استخدی افراده میں ایجاب کی ہے لینی تمام افراد متنع نہیں یا سلب جزئی کریں کہ بعض افراد ممتنع ہوا در بعض ممتنع نہ ہو۔ جس طرح

ین نمام افراد سے بین یا سلب جزئی کریں کہ بھن افراد سے ہواور بھل سے نہ ہو۔ بس طرح شریک الباری تعالی منتنع اور واجب الوجو ممتنع نہیں۔

: متوله: وسم موجد كالمعنقد: يهال معمرف كلى كى دوسرى تتم كى مثال دينا بي كلي ممكن الفرادليكن اس كاكوئي فردخارج ميس يايانه كيا جوجيع عنقاء يرنده -

: هنواله: آمد امکان الغید : اس کی غرض کلی کی چو هشم کی مثال دین ہے کہ ایک فروخارج میں پایا گیا ہومع امکان الغیر جیسے شس۔

کلی کی چیٹی قتم کی مثال جس کے افراد کثیرہ غیر متناحیہ پائے گئے ہوں جس طرح معلومات باری تعالی غیر متناجیہ ہیں اور ند ہب حکماء کے مطابق انسانی ارواح غیر متنا ہیداوروہ انسان کوقد یم مانتے ہیں اور قیامت کے قائل نہیں۔

نسبت کی بحث

نصل

ان تفارقا۔۔۔۔

یہاں سے مصنف ہیں بیان کرنا چاہتے ہیں کہ دوکلیوں کے درمیان چارنسبتوں میں سے کوئی نسبت ضروری ہوگی ۔(۱) تساوی (۲) تباین (۳)عموم خصوص مطلق (۳)عموم خصوص من وجہ۔ وجه حصد: دوکلیوں کے درمیان تصادق ہوگا یا نہیں اگر دوکلیوں کے درمیان تصادق نہ ہوتو ان
دوکلیوں کے درمیان نبست تباین کی ہوگی اوران دوکلیوں کو تباینیں کہیں گے جیے انسان اور فرس یہ
کلیین تباینین جیں اوراگر دوکلیوں کے درمیان تصادق ہویہ تصادق دوحال سے خالی نہیں
پتمادی کی ہوگا یا نہیں اگر تصادق کی نہ ہوتو نبست عموم وخصوص من وجہ کی ہوگی جیے حیوان اور
ابیش ان دوکلیوں کے نبست عموم خصوص من وجہ کی ہے حیوان ابیش کے بعض پرسچا آتا ہواور
ابیش حیوان کے بعض پرسچا آتا ہے اوراگر تصادق کی ہوتو پھر دیکھیں گے جا نہین سے ہوگا یا ایک
جوان سے ایک جا نب سے تصادق کی ہوا۔ دوکلیوں کے درمیان نبست عموم خصوص مطلق کی ہوگی
جوان انسان حیوان کے جوان عام ہے اور انسان خاص ہے۔ اور اگر تصادق کی جا نبین سے ہوتو نبست
تساوی کی ہوگی اس کو کلیوں تساویوں کہ ہر دیرسچا آتا ہے۔
انسان ناطق کے ہر فردیراور ناطق انسان کے ہر فردیرسچا آتا ہے۔

دو کلیوں کے درمیان تعلق نسبت کا ہیان

مسود : آلکلیان اس قول بی شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں۔ (۱) دوکلیوں کے درمیان چارنستیں دوسری بات ان کے مآل پہلی بات۔ شارح یہ بیان کررہے ہیں کہ دوکلیوں کے درمیان چارنسبتوں بیں ہے کوئی نسبت ضرور ہوگی۔ جو بیان ہوچکی ہیں۔

: فتوله : [فنصو جمع التساوى: دوسرى بات كايبان - كمان چارنبتول كامآ ل كيا

ہوگا۔ان جا رتعلق سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

منده: جهال پرتاین کی نسبت ہوگی تو ان کامآ ل دوسائے کیے ہول یعن نسبت تباین سے دوقفے سالے کیے مول یعن نسبت باین سے دوقفے سالے کیے درموان تباین کی نسبت ہے (ا) لاشت میں میں المحجو بانسان۔

تسوی: جہاں پرتساوی کی نسبت ہوگی توان کاما ک دوموجے کیے ہوں کے یعی تعلق سے دوقفے موجہ کیے ہوں کے یعی تعلق سے دوقفے موجے موجے کیے رہوتے ہیں انسان اور ناطق کے درمیان تعلق تساوی کا ہے اس سے دوقفیے موجے

کیے بنتے ہیں(۱)کل انسان ناطق(۲)کل ناطق انسان۔

عسوم و خسسوص مسطلة: جهال پرعموم وخصوص مطلق کی نسبت بهوتواس نسبت سے دوقضیے حاصل ہوتے ہیں ایک موجود کلیداور دوسراسالبہ جزئید کیات اس موجود کلید کا موضوع ہمیشہ خاص ہوگا اور محمول عام ہوگا اور محمول عام ہوگا اور محمول عام ہوگا اور محمول خاص ہوگا جیسے انسان اور

حیوان دونوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔اس بیددوقضیے حاصل ہوئے۔

(۱)كل انسان حيوان-(۲) بعض الحيوان ليس بانسان

عمده وخصوص من وجه: کِعلق کا عاصل بیه کداس سے تین قفی عاصل ہوں کے ایک قضیہ موجد جزئید اوردوقفی سالے جزئے جیے حیوان ابیض میں نسبت عموم خصوص من وجد کی اس سے تین قفیے بنتے ہیں (۱) موجہ جزئید بعض المحیوان ابیس یا بعض الابیض حیوان

(٢) سالبه برئي بعض الحيوان ليس بابيض (٣) بعض الابيض ليس بحيوان با

سے وال: (خارجی) دوکلیوں کے درمیان تعلق کو بیان کرتے ہیں ہولیکن دوجز ئیوں یا ایک کلی جزئی کے درمیان تعلق کو کیوں بیان نہیں کرتے۔

: جسواب: عقلا تعلق کی (نسبت کی) چارشمیں بنتی ہیں اور تعلق کی چارشمیں نہیں پائی جاتیں مگر دوکلیوں میں اسلئے دوکلیوں کے درمیان میں تعلق کو بیان کیا جاتی جزئی کے درمیان کے درمیان کے درمیان تعلق کو بیان نہیں کیا باقی رہی ہے بات سیط قال تعلق کی چارشمیں دوجز ئیوں کے درمیان اورکلی جزئی کے درمیان کیوں نہیں یائے جاتے۔

(۱) دوجزئیوں کے درمیان صرف تباین کا تعلق ہوتا ہے جیسے زید۔ بکر۔اب زید بکر پراور بکر زید پرصادق نہیں آسکتا۔اور جزئی کل کے درمیان دوتعلق ہوسکتے ہیں۔(۱) عموم وخصوص مطلق کی نبیت (۲) تباین کا تعلق۔ (۲)۔اگر جزئی اسی کلی کی ہوگی تو بیر بڑئی اخص مطلق ۔اور بیکلی اعم مطلق ہوگی زید جزئی اور انسان کلی ہےان کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے۔

۔ اگر جزئی اس کلی کی نہ ہوتو اس جزئی اور کلی کے درمیان نسبت تباین کی ہوگی زید کا گدھااور

انسان۔انسان کی ہے اور زید کا گدھاجزئی ہے گدھا زید کا انسان پرصادق نہیں آتا اور ایسے

انسان زیدے کدھے پرصادق بیس آتا۔

: فوله : ونقيضا هما كذلك : يعنى ان نقيضي المتساويين ايضا متساويان اي

كل مناصدق عليه احد النقيضين صدق عليه النقيض الاخر اذَّلو صدق

احده با بدون الأخر لصدق مع عين الآخر ضرورة استحالة ارتفاع النقيضين

فينصدق عين الأخر مدون عين الأول ضرورة استحالة اجتماع النقيضين وهذا

يـرفع التسـاوي بين العينين مثلا لو صدق الانسان على شئى ولم يصدق عليه

اللاناطق فيصدق عليه الناطق مهنا بدون الانسان هذا خلف

در جست ایعنی دوکلی متساویان کی تقفیوں کے مابین بھی نبیت تساوی ہوگی یعنی جس فرد پراحد العقیمین صادق آئے گی۔ کیونکہ ایک کی نقیض اگر دوسرے کے عین کیساتھ صادق آئے گی۔ بھر ورت دوسرے کے عین کیساتھ صادق آئے گی۔ بھر ورت ارتفاع نقیمین کے حال ہونے کے اور یہ صدق عینین کے درمیان تساوی کو اٹھا دے گا۔مثلا

انسان کی نتیمن لا انسان اگر کسی شکی پر صادق اور اس پر ناطق کی نتیمن لا ناطق صادق ند آئے تو یہاں اس هنگی پر ناطق بغیرانسان کے صادق آئے گا۔ بیرخلاف مفروض ہے۔

نقيط المتسلويين: ال ك غرض مجمد سي بهذا يك فاكده جان ليس-

فائدہ جن دو کلیوں کو اولاً ذکر کردیا جائے اس کوئینین کہتے ہیں جیسے انسان اور ناطق _ یالانسان اور لاناطق _ یا اور لاناطق _ اور لاناطق _

ناطق اورانسان تقیمه بین کیتے ہیں شکی کواشادینا مثلا انسان کی نقیض لا انسان۔

اس مبول کی خود : عینین مساوین کی میسین کےدرمیان تعلق اورنست کوبیان کرنا ہے۔کہ

دعوی میں شارح میر کہتا ہے کہ جن ووکلیوں عینین میں تساوی کی نسبت ہوگی ان کی نقیصین میں بھی تساوی کی نسبت ہوگی۔ جیسے انسان اور ناطق بید دوکلی ہیں ان میں تساوی کی نسبت ہے توان کی نقیعین لا انسان اور لا ناطق کے درمیان بھی نسبت تسادی کی ہوگی۔جہاں لا انسان صادق آ یے گا و ہاں لا ناطق اور جہاں لا ناطق و ہاں لا انسان سچا آئے گا۔ تو یہاں دوقضیے وجود میں آئیں گے اور دونوں موجعے کلیے ہوئکے۔(۱) کل لاانسان لا ناطق (۲) کل لا ناطق لاانسان دنیں: شارح کہتاہے کہ اب ہم اس دعوی کودلیل خلف کے ذریعے ٹابت کرتے ہیں۔ اگرلا انسان سیا آ جائے جس براوراس برلا ناطق سیانہ آئے تو ناطق سیا آئے گالامحالہ کیونکہ ارتفاع تقیعین محال ہے کہ ناطق اور لا ناطق سیا نہ آئے۔ جب ناطق لا انسان کے ساتھ یایا جائے گا تو لاانسان کی جگدانسان نہیں ہوسکتا کیونکہ پیاجماع تقیقین ہے جو کہ باطل ہے۔اس وجہ سے عینین میں جوتسادی کی نسبت وہ اٹھ جائے گی۔ کہ فرض تو بیکیا تھا کہ ناطق اور انسان کے درمیان نبت تسادی کے ہے کہ ناطق بغیرانسان کے سیانہیں آئے گااور انسان بغیر ناطق کے اور یہاں ناطق بغیرانسان کے سیا آ رہاہے۔اوریمی دلیل خلف ہے۔ پیٹرابیان اس لیے لازم آتیں ہیں كه آب نے جارے دعوے كونبيس مانالہذا آپ كو جارادعوى مانتا پڑے گا۔ حاصل دلیل عینین مساویین کی تعیمین کے درمیان نسبت تساوی کی ند بوتوعینین کے درمیان نسبت تساوی کی نہیں رہتی اس لیے کھیھین کے درمیان نسبت تساوی ہوگی۔ ونقيضًا هما بالعكس: أي نقيض الأعم والأخص مطلقًا أعم وأخص مطلقًا لكن بعكس العينين فنقيض الاعم اخص ونقيض الاخص اعم يعني كلما صدق عليه نتقيض الاعم صدق عليه نقيض الاخص ولبس كلما صدق عليه نقيض الاخص صدق عليه نقيض الاعم اماالاول فلانه لو صدق نقيض الاعم على شني بدون تقييض الأخص لصدق مع عين الاخص فيصدق عين الاخص بدون عين الاعم منذا خلف مثلًا لبو صندق اللاحيوان على شئى بدون اللاانسان لصدق عليه الانسان عيبت ويمتنع مبناك صدق البحيوان لا ستحالة اجتهاع النقيضين فيتصدق الانستان بتدون التحييوان وامتأ الثناني فلأنه بعد ماثبت ان كل نقيض

الأعبم نتقيبض الأخبص لوكان كل نقيض الأخص نقيض الاعم فكان النقيضان

متساوييس فيكون نتيخنا هماوهماالعينان متصاويين لما مروقد كان العينان

اعم واخص مطلقا هذاخلف.

نوجھہ: ایعنی اعم اور اخص مطلق کی نتیعن بھی اعم اور اخص مطلق ہوتی ہے۔ لیکن عین کے سک کے ساتھ۔ پس اعم کی نتیعن اور اخص کی نتیعن اعم ہوگ ۔ یعنی ہروہ فردجس پراعم کی نتیعن صادق آئے گی۔ اس پراخص کی نتیعن صادق آئے گی اور ہروہ فردجس پراخص کی نتیعن صادق آئے ضروری نہیں کہ اس پراعم کی نتیعن صادق آئے ۔ اول دعوی کی دلیل ہے ہے۔ کہ اگر کی فرد پراعم کی نتیعن صادق آئے ۔ اول دعوی کی دلیل ہے ہے۔ کہ اگر کی فرد پراعم کی نتیعن صادق آئے اخص کی نتیعن صادق آئے ۔ اول دعوی کی دلیل ہے ہے۔ کہ اگر کی فرد پراعم کی نتیعن صادق آئے اخص کی نتیعن کے بغیراتو وہ اعم کی نتیعن اخص کے عین کے بغیر لا انسان کے تو اس پرعین انسان صادق آئے گا اور اس شکی پر حیوان کا حیوان میں انسان بغیر حیوان کے صادق آئے گا۔ اور دوسرے دعوی کی دلیل: اس بات کے تا بت ہوجانے کے بعداعم کی ہر نتیعن اخص کی اس برائی اس بات کے تا بت ہوجانے کے بعداعم کی ہر نتیعن اخص کی دلیل: اس بات کے تا بت ہوجانے کے بعداعم کی ہر نتیعن اخص کی دلیل کی جب ہوتو دونوں نتیعسین متسادی ہوگی۔ پس بیر ((ای

نقیضه ما العکس: اس قول میں بھی شارح نے دوبا توں کو بیان کیا ہے پہلی بات ایک دعوی بیان کیا ہے اور دوسری بات دلیل بیان کی ہے۔

شارح کی غرض جن دوکلیوں کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہےان کی تعیمین کے درمیان نسبت کو بیان کرتا ہے۔

بہلی بات دعوی۔ جن میں دوکلیول کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی ان کی نقیضوں کے درمیان میں بھی عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی لیکن بالعکس۔

بالعکس کا مطلب میہ ہے کے عینین میں جواعم مطلق تھا وہ تقیصین میں اخص مطلق ہوجائے گا اور جو عینین میں اخص مطلق تھا وہ تقیصین میں اعم مطلق ہوجائے گا یمینین حیوان اور انسان میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے اور اس میں حیوان اعم مطلق ہے اور انسان اخص مطلق ہے ان عینین کی تقیصین لاحیوان اور لا انسان ہے کین کیا اور لا انسان اخص مطلق بن کیا اور لا انسان اخص ابتقیصین میں احم بن کیا۔

جزیئے کا موضوع عام اورمحول خاص اور یکی دودعوے مول کے اور دویہ بیں۔ پھید دعوی: نفیض اعم لاحیوان ہے اورنقیض اخص لا انسان ہے۔ ہمارادعوی نفیض اعم لاحیوان

بغیرنتین اخص لاانسان کے بچی ہیں آسکتی۔

دىيىن اگرنتين امرنتين امرنتين العين اخص لا انسان كے سچا آئے تو وہاں لامحالہ عين اخص انسان ((

قوله: والافهن وجه: اي وان لم يتصادفاكليامن الجانبين ولا من جانب واحد

ترجمہ: اور اگر دوکلیاں کلی طور پر نہ صادق آئیں جانبین سے اور نہ ایک جانب سے تو وہ من وجہ ہے وان مدہ منتصدد عن : اس قول کی غرض صرف نسبت عموم خصوص من وجہ کی تعریف کرنا جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر تصادق کلی جانبین سے یا ایک جانب سے نہ ہوتو وہ نسبت عموم خصوص من وجہ ہے۔

فوله: تباين جزئي: التباين الجزئي هو صدق كل من الكليين بدون الاخر

سى الجهلة فان صدفا ايضا مما كان بينهما عموم من وجه وان لم يتصادفا معا اصلا كان بينهما تباين كلى فالتباين الجزئى يتحقق فى ضمن العموم من وجه وفى ضمن التباين الكلى ايضا ثم ان الامرين اللذين بينهما عموم من وجه قد يكون بين نقيضيهم وهما العموم من وجه ايضاكالحيوان والاابيض فان بين نقيضيها وهمما اللاحيوان واللانسان فلان بينهما عمومامن وجه وبين نقيضيهما وهما اللاحيوان والانسان مبانية كلية فلهذا فالوا ان بين نقيضى

الاعتم والاختص من وجه تباينا جزئيا لاالعموم من وجه فقط ولا التباين الكلي

نقط.

المتبدیدن المبعوض: اس قول می غرض شارح تین با تول کوبیان کرنا ہے۔ پہلی بات تباین جزئی کی تعریف دوسری بات مصنف نے جودموی بیان کیا ہے تو شارح نے بھی اس دعوے کوذکر کیا اور تیسری بات کہ شارح نے اس دعوے کومثال کے ساتھ تشریحاً بیان کیا ہے۔

(۱) جن دوکلیوں کے درمیان نسبت عموم وخصوص من وجد کی ہوان کی تقیه میں کے درمیان نسبت بیان کرنی ہے کدان کی تقیه میں کے درمیان کونی نسبت ہوگی۔

٠ اس سے بہلے دوستلے جان لیں۔

مسئله او الى: قانون بيب كمقسم الى اقسام كعلاده به باياجاتا ب بلكمقسم الى اقسام كى مسئله او الله باياجاتا ب بلكمقسم الى اقسام كى ملاده باياجاتا بي اقسام بين بندند معمن بين باياجاتا بي اقسام بين بندند موكا مثلاً اسم كى تعريف وه كلمه ب جوابي معنى پر دلالت كرنے بين مستقل اور تين زمانوں بين سے كى زماند كے ساتھ مقتر ن نه بواوراسم كى دوقتميں بين معرب بنى اور بياسم معرب اور بنى كى حلادہ بين باياجا سكتا بينيں بوسكتا كماسم بوند معرب بون بنى بوبلكديداسم مقسم معرب اور بينى كى

تعریف میں ذکر کیا جاتا ہے بعن مقسم کی تعریف ہمیشہ اپنی اقسام میں ہوتی ہے جس طرح معرب وہ کلمہ ہے جو مستقل ہواور تین زمانوں میں سے کوئی زماند نہ پایا جائے اور ندمر کب ہو عامل کے ساتھ ندمشابہ بنی الاصل ہوتو اسم کی تعریف معرب میں یائی گئی۔ الخ

مسئله فانده: تباین جزئی مقسم ہاوراس کی دوشمیں ہیں۔(۱) تباین کل (۲) عموم خصوص من وجہ۔ تباین جزئی بید قسم اپنی اقسام تباین کلی اور عموم خصوص کے شمن میں پائی جائے گی اب اس پر اعتراض وارد بھی نہیں ہوگا کہ نسبت کی پانچویں شم تباین جزئی کہاں سے نکل آئی کیونکہ بیقسم ہے اور مقسم اپنے اقسام سے علیحدہ نہیں پایا جاسکتا۔ جب تباین جزئی علیحدہ نہ ہوئی تو نسبت کی چار قسمیں رہی ۔اب اس قول کی غرض تباین جزئی تعریف کرنا ہے اور اس کا مقسم ہونا اور اسکی اقسام بنتا نا ہے۔

تباین جزئى كى تعریف هویصدق كل من الكلیین بدون الاخوفى الجملة كاروس كالى كتي بير في الجملة صادق آنے كوتاين جزئى كتے بير ـ

یعنی آیک کلی بغیر دوسری کلی کے پچی آئے اور بیتاین جزئی کی تعریف اسکی دونوں قسموں (۱) تباین کلی کلی بغیر دوسری کلی کے بہتر ہیں۔ تباین کلی میں اس طرح پائی جاتی ہے کہ تباین کلی میں ہرایک کلی بغیر دوسری کلی کے پچی آتی ہے جیسے انسان اور ججر۔ انسان بغیر ججرکے اور ججر بغیر انسان کے پچی آتی ہے جیسے انسان اور ججر۔ انسان بغیر ججرکے اور ججر بغیر انسان کے سچا آتا ہے اور تباین جزئی عموم خصوص من وجہ میں اس طرح پائی جاتی ہے کہ عموم خصوص من وجہ میں اس طرح پائی جاتی ہے کہ عموم خصوص من وجہ ایک کلی دوسری کلی کے بغیر سچی آتی ہے جیسے حیوان اور ابیض دونوں بغیر ابیض کے دونوں بغیر ابیض بیددنوں بغیر پچی آتی ہے اور حیوان اور ابیض بیددنوں بغیر پچی آتی ہے اور حیوان اور ابیض بیددنوں بغیر پر سپچ آتے ہیں اور ہم نے تباین جزئی کی تعریف کی ہرا یک کلی بغیر دوسری کل کے پچی آسکیں آگر چہد دونوں کلیاں کہیں جمع ہو بھی جائیں۔

شہ ان الاصریف اللذین مینهما تعدی یکون تک : یہال سے شارح نے عینین کلین جن کے درمیان نسبت کو بیان کیا ہے۔ کے درمیان نسبت کو بیان کیا ہے۔

وعوی کہ جن عینین کے درمیان عموم وخصوص من وجه کی نسبت ہوتو ان کی تقیصین کے درمیان تباین جزئی کی نسبت ہوگی۔اور مجھی بیتاین جزئی عموم وخصوص من وجد کے شمن میں یائی جائے گی اور مجھی تباین کلی کے ضمن میں ۔ تباین جزئی عموم وخصوص من وجد کے ضمن میں ہوتو اس کی مثال حیوان اور ابیض کہان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے تو اس کی نقیض لیعنی لاحیوان اور لا ابیض میں تباین جزئی کی نسبت ہے عموم وخصوص من وجہ کے شمن میں ہوجیسے لاحیوان اور لا ابیض یہاں تین مادے تکلیں گے۔ایک مادہ اجتماعی _اور دو مادے افتر اتی _ مادہ اجتماعی _ کہ لاحیوان بھی ہواورلا ابیض بھی ہوجیسے کالا پھراس پرید دنوں ہے آتے ہیں۔ (٢) ماده افترا تي - كه لاحيوان تو هوليكن لا ابيض نه هو - جيسے سفيد ديوار ـ (٣) ماده افتر اتى _كەلاحيوان تونە بولىكن لا ابيض بوجىسے كالى بھينس_ وقد میکون بین نقیضهما :عینین کے درمیان عموم وخصوص من وجه کی نسبت موتوان کی تقیطسین کے درمیان جاین جزئی کی نسبت ہوگی جاین کلی کے شمن میں یائی جائے گی۔اس کی مثال جوکہ تباین جزئی کی قتم ہے حیوان ۔ لاانسان ان عینین کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجہ ہے بہلے تو سیجھنا ہے کہان کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت کسے ہے تو بہال تین مادے لگاتے ہیں ۔(۱) مادہ اجماعی ۔ کہ حیوان بھی ہوا ورلا انسان بھی ہوجیسے فرس۔ (٢) ماده افترا تى _كەحيوان تو بوليكن لاانسان نەبو_جىيے زيد (٣) مادە افترا تى _كەلاانسان تو بو لیکن حیوان نہ ہوجیسے حجر لوان کی نقیضوں کے درمیان یعنی لاحیوان اور انسان میں تباین جزئی کی نسبت بے تاین کلی کے من میں ان کی تعیمین لاحیوان اور انسان میں نسبت تاین کلی ہے جہاں

نسبت ہے تباین کلی کے خمن میں ۔ان کی تقیق میں لاحیوان اور انسان میں نسبت تباین کلی ہے جہاں لاحیون سچا آئے گا وہاں انسان سچانہیں آسکتا اور جہاں انسان سچا آئے وہاں لاحیوان سچانہیں آسکتا ۔ کیونکہ دو ماد نے لکلیں مے اوران کا مال دوسا لیے کلیے ہوں گے۔

(١)كل لاحيوان ليس بانسان (٢)كل انسان ليس بلاحيوان

اسمامل: جن دوکلین عینین کے درمیان نسبت خصوص من وجه کی ہوان کی تقیمین میں بھی

نسبت تباین کلی ہواور بھی نسبت عموم خصوص من وجد کی۔

: قرله: كالمتباينين: اي كما ان بين نقيضي الاعم والاخص من وجه مبانية

جـزنية كـذلك بيـن نـقيّنطس الـمتبـايـنين تبائن جزئى فانه لما صدق كل من

العنين مع نقيض الأخر صدق كل من النقيضين مع عين الأخر فصدق كل من

النقيضين بدون الآخر في الجملة وهو التباين الجزئي ثم انه قد يتحقق في

ضبهس التبايس الكلى كالهوجود والمعدوم فان بين نقيضيهما وهما اللاموجود

واللامعدوم اينضا تباينا كلياوقد يتحقق في ضمن العموم من وجه كالانسان

والحجر فنان بين نقيضهما وهما اللاانسان والاحجر عموما من وجه ولذا

تالواان بيـن نـقيـضيهما مبانية جزئية حتى يصح في الكل هذا اعلم ايضا ان

المصينف اخر ذكر نقيضي المتباينين بوجهين الاول قصد الاختصار بقياسه

على نقيض الاعم ولااخص من وجه والثاني أن تصور التباين الجزئي من

حيث انه مجرد عن خصوص فرديه موقوف على تصور فرد يه اللذين هما

العموم من وجه والتباين الكلي فقبل ذكر فرد يه كليهما لا يتأتي ذكره.

توجمه الین کا ایم اوراخص من وجہ کی تقیضیوں کے مابین جس طرح تباین جزئی ہے۔ اس طرح منباینان کی تقیضیوں کے مابین بھی تباین جزئی ہے۔ کیونکہ جب بینین بیل سے ہرا یک دوسرے کی نقیض کے ساتھ صادق آیا تو نقیضین بیل سے ہرا یک دوسرے کے بین کے ساتھ صادق آئی پس نقیض کے ساتھ صادق آئی پس نقیض کے ساتھ صادق آئی ہیں۔ نقیضین بیل سے ہرا یک دوسرے کی نقیض کے بغیر فی الجملہ صادق آئی اور یکی تباین جزئی ہے۔ پھر بی تباین جزئی بھی تباین کل کے ضمن میں تحقق ہوتا ہے۔ جیسے موجود اور معدوم اوران کی نقیضین لاموجود اور لا معدودم کے مابین بھی تباین کل ہے۔ بیر (تباین جزئی) بھی عموم وضوص من وجہ کے شمن میں تحقق ہوتا ہے۔ جیسے انسان وجر کے مابین تباین کل ہے۔ پس ان دونوں کی نقیضین کے مابین جو کہ لا انسان اور لا جر ہے عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ بنا ہریں علماء نے کہا کہ تباینان کی نقیضین کے مابین تباین جزئی ہے۔ تاکہ تمام ان مادوں بیل جے ہو۔ اس کو تم ضبط کر لو۔ نیز جان لو کہ تباینان کی نقیضین کے ذکر کو مصنف نے دو وجہ سے موثر فرمایا ہے۔ ایک تو اختصار کے قصد سے کہ تباینان کی نقیضین کو آعم اور اخص من وجہ کی نقیضین پر تیاس کر لیا ایک تو اختصار کے قصد سے کہ تباینان کی نقیضین کو آعم اور اخص من وجہ کی نقیضین پر تیاس کر لیا ایک تو تو ایک تو ایک تو ایک تو تو تو ہے۔ کو تابی کی تو ایک تو کہ کو تو تو تابی کی تباین کی نقیضین کو آعم اور اخص من وجہ کی نقیضین پر تیاس کر لیا

جائے اور دوسری وجہ رہے۔ کہ تباین جزئی کا تصوراس حیثیت سے کہ رہا ہے دونوں فردوں سے مجرد ہے۔اس کے دونوں فردوں کے تصور پر موتو ف ہے۔اور وہ دونوں فردعموم وخصوص من وجہ اور تباین کل ہیں۔ پس ان دونوں فردوں کوذکر کرنے سے پہلے تباین جزئی کاذکر نہیں ہوسکتا۔

اورجاین ای این این او دول ار دول و در حرات سے پہنے باین بری و در بران ہوسا۔
عاد متباینین ای عمان: شارح جن دوکلیول کے درمیان جاین کل کی نسبت ہواس کی تعیمین کے درمیان نسبت کو بیان کرر ہا ہے لیکن اس سے پہلے جاین جزئی کی تعریف پردلیل سجو لیس۔

طانه لماصدق ثم انه : تباین برکی کی دلیل ـ

کے دوجواب دیئے ہیں۔

د میں: ہم نے تاین جزئی کی تعریف کی کہ ایک کلی بغیرد وسرے کلی کے تچی آسکے جیسے لا انسان لا مجر۔ زید پر لا مجرسچا آرہا ہے لیکن لا انسان سچانہیں آتا بلکہ انسان سچا آرہا ہے تو یہ تعیف لا مجر دوسری کل کے عین انسان کے ساتھ تھی آرہی ہے اور ایسے پھر لا انسان پرسچا آتا ہے بغیر لا مجر کے بلکہ ایک کلی تعیف لا انسان اور دوسری کلی کے عین تجریر سچا آرہا ہے اور یہی تباین جزئی ہے۔

فتوله: کالمتباینین اس تول میں شارح نے تین باتیں بیان کیں ہیں۔ پہلی بات کہ دعوی بیان کیں ہیں۔ پہلی بات کہ دعوی بیان کیا ہے دوسری بات ایک اعتراض بیان کیا ہے دوسری بات ایک اعتراض

متباینین کس نقیضین: -وعوی بیہے کہ جہاں جن دوکلیوں میں تباین کی نسبت ہوگی ان کی

تقیفوں کے درمیان تباین جزئی کی نسبت ہوگی۔ پھراس کی دوصور تیں ہیں پہلی صورت تو یہ ہے کہ تباین جزئی عموم وخصوص من کہ تباین جزئی عموم وخصوص من وجہ کے تباین جزئی عموم وخصوص من وجہ کے مواد دو کلیوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی ہوتو ان کی نقیضین کے دیمان سے سات میں ہوگی ہوتو ان کی نقیضین کے سات میں ہوگی ہوتو ان کی نقیضین کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی ہوتو ان کی نقیضین کے درمیان سے سات میں ہوگی ہوتو ان کی نقیضین کے درمیان سے سات میں ہوگی ہوتو ان کی نقیضین کے درمیان سے سات میں ہوگی ہوتو ان کی نقیضین کے درمیان سے سات میں ہوتو ان کی نقیضین کے درمیان ہوتو ان کی نقیضین کے درمیان میں ہوتو ان کی نقیضی کی ہوتو ان کی نقیضی ہوتو ان کی نقیضی کی ہوتو ان کی نقیضی کی ہوتو ان کی نقیضی ہوتو ان کی نقیضی کی ہوتو ان کی نقیضی ہوتو ان کی نقیضی کی ہوتو ان کی نقیضی ہوتو کی ہوتو ک

درمیان نسبت تباین جزئی کی لیخی تباین کلی اور کبھی عموم خصوص من وجہ۔

اس طرح جن دوکلیوں کے درمیان نسبت تباین کلی کی ہوان کی تقیصین کے درمیان نسبت تباین جزئی کی ہوگی یعنی بھی تباین کلی کی نسبت اور بھی عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی کیونکہ تباین جزئی کی بیدو و تشمیس ہیں تباین کلی اور عموم خصوص من وجہ نقیصین میں نسبت کلی کی مثال موجود اور معدوم یینین ہیںان کے درمیان نسبت کلی ہے تو ان کی تقیقین لاموجود لامعدوم کے درمیان بھی نسبت تباین کلی ہے کہ جہاں لاموجود ہو وہاں لامعدوم نہ ہوگا اور جہاں لامعدوم ہو وہاں لاموجود نہ ہوگا۔ یہاں و ماد نے کلیس مے کہ جن کا مال دوسا لیے کلیے ہوں مے

(١)كل لاموجود ليس بلامعدوم (٢)كل لامعدوم ليس بلاموجود

نسبت عموم وخصوص من وجه کی مثال: انسان اور جربینین کے درمیان نسبت تباین کلی ک ہاوراسکی نقیعین لا انسان لا جرکے درمیان نسبت عموم خصوص من وجه کی ہے یہاں تین مثالیں بیں ایک اجماعی دوافتر اتی مثال اجماعی درخت میلا جرب اور لا انسان بھی ہے۔

(۲) مثال افتراتی زیدلا مجرتوب کیکن لاانسان نہیں اور مثال افتراتی پھر پرلا انسان سچا آتا ہے لیکن لا مجرتوب کیکن لا انسان کی مثال افتراتی کھر پرلا انسان سے لیکن لا مجرنی آتا ہیں۔ یہاں تین مادے تطمی کے اور ان کامآل تین تفیے ہوں کے جن میں سے ایک موجبہ جزئیداور دوسالے جزیدے وہ اسطرح کہ (۱) بعض اللا انسان کیس بلاحجر (۲) بعض اللا انسان۔ اللا انسان۔

المصل : متباینین کی تقیقین کے درمیان نسبت تباین جزئی کی ہوگی یعن بھی تباین کلی اور بھی عموم خصوص من وجہ کیونکہ اس نے عموم وخصوص مطلق تو ذکر کیا تو اس کے ساتھ اس کی نقیض ذکر کی اور تساوی کو جب ذکر کیا تو اس کے ساتھ بھی نقیض کو ذکر کیا اور اس کے ساتھ بھی نقیض کو ذکر کیا اور اس کے طبق میں وجہ کے ساتھ بھی نقیض ذکر کی لیکن تباین کلی کوتو سب نقیض کو ذکر کیا اور اس کی نقیض کو تحری کی کی کہ تو سب سے آخر میں ذکر کیا اس کیا وجہ ہے۔

نوت: الكليات سے لے كريہاں شرح كى تفرق كمل ہوگى اب متن فصل الكليان سے لے كرقد يقال تك كا خلاصه

متن

ف صل السكليسان سے وقد يقال تك اب شرح كے بعداس كے متن كا مجمنا آسان ہو كيا۔ مصنف يهال سے صرف چارنستوں كو بيان كرنا چاہتے ہيں عينين اور نقيفيين كے درميان _ پھر منباينين كتي مين ان تفارقا كلياسي اسكوبيان كيار

وان قسساد کا کلیا من الجانبین همتسلویان : اگرتساد ق کل جانین سے مولو بینست تساوی کی ہے اوردوکلیوں کوشاویین کہتے ہیں۔

ونقیضهما محک: کلیان شاویان کے تقیمین کے درمیان بھی نسبت ساوی کی ہوگ۔

اومن جانب واحد مناعم واخص معلقاً: اگرتسادق کی ایک جانب سے بوتو بنبت عموم وضوص مطلق کی ہے۔

و نقید شده مه المعکمی: عموم وخصوص مطلق کی نقیفوں بیں بھی عموم خصوص مطلق کی نسبت ہوگ عموم بالعکس بینی عینین بیں جو کلی اعم ہووہ کلی نقیعین بیں اخص ہوگی اور جواخص ہوو نقیعین بیں اعم ہوگی۔

الا صند وجد: اگرتصادق كلى ند بوندايك جانب سے نددونوں جانبوں سے بينسبت عموم خصوص من وجد كى ہے۔

وبین فقیصه ما تباین جزئی: ان کی عموم خصوص من وجد کی تعیمین کے در میان تباین جزئی ہے (ایسی میں میں اس میں اس م

کسائستبدین : تین کلیول کی تعیین کومراحة بیان کیا ہے لیکن متباینین کی تعیین کومراحة بیان میں میں تباین جزئی ہوتی ہے نہیں کیا صرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح عموم خصوص من وجہ کی تقییمین میں تباین جزئی ہوتی ہے۔ ایسے متباین بین کی تقییمین میں بھی تباین جزئی ہوتی ہے۔

شريخ

اعلم ایضان المصنف الغ: یہال سے شارح کی غرض متن پردواعتراض واردہونے والے کے جواب دینا ہے۔

ان برياعترام ہوتا ہے كہ مصنف كنة تيب محي نہيں ركى ہے۔

باقی تین کلیوں کے عینین کی نسبت کو بیان کیا ساتھ ان کی تقیقین کے درمیان نسبت کو بیان کیا ہے لیکن مصنف نے متباینین کی تقیقین کوساتھ ہی کیوں نہیں بیان کیا۔

سوال: باقى تىن كليول كى قىيھىين كومراحة بيان كيا ہاور منباينين كومراحة كول بيان نبيل كيا

اورتشبید کے طور پر کیوں بیان کیا۔

جسواب شارح نے اس کے دوجواب دیے ہیں لیکن ان میں سے اول یہ کہ ماتن نے اس کی نقیض کو آخر میں اس لیے ذکر کیا کہ اس کا ارادہ اختصار کا تھا تو اس نے جاین کل کی نقیض کو عموم وضوص من وجہ کی نقیض پر قیاس کیا۔

یہ جواب اس دجہ سے کمزور ہے کہ بیا خصار تو اس وقت بھی ہوسکتا تھا کہ پہلے تباین کل کی نقیض کو بیان کرتے اوراس پرعموم وخصوص من دجہ کی نقیض کو قیاس کرتے۔

جواب شائی - متباینین کی تقیصین میں نسبت جاین جزئی کی اور جاین جزئی کے دوفر دہیں۔
ایک جاین کلی اور عموم وخصوص من وجہ۔اور جاین جزئی اسوفت بجونبیں آسکتا جب تک جاین کی
دوستمیں معلوم نہ ہوں (جاین کلی اور عموم خصوص من وجہ) تو اس کا سجھنا پہلے ان دوفر دوں کے جھنے
پرموتو ف تھااس لیے پہلے ان دونوں کو بیان کیا۔اس کے بعد جاین جزئی کو بیان گیاہے۔

متن

وق بیتان: مصنف علام تفتازانی جزئی اضافی کو بیان کررہے ہیں جزئی اِضافی وہ اُخص جواعم کے پنچے (اخص تحت الاعم) ہوجو ہر کے علاوہ تمام اجناس جزئی اضافی ہوں گی مثلاً انسان اخص ہے حیوان کے پنچے ہے (یینوع کی مثال ہے) حیوان اخص اورجہم نامی اعم کے پنچے ایسے جسم نامی جسم مطلق کے اعتبار سے اورجسم مطلق جو ہر کے اعتبار سے جزئی اضافی ہیں۔

شرح

: فوله : وقد يتقال أه: يعنى ان لفظ الجزئي كما يطلق على المفهوم الذي

يمتنع ان يجوز مندقه على كثيرين كذلك يطلق على الأخص من شئى فعلى

الاول يتقيد بقيد الحقيقي وعلى الثاني بالأضافي والجزئي بالمعنى الثاني اعم

منه بالمعنى الاول اذكل جزئى حقيقى فهو مندرج تحت مفهوم عام واظله

المعفهوم والشئى والامر ولا عكس اذ الجزئى الاضافى قد يكون كليا كالانسان

بالنسبةالى الحيوان

نے جیسے ایعنی جزئی کااطلاق اس مفہوم پر ہوتا ہے۔جس کے چندافراد پر صادق آنے کو جواز مصرف میں مصرف میں میں کا مصرف کا مصرف

ممنوع ہوا س طرح اخص من شکی پر بھی جزئی کا اطلاق ہوتا ہے۔ پس پہلی تعریف پر جزئی کو حقیق کی قید کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے۔ اور ٹائی تعریف پر اضافی کی قید کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے۔ اور

جزئ معنی فانی کے ساتھ امم ہوتی ہے اس جزئی سے ساتھ معنی اول کے کیونکہ ہر جزئی حقیقی مغہوم

عام کے ماتحت داغل ہوتی ہے۔اوراس منہوم عام کا کم درجہ خودمنہوم اور شکی اورامر کا درجہ ہے۔ اوراسکا عسن نیس کیونکہ جزئی اضافی بھی کلی ہوتی ہے جیسے انسان ہنسدے حیوان کے۔

یعنی ان اللفظ : یہال سے شارح کی فرض توشیع متن ہے۔ جزئی کی دوقتمیں ہوئی۔(۱) جزئی محقق (۲) جزئی اضافی۔

جزئی حقیقی:شارح میر کہتا ہے کہ پہلے میں معلوم ہوا تھا۔ کہ جزئی وہ ہے جو کثیرین پرصادق نہ آئے تووہ جزئی حقیق ہے۔اورایک جزئی اضافی ہے کہ جواخص تحت الاعم ہوجیسے انسان میرتحت الحجوان

رود دون من مساور میں النامی ہاور الجسم النامی تحت الجسم المطلق ہاورجسم مطلق تحت الجوہر

ہے تو بیر بڑی اضافی ہیں۔ان کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ جزئی حقیق خاص ہے اور جزئی اضافی اعم ہے کہ جہاں جزئی حقیق موگی وہاں جزئی اضافی ہواور جہاں جزئی اضافی موگ

وہاں جزئی حقیق کا ہونا ضروری نہیں جیسے زید جزئی حقیق ہاور جزئی اضافی بھی ہے اس لئے یہ

اخص تحت الاعم كه زيداخص ہے انسان اعم كے ينچے ہے۔

الله المفهوم: سے ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال: آپنے کہاجہاں جزئی حقیقی ہوگی وہاں جزئی اضافی ہوگی لفظ اللہ میں تمام مناطقہ کا انفاق ہے کہ لفظ اللہ جزئی حقیقی ہے کیکن جزئی اضافی نہیں کیونکہ اس کے اوپر کوئی اعم کلی ہے ہی نہیں تو جزئی حقیقی بغیر جزئی اضافی یائی گئی۔ جواب: کماخص تحت الاعم ہو (خواہ وہ اعم کلی ہویا نہ ہو) اعم کا کلی ہونا ضروری نہیں بلکہ کوئی شک مجمی اعم ہے اور فیمانحن فید میں لفظ اللہ سے منہوم هئی امرید اعم تو لفظ اللہ اخص تحت الاعم ہوا الحاصل لفظ اللہ جزئی حقیق مجمی جزءاضا فی بھی ہے۔

ولک ان تحصل .فتوله ، وهنو اعتم :على جواب سوال مقدر كان فائلا يقول

الأخبص عبلني مناعلم سابقا هو الكلي الذي يصدق عليه كلي آخر صدفا كليا

ولا يصدق هو على ذلك الآخر كذلك والجزئى الاضافي لايلزم ان يكون كليا

بسل فند يكون جنزئيا حقيقيا فتفسير الجزئي الاضافي بالاخص بهذا المعني

تنسير بالأخس فاجاب بقوله وهنو اعم اي اخص المذكور ههنا اعم من

المعلوم سابقا آنفاو منه يعلم ان الجزئى بهذا المعنى اعم من الجزئى

الحقيقى فيعلم بيان النسبة التزاماوهذا من فوائدبعض مشائخناطاب الله

ثراه

ترجمہ: اور تیرے لیے مخبائش ہے کہ محمول کرے ماتن کے قول وہوا عم کوا یک سوال مقدر کے جواب پر محویا کہ کہ کہ والے نے کہا جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ کہا خص وہ کلی ہے جس پر دوسری کلی کم کلی طور پر صادق نہ آئے اور جزئی اضافی کا کلی طور پر صادق نہ آئے اور جزئی اضافی کا کلی ہونا ضروری نہیں بلکہ وہ بھی جزئی حقیق ہوتی ہے۔ لہذا اخص بالمعنی المذکور کے ساتھ جزئی اضافی کی تغییر تغییر بالاخص ہے (اور وہ صحیح نہیں) پس ماتن نے اپنے قول وہوا عم کے ساتھ اس سوال کا جواب دیا لیعنی اخص مذکور یہاں اس اخص سے اعم ہے۔ جوابھی پہلے معلوم ہوا ہے۔ اور ماتن کے اس جواب دیا لیعنی اخص مذکور یہاں اس اخص سے اعم ہے۔ جوابھی پہلے معلوم ہوا ہے۔ اور ماتن کے اس جواب میں ہو جائے گا۔ اور یہ جمارے بعض مشاکخ کی الترا ما دونوں جزئیوں کے ماجین نسبت کا بیان معلوم ہوجائے گا۔ اور یہ جمارے بعض مشاکخ کے وائد سے ہے۔ اللہ تعالی ان کی قبر کوخوشبودار فرمایں۔

نجواب سوال مضعد: آپ نے گزشتہ فعل میں اخص کی تعریف کی کداخص دو کلی ہے کہ دوسری کلی (اعم) ہر ہر فرد پرسچانہ آئے۔اس سے معلوم ہوا کہ اخص کلی ہوتی ہے ابتم نے اخص کی تعریف اخص من الشک سے کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اخص کا کلی ہونا ضروری نہیں بلکہ اخص جزئى بھى ہوتى ہے جیسے زیدجزئی حقیقی اورجزئی اضافی اخص ہے۔

جواب جوماقبل اخص گزراہے وہ عنی یہاں مراذبیں ماقبل والے معنی کے اعتبار سے اخص کل ہے کین یہاں اخص کا عام معنی مراد ہے (اخص من الشک) خواہ کلی ہویا جزئی۔اب زید بھی اخص جزئی اضافی میں واخل رہے گا۔

فناندہ: متن کی عبارت میں ہواہم میں موخمیر کے مرجع میں دواخمال ہیں ایک اخمال توبیہ

کہ موخمیرراجع ہوجزئی کی طرف _اوردوسرااحتال بیہ کہ موخمیرراجع ہواخص کی طرف_تواس کے مطلب الگ ہوں گے۔اگرہم پہلااحتال لیس بینی موخمیر کا مرجع جزئی کو بنا کیس ۔تواس وقت اس کا مطلب جزئی حقیقی اور جزئی اضافی کے درمیان نسبت کو بیان کرنا ہے۔ کہ جزئی حقیقی اور

جزئی اضافی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔جزئی اضافی عام ہے۔ اور جزئی حقیق خاص ہے۔ وہ اس طرح کے دومادے تکلیں مے۔ ایک مادہ اجماعی ہے۔ وہ اس طرح کے دومادے تکلیں مے۔ ایک مادہ اجماعی

المسال المراجعية المراجعي

نہیں آتا۔اور جزئی اضافی اس طرح ہے کہ بیاخص تحت الاعم انسان کے تحت واقع ہے۔اور مادہ افتر اتی جیسے انسان کہ جزئی اضافی ہے تحت الاعم حیوان ہونے کی وجہ سے لیکن جزئی حقیق نہیں

ہاں گئے کثیرین پرصادق آتی ہے۔ اگر ہم دوسرااحمال لیں بعنی حوضمیر کا مرجع اخص کو بنا کیں تواس دفت یہ بیات تواس دفت یہ بیال مقدر کے جانے سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے۔

وہ یہ ہے کہ معرف معرف کے مساوی ہونا چاہیے۔ نداس سے اخص ہوادر نداعم ہوادر ندہی اس کے مباین ہو کیونکدا گرمباین ہوگا تو مجراس سے تعریف نہیں ہوسکے گی۔ادرا گراعم ہوتو مجر تعریف

دخول غیرسے مانع نہیں ہوگی۔اورا گراخص ہوتو پھر جامع نہیں رہے گی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے تعریف میں اخص کا لفظ استعال کیا ہے جس کی وجہ ہے آپ کی تعریف جامع ندر ہیں۔اس لئے کہ پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ اخص وہ کلی ہے جوبعض پر صادق آ ہے اور بعض پرصاوق نہآ ئے تواس سے جزئی حقیق نکل میا۔

جسے اب: جواب بیددیتے ہیں کہ یہاں پر بیاخص نہیں ہے بلکہاعم ہےاس سے جو پہلے معلوم میں ساتہ ا

سرال: کہ جب اس کا مرجع اخص کو بنا ئیں گے تو پھران کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی : بند سے

جواب: - یہاں پراگر چیمطابقی طور پر ثابت نہیں ہوگی ۔ کیکن التزامی طور پر ثابت ہوگی دہ اس طرح کہ جزنی حقیقی تو جزئی اضافی ہوگی کیکن جزئی اضافی تو جزئی حقیقی نہیں ہوگی۔

وجرتسمیہ۔ کہ جزئی حقیقی کوحقیقی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی ذات اس سے جزئیت ہونے کا تقاضا کرتی ہے اور جزئی اضافی کواضافی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی ذات کو تقاضانہیں کرتی اس کے

جزئيت ہونے كا ـ بلكه وه او بروال كل كى بنسب جزئى ہوتى ہے ـ

﴿ کلیات خمس ﴾ ∞

والكليات خمس الاول الجنس ــــ الخ

دبط بسا میں: منطقیوں کا اصل مقصود تصورات میں قول شارح کو بیان کرنا تھا لیکن اس سے بہلے اشیاء موقوف علیہ میں بہلے اشیاء موقوف علیہ میں سے آخری شکی کلیات شمس کا بیان ہوگا۔ سے آخری شکی کلیات شمس کا بیان ہوگا۔

الكليات خمس يرتر كيبى اعتراض بوتا بـ

: سوال: الكايات مبتداء مونث ہاور تمس خر فدكر ہاور صابط ريہ ب كمبتداء خبر كے درميان تذكيرتانيك ميں مطابقت ہوتی ہے بہال مطابقت نہيں ہے۔

: جسواب: جس سے پہلے ایک ضابطہ جان لیں۔اساءعد و تین سے لے کروں تک ہمیشہ اپنے معدود کے خلاف آتے ہیں اگر معدود فد کر ہے تو اساء عدد مونث اور اگر معدود مونث ہوتو اساء عدد

مُرَجِيحِ ثَلْثَةً رَجَالَ۔ ثُلَثُ نسوة۔

: جواب: کلیات هنیقة جمع مونث نبیس بلکه بیر مفرد فد کری جمع ہاس لئے اس کامفرد کلی ہے اور خبر بنانے میں لفظ کلی مفرد کی رعایت کی گئی ہے تو مطابقت ہوگئی که دونوں فد کر ہوئے اور لفظوں میں چونکہ مونث ہے اس لیے اسم عدد کو فد کر لائے۔

المصلط : کلیات چونکہ جمع ہے لفظ کلی کو لفظ کلی (مفرد) کی رعایت کرتے ہوئے خبر مذکر لائے اوراسم عدد لانے میں الکلیات مونث کی رعایت کی ہے۔

سوال: آپنے کہا کلیات جمع کلی کے ہواور کلی مفرد مذکر ہے تو مفرد مذکر کی جمع الفتاء کے ساتھ کیسے لائے ہیں۔

شرح

عمل المساحة عنها والكليات خمس: الى الكليات التى لها افراد بحسب نفس الأمر في المذهب او الخارج مستحصرة في خمسة انواع واما الكليات الفرضية التى المسمداق لها خارجا والاذهنا فلا يتعلق بالبحث عنها غرض يتعد به ثم الكلي اذانسب الى افراده المحققة في نفس الامر فاما ان يكون عين حقيقة تلك الافراد وهبو السوع او جزء حقيقتها فان كان تمام المشتر كه بين شئي منها وبين بعض اخر فهنو الجنس والا فهو الفصل ويقال لهذه الثلاثة ذاتيات او خارجا عنها ويقال له العرضي فاما ان يختص بافراد حقيقة واحدة او لا يختص فالاول هبو الخاصة والشاني هبو العرض العام فهذا دليل انحصار الكلي في

نه وجه مه العنی جن کلیات کے افراد نفس الا مرمیں ہیں۔خواہ ذبن میں متحقق ہوں یا خارج میں وہ کلیات پانچ قسموں میں منحصر ہیں۔اور بہر حال وہ فرضی کلیات جن کے افراد نفس الا مرمیں متحقق نہیں نہ خارج میں نہ ذہن میں ان سے بحث کرنے کے ساتھ کسی معتد بہغرض کا تعلق۔ پھر کلی جب منسوب ہوا ہے ان افراد کی طرف جونفس الامر میں حقق ہیں۔ تو وہ کلی یا تو ان افراد کی عین حقیقت ہوگی۔ اور یہی کلی نوع ہے۔ یا ان افراد کی حقیقت کی جزء ہوگی۔ سواگر وہ کلی تمام مشترک ہوا ہے بعض افراد اور دوسرے بعض کے مابین تو وہ کلی جنس ہے۔ در نہ وہ کلی فصل ہے۔ اور ان تنیوں (نوع جنس فصل) کو ذا ت کہا جاتا ہے۔ یا کلی افراد کی حقیقت سے خارج ہوگی۔ اور الی کلی کوعرضی کہا جاتا ہے۔ یا کلی افراد کی حقیقت سے خارج ہوگی۔ اور الی کلی کوعرضی کہا جاتا ہے۔ یا کلی افراد کے ساتھ مخصوص ہوتو وہ کلی خاصہ ہے۔ اور اگرایک حقیقت کے افراد کے ساتھ مخصوص ہوتو وہ کلی خاصہ ہے۔ کلیات کے خاصہ ہے۔ اور اگرایک حقیقت کے اور اگرایک حقیقت کے افراد کے ساتھ مخصوص ہوتو وہ کلی ہوتو ہوگی عرض عام ہے۔ کلیات کے خاصہ ہے۔ اور اگرایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خصوص نہ وہ تو وہ کلی عرض عام ہے۔ کلیات کے باغ جاتا ہے۔ یا خی دلیل حصر بہی ہے۔

: مود الكيات: اس قول مين دوباتين شارح في بيان كي مين -

پہلی بات۔شارح نے ان اقسام کے مقسم کی وضاحت کی ہے۔اوراس مقسم جانے سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے وہ تمہیدی بات سے ہے کہ کلیات کی دوشتمیں ہیں۔(۱) کلیات لفس الامریہ۔(۲) کلمات فرضیہ

کلیات نفس الامریه _ وهکلیات ہوتی ہیں کہ جن کا وجودیا تو خارج میں ہویاذ ہن میں ہو _

کلیات فرضیہ۔ وہ کلیات ہوتی ہیں کہ جن کا وجود نہ تو خارج میں ہوتا ہے اور نہ ہی ذہن میں تو شارح کہتا ہے کلیات سے مرادوہ کلیات ہیں جن کے افراد نفس الا مرکا مطلب سے ہے کہ اس کے افراد ذہن میں یا خارج میں موجود ہوں ان دونوں قسموں کونفس الا مرکا مطلب سے ہے کہ اس کے افراد ذہن میں یا خارج میں موجود ہوں ان دونوں قسموں کونفس الا مرکتے ہیں جیسے قمراور مشس ان کا صرف ایک فر دخارج پایا گیا! بران کے افراد کا پایا جا تا ممکن ہے اور انسان بیکی ہے اس کے افراد کا فیرہ و خارج میں پائے جاتے ہیں جیسے زید عمر بحراور وہ کلیات فرضیہ جن کے افراد نفس الا مرمیں موجود نہ ہوں تو ان سے بحث نہیں ہے۔

دوسری بات مشارح نے ان کلیات کی اقسام کی وجہ تھر بیان کی ہے ان کی وجہ حصر سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے وہ تمہیدی بات یہ ہے تمام مشترک اس جزءاعلی کو کہتے ہیں جس

ہے بدی کوئی چیزمشترک نہ نکالی جاسکے پھر عالی جو کلی تمام مشترک ہوگی اس کوجنس کہتے ہیں۔ کلیات کی پانچ قشمیں ہیں (ا)جنس (۲) نوع (۳) نصل (۴) خامبہ (۵) عرض عام۔ مہلی تین کلی جنس ،نوع بصل ان کوذا ت کہا جاتا ہے۔اور آخری دوکلیاں خاصہ اور عرض عام ان كوعرضيات كهاجاتا ب باقى ربى بدبات كهمنا طقدان كليات خمسكواس ترتيب كيما تعديول بیان کرتے ہیں۔اس کی وجہ رہے کہ ذا سے کا مرتبہ عرضیات سے مقدم ہے اس لئے ذا سے کوعرضیات پرمقدم کیا جاتا ہے پھر ذا ت میں جنس کواس لئے مقدم کیا جاتا ہے کہ بیاعم ہے اوراقهم ہے۔ باقی رہی ہے بات کہ جس کے بعدنوع کو کیوں ذکر کیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح جنس ما هو کے جواب میں واقع ہوتی ہے ای طرح نوع بھی ما هو کے جواب میں واقع ہوتی ہاس مناسبت کی وجہ سے جنس کے بعدنوع کوذکر کردیا ہے۔ اور ذا ت میں سے باتی فصل کلی رو گئ اس کے بعداس کوذ کر کردیا ہے اور عرضیات میں خاصہ کوعرض عام پر کیوں مقدم کیا گیا ہے۔(حالا تکہ علت فرکورہ کیجہ سے تو مؤخر کرنا جاسے تھا) اس کی دچہ ہے کہ خاصہ کونسل کے ساتھ مناسبت کہ جس طرح فعمل اتی شسنسی کے جواب میں واقع ہوتا ہے اس طرح خاص بھی ای مسنعی کے جواب میں واقع ہوتا ہے کینان میں فرق ہے کفعل ای شستى هو فى ذاته كے جواب يل واقع بوتا بهاورخاصداى شستى هو فى عوضه ك جواب میں واقع ہوتا ہے لہذا جب خاصہ کو فصل کے ساتھ مناسبت ۔ تو خاصہ کو فصل کے ساتھ ذكركرديا اورباقي في محى عرض عام اس كوخاصه كے بعد ذكركرديا ميا۔

وجه حصود کلی تین حال سے خالی ہیں اپنے افراد کی عین حقیقت ہوگی یا جز وہوگی یا اپنے افراد کی عین حقیقت ہوتو یہ ماول ہے جس کونوع افراد کی حین حقیقت ہوتو یہ ماول ہے جس کونوع کہ جہتے ہیں جیسے انسان زید عمر بکر کے لیے نوع ہے۔اورا گراپنے افراد کی حقیقت کا جز وہوتو پھر دو حال سے خالی ہیں۔ جز وتمام مشترک ہوگی یا جز ومیتز ہوگی۔اگر جز وتمام مشترک ہوتو یہ تم خانی سے اس کو جس کہتے ہیں جیسے حیوان فرس انسان وغیرہ کے لیے جن ہے۔ادرا گر جز ومیتز ہوتو یہ تم

ٹالٹ ہے جس کونصل کہتے ہیں جیسے ناطق انسان کے لیے فصل ہے اور اگر کلی اپنے افراد کی حقیقت کے افراد کو عارض حقیقت سے فارج ہو پھرید دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ کلی ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ کو ہوگی یا عقیف حقائق کے افراد کے ساتھ کو عارض ہوگی یا عقیفت نے افراد کے ساتھ کو عارض ہوگی نے افراد کے عارض ہوگی تھیں عارض ہوگی تھیں اور اگر عقیقت الحقائق کے افراد کو عارض ہوتو ہے ماض ہوتو ہے ماض ہے جس کوخ احد ہیں۔

جنس کی تعریف میں چونکہ تمام مشترک کالفظ آیا ہے اب ہم آپکوتمام مشترک کامعنی بتلاتے ہیں۔
تعام مصفوی : کلی مشترک (جنس) کم از کم دوفرد کے درمیان ہوگی (حیوان فرس ادرانسان
کے درمیان مشترک ہے) ادرجنس دوفرد کے درمیان کلی مشترک ہوگی ان دوفرد کے درمیان ایک
چیز مشترک نکالیں کے ادر یہ چیز مشترک دوحال سے خالی نہیں یا وہ مشترک چیز ان کونکالا ادر یہ
حیوان تمام مشترک کا عین ہے حیوان کا معنی ہوتا ہے جسم نامی حساس متحرک بالا رادہ۔ اورجسم
نامی۔ ادرجسم مطلق۔ اور جو ہر فرس ادرانسان کے لیے جز وتمام مشترک ہے۔

المحاصل: تمام مشترک اس جز واعلی کو کہتے ہیں جس سے بدی کوئی چیز مشترک نہ تکا لی جاسکے پھر عالی جوکلی تمام مشترک ہوگی اس کوجنس کہتے ہیں۔

جنس کی دونسمیں هیں: (۱)جنٰں قریب(۲)جنٰں اِحِیر۔

جنس متریب: جنس دوافراد کے درمیان جنس اصلی ہوگی اس کوجنس قریب کہیں گے مثلاً انسان اور فرس کے درمیان حیوان جنس اصلی ہے تو حیوان کوجنس قریب کہیں گے اور ایسے انسان اور چر کے درمیان جسم نا می جنس اصلی ہے جسم نا می کوجنس قریب اور ایسے انسان اور پھر کے درمیان جسم مطلق جنس اصلی ہے۔

جنس ہمید: جنس افراد کے درمیان جنس اصلی نہیں ہوگی اس کوجنس بعید کہیں ہے جیسے انسان اور فرس کے درمیان جسم نا می جنس اصلی نہیں بلکہ مجازی ہے اس لیے جسم نامی انسان اور فرس کے لیے جنس بعید ہوگا۔

: تود: الاول الجنس - كليات خسد من عيل كل جن كابيان-

جنس کی تعریف: و هو المقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جو اب ماهو . جنس وه کلی ہے جوالیے کیر افراد پر بولی جائے جن کی حقیقت مختلف ہو ماهو کے جواب میں وه کلی ہے جو محمول ہوا یسے کیرین پر جو کہ مختلف الحقائق ہواور ماهو کے جواب میں ۔ تحریف میں چونکہ فوائد قیود ہوتے ہیں اس کے لیے فوائد قیودیہ ہیں۔

مدواند میدود: کسلس کہلی قید ہے اس سے جزئی خارج ہوگئ ۔اوردوسری قید صدق علی کثیرین ہے۔اس قید سے کلیات فرضیہ (لاشک) وغیرہ خارج ہوگئیں کیونکہ کلیات فرضیہ خارج میں کسی فرد پر تچی نہیں آتی ۔ اور تیسری قید ختلفۃ الحقائق ہے اس سے نوع خارج ہوگئی کیونکہ نوع اگر چہ کشر افراد پر سچاآتا ہے لیکن اس کی حقیقت مختلف نہیں ہوتی حقیقت ایک ہوتی ہے۔

اور چو قید فی جواب ما هو ہے اس کا فائدہ یہ کہ اس سے خاصہ اور عرض عام خارج ہو گئے کیونکہ خاصہ ما هو کے جواب میں واقع نہیں ہوتا بلکہ ای شکی کے جواب میں واقع ہوتا ہے اور عرض عام کسی کے جواب میں واقع نہیں ہوتا۔

﴿ بحث ماهو ﴾

ظيله: في جواب ماهو: اعلم ان ما هو سوال عن تمام الحقيقة فان اقتصر في السوال على ذكر امر واحد كان السوال عن تمام الماهية المختصة به فيقع النوع في الجواب ان كان المذكور امر شخصيا او الحد التام ان كان المدذكور حقيقة كلية وان جمع في السوال بين امور كان السوال عن تمام الماهية المشتر كه بين تلك الامور ثم تلك الاموران كانت متفقة الحقيقة كان السوال عن تمام الماهية المتحدة في تلك الامور فيقع النوع ايضا السوال عن تمام الماهية المتحدة في تلك الامور فيقع النوع ايضا في الجواب وان كانت مختلفة المحتيقة كان السوال عن تمام الحقيقة المشترك المشتركة بين تلك الحقائق المختلفة وقد عرفت ان تمام الذاتي المشترك بين الحقائق المختلفة هو الجنس في الجواب فالجنس لا بد له.

ذلك الجنس فان كان مع ذلك جوابا عن الماهية وعن كل واحدة من

الماهيات المختلفة المشاركة لهافى ذلك الجنس فالجنس قريب كالحيوان

حيث يقع جوابها للسوال عن الانسان وعن كل منا يشاركه في المناهية

الحيوانية وان لم يقع جوابا عن الماهية وعن كل مانشاركها في ذلك الجنس

فبعيد كالجسم حيث يقع جوابا عن السوال بالانسان والحجر ولا يقع جوابا

عن السوال بالانسان والشجر والفرس مثلا.

ترجمه : جان لے بینک ماہوتمام حقیقت سے سوال ہے۔ پس اگر سوال میں امروا حدے ذکر پر اکتفاء ہوتو سوال اس تمام ماہیت سے ہوگا۔ جواس امر واحد کے ساتھ مختص ہے۔لہذا جواب میں نوع واقع ہوگی ۔اگرسوال میں ایک امرشخصی ندکور ہویا جواب میں حدتام واقع ہوگی اگرسوال میں ایک حقیقت کلید مذکور ہواورا گرسوال میں چندامور جمع کئے جائیں تو سوال اس ماہیت کے تمام ہے ہوگا۔ جوان امور کے مابین مشترک ہے۔ پھر پیاموراگر متفقۃ الحقیقۃ ہو۔ تو سوال اس ماہیت کے تمام سے ہوگا۔ جوان امور میں متحد دمتفق ہے۔لہذا جواب میں اب بھی نوع واقع ہوگی۔اور اگر وہ امور ختلفۃ الحقیقۃ ہوں تو سوال تمام حقیقۃ سے ہوگا۔ جومشترک ہوان مختلف حقیقتوں کے ورمیان اورتونے بہلے بھیان لیا ہے کہ وہ ذاتی جومختلف حقیقتوں کے درمیان تمام مشترک ہے۔ وہ جنس 'ہے۔لہذا جواب میں جنس واقع ہوگی۔ پس جنس کا جواب میں واقع وہونا ضروری ہے۔ ماہیت معینہ اور بعض ان حقائق مختلفہ کے سوال پر جواسی ماہیت معینہ کے شریک ہیں۔اس جنس میں پس اگریہی جنس جواب میں واقع ہواس ماہیت معینہ کے سوال اور ہراس ماہیت کے سوال پر جو ماہیت مشارک ہے۔ ماہیت معینہ کے اس جنس میں تو جنس قریب ہے۔جیسے حیوان کیونکہ ماہیت انسان کے ساتھ حیوامیۃ میں جتنی ماہیات اس ماہیت معینہ کے ساتھ اس جنس میں مشارک ہیں۔ان ماہیات سے ہرایک کو ماہیت معینہ کے ساتھ ملا کر سوال کرنے کی صورت میں جواب میں وہ جنس محمول نہ ہونؤ جنس بعید ہے۔ جیسے جسم کیونکہ انسان اور حجر کوملا کر سوال کرنے کی صورت میں یہی جسم واقع ہوتا ہے۔اورانسان اور شجراور فرس کرملا کرسوال کرنے کی صورت میں جواب

میں جسم واقع نہیں ہوتا ہے۔

واعلم أن ما هو سوال.....

ف فده ر خارجی) اور جہال طلب ہو وہاں تین چیزیں ظاہر ہوئی ہیں (۱) طالب (۲) مطلوب (۳) آلہ طلب بہلے دونوں چونکہ ظاہر تھے کہ طالب انسان ہے اور مطلوب جمہول تصوری ہے

اور مجہول تصدیقی ہے البتہ تیسری چیز میں خفا تھا یعنی آلد طلب کیا چیز ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ آلہ طلب ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے تصور و تصدیق کو حاصل کیا جائے جس کا نام

مطلب رکھا جاتا ہے بیمطلب بکسرہ میم اسم آلیکا صیغہ ہے لیمی آلہ طلب۔

ف نده ۱۰ مطالب کی دوشمیں ہیں۔ (۱) اصول (۲) فروع: یہاں پراصول مطالب بیان کر رہے ہمیں کہ اصول مطالب چار ہیں (۱) منا (۲) اتی (۳) هل (۴) لیم جن میں سے پہلے دو طلب تصور کے لئے اور آخری دوطلب تصدیق کے لئے ہیں اس سے یہ قاعدہ منہوم ہوگا کہ

تصورات کوحاصل کیا جائے گاما اورای کے ذریعے سے اور تقید بقات کوحاصل کیا جائے گاھل اور

لهم کے ذریعے۔

ف نده ؟ : جب بھی سائل سوال کرے گاوہ دوحال ہے خالی نہیں ہے تصور مجبول کے بارے میں سوال کرے گا تھا۔ اس کی سوال کرے آواس کی سوال کرے آواس کی بارے میں ہول کے بارے سوال کرے آواس کی بحث منطق کی بڑی کتا بول سلم العلوم وغیرہ میں آئے گی۔ یہاں ہم صرف تصور مجبول کے بارے میں جوسوال ہوتا ہے اس کو بیان کرتے ہیں۔ (مزید تفصیل بدرائعی مشرح سلم العلوم میں دیکھئے)

فاندہ ۳: جب بھی کوئی سائل سوال کرتا ہے اس کی ضرور کوئی غرض ہوتی ہے جب مخاطب کوسائل کے سوال کی غرض معلوم ہوجائے تواس کے لیے جواب دینا آسان ہوجا تا ہے۔

۔ ان دونوں آلوں میں ما۔اورای اصل ہیں اب سمجھنا یہ ہے کداگر ماھو سے سوال ہوتو اس کی کیا

غرض اور جب ای شک ہے سوال ہوتو اس کی کیا غرض ہے۔ پہلے ماھوکی غرض معلوم کریں۔

اصطلاح ما هو: ماموسے سوال می غوض: جب کوئی سائل ما هو کے ذریعے کی ماصیت کے بارے میں سوال کرے تو سوال دوحال سے خالی نہیں کہ ما هو کے ذریعے گئی کا ماصیت کے بارے میں سوال کرے گا یا اشیائے کثیرہ کے بارے میں سوال کرے گا۔ اگر امر واحد دوحال سے خالی نہیں جزئی ہوگی یا گئی۔ واحد کے بارے میں سوال کرے تو پھریدا مرواحد دوحال سے خالی نہیں جزئی ہوگی یا گئی۔ اورا گراشیائے کثیرہ امورکثیرہ کے بارے میں سوال کرے تو پھرید دوحال سے خالی نہیں بیاشیاء معنقة الحقیقت ہوں گی یا ختلفہ الحقیقت تو بہر حال جارصور تیں ہوگئیں۔

پھلسی صورت: کرمائل ما هو کے ذریعے امرواحد جزئی کے بارے میں سوال کرے تو جواب میں نوع واقع ہوگی اس لئے کہ سائل کا مقصوداس جزئی کی تمام ماھیت مختصہ پوچھنا ہوتی ہے اور ماھیت مختصہ فقل نوع ہے زید ماھو کے جواب میں انسان پیش کیا جائیگا۔

دوسری صورت: سائل ماہو کے ذریعے امر داحد کلی کے بارے میں سوال کرے تو جواب میں حد تام داقع ہوگی اس لئے کہ اس کا مقصود بھی اس کلی کی تمام ماھیت پوچھنا ہے ادر تمام ماھیت حد تام ہوتی ہے الانسان ماہو کے جواب میں حیوان ناطق آئے گا۔

تسسری صورت: سائل ماهو کے ذریعے اشیائے کشیرہ معنقۃ الحقائق کے بارے میں سوال کرے تو اس کے جواب میں بھی نوع واقع ہوگی اس لئے سائل کا مقصودان اشیائے کشیرہ کی ماھیت مختصدا ورتمام ماھیت کو پوچھنا ہوتا ہے اورتمام ماھیت وہ نوع ہے ذید و عصرو و بکر ما هم توجواب میں انسان آئے گا۔

مناندہ: جنس کے افراد کلی ہوتے ہیں حیوان جنس ہے اورا سکے افراد انسان فرس عم بقر ہیں اور بیہ افراد کلی ہیں اورنوع کے افراد جزئی ہوتے ہیں انسان نوع ہے اس کے افراد زید عمرو۔ بمروغیرہ ہیں جو کہ جزئی ہے۔

جنس قریب کی تعریف: جنس قریب ایی جنس کو کہا جاتا ہے جو اہیت اور مشارکات جنسیہ میں سے ہر ہر مشارک کے جواب میں واقع ہو مثلاً ماصیت انسان کے ساتھ حیوان میں شریک تمام افراد کو ملا کر سوال کیا جائے یا بعض کو ملا کر سوال کیا جائے ماھو کے ذریعہ تو ہر حال کے اندر جواب میں جنس حیوان آتا ہے تو بید حیوان جنس قریب ہے الانسان و الفوس ما تو جواب میں حیوان آئے گا اور الانسان والفوس و المحماد و البقر وغیرہ جمج شرکاء حیوان کے کو ملا کر میں تو تب بھی جواب میں جیوان آتا ہے تولید احیوان انسان وغیرہ کیلئے جنس قریب ہے۔

جسنس بعید کی تعویف: جنس بعیدالی جنس کوکہا جاتا ہے جو ماهیت اور مشارکت جنسیہ میں سے ہر ہر مشارک کے جواب میں واقع نہ ہو۔ بلکہ بعض مشارکات کے جواب میں واقع ہو اور بلکہ بعض مشارکات کے جواب میں واقع نہ ہو مثلاً ماهیت انسان کے ساتھ افلاک، شجر، حجر کو ملا کر سوال کر یں تو جواب میں جسم آتا ہے او اگر انسان کے ساتھ اس جسم میں بعض شرکاء مثلاً فرس حمار وغیرہ ملا کر سوال کیا جائے تو جواب میں حیوان آتا ہے تو معلوم ہوا کہ جسم انسان کیلئے جنس بعید سے ۔

سوال: ہوتا ہے کہ جنس قریب کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے اور جنس بعید کی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں ہے۔ اس لئے کہ جسم نامی پر جنس قریب کی تعریف صادق آرہی ہے۔ کہ جنس قریب کی تعریف آپ نے یہ کی ہے کہ جن بعض کو یا تمام کو کیکر سوال کریں تو جواب میں وہ می جنس واقع ہوتو جب زید فرس اور شجر کو کیکر ماھم کے ساتھ سوال کریں تو جواب میں جسم نامی واقع ہوتا ہے۔ اور جب زید اور شجر کو کیکر ماھا کے ساتھ سوال کریں تو جواب میں جسم نامی واقع

ہوگا توبیجنس بعید ہےاس پرجنس قریب کی تعریف صادق آرہی ہے۔

جواب: جواب کوشی سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جانتا ضروری ہے کہ کل دوشم پر ہے افرادی

اورکل مجموعی کل افرادی: وہ ہوتا ہے جو ہر ہر فرد پر علیحدہ صادق آئے۔

کل مجموعی: وہ ہوتا ہے جواپے تمام افراد کے مجموعے پرصادق آئے۔اب جواب یہ بے گاکہ ہماری مرادکل افرادی ہے تو یہاں جب انسان اور غنم کے ساتھ شجر کو ملائیں تو تب جسم نامی واقع ہوتا ہے لیکن جب ہوتا ہے ادراسی طرح جب انسان کے ساتھ شجر کو ملائیں تو تب بھی جسم نامی واقع ہوتا ہے حالانکہ کل انسان کے ساتھ فرس کو ملائیں تو جسم نامی واقع نہیں ہوتا بلکہ حیوان واقع ہوتا ہے حالانکہ کل افرادی وہ ہوتا ہے جو ہر ہر فرد برصادق آئے۔

﴿ بعث نوع ﴾

: موله: المثانى المنوع كليات خمد من عدوسرى كلي نوع كابيان ـ

نوع کی تعریف: کیلی مقول علی کثیرین متفقین بالحقائق فی جواب ماهو ۔

نوع دہ کلی ذاتی ہے جوالیے کیرافراد پر بولی جائے جن کی حقیقت ایک ہو ماهو کے جواب میں۔
عنواند هیدد:: ہرتعریف میں ایک جزء عام ہوتی ہے اور دوسری خاص ۔ جزء عام میں اشتراک
ہوتا ہے جومعر ف اور غیر معر ف کو شامل ہوتی ہے اور جزء خاص میں شخصیص ہوتی ہے جس سے
معر ف کے ماسوا خارج ہوجاتا ہے۔ اس تعریف میں ایک جنس ہے اور تین فصلیں ہیں۔ لفظ کل
جنس ہے اور جزء عام ہے جو کہ تمام کلیات کو شامل ہوتی ہے جس سے جنس خارج اور تی جواب ماهو
ہے۔ اس سے کلیات فرضیہ خارج اور شفقین فصل ٹانی ہے جس سے جنس خارج اور فی جواب ماهو
فصل ٹالٹ ہے جس سے فصل خاصہ اور عرض عام خارج ہوگئے۔

نوت: نوع کی تعریف واضح اس لیے شارح یز دی نے اس کی کوئی تشریح نہیں گی۔

: قوك : الماهية المقول عليها وعلى غيرها الجنس أي الماهية القمول في

جواب سا هـو فلا يكون الاكلياذاتيا لما تحته لا جزئياولا عرضيا فالشخص

كتذيد والصنف كالرومي مثلا خارجان عنها فالنوع الاضافي دائها اماان يكون

نوعها حقيقيا مندرجا تحت جنس كالانسان تحت الحيوان واما جنسا مندرجا

تحت جنس آخير كالبحيوان تحت الجسم النامي ففي الاول يتصادق النوع

التحقيقي والاضافي وفي الثاني يوجد الاضافي بدون الحقيقي ويجوز ايضا

تحقق الحقيقي والأضافي فيما اذا كان النوع بسيطا لاجز، له حتى يكون

جـنســا وقـد مثـل بـالـنقطة وفيه مناقشة وبالجملة فالنسبة بينهما العموم من

وجه.

ا کرنا جاہتے ہیں۔

ترجمہ بینی ماہو کے جواب میں محمول ہونے والی ماہیت (جس کے افر ادھ فقۃ الحقائق ہوں) وہ اپنے ماتحت افراد کے لیے صرف کلی ذاتی ہوتی ہے نہ کہ جزئی اور نہ ہی عرض ۔ پس شخص (کی مثال) جیسے زید اور صنف جیسے رومی بید دنوں اس ماہیت سے خارج ہیں جس کونوع کہا جاتا ہے۔
پس نوع اضافی ہمیشہ یا تو الی نوع حقیق ہوتی ہے۔ جو کسی جنس کے ماتحت داخل ہو جیسے انسان نوع حقیق سے ہے جو حیوان جنس کے ماتحت داخل ہو جیسے انسان خوع حقیق سے ہوتی والی جو ایک اور علی ہوتی ہے جو ایک اور جنس کے ماتحت داخل ہو جیسے انسان مجنس کے ماتحت داخل ہو جیسے حیوان جسم نامی کے تحت داخل ہے۔ سوپہلی صورت میں نوع حقیق اور نوع اضافی ایک ساتھ دونوں صادت آگئی گی۔ اور ٹانی صورت میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ نوع اسیط صادت آگے گی۔ نیز نوع حقیق نوع اضافی کے بغیر اس صورت میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ نوع اسیط موجس کی جزوبی نہ وہ اور تحقیق نوع اضافی کے بغیر اس صورت میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ نوع اسیط خلاصہ کلام یہ ہوجس کی جزوبی نہ وہ اور توعیق اور نوع اضافی کے مابین عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوجی خات مالے مالی کی تعریف بیان

نوع اضلفی: هو المهاهیة المقول علیها وعلی غیرها الجنس فی جواب ماهور مرده است جس کساته دوسری است کو ملا کرم اهما ک در یع سوال کیا جائے توجواب میں جنس واقع ہوائی کونوع اضافی کہیں مے مثلاً انسان ایک ماہیت ہے اس کے ساتھ دوسری ماہیت فرس کو ملا کر سوال کیا جائے توجواب میں حیوان آئے گا مثلاً کہا جائے الانسسان والسف وس

ماهما توجواب میں حیوان آئے گا توانسان کونوع اضافی کہیں گے۔ای طرح سلسلہ آ مے جاتا جائے گا کہ حیوان کے ساتھ شجر کو ملا کرسوال کیا جائے تو جواب میں جسم نامی آئے گا تو حیوان نوع اضافي ہوگاا پسے آھےجسم مطلق نوع بن جائے گاادرالبتہ جو ہرجنس تو ہے کیکن نوع اضافی نہیں ہوگا کیونکہ اس کے جواب میں کوئی جنس نہیں آتی اس لئے کہاس کے او بر کوئی جنس ہے ہی نہیں ۔ فوائد قيود: الماهيد جن جوجيج كليات كوشامل بـ المقول عليها و على غيرها المبجنس _ يفصل اول باس سے ماصيات بسيله خارج ہوگئ كيونكه ان كيليجنس بي نہيں _اى طرح اجناس عالیہ بھی خارج ہوجا کیں گی اس لئے کہان کےاویرکوئی جنس نہیں نے۔اور فیسسی جواب ما هو بيفل نانى ب_اس سے خاصدا ورعرض عام خارج ہوجا كيں كے اور قولاً اولیامنصل الث ہے۔اس قیدسےصنف خارج موجائے گ۔ وجه تسمیه کیا هے ؟ نوع حقق کی وجه سمیدید این افراد کی تمام حقیقت بوتی ہے۔اس لیئے اس نوع کونوع حقیق کہا جاتا ہےاور نوع اصافی کی وجد سمید بیہ کاس کی نوعیت اینے مافوق اجناس کی طرف اضافت اورنسبت کیوجہ سے ہوتی ہے مثلاً حیوان بیجنس نامی كى طرف نسبت كے لحاظ سے نوع اضافى بنتى ہے اس كئے اس كونوع اضافى كہاجاتا ہے اور يدمعنى محازی ہے۔

وبینهما عموم من وجه سے ماتن توع حقیقی اوراضافی نوع کے درمیان نبست کو بیان کیا ہے نبست میں اختلاف ہے متقد مین اور متاخرین کا متقد مین کے نزدیک نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نبست ہوتو دہاں ووماد سے نکلتے ہیں۔ایک مادہ اجتماعی اور ایک افتراقی مادہ اجتماعی انسان کہ بینوع حقیقی بھی ہاور بینوع اضافی بھی ہے اور بینوع اضافی بھی ہے وہ اس طرح کہ جب اس کے ساتھ شجر کو ملا کیس تو جواب میں جسم نامی جو کہ جنس ہے واقع ہوگی۔ مادہ افتراتی جیسے حیوان بینوع اضافی تو ہے کیکن نوع حقیقی نہیں ہے۔ متاخرین کے نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے اور متاخرین کے نزدیک نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے اور

جہاں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوتو وہاں تین مادے نکلتے ہیں ایک اجماعی اور دوافتر اتی (۱) ماوہ اجماعی جیسے انسان بینوع حقیقی بھی ہے کیونکہ نوع حقیقی کی تعریف اس پر مچی آتی ہے اور

انسان نوع اضافی بھی ہے کیونکہ اس کے جواب جنس واقع ہوتی ہے۔

(۲) مادہ افتر اتی۔ پہلا مادہ افتر اتی جیسے حیوان نوع اضافی ہے کیونکہ اس کے جواب میں جسم نامی واقع ہوتی ہے جوجنس ہے کیکن حیوان نوع حقیقی نہیں کیونکہ نوع حقیقی متفق بالحقائق پر بولی جاتی

ہاور حیوان مختلف بالحقائق پر بولی جاتی ہے

(٣) دوسرا ماده افتراتی نقطه نوع حقیقی لیکن نوع اضافی نهیں۔ چونکه مصنف اور شارح کو ان کا خرجب پسند تھااس لیے ان کے مذھب کوذکر کیا۔ نقطہ کامعنی سمجھ لیس۔

اسکی تفصیل بیہ کہ چار چیزیں ہیں۔ (۱) جسم (۲) سطح (۳) خط (۴) نقطه جسم : کی تعریف ما لهٔ طول و عرض و عمق جس کے اندر تین چیزیں طول ،عرض عمق ہو

سطح: کی تعریف ما لهٔ طول و عوض و لاعمق جس کے اندردوچیزیں طول اورع ض ہو

خط: کی تعریف ما لهٔ طول لاعوض و لاعمق جس کے اندر صرف ایک چیز ہولیعنی طول۔ منطق نقط خط کے کنارے کو کہتے میں اور خط سطح کے کنارے کو کہتے

بیں اورجم کتے ہیں جس کے لیے طول عرض عمق ہوا ور منطقی حضرات ان کو یوں تعبیر کرتے ہیں النقطة طرف الحصد و الحصد ماله النقطة طرف الحصد و الحسم ماله

طول وعوض وعمق اس کی تفصیل آ گے آ رہی ہے مثال کتاب کا درق کا سفید حصہ جس پر لکھا جاتا ہے میسطح ہے اور جہال میہ جا کرختم ہوتا ہے اس کو خط کہتے ہیں اور خط کا کنارہ یعنی ورق کا کونہ

اس کونقط کہتے ہیں اب بینوع حقیق ہے کیونکہ بینقط کل ہے ہرورق کے کونے پرسچا آتا ہے اور بید متفق الحقیقت ہے (کیونکہ ہرورق کا کونہ ایک جیسا ہے) اب ورق کے کونے کی طرف اشارہ کرکے کہاجائے ہدالشنی ماہو توجواب میں المنقطہ آئے گا بینقلنوع حقیق ہے لیکن نوع

اضانی نہیں کیونکہ نوع اضافی کہتے ہیں ایک ماہیت مرکب کے ساتھ دوسری ماہیت کوملا کرسوال

کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہوا در نقطہ چونکہ ما ہیت بسیط ہے اس کے جواب جنس واقع نہیں ہوتی (کیونکہ جنس ما ہیت مرکبہ کے جواب میں واقع ہوتی ہے) لہذا نقطہ نوع حقیقی تو ہوالیکن نوع اضافی نہیں۔

و ہنیہ مناهشة . نوع اضافی کی تعریف پراعتراض وار دہور ہاتھا جس پہلے دوبا تیں سمجھ لیں پہلی ہات: نوع کے نیچے دوچیزیں ہوتی ہیں (۱) اصناف (۲) اشخاص بعنی جزئیات مثلاً انسان بینوع ہے اسکے نیچے اصناف ہیں۔ پاکستانی ہونا ملتانی ہونا حسن زئی ہونا وغیرہ اور اس کے نیچے اشخاص (جزئیات) زید عمرو کر وغیرہ ہوتے ہیں۔

حوسسوی بیات: صنف اورنوع کافرق نوع اس ماہیت کلی کو کہتے ہیں جو کہ مقید ہوقید ذاتی کے ساتھ جیسے انسان اس کی صنف وہ ماہیت ہے جومقید قیدعرضی کے ساتھ مثلا رومی لیعنی روم کار ہے والا انسان ۔

سوال: آپ نے جونوع اضافی کی تعریف کی بیددخول غیرے مانع نہیں ہے اس لیے کہ بیہ جزئی اور صنف پر صادق آتی ہے آپ نے نوع اضافی کی تعریف کی : وہ ماہیت جس کے ساتھ دوسری ماہیت ملا کر سوال کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہوصنف اور جزئی بھی الی ماہیت ہیں جن کے ساتھ دوسری ماہیت کو ملا کر سوال کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہوتی صنف کی مثال روی کے ساتھ دوسری ماہیت فرس ۔ الرومی والفو میں ماہما تو جواب حیوان آئے گا الحاصل تو صنف اور جزئی کونوع اضافی کہنا جائے تو صنف کی مثال تو صنف اور جزئی کونوع اضافی کہنا جا ہے حالانکہ کوئی منطقی بھی اس کا قائل نہیں۔

جواب اول: اس کے دوجواب ہیں۔ایک جواب شارح نے دیا ہے اور دوسر اخار تی ہے جو جو اب شارح نے دیا ہے اور دوسر اخار تی ہے جو جو اب شارح نے دیا ہے وہ میاری مرادنوع اضافی سے وہ ماہیت کلی ہے جو ماہو کے جواب میں واقع ہوتے ہیں اور صنف اور جزئی نہ نوع ہو سکے اور ماہو کی جواب میں نوع اور جنس صدتام واقع ہوتے ہیں اور صنف اور جزئی نہ نوع ہے نہ جنس اور نہ صدتام لیے دائر طیس ہیں ایک کلی ہواور دوسری شرط یہ کہ وہ ذاتی ہوتو کلی کی شرط سے جزئی نکل گئی اور ذاتی کی شرط سے صنف نکل گئی۔ یعنی صنف اور

جزئی مساھو کے جواب میں واقع نہیں ہو عتی جب مساھو کے جواب میں واقع نہیں ہو عتی نوع اضافی کیسے بن عتی ہیں۔

جواب ثانی:
اور ہماری مراد وقوع اولا اور ایک وقوع اولا اور ایک وقوع اولا اور ایک وقوع انیا۔
اور ہماری مراد وقوع اولی ہے جس کا مطلب سے ہے کہ جنس بغیر کسی کے واسطے کے واقع ہواور جزئی
اور صنف میں جنس واسطے کے ساتھ واقع ہوتی ہے وہ اس طرح کہ جزئی اپنی نوع کے واسطے سے واقعی ہوتی ہے۔
واقعی ہوتی ہے اور صنف بھی نوع کے واسطے سے واقعی ہوتی ہے۔

مالنوع الاضاف داخمافیه مناقشة : سے قاعدہ کلیے کابیان ہے کہ نوع اضافی یا تو حقیقاً نوع ہوگا جنس کے بنچ۔ اس کونوع اضافی اورنوع حقیق بھی کہیں گے مثلاً انسان یہ حقیقاً نوع ہوا کورکہ حقیقی بالحقائق ہے) تو بینوع حقیق ہوا اور چونکہ جنس حیوان کے بنچ ہا اس لیے نوع اضافی ہے۔ اورنوع اضافی حقیقاً نوع نہ ہو بلکہ جنس ہوا ور دوسری نوع کے تحت مندرج ہوتو بینوع اضافی ہونہ نوع حقیق کیونکہ جنس ہے مثلاً حیوان بینوع اضافی ہے ہم نای کے بنچ ہے ہوتو بینوع اضافی ہونہ نوع حقیق سے گا اورنوع سے مادہ افتر اتی ایک ہے اوراگرنوع بسیط ہے نوع حقیق ہے اورنوع اضافی نہیں کیونکہ مساهو کے اضافی نہیں ہوتا ہی مادہ افتر اتی دو ہے۔ جواب میں واقع نہیں ہوتا ہی مادہ افتر اتی دو ہے۔

پہلی تمہیدی بات۔اس کو جاننے سے پہلے دوتمہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے پہلی بات یہ ہے کہ ایک ہوتا ہے جسم ادرایک ہوتا ہے سطح اورایک ہوتا ہے خط اور ایک ہوتا ہے نقطہ۔جسم کی انتہا کوسطح کہتے ہیں اورسطح کی انتہا کوخط کہتے ہیں اور خط کی انتہا کونقطہ کہتے ہیں۔

دوسری تمہیدی بات۔ یہ ہے کہ جسم تین ابعاد میں تقسیم ہوتا ہے بعنی طول عرض اور عمق میں۔اور سطح طول اور عرض میں منقسم ہوتا ہے لیکن عمق میں منقسم نہیں ہوتی اور خط صرف طول میں تقسیم ہوتا ہے اور عرض اور عمق میں تقسیم نہیں ہوتا تو اس نطقے کی تعریف واضح ہوگئی۔ جوشار سے کررہے ہیں۔

: قلول : قل المنظمة : المنظمة طرف الخط والخط طرف السطح والسطح

طرف الجسم فالسطح غير منقسم في العبق والخط غير منقسم في العرض

والعمق والنطقة غير منقسمة فى الطول والعرض والعمق فهى عرض لا يقبل

التقسيمة اصبلا واذا ليم تقبل القسمة اصلا لم يكن لهاجز، فلا يكون لها جنس

وفييه نظير فنان هنذا يبدل عبلي انه لا جزء لها في الخارج والجنس ليس جزء

خارجيا بل هـ و مـن الأجـز. الـمقلية فجاز أن يكون للنقطة جز، عقلى وهو

جنس لها وان لم يكن لها جزء في الخارج .

دوجهد:خطی انتهاءنقطہ ہاورسطی کی انتهاءخط ہے۔اورجم کی انتهاءسطی ہے۔ پس سطی عمرائی میں منتسم نہیں ہوتی (کیونکہ سطے کے لیے گہرائی نہیں ہوتی) اورخط چوڑ ائی اور گہرائی میں منتسم نہیں ہوتی (کیونکہ خطے کے لیے گہرائی نہیں ہوتی) اور نقطہ چوڑ ائی لمبائی اور گہرائی میں منتسم نہیں ہوتا (کیونکہ خطے کے لیے چوڑ ائی اور گہرائی میں منتسم نہیں ہوتا (کیونکہ نقطہ کے لیے نہ چوڑ ائی ہوتی ہاور نہ لمبائی نہ گہرائی) پس نقطہ ایسا عرض ہے۔جو تقسیم کو بالکل قبول نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ اس کے لیے جزء نتسیم کو بالکل قبول نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ اس کے لیے جزء نہیں اس لیے اس کی جنس نہ ہوگی۔اور ماتن کے اس قول میں نظر ہے۔ کیونکہ ماتن کا قول تو اس بنیں اس لیے اس کی جنس نظر کے کیونکہ ماتن کا قول تو اس بات پر دال ہے کہ خارج میں نقطہ کی جز ونہیں حالا نکہ جنس خارجی جز ونہیں بلکہ وہ اجراس کی کوئی جزء خارجی نتی کہ نقطہ کے لیے ایسی جز وعقلی وہ جو اس کی جنس سے اگر چہ اس کی کوئی جزء خارجی نہیں ہے۔

نقط۔ هي عوض لايقبل القسمة اصلاً كه نقطه و عرض به كه جرتقسيم كو تبول نہيں كرتا بالكل۔اصلاً كامطلب بيہ كه نه طول ميں نه عمق اور نه ہى عرض ميں ۔ توجب بيقسيم كو تبول نہيں كرتا تواس كے ليے جربھى نہيں ہوگا اور جب جزئييں ہوگا تو پھراس كے ليے جنس بھى نہيں ہوگا۔ هنيه مناهشة: ماتن پراعتراض كيا تھا تو شارح نے صرف مناقشہ كے لفظ كوذكركيا ہے تو يہاں تين باتيں ہيں (۱) مناقشكا مطلب (۲) يہاں مناقشہ كيا ہے (۳) جواب مناقشہ۔ پہلى بات _مناقشكا مطلب _ تو مناقشہ كرے پڑے اعتراض كو كہتے ہيں ۔

دوسری بات _ یہاں مناقشہ کیا ہے اس کی دوتقریریں ہیں ایک تقریر شارح کرے گا آ گے قولہ میں اور سری تقریر خارجی ہے اس کا اور دسری تقریر خارجی ہے۔ وہ میہ ہے کہ آپ نے نوع حقیقی کی مثال میں نقطہ کو ذکر کیا ہے اس کا

وجود نہیں ہےا گرہم اس کے وجود کو مان لیں تو پھراس کونوع نہیں مانیں گےا گراس کونوع مانیں تو

پھراس کے افراد کوشفق الحقیقت نہیں مانیں گے اگر اس کوشفق الحقیقت مان لیس تو پھران اورنوع کی حققیت کوایک نہیں مانتے۔اگران کی حقیقت کو مان لیس تو پھر بسیط نہیں رہے گا کیونکہ بسیط کا

جزونيس بوتااوردوسرانقطى تعريف ميس كها بهاكه المنقطة هي عرض الايقبل القسمة

اصلاً کہ نقطہ وہ عرض ہے کہ جو تقسیم کو بالکل قبول نہیں کرتا۔ توبیجنس اور نصل سے مرکب ہے لہذا بسیط نہیں رہاتو آپ کا نقطے کونوع حقیقی کی مثال میں سے شار کرنا درست نہیں ہے۔

:جواب: بیمثال دی ہےاور مثال ممثل لدی وضاحت کے لیے ہوتی ہےنہ کہاس کو ثابت کرنے کے لیے۔ تو اگر آپ اس مثال کونہیں مانیں گے تو ہم دوسری مثال دیں گے یعنی وحدت اور

واجب الوجود كى لامناقشة في المثال _

مری بات مناقشہ کی تقریر کو بیان کیا ہے۔ دوسری بات مناقشہ کی تقریر کو بیان کیا ہے۔

دوسری بات ۔ اس میں شارح نے مناقشہ کی تقریر کی ہے کہ آپ نے کہا کہ نقطہ کا بغارج میں کوئی فردنہیں ہے توس کے خارجی افراد نہیں ہیں۔ لیکن عقل میں توکوئی افراد ہوں کے لہذا یہ بسیط نہیں رہامرکب ہوگیا اور دوسرا آپ نے اس کی تعریف کی المنقطة هی لا یقبل القسمة اصلاً تو تعریف میں جنس اور فصل ہوتی ہے اور یعقلی چیزیں ہیں لہذا نقطہ بسیط نہیں ہے بلکہ مرکب ہے تو تعریف میں جناب ورشتہ والا جواب ہے کہ بیمثال ہے اور مثال مشل لدی وضاحت اسکا ایک جواب و م گرشتہ والا جواب ہے کہ بیمثال ہے اور مثال مشل لدی وضاحت

دوسراجواب۔ یہ ہے کہ اس کے اجزائے خارجی اور اجزائے ذھنی میں کوئی ذاتی فرق نہیں ہے بلکہ فرق صرف اعتباری ہے قوجب اجزائے خارجی کی نفی کردی تواس سے اجزائے ذہنی کی بھی نفی ہوگئی۔ لہذا نقطہ بسیط ہے اور آپ کا اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔ (یہ جواب بھی خارج سے ہاس سے شارح تین اعتراضات کرنا چاہتے ہیں۔ معالان نقط کے بارے اختلاف ہے کہ بیخارج موجود ہے یانہیں جب نہ نقط کا خارج میں

کوئی وجوز نہیں تو بلکدا کی موجود ہے وہی چیز ہے تو آپ اس کونوع حقیق کیے کہتے ہیں۔

سوال: آپ نے جو نقطہ کو معفقة الحقائق کہاہے ریختلف الحقائق کیون نہیں ہوسکتا۔

سسسوال ۳: جب قد ماءمناطقه کے نز دیک نوع اضافی اورنوع حقیقی کے درمیان نسبت عموم

خصوص مطلق کی ہے ایک مادہ اجتماعی انسان ایک مادہ افتر اتی حیوان بینوع اضافی ہے نوع حقیقی آپ نے نقطہ ایک وہمی چیز کو لے کراس کونوع حقیقی کہد کرنوع اضافی اور حقیقی نسبت عموم

خصوص من وجه کی نسبت بنائی ہے۔

اس كى غرض توضيح متن ہے نقطہ خط كے كنارے كو كہتے ہيں اور خط طے كے كنارے كو اور سطح جسم كے كنارے كو اور سطح جسم ك كنارے كو كہتے ہيں عربي السجسم ماليه طول وعيوض وعمق السطح ماله طول وعيرض وليس له عمق الخط ماله طول وليس له عرض وعمق و النقطة ماليس

له طول وعوض وعمق اورنقطہ چونکہ بسیط ہے کوئی جزنہیں خارج میں ای وجہ سے اس کے لیے کوئی جنس نہیں۔

وفیه فظرانخ: شارح ایک اعتراض کردہے ہیں۔

سوال: آپ نے کہا نقطہ کی کوئی جزء خارج میں نہیں پائی جاتی اس لیے نقطہ کے لیے جنس نہیں

حالانکہ جنس امور خارجیہ میں سے نہیں امور ذھنیہ میں سے ہےاور نقطہ بھی امر ذھنی ہےاس لیے

نقط کے لیے جنس ہو عتی ہے جس طرح انسان کے لیے حیوان جنس ہے ذھن میں۔

جواب: جواب سے پہلے دوبا تیں جان کیں۔

پہلی بات: ایک ہوتی بشرطشکی (یعنی وجودی چیز کونم ط لگانا) ۲۔بشرط لاشک یعنی عدمی چیز کوشرط لگانا (۳)لابشرطشکی نیدد جودی کوشرط لگانا نہ عدمی کوشرط لگانا۔

دوسری بات: امور ذ هنیه اور امور خار جیه ایک ہوتے صرف اعتباری فرق ہے ایک دوسرے کو

لازم ہیں جو چیز خارج میں ہوگی وہ ذہن میں ہوگی اور جو چیز ذھن میں وہ خارج ہوگی۔جواب کا

حاصل نقطہ کو بشرط شکی کا اعتبار کیا جائے تو نقطہ کے لیے جزء خارج میں نہیں ہوگی اوراگر لا بشرط شکی کا اعتبار کیا جائے تو خارج میں جزء ہوگی۔اے معترض صاحب جب آپ نے بیرمان لیا ہے کہ اس کے لیے خارج میں کوئی جنس نہیں تو بیرمان لیزا ضروری ہوگا کہ اس کے لیے ذھن میں جنس

نه جو کیونکه میایک دوسرے کولازم ہیں۔

منتن كى تقرير

نم الاجناس قد تترتب الخاب ماتن اجناس اورانواع میں ترتیب کو بیان کررہے ہیں کہ اجناس میں ترتیب صعود فی ہے اور اس میں اجناس میں ترتیب صعود فی ہے اور اس میں جنس عالی کوجنس الا جناس کہتے ہیں۔اورانواع میں ترتیب نزولی ہے یعنی جس میں ترتی اعلی سے ادنی کی طرف ہوتی ہے۔اوراس میں نوع سافل کونوع الانواع کہتے ہیں۔اور جوان دونوں کے درمیان ہوان کومتوسطات کہتے ہیں۔

فوله: متصاعبة : بان يكون الترفي من الخاص الى العام وذلك لان جنس

الجنس اعم من الجنس وهكذا الى جنس لا جنس له فوقه وهو العالى وجنس

الاجناس كالجوهر .

جس کے او پرکوئی جنس نہیں اور بہی جنس جنس عالی اور جنس الا جناس ہے جیسے جو ہر۔

مقیصه عدة: اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں ایک بیہ بات کے صعود کا مطلب بتایا معامد میں میں کر منامہ ملب تا ہے میں میں کی میں

ہےاوردوسری بات کہ اجناس میں ترتیب صعودی کیوں ہے۔

کہلی بات صعود کا مطلب شارح نے یہ بیان کیا ہے کہ صعود کا مطلب یہ ہے کہ جس میں ترقی اونی سے اعلی کی طرف ہو یعنی خاص سے ترقی عام کی طرف ہو حیوان بیجنس سافل ہے اورجسم نامی

يه متوسط ہے اور جو ہرجنس الا جناس ہے۔

اجناس میں قوقیب کا بیان : اجناس کے اندر تین درجہ ہوتے ہیں۔(۱)جنس سافل (۲)جنس

متوسط (۳) جنس عالی ۔ جنس سافل وہ ہے جس کے پنچ کوئی جنس نہ ہو حیوان پیجنس سافل ہے ۔ کیونکہ حیوان کے پنچے کوئی جنس نہیں لیکن اس کے اور چنس ہے۔

جنس متوسط وہ ہے جس کے نیچ بھی جنس ہوا دیر بھی جنس ہو جسم نامی ادرجسم مطلق ہے جنس متوسط

ہیں کیونکہان کے او پرجنس جو ہراور ینچجنس حیوان موجود ہے۔

اور جنس عالی وہ ہے جس کے اوپر کوئی جنس نہ ہو کیکن نیچ جنس ہو جو ہر جنس عالی ہے کیونکہ اس کے اور جنس نہیں لیکن نیچ جنس ہے۔

: قوله : مَسْنَازِلَةُ: بان يكون التَّنزل مِن العام الي الخاص وذلك لأن نوع النوع

يكون اخص من النوع وهكذا الى نوع لانوع له تحته وهو السافل ونوع الانواع

فالأنسان

ترجمہ: نیچانرنے کی حالت میں ترتیب کی صورت عام سے خاص کی طرف تنزل کرنا ہے۔اور یہ اس کیے کہ نوع النوع سے اخص ہوتی ہے۔اور اس ملیے کہ نوع النوع سے اخص ہوتی ہے۔اور اس طرح بیتنزل اس نوع تک چلار ہے

گا۔جس کے نیچےکوئی نوع نہیں اوروہ نوع سافل اور نوع الانواع ہے جیسے انسان۔

منتذفة: اس قول مين شارح في دوبا تين بيان كيس مين-

ایک نزول کا مطلب بتایا ہے اور دوسراید کہ انواع میں تر تبیب نزولی کیوں ہوتی ہے۔

میلی بات _ نزول کا مطلب میہ ہے کہ جس میں ترقی اعلی سے ادنی کی طرف ہو یعنی ترقی عام سے

خاص کی طرف ہو جسم مطلق بینوع عالی ہے اور انسان نوع سائل اور نوع الانواع ہے۔

دوسری بات کے انواع میں ترتیب نزولی کیوں ہے تواس کی وجہ شارح نے یہ بیان کی ہے کہ جب

نوع کی نسبت کسی چیز کی طرف کی جائے تو نوع اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ میں اس کے تحت واقع ہوں اس لیے انواع میں تر نبیب نزولی ہے۔

اخواع كى قوقىب: اس كيهى تين درج بين نوع عالى نوع سافل نوع متوسط

نوع عالی وہ ہے جس کے او پر کوئی نوع نہ ہو جیسے جسم مطق اور نوع متوسط ۔حیوان ۔جسم نامی۔

ُنوع سافل جس کے پنچے کو کی نوع نہ ہو۔ انسان یا در کھیں انواع کی تر تیب چونکہ خصوص کا اعتبار

ہوتا ہے اس وجدنوع الانواع نوع سافل کو کہیں مے (کیونکدنوع سافل سب سے زیادہ اخص ہے) جس طرح اجناس کی ترتیب میں عموم کا اعتبار توجنس عالی کوجنس الاجناس کہتے ہیں۔ : قَرْكَ : " ومنا بينهما متوسطنات : اي منابين العالي والسافل في سلسلتي الانتواع والاجتناس تستمي متوسطات فهابين الجنس العالى والجنس السافل اجتناس متوسطة وما بين النوع العالى والنوع السافل انواع متوسطة هذا ان رجع التضميير التي مجرد العالي والسائل وان عاد الي الجنس العالي والنوع السافيل المبذكورين صريحا كان المعنى مابين الجنس العالي والنوع السافل متوسطات اماجنس متوسط فقط كالنوع العالى اونوع متوسط فقط كالجنس السافل او جنس متوسط ونوع متوسط معا كالجسم النامي ثم اعلم ان السمسنف لم يتعرض للجنس المفرد والنوع المفرد اما لان الكلام فنها يترتب والمفرد ليس داخلا في سلسلة الترتيب واما لعدم تيقن وجوده . ت و جدم العنى انواع واجناس كے دونوں سلسلوں میں عالی وسافل كے مابين جوانواع اجناس ہیں۔ان کا نام متوسطات رکھا جاتا ہے۔ پس جواجناس جنس عالی وسافل کے مابین ہیں۔ وہ اجناس متوسطہ ہیں۔اور جوانواع نوع عالی نوع سافل کے مابین ہیں۔وہ انواع متوسطہ ہیں۔ بیہ (مغہوم) ماہینہما کی خمیر فقط عالی وسافل کی طرف لوشنے کی صورت میں ہے۔ اور اگر ضمیراس جنس عالی اورنوع سافل کی طرف عائد ہو جو صراحة مذکور ہیں۔ تو معنی یہ ہو جائے گا۔ کہ جنس عالی اور نوع سافل کے درمیان متو سطات ہیں۔ یا فقط جنس متوسط ہے۔نوع عالی یا فقط نوع متوسط ہیں جنس سافل یا ایک ہی ساتھ جنس متوسط اورنوع متوسط دونوں ہیں جسم نا می پھر جان لو کہ مصنف **"** جنس مفرداورنوع مفرد کے دریے نہیں ہوئے یا تواس لیے که تفتگواس چیز میں ہے جومرتب ہو اورنوع مفرداورجنس مفردتر تیب میں داخل نہیں اور پاان دونوں کا وجود بقینی نہ ہونے کی وجہ ہے۔ : متوله: ومنبينهما متوسطات اس ول ميل شارح في هاشمير كمرجع كوبيان كيا بـ ھاضمیر کے مرجع میں دواخمال ہیں۔اور ہراحمّال کےوفت اس کا مطلب **الگ ہوگا۔** بہلااحمال سے ہے کہ حاضمیر کا مرجع مطلق عالی اور سافل ہیں۔اس وقت اس کا مطلب سے ہوگا کہ

جنس عالی اورجنس سافل کے درمیان جواجناس ہیں وہ متوسط ہیں اورنوع عالی اورنوع سافل کے درمیان جتنی انواع ہیں وہ متوسطہ ہیں۔اوردوسرااحمال ہے ہے کہ هاضمیر کا مرجع جنس عالی اورنوع سافل کو بنائیں تو اس وقت اس کا مطلب ہے ہوگا کہ جنس عالی اورنوع سافل کے درمیان جتنی اجناس اور انواع ہیں تو یہ متوسطات ہیں۔تو اس وقت تین صورتیں نکلے گی بعض ایسی متوسطات ہوں گے جو صرف نوع ہوں ہوں گے جو صرف نوع ہوں محلوں گے کہ وہ صرف نوع ہوں کے ۔اوربعض متوسطات ایسی ہوں گے کہ وہ صرف نوع متوسط کے ۔اوربعض متوسطات ایسی ہوں گے کہ وہ نوع اورجنس دونوں ہوں گے ۔حیوان بینوع متوسط بھی ہے اورجنس مقسط تو جنس متوسط تو ہیں نوع متوسط ہیں ہے بلکہ نوع علی ہے۔

﴿ بحث ای شیٰ ﴾

: قوله: اي شئي: اعلم أن كلمة أي موضوعة في الأصل يطلب بها ما يميز الشئى عبها يشبار كه فيها اضيف اليه هذه الكلمة مثلا اذا ابصرت شيئا من بعسد وتبقنت انه حبوان لكن ترددت في انه هل هو انسان او فرس او غيرهما تقول ای حیوان منذا فیجاب عنه بها یخصصه ویمیزه عن مشار کاته فی البحيبوان اذا عبرفت هنذا فنشقبول اذا شلنا الانسان اي شئي هو في ذاته كان البهطلوب ذاتيا من ذاتيات الانسان يميزه عما يشار كه في الشيئية فيصح ان يجاب بانه حيوان ناطق كما يصح ان يجاب بانه ناطق فبلزم صحة وقوع الحد في جنواب اي شيئي وايضا يلزم ان لا يكون تعريف الفصل مانعا لصدقه على الحدوهذا مها استشكله الامام الرازيُّ في هذا المقام واجاب عن هذا صاحب لمحاكمات بان معنى اي وان كان بحسب اللغة طلب المميز مطلقا لكن أرباب سعقبول اصبطبلتجوا على انه لطلب مهيز لا يكون مقولا في جواب ما هو وبهيذا يخرج الحدوا لجنس ايضا وللمحقق الطوسى ههنا مسلك آخر ادق واتقن وهو انا لانسئل عن المصل الا بعد ان نعلم ان للشئي جنسا بناء على أن ما لا جينس له لا فيصيل له واذا علمنا الشئي بالجنم ، فنطلب ما يميزه عن ليشيار كات في ذلك الجنس فنقول الانسان أي حيوان هو في ذاته فتعين

النجنواب بالتناطيق لا غير فكلمة شئى فى التعريف كناية عن الجنس المعلوم الندى بطلب ما بمِيزه الشئى عن المِشار كات في ذلك الجنس وحينئذ بندفع

الاشكال بحذافيره.

ترجمہ: جان لوکہ کلمہ ای دراصل موضوع ہے اس چیز کوطلب کرنے کے لیے جوشک کوان چیزوں ہے تمیز دے۔ جو چیزیں الی ای کے مضاف الیہ میں اس شکی کے مشارک ہیں۔مثلا جب دور ہے توکسی چیز کودیکھے لے اور تختے یقین ہو کہ وہ حیوان ہے لیکن تختے تر دوہو کہ وہ انسان ہے یا فرس یاان کا غیرتو تو ہو چھےگا۔ کدر یونساحیوان ہے پس اس چیز کے ساتھ جواب دیا جائے گا۔ جواس کو خاص کردے اور حیوان ہونے میں جتنی چیزیں اس کے ساتھ شریک ہیں۔ان تمام شریکوں سے اس کومتاز بنادے۔جبتم نے استمہیرکوجان لیا۔پس ہم کہتے ہیں۔کہ جب ہم الانسان ای شبع **هبو فبی ذانه** کهبی توانسان کی ذا ست میں سے ایسی ذاتی مطلوب ہوگی۔جوانسان کوتمیز دےان چیزوں شک ہونے میں انسان کے ساتھ شریک ہوں لہذا حیوان ناطق کے ساتھ بھی اس ہے۔ کہ ای شنی هو فی ذاته کے جواب میں صدوا قع ہونا سیح ہونیز لازم آتا ہے۔ کفسل کی تعریف مانع ندمو کیونکد بیتعریف حد پرصادت ہے اورا شکال ہے جس کواس موقع پرامام رازی نے واقع کیا ہے۔اورصاحب محا کمات نے اس اشکال کا بایں طور جواب دیا ہے کہ ای کے معنی لغت میں اگر چہ مطلق مینز کوطلب کرنا ہے۔لیکن منطقیوں کی اصطلاح اس پر ہے۔کداس کے ساتھ ایسا مميز طلب كياجائ جوما موك جواب مين محمول نه مواوراس قيد سے تعريف قصل سے حداور جنس نکل گئ اور یہاں محقق طوی کا ایک اور مسلک ہے۔جوزیادہ دقیق اور محکم ہے۔اوروہ یہ ہے۔کہ ہم فصل کے متعلق سوال نہیں کرتے مگر اس بات کو جاننے کے بعد کے شک کی جنس ضرور ہے۔اس ضابط بربنی کر کے کہ جس کی جنس نہیں اس کی فصل بھی نہیں ہوتی اور جب ہمشک کوجنس سے معلوم کرلیں ۔ تو ہم وہ چیزطلب کرتے ہیں ۔ جوشک کوتمیز دے ۔اس جنس میں شک کے شرکاء سے پس ہم

دریافت کرتے ہیں ۔کہ مثلا انسان اپنی ذات میں کونسا حیوان ہے۔ پس اس سوال کا جواب

صرف ناطق کے ساتھ متعین ہے۔ نہ کہ اس کے علاوہ پس لفظ شکی تحریف میں کنا یہ ہے۔ اس جنس معلوم سے جس جنس کے مشارکات سے ماہیت کو تمیز دینے والی چیز کا مطالبہ ہوتا ہے۔ پس اس وقت اشکال بتامہ مندفع ہوجائے گا۔

واعلم ان المصنف سے: شارح ماتن اعتراض کررہے ہیں۔

: سوال: اے ماتن صاحب آپ نے نوع اور جنس کے تین درجہ بیان کیا جبکہ باتی مناطقہ جنس اور نوع کی چارچار اور نوع کی چارچار اور نوع کی چارچار استمیں بیان کرتے ہیں چو مشم جنس مفرد اور نوع مفرد ہے تو آپ نے چو مشم کو بیان نہیں کیا۔

جواب: سے پہلےجنس مفرداورنوع مفرد کا مطلب سمجھ لیں۔اس کو کہتے ہیں کہ نہ جس کےاو پر حنریں مصنوب نے عرف اور کو کا مدی ہوتا ہے۔

جنس ہونہ نیچ جنس ہو۔ نوع مفرد اس کو کہتے ہیں کہنداس کے اوپرنوع ہونہ نیچ نوع ہو۔ جواب اول: مصنف کامقصودان اجناس وانواع کو بیان کرنا تھا جن میں ترتیب جاری ہوسکے

اور جنس مفرداورنوع مفرد میں بیرتیب جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ ترتیب کم از کم دوافراد میں ہوگ۔

جواب شانی: ہماری کلام ان اجناس اوا انواع کے بارے چل رہی ہے جن کا وجود نقینی ہواور فیمانحن فیرنوع مفرداور جنس مفرد کا وجود نقینی نہیں بلکہ فرضی ہے۔ان کی خارج میں کوئی مثال نہیں ملتی اور جوانہوں نے دی ہے وہ بھی فرض کر کے دی ہے۔ کہ عقل کے لیے اگر جو ہر کوعرض عام

فرض کریں توبیجنس مفرد ہے اورا گرعقل کے لیے جو ہر کوجنس فرض کریں تو نوع مفرد ہے۔

موله: الثالث النصل كليات خمد من ع تيري كل نعل كابيان --

منن کی تقریر:

ماتن کی اس عبارت میں دوبا تیں ہیں ﴿ فَصَلَ کَاتَّعِرِیفِ ﴿ فَصَلَ کَاتَعْتِیمِ _

نصل كى تعريف موالمقول على الشنى في جواب اى شنى هو في ذاته

فوائد قبیود اس تعریف میں کلی جنس ہے جو تمام کلیات کوشائل ہے السمقول فی جو اب یہ قعل اول ہے اس سے عرض عام خارج ہوگیا کہ وہ کسی کے جواب میں محمول نہیں ہوتی اورای شنبی بنصل ٹانی ہےاس سے دوکلیاں جنس اورنوع خارج ہو گئے کیونکہوہ ای ہندہ کے جوب میں واقع نہیں بلکہ ما ہو کے جواب میں واقع ہوتی ہیں اور فیبی ذاتہ صل ثالث ہے اس کی قید سے خاصہ خارج ہوگیا کہ وہ ای شنبی کے جواب میں تو واقع ہوتا ہے کین ای شنبی هو فی

ذاته کے جواب میں نہیں بلکہ ای شتی هو فی عرضه کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔

مناهده فصل اورخاصه میں فرق فصل بھی اسینے افراد کواغیار سے جدا کرتا ہے اورخاصہ بھی۔

کین فرق پیے فصل کا کام پیے کہ فصل ہمیشہ ذاتی بن کر (یعنی افراد کی ذات میں داخل ہوکر) اینے افراد کوایئے اغیار سے جدا کرتا ہے جس طرح ناطق انسان کی ذات میں داخل ہوکرایئے افراد یعنی انسانی افراد کواغیار (حیوانات) سے جدا کیا اور خاصہ کا کام بدیے کہ بداینے افراد کی ذات سے خارج ہوکراینے افراد کواغیار سے جدا کرتا ہے جس طرح ضا حک نے انسان کو بقرغنم

وغیرہ سے جدا کیالیکن ضاحک انسان کی ذات سے خارج ہے۔ 🍎 ، دوسری بات فصل کی اقسام

نصل کی دوشمیں ہیں 🛈 نصل قریب 🏵 نصل بعید۔

فنصسل فديب جوكسى ماهيت كواس كي جنس قريب كے مشاركات سے جداكر سے جيسے ناطق انسان

کے لیف صل قریب ہے کیونکہ میانسان کوحیوان کے مشارکات سے جدا کرتا ہے۔

منصل معید وہ ہے جوکسی ماہیت کواس کی جنس بعید سے جدا کرے جس طرح حساس بیانسان کے

ليفصل بعيد ہے كيونكدانسان كوجسم نامى كےمشاركات سےجداكرتا ہے۔

سے ال: آپ نے جونصل بعید کی تعریف کی ہے دہ دخول غیرسے مانع نہیں ہے صل بعید کی تعریف کی سیمنی مستدوہ جوشار کات فی انجنس البعید سے جدا کرے بیتعریف فصل قریب پر

بھی بچی آ رہی ہے کہ فصل قریب جس طرح مشارکات فی انجنس القریب سے جدا کرتا ہے ایسے

مشارکات فی انجنس البعید ہے بھی جدا کرتا ہے جیسے ناطق انسان کو مشارکات فی القریب (حیوان)ا پسے میہ ناطق (فصل قریب) انسان کومشار کات فی کجنس (جسم نامی) ہے بھی جدا

كرتا بحالانك ناطق توفعل قريب تفالكين اس بإفعل بعيدى تعريف تحي) آربى بــــ

جہاب فصل بعید کی تعریف میں صرف فقط کی قید بڑھادیں کہ فضل بعیدوہ ہے جو فقط مشار کات فی انجنس البعید سے جدا کرے اب فصل قریب خارج ہوگیا کیونکہ بید دونوں سے جدا کرتا ہے

مثلاً ناطق_ سسوال: مناطقه ناطق کی تعریف کرتے ہیں کہ ناطق مدرک کلیات ہیں اور اللہ تعالی مدرک

للكليات ہے تو ناطق الله برسيا آتا ہے حالانكه ميسيح نہيں كيونكه ناطق نطق سے ہے اورنطق جسم كا تقاضا كرتا ہے اور خدا تعالى جسم سے ياك ہے نيز آپ نے كہا كه ناطق انسان كے ساتھ خاص ہے جـــــــواب. ناطق کامعنی مدرک للکلیات نہیں بلکہ میدءالعطق والا دراک ہے یعنی جو چیز نطق اور

ادراک کے لیے بنائی گئی اورنطق اورا دراک کے لیے علت ایسی چیز ہوتی ہے جس کے لیے جسم ہو اور چونکداللہ جسم سے پاک ہے تو ناطق اللہ تعالی پرسچانہ آیا نیز ناطق انسان کے ساتھ ہی خاص رہا

شرح کی تقریر:

متوله: ای شدی واعلم: اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ۔ (۱) ای شک کی تحقیق (۲)امام رازی کے اعتراض کے دوجوابات دیے ہیں۔

ای شدی کسی تحقیق اود غرض: کمای شکی طلب میز کے لیے آتا ہے کمای کے ماتیل

والیشئی کوای کے مابعدوالے مدخول کے مشارکات سے جدا کرنا۔

لین متکلم ای شی کے ساتھ مخاطب سے بیسوال کرتا ہے کہ ای شی جس چیز کی طرف مضاف ہے اس کا ایسا ممینز بتاؤ کہ جواس چیز کوان چیز ول سے علیحدہ کرے کہ جواس کے ساتھا اس کے مضاف الیہ بیس شریک ہیں۔ مثال کے طور پر آپ نے دور سے ایک جسم حرکت کرتے ہوئے دیکھا تو یہ معلوم ہوگیا کہ بیہ ہے تو حیوان کین اس بات میں شک تھا کہ کونسا حیوان ۔ انسان ہے یا فرس ہے یا کوئی اور جانور ہے تو جیوان کین اس بات میں شک تھا کہ کونسا حیوان ۔ انسان ہے یا فرس ہے یا کوئی اور جانور ہے تو فسی ذات ماس میں سوال کیا ای حیوان ہو فسی ذات ماس میں سوال کی غرض ہیہے کہ اس حیوان متعین کواور اس کواس کے مشار کات جدا کرد۔

اس نے تواس نے جواب دیا انسان یا ناطق نو حیوان ای کامضاف الیہ ہے اس میں انسان کے ساتھ اور مشارکات سے جدا کر دیا۔ ساتھ اور مشارکات سے جدا کر دیا۔

: سوال: جس سے پہلے ایک قاعدہ جان لیں۔

قساعده اس سوالیہ جملہ ای شنسی هو فی ذات ه کی ترکیب ای بمیشه درمیان میں واقع بوتا ہے اس سے جو پہلے بوتا ہے وہ مبتداء بنرا ہے اور ای مضاف اور اسکا مابعد مضاف الیہ ای مضاف الیہ سے مضاف الیہ سے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا اف بوتا ہے اور هو فی ذاته جملہ اسمیہ بن کر خبر بنتی ہے ای کے مضاف الیہ شی کے لئے ۔ یہ جملہ اسمیہ بن کر خبر بنتی ہے ای کے ماقبل مبتداء اول کے لئے۔ یہ جملہ اسمیہ بن کر خبر بنتی ہے ای کے ماقبل مبتداء اول کے لئے۔

 یمیز المسول عنه و هو کائن فی موتبه عواد صه تو پیراس کے جواب بیل خاصر آئے گا
اعتراض کی دوتقریری ہیں: اعتراض کی تقریراول۔ آپ نے فصل کی مثال پیش کی الانسان
ای شنسی هو فی ذاته اس بیل سائل کی غرض بیہ کدای کے ماقمل الانسان کوای کے مدخول
شک کے مشار کات سے جدا کرنے والی چیز ذکر کرویعنی ایسامیز بیان کروجو کہ انسان کو ہیں ہے کہ انسان کو مشار کات سے جدا کرد ہے۔ اب اس کے جواب بیل ہروہ چیز واقع ہو سکتی ہے جو کہ انسان کو مشار کات میں ہیں ورحدتام (حیوان ناطق)
مشار کات فیمیت سے جدا کرد ہے وان جنس اور حیوان حدتام بھی انسان کو مشار کات هیں سے جدا
میں بھی واقع ہو سکتی ہے کیونکہ حیوان جنس اور حیوان حدتام بھی انسان کو مشار کات هیں سے جدا

حاصل اعتداه آپ نے جو صلی تعریف کی ہے یہ دخول غیرے مانع نہیں کیونکہ آپ فصل کی تعریف کی ہے یہ دخول غیرے مانع نہیں کیونکہ آپ فصل کی تعریف کی کہ جواب میں جم ثابت کر پکے ہیں کہ ای شکی کے جواب میں جنس اور حدتام بھی واقع ہو سکتی ہے لہذ افصل والی تعریف جنس اور حد تام برصاد ق آتی ہے۔

تقریرِثانیٰ:ماهو کے بیان میں ایک نے کہاتھا کہ حدتام ماهو کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔ یہاں توای شک کے جواب میں واقع ہور ہاہے۔

پہلا اعتراض امام رازیؓ نے کیا ہے۔اس کے دوجواب ہیں۔

اجاب صاحب المحاكمات سے شارح امام رازى كا جواب و برے ہیں۔ جواب اول بیدویا ہے کہ ای کے دومعنی تو یہ ہے کہ طلق بیدویا ہے کہ ای کے دومعنی ہیں۔ ایک لغوی معنی اور ایک اصطلاحی معنی لغوی معنی تو یہ ہے کہ طلق طلب ممیز کے لیے آتا ہے اور یہ قاعدہ نہیں چلے گا اور مناطقہ کے نزدیک اصطلاحی معنی یہ ہے کہ اس کی مناطقہ کی اصطلاحی معنی یہ ہے کہ اس طلب ممیز کے لیے آتا ہے جو ماھو کے جواب میں واقع نہ ہوسکے۔ اور جنس اور حدتام اس سے خارج ہو گا در جو ماھو کے جواب میں واقع نہ ہوسکے۔ اور جنس اور حدتام اس سے خارج ہو گئے۔ اور یہاں پر ہماری مراد اصطلاحی معنی ہے۔ آپ کا اعتراض لغوی معنی کے اعتبار

سےتھا۔

جواب قائن سیجواب محقق طوی نے دیا ہے۔اور بیادق اور اتقن ہوہ ہیہ کہ جب کو کی محض ای مسئی ہو فی ذاتہ سے سوال کرتا ہے۔ تو اسکا مطلب بیہ وتا ہے کہ اس کوجش معلوم ہاور وفصل کے بارے ہیں سوال کرتا چا ہتا ہے کیونکہ فصل تو مشار کا ت جنس سے تمییز دیتا ہے بیاس کے کہ قانون ہے کہ کیل مالا جنس له لافصل له یعن جس شک کے لیےجشن نہیں ہوگی اس کے لیے فصل بھی نہیں ہوگی جس کے لیے فصل بھی نہیں ہوگی جیسے فقطہ نہ اس کے لیےجش نہ فصل ہے۔اب اس کے جنس کے بارے ہیں ہوگی تو شک کے ایے فصل کریں گے تو شک بارے ہیں ہوگی تو جو کہ محال ہے۔اب جب ای شکی سے سوال کریں گے تو شک بارے ہیں ہوگی تو جو اب الی چیز آئے گی جو کہ جنس کی مشار کا ت سے جدا کردے۔ تو مخاطب جواب ہیں مراج بیس مراج بیس مراج بیس کے بیس کے مراج بیس کو بیش کرسکتا ہے۔مدتا م اور جنس کو نہیں۔

مثل جب جمیں انسان کی جنس معلوم ہو پھر ہم الانسسان ای شنبی ہو فی ذاتہ سے سوال کریں تو جواب میں جنس نہیں آئے گی کیونکہ تو جواب میں جنس نہیں آئے گی کیونکہ اس میں جنس موجود ہے لہذا نہ جواب میں جنس (حیوان) نہ حدتا م (حیوان ناطق) فصل ناطق آئے گا تو ہماری فصل والی تعریف وخول غیر سے مانع ہوئی۔اس کوادق اس لیے کہا کہاس میں مسئلم کی حالت بھی ہتلا دی اور اتقن اس لیے کہا کہا کہا کہا کہا ہی کورہ اعتراض وار ذہیں ہوتا۔

: قوله: فتسريب : كالناطق بالنسبة الى الانسان حيث ميزه عن المشار كات

في جنسه القريب وهو الحيوان .

نوجمہ: مثلاناطق بنسب انسان کے (نصل قریب ہے) کیونکہ یہی ناطق انسان کوہنس قریب اور میں مذارع سے ہور ہے ہوں ہے۔

لعنی حیوان ہونے میں اس کے جتنے شرکاء ہیں ان سے تمیز دیتا ہے۔

منقد میب : اس قول میں شارح نے نصل قریب کی مثال دی ہے کہ ناطق بیانسان کے لیے نصل قریب ہے کیونکہ بیانسان کوچنس قریب حیوان کے مشار کات سے جدا کرتا ہے۔

: قوله: فبحيد: كالحساس بالنسبة الى الانسان حيث ميزه عن المشار كات

في الجنس البعيد وهو الجسم النامي .

ترجمه جیسے حساس بنسبت انسان کے فصل بعید ہے کیونکہ جنس بعید یعنی جسم نامی ہونے میں انسان

کے جتنے شرکاء ہیں ان سے یہی حساس انسان کوتمیز دیتا ہے۔

مبسعید: اس قول میں بھی شارح نے فصل بعید کی مثال دی ہے کہ حساس یا نسان کے لیے فصل بعید ہے کیونکہ بیانسان کو جنس بعید جسم نامی ہے کہ مشار کات سے جدا کرتا ہے۔

متن کی تقریر

واذانسب السی صایعیزہ الخ متن کی عبارت میں دوبا تیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات ماتن فصل کا جنس اورنوع کے ساتھ تعلق بیان کررہے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ فصل کی نسبت بھی نوع کی طرف ہوتو نوع کی طرف ہوتو اس نسبت کے اعتبار سے فصل کو مقوم کہتے ہیں۔ اور جب فصل کی نسبت جنس کی طرف ہوتو اس اعتبار سے فصل کو مقوم کہتے ہیں۔ اور جب فصل کی نسبت جنس کی طرف ہوتو اس اعتبار سے فصل کو مقوم کہتے ہیں۔ یعن فصل نوع کے لیے مقوم اور جنس کے لیے مقسم ہے۔

منصل مقوم مطلب یہ ہے کہ فعل نوع کی ماہیت میں داخل ہوگا جس طرح ناطق انسان کے لیے فعل مقوم ہے انسان کی ماہیت میں داخل ہے۔

منصل مقصم مطلب بیہ کفصل جنس کو دوقسموں میں تقتیم کر دیتا ہے ایک وجود کے اعتبار سے اور ایک عدم کے اعتبار سے جیسے ناطق بیرحیوان کے لیے مقسم ہے اس کو دوقسموں کی طرف تقتیم کرتا ہے(۱) حیوان ناطق (۲) حیوان غیر ناطق ۔

: قوله: والسعقوم للعالى مقوم للسافل ولاعكس ودمرى بات دوضا بطول كابيان _

(۱) ہرعالی کامقوم سافل کامقوم ہوتا ہے۔ (۲) ہرسافل کامقوم ضروری نہیں کہ عالی بھی مقوم ہو۔

: قوله: والمقسم بالعكس يهال بحى دوضا بطي بين (١) برسافل كأمقسم عالى كامقسم موكا

_(٢) ہرعالى كامقسم كے ليے سافل كامقسم ہونا ضرورى نہيں _

شرح كى تقريب

: ﴿ وَاذَا نَسَبَ أَهُ الْبَغْصِلُ لَهُ نَسِبَةُ الَّى الْمَاهِيَّةُ النَّى هُو مَخْصِصُ ومَهِيزُ

لها ونسبة الي الجنس الذي يميز الماهية عنه من بين افراده فهو بالاعتبار

الاول يستمني متقنومنا لانته جزء الماهية ومحصل لها وبالاعتبار الثاني يسمى

مقسما لانه بانتضمامه الى هذا الجنس وجودا يحصل قسما وعدما يحصل

قسما آخر كما ترى في تقسيم انحيوان الى الحيوان الناطق والى الحيوان

الغير الناطق.

توجمه بھل کی ایک نبست اس ماہیت کی طرف ہے۔ کہ یقطل اس ماہیت کو خاص کرنے والی ہے۔ اور تمیز دینے والی ہے۔ اور ایک نبست اس جنس کی طرف بیر کے فعل اس جنس کے افراد کے درمیان سے ماہیت کو تمیز دیتی ہے۔ پس پہلی نبست کے لحاظ سے فعل مقوم ہیں۔ کیونکہ یہ فعل اس ماہیت کا جز واور اس کا محصل ہے۔ (اور جز و ماہیت مقوم ماہیت ہوتا ہے۔) دوسری نبست کے لحاظ سے فعل کا نام قسم رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ فعل جنس کی طرف وجود منضم ہونے کے لحاظ سے جنس کی ایک فتم ہونے کے لحاظ سے جنس کی ایک اور شم بنادیتا ہے۔ جیسے تم دیکھتے ہو۔ حیوان کی تقسیم میں حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق کی طرف (کہ ناطق حیوان کے سے تعلق بیان کے ساتھ تعلق بیان گیا ہے۔ اور ایک شم حیوان غیر ناطق بن گیا ہے)

کے ساتھ ملکے حیوان کی آئی قسم حیوان ناطق بن گیا ہے۔ اور ایک شم حیوان غیر ناطق بن گیا ہے)

اذا خسب الغ سے شارح یز دی صاحب فعل کا جنس اور نوع کے ساتھ تعلق بیان

_____ کررہے ہیں کہ فصل کا جنس کے ساتھ ہوتا ایسے فصل کا نوع کے ساتھ بھی تعلق ہوتا ہے جنس کے مقب تواقد میں میں میں میں تواقد

ساتھ مقسم کا تعلق اورنوع کے ساتھ مقوم کا تعلق ہے۔

مقوم کامطلب مقوم توام سے ماخوذ ہے اور فصل مقوم نوع کی ماہیت میں داخل ہوتا ہے۔
مقسم کیا مطلب فصل کا تعلق جنس سے ہوتو فصل مقسم کہیں سے جس کا مطلب یہ ہے کہ
فصل جنس کو تقسیم کرتا ہے یعن فصل جنس کے ساتھ مل کرا یک وجودی چیز حاصل کرتی ہے ایک عدمی
جس طرح ناطق حیوان کے ساتھ مل کرا یک وجودی حیوان ناطق اور ایک عدمی حیوان غیر ناطق کو

حاصل کرتا ہے۔

قوله: والمقوم للعالى: اللام للاستغراق اي كل فصل مقوم للعالى فهو فصل

متقنوم لتقسافل لان مقوم العالى جزء للعالى والعالى جزء للسافل وجزء الجزء

جز، فمقوم العالى جزء للسافل ثم انه يميز السافل عن كل ما يميز العالى عنه

فيكون جرز، مبهيز اله و هو المعنى بالمقوم وليعلم ان المراد بالعالى ههناً كُلّ

جنس او نوع یکون فوق آخر سوا، کان فوقه آخر اولم یکن وکذا المراد بالسافل

كل جنس او نوع يكون تحت آخر سوا، كان تحته آخر او لا حتى ان الجنس

المتوسط عال بالنسبة الى ما تحته وسافل بالنسبة الى ما فوقه.

نرجیمہ: المقوم وغیرہ کا الف لام استغراق کے لیے ہے۔ یعنی ہروہ فصل جوعالی کامقوم ہووہ فصل

ہے سافل کے لیے بھی مقوم ہوگئی کیونکہ عالی کا مقوم عالی کا جز وہوتا ہے۔اور عالی سافل کی جزو

ہے۔اور جزوکی جزوجز و ہوتی ہے۔لہذا عالی کا مقوم سافل کی جزوہے پھرفصل سافل کوتمینر دیتا

ہے۔ ہراس چیز سے کہاس سے عالی کوتمیز دیتا ہے۔ پس وہ فصل سافل کی جز وممیز ہوگی اور مقوم

سے یہی جزومراد ہے۔اورمعلوم کر لینا چاہیئے کہ یہاں عالی سے مراد ہروہ چنس یا توع ہے۔ جو

دوسروں کے اوپر ہو برابر ہے۔ کہاس جنس یا نوع کے اوپر دوسری جنس یا نوع ہو یا نہ ہواوراس .

کے دوسری جنس یا نوع ہو یا نہ ہو تی کہ جنس متوسط عالی ہے اپنے ماتحت کے لحاظ سے اور سافل ہے

اپنے مافوق کے لحاظ سے۔

: فوله: البعقوم للعالى اللام للاستغواق القول مين شارح نے چارباتیں بیان کی

ہیں ۔ پہلی بات : ماتن کی عبارت میں جواصول تھااس کو بیان کیا ہےاوراس کی دلیل دی ہےاور میں دیدہ وہ

دوسری بات عالی کامعنی تیسری بات ایک اعتراض کا جواب ہے۔

پہلی بات: العالی پرالف لام استغراق ہے کہ ہرفصل جوعالی کامقوم ہوگا وہی سافل کامقوم ہوگا ۔ دبیس فصل جوعالی کے لیےمقوم ہوتا ہے وہ اس عالی کا جز وہوتا ہے اور عالی بیرجز ہے سافل کا

د میں سے کہ جزء الجزء جزء کہ جوشک کی جزء کی جزء دہ خوداس شک کی بھی جزء ہوتی ہے لہذا اور قانون سے ہے کہ جزء الجزء جزء کہ جوشک کی جزء کی جزء دہ خوداس شک کی بھی جزء ہوتی ہے لہذا .

فصل مقوم جس طرح عالی کی جزء ہے ایسے سافل کی بھی جزء ہوگ ۔ .

ت میں میں میں میں جب فصل عالی کے لیے مقوم ہوگا وہ سافل کے لیے بھی مقوم ہوگالہذا

فصل جن چیزوں سے عالی کو جدا کرے گا ایسے وہی فصل نوع سافل کو بھی ان چیزوں سے جدا

کرے گا مثلاً جس طرح حساس نوع عالی جسم مطلق کوشجر وغیرہ سے جدا کرتا ہے ایسے حساس انسان کوشجر وغیرہ سے جدا کرتا ہے۔

وليعلم ان العواد – اعتراض ادراس كا جواب

سے ال: آپ نے کہا کہ جونوع عالی کے لیے مقوم ہوگا وہ نوع سافل کے لیے بھی مقوم ہوگا اور

نوع عالی کی مثال آپ نے حیوان دی حالا نکہ حیوان تو نوع متوسط ہے بینوع عالی کس طرح ہے؟

جواب شارح اس کا جواب بید بتا ہے کہ یہاں عالی اور سافل سے مرادا صطلاحی نہیں ہے یعنی

عالی سے مرادمبنس عالی اورنوع عالی نہیں بلکہ عالی سے مراد وہ جنس اور وہ نوع ہے جو کسی کے اوپر ہو خواہ اس کے پنچے کوئی ہویا نہ ہومثلاً جسم نامی بیجنس عالی ہے کیونکہ حیوان کے اوپر ہے اور بیجسم

نا می نوع عالی بھی ہے کہ اس سے اوپر ہواور اس سافل سے اس کامشہور معنی مراد نہیں بلکہ سافل سے مراد کہ وہ جو کسی نیچے خواہ اس کے اوپر کوئی ہویا نہ ہومثلاً جسم نا می جنس سافل ہے کیونکہ جسم

ے رسید معلق کے بیچے ہے اورا یہے جسم نامی نوع سافل ہے کیونکہ جسم مطلق کے بیچے ہے۔ مطلق کے بیچے ہے اورا یہے جسم نامی نوع سافل ہے کیونکہ جسم مطلق کے بیچے ہے۔

: فتوله : ولاعكس ألى كليا بصعنى انه ليس كِل ما هو مقوم للسافل

مـقوماللعالى فان الناطق مقوم للسافل الذي هو الانسان وليس مقوما للعالى

الذی هو الحیوان . توجهه: لین عکس کلی طور پزئیس بایس معنی که ہرسافل کا مقوم ہرعالی کا مقوم نہیں _ کیونکہ ناطق نوع

سافل انسان كامقوم ہے۔اورنوع عالى حيوان كامقوم نبيں۔

: موله: العكس اى كلياً الغ ساعتراض مقدر كاجواب ب

- سوال: اس اعتراض کو بیجفے سے پہلے دو تمہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے اوروہ تمہیدی بات بہ ہے(۱) موجبہ کلید کاعس موجبہ جزئیة تا ہے(۲) عکس اس چیز کولازم ہوتا ہے جہاں وہ چیز صادق آئے گا اور جہاں وہ چیز آئے گی وہاں اس کاعکس بھی صادق آئے گا۔اب سوال بیہ کہ ماتن کا بیہ کہنا کہ ہر فصل جوعالی کا مقوم ہوگا وہ سافل کا مقوم ہوگا بیہ موجبہ کلید ہے۔اور موجبہ کلید کاعکس موجبہ جزئیة کیگا کہ بعض سافل کے مقوم عالی کے مقوم ہوتے موجبہ جزئیة کیگا کہ بعض سافل کے مقوم عالی کے مقوم ہوتے

ہیں اور میکس بالکل صحیح ہے تو ماتن نے عکس کی نفی کیوں کی ہے۔

حواب: کیکس کی دوشمیں ہیں۔ایک عس لغوی اورایک عکس اصطلاحی۔ہم نے عکس کے لغوی کی نفی کی ہے عکس استعالی کا مقوم نہیں ہوسکتا کی نفی کی ہے عکس لغوی موجبہ کلید آتا ہے۔ یعنی ہرسافل کا مقوم نہیں ہوسکتا اورہم نے عکس اصطلاحی (منطقی) کی نفی نہیں کی اور موجبہ کلید کا عکس اصطلاحی موجبہ جزئید آتا ہے

اوربيكس مح يح كبعض سافل كمقوم عالى كيمى مقوم موت بين-

: طوك : والمقسم بالعكس : أي كل مقسم للسافل مقسم للعالى ولا عكس أي

كطينا امنا الأول فنلان السافل قسم من العالي فكل فصل حصل للسافل قصما

فتقد حصل للعالى فسما لان فسم القسم فسم واما الثاني فلان الحساس مثلا

مـقسـم لـلـعالـى الـذى هـو الـجسـم الـنامى وليـس مقسما للسافل الذي هو

الحيوان

توجمه: والمقسم بالعكس: لین ہرسافل كامقسم ہرعالی كامقسم ہے۔اورتکس كلى نہیں اول كی وليل ميہ ہے كہ سافل عالی كی قسم ہوئی ہے سافل كی قسم پيدا كردی ہے۔اس نے عالی كی قسم پيدا كردی ہے۔ اس نے عالی كی قسم پيدا كردی ہے۔ كونكہ قسم كی قسم ہوئی ہے۔اور ثانی كی دلیل ہيہ ہے كہ مثلا حساس جنس عالی جسم نامی كامقسم نہیں۔
نامی كامقسم ہے۔اور جنس سافل حیوان كامقسم نہیں۔

ای عل مقسم اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان ہیں۔ پہلی بات ایک اعتراض کا جواب

ہے جو مذکورہ قولہ میں گزر چکا ہے اور دوسری بات وہ دوسرااصول اوراس کی دلیل ہے۔

دوسرااصول اوراس کی دلیل بمقسم کا قانو ن مقوم کے قاعدہ کے بالکل برعکس ہے یعنی ہروہ فصل جو سافل کے لیے قسم بنے گاوہ عالی کے لیے بھی مقسم بنے گالیکن پینسر دری نہیں ہے کہ جوعالی کے

سما ک سے ہے ہم جے 8 وہ عال سے ہے ہی ہم ہے 8 میں میسر دری بین ہے کہ ہوعاں سے کے مقسم ہوتا ہے اسکی دلیل۔ لیے قسم ہووہ سافل کے لیے بھی مقسم ہوگا۔ ہر سافل کامقسم ، ل کامقسم ہوتا ہے اسکی دلیل۔

دمیں اس لئے کہ یفصل جوسافل کے لیے مقسم بنتا ہے تو بیاس سافل کی متم ہوتی ہے اور سافل بیخود قتم ہے عالی کی اور قانون بیہ ہے کہتم القسم قتم کہ شک کی قتم کا قتم ہوتا ہے۔

میں کود م ہے عالی کا دورہ کو ک میں ہے کہ م م سے کہ کی گی مام کا میں مورد اس کی کا م ہوتا ہے۔ مثلاً کلمہ کی تین قشمیں اسم فعل حرف پھر اسم کی دوقشمیں ہیں معرب بنی اب سمجھیں معرب بنی اسم کے تتم ہیں اور اسم خودکلمہ کی تتم (وہی ضابطہ)اب معرب وٹن جس طرح اسم کی تتم ہیں ایسے کلمہ کی مجمی قشمیں ہیں کہ کلمہ دونتم پر ہے معرب اور ہنی ۔

مثال حساس جس طرح بین سافل (جسم نامی) کامقسم ہے ایسے ہی جنس عالی (جسم مطلق)
کے لیے بھی مقسم ہے جسم حساس۔ اورجسم غیر حساس۔ یہاں بھی عکس کلی نہیں کہ ہرعالی کامقسم کو
سافل کامقسم ہونا ضروری ہے عکس اصطلاحی (موجبہ جزئیہ) بیچے ہے کہ بعض عالی کے مقسم سافل
کے مقسم ہوتے ہیں۔ ناطق بیمقسم ہے حیوان کا تواسی طرح جسم نامی اورجسم مطلق وغیرہ کا بھی
مقسم ہے لیکن حیاس بیجسم نامی کا تو مقسم ہے لیکن حیوان کا مقسم نہیں ہے بلکہ مقوم ہے۔

﴿ بحث خاصه ﴾

: توله: الرابع الخاصة كليات خمديس سے وتع كل فاصد كابيان ب

متن کی تقریر

خاصہ کی تعریف۔ هو السکلی المحارج المقول علی ماتحت حقیقت واحدۃ فقط لینی خاصہ کی ہوتی ہے اورا پسے افراد پر بولی جاتی جن کی حقیقت ایک ہوتی ہے اورا پسے افراد پر بولی جاتی جاتی ہاں تمام افراد حقیقت ایک ہوجیسے ضاحک بیانسان کا خاصہ زید عمرو کروغیرہ پر بولی جاتی ہے ان تمام افراد کی حقیقت ایک ہے۔

فواند وهیود اس تعریف میں السکلی جنس ہے اس سے کلیات خمسدداخل ہو گئیں۔السحارج فعل اول ہے اس سے جنس نوع فصل تیزون فکل مجے کیونکہ بیا پنے افراد کی حقیقت سے خارج نہیں ہوتیں۔اور السمقول علی ماتحت حقیقت و احدہ فقط بیصل ٹانی ہے عرض عام فکل کیا کیونکہ وہ مختلف افراد کی حقیقت کے تحت واقع ہوتا ہے۔

﴿بحث عرض عام ﴾

: ترك: الرابع الخاصة كليات فسيس بي نجوي كل عرض كاييان ب

متن کی تقریر

عرض عام کی تعریف۔ هو السکلی المحارج المقول علیها و علی غیرها عرض عام وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہواور مختلف حقیقت کے افراد کو عارض ہو جیسے ماثی سے انسان فرس حمار وغیرہ کو عارض ہے جن کی حقیقت مختلف ہے۔

هواند هیود: اس تعریف میں الکلی جنس ہے اور النحارج نصل اول ہے اس سے نوع جنس اور فصل نکل مے اور المقول علیھا و علی غیر هافصل ثانی ہے اس سے خاص نکل گیا۔

: فتوله : وهو خارج : أي الكلي الخارج فإن المقسم معتبر في جبيع مفهومات

الاقسام اعلم أن الخاصة تنقسم إلى الخاصة شاملة لجبيع ما هي خاصة له

كالكاتب بالبقيوة لـلانسـان والى غير شاملة لجميع افراده كالكاتب بالفعل للانسان

سر جمعه: خارج سے مرادکلی خارج ہے۔ کیونکدا قسام کے سارے منہو مات میں مقسم معتبر ہوتا ہے۔ جان لو کہ خاصہ منقسم ہے اس خاصہ کی طرف جوشامل ہے اس شکی کے افراد کوجس کا میہ خاصہ ہے۔ جیسے کا جب بالقوہ انسان کے لئے اور اس خاصہ کی طرف جوشامل نہیں ۔اس کے تمام افراد کو جیسے کا جب بالفعل انسان کے لیے۔

شرح کی تقریر

: فوله: وهوالخارج اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں پہلی بات کہ شارح نے الخارج کے ساتھ الکھی کالفظ نکالاتو اس کی وجہ بتا کیں گے اور دوسری بات خاصہ کی قسمیں بتائیگے۔ پہلی بات الخارج صفت ہے جس کا موصوف الکلی محذوف ہے۔ کیوں کہ خاصہ اور عرض عام کلی کی قسمیں ہیں اور کلی مقسم ہے اور ضابط رہے ہے کہ قسم اپنی تمام اقسام کی تعریف میں معتبر ہوتی ہے اس لیے الخارج ہوا۔

اعلم دوسری مهت دوسرے فائدہ کا بیان ہے ایک خاصہ ہوتا ہے اور ایک ذی الخاصہ۔ خاصہ اس کو کہتے ہیں جو عارض ہواور ذی الخاصہ اس ذات کو کہتے ہیں جس کو خاصہ عارض ہو پھر غامه کی دوقتمیں ہیں۔(۱) خامه شامله(۲) خامه غیرشامله۔

خاصیہ شاملہ اس کو کہتے ہیں جوذی الخامہ کے تمام افراد کوعارض ہو جیسے القوق بیا پنے ذی الخاصہ (انسان) کے تمام افراد کوشامل ہے۔

خاصیه غیبه شامله جوذی الخاصه کے تمام افراد کوشائل نه بوبلکه بعض کو بودخش کو نه بوجیسے بالغعل ضاحک بون الخاصه (انسان) کے تمام افراد کو عارض نہیں بلکہ بعض افراد کو بالغعل نہیں۔ بالغعل عارض ہے بعض کو بالغعل نہیں۔

: قوله : حتيتة واحدة: نوعية او جنسية فالاول خاصة النوع والثاني خاصة

الجنس فالما شي خاصة للحيوان وعرض عام للانسان فافهم.

دو جدمه :حقیقت داحدہ: یعنی ایک حقیقت نوعیہ یا ایک حقیقت جنسیہ (کے ماتحت جوافراد ہیں ان افراد پرمحمول ہو) پس اول خاصہ نوع اور ثانی خاصہ جنس ہے۔ پس ماشی حیوان کا خاصہ ہے۔ اور انسان کاعرض عام ہے۔اس کو مجھولو۔

حقیقة واحدة اس قول میں دوبا تیں بیان کی گئی ہیں ہیں پہلی بات خاصہ کی دوقسموں کو بیان

کیاہے۔اوردوسری بات ایک اعتراض کا جواب ہے

بهلی بات _شارح کہتاہے کہ فام کی دوشمیں ہیں ۔(۱) فاصدنوی (۲) فاصر جنسی _

خساصیہ منوعی وہ فاصہ ہے جونوع کے افراد کے ساتھ فاص ہو جیسے ضاحک بیانسان کے ساتھ فاص ہے۔

خاصعہ جنسی :وہ خاصہ ہے جوہنس کے افراد کے ساتھ خاص ہوجیے ماشی پیرحیوان کے ساتھ خاص ہے۔

سوال: آپ نے جوخاصہ کی تعریف کی ہے بددخول غیر سے مانع نہیں کہ یہ تعریف عرض عام پر سی آ رہی ہے۔اس لیے کہ آپ نے خاصہ کی تعریف کہ خاصہ وہ کل ہے جوایک ماہیت کے افراد کو عارض ہواور ماشک بہمی ایک ماہیت حیوان کے افراد کو عارض ہے تو ماشک خاصہ بن ممیا حالانکہ ماشک تو عرض عام ہے۔ جواب خاصه کی تعریف میں ایک قید ہے دائی داحدہ نوعیۃ ادجنسیۃ ہے یعنی ایک حقیقت کے

ا فراد کوعارض ہوخواہ دہ ایک حقیقت نوعی ہو یا جنسی اگر حقیقت نوعی کے افراد کو عارض ہوتو اس کو خاصة النوع کہیں محے جس ملرح انسان کو حکک عارض ہے اور اگر حقیقت جنسی کے افراد کو عارض

ہوتو خاصة الجنس كہيں مے جيسے ماشى مونا بير حقيقت جنس (حيوان) كے افراد كو عارض ہے بيرخاصة

الجنس ہواور بدم ض عام بھی ہے کیونکہ انسان کے افراد کو عارض ہے۔

اس جواب کی طرف فاقعم سے اشارہ کیا ہے۔

ن منوله وعلم خدوها: اس قول میں مرف عرض عام کی مثال بیش کی ہے کہ ماشی ریم فرض عام ہے حیوان کے لیے۔اس لیے کہ بیانسان اور فرس وغیرہ کے ساتھ خاص ہے۔

متن كي تقريبه

یمال متن میں تین باتیں ہیں۔ پہلی بات خاصداور عرض عام کی تقییم کی ہے لازم اور مفارق کی ملے است مفارق کی مطرف۔ دوسری بات لازم کی دوسیمیں کی ہیں۔ تیسری بات مفارق کی تین صورتوں کو بیان کیا ہے ابھی گزرا کہ خاصداور عرض عام عارض ہونے میں دونوں شریک ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ خاصدای کے افراد کو عارض ہوتا ہے۔ خاصدایک حقیقت کے افراد کو عارض ہوتا ہے۔ جام ان دونوں (خاصد عرض عام) کو عارض لازم سے تجبیر کرتے ہیں اور جن کو یہ عارض ہوں ان کو معروض کہیں ہے۔

میلی بات:عارض کی دونشمیں ہیں (۱) عرض لازم (۲) عرض مفارق _

وجه حصد: بیہ کہ خاصہ اور عرض عام دوحال سے خالی نہیں دونوں کا اپنی ماہیت سے جدا ہوتا ممتنع ہوگا یا ممکن ہوگا اگر ممتنع ہوتو بیخاصہ لا زم اور عرض عام لا زم بیں اور اگر ممتنع نہ ہو بلکہ ممکن ہوتو

بيخامه مغارق اورعرض عام مغارق ہے۔

عوض لازم وه عرض ہے جس کا ماہیت سے جدا ہونامتنع ہو۔ جیسے زوجیت اربعہ کولا زم ہے۔ عسوض مسفسادق وه عرض ہے جس کا ماہیت سے جدا ہونامتنع نہ ہو۔ جیسے چہرے پر غصے کی سرخی۔اب لازم اورمفارق کی تقشیم مجھیں۔ پھرعرض لازم اورعرض مفارق میں ہے ہرا یک کی وودونشمیں ہیں خاصہ اورعرض عام یعنی کل چارتشمیں ہوئیں (۱) خاصہ لازم (۲) خاصہ مفارق .

(۳) عرض عام لازم (۴) عرض عام مغارق۔

دوسری بات لازم کی دو مسیمیں کیں ہیں۔

مها تقسیم الازم کی تین قشمیں ہیں (۱) لازم ماہیت (۲) لازم جود دہنی (۳) لازم وجود خارجی۔

سنوم مساهیت اس لازم کو کہتے ہیں جولزوم کی ماہیت اور طبعیت کولازم ہولیعی طبعیت اور ماہیت کولازم ہونے کا مطلب سیہ ہے کہ خواہ طزوم کو ذہن میں سوچوتو بھی اس کولازم اور طزوم خارج میں ہوتو بھی لازم ہوالحاصل طزوم خارج میں ہویا ذہن میں سیاس کولازم ہومثلاً جفت جار کولازم ہے خواہ جارعدد (طزوم) کو ذہن میں سوچھوتو جارکو جفت ہونالازم ہے اور جار کے عدد

رور اس ورو اب رور این از در این این در این اس کولازم ہے۔ خارج میں موسلا جار کتابیں تو جفت (زوجیة)اس کولازم ہے۔

منوم خدجی اس کو کہتے ہیں طروم اگر خارج میں ہوتو یہ اس کولازم ہولیکن اگر ذہن میں ہوتو اس کولازم نہ ہو جیسے آگ کوجلانا لازم ہے اور بیلزوم خارجی اگر آگ (طروم) خارج میں ہوتو جلانا اس کولازم ہے اور اگر آگ (طروم) ذہن میں ہوتو جلانا اس کولازم نہ ہوورنہ ہمارے ذہن جل جاتے۔

مندہ منصن اس کو کہتے ہیں کہ طروم ذہن میں ہوتواس کولازم ہواورا گر طروم خارج میں ہوتو ہے اس کولازم نہ ہوجیسے انسان کوگلی ہونالازم ہے اورلزوم ذہنی ہے اگر انسان کے اس معنی کو ذہن میں سوچو تو کلی ہونا اس کولازم ہے لیکن خارج میں انسان ہوتو اس کوگلی ہونا لازم نہیں کیونکہ اس کے افراوز پدعمر دیکر جزئی ہیں کی نہیں۔

مسانسدہ: لزدم وجی کومعقول دانی بھی کہتے ہیں معقول دانی کا مطلب بیکہ جود دسری مرتبہ سوچا جائے اور پہلے انسان کے معنی کوسوچا جاتا ہے گھر دوسری مرتبہ کی ہونا سوچا جاتا ہے منطقی معقول دانی کی تعریف کرتے ہیں کہ معقول دانی اس لازم کو کہتے ہیں جس کا ظرف صرف ذہن ہو جیسے کل ہوناانسان کولازم ہے اوراس کاظرف ذہن ہے۔ یہاں تک تولازم کی پہلی تقسیم ابلازم کی وہری تقسیم ابلازم کی وہری تقسیم بیان کرتے ہیں۔

دوسری تعتیم لازم کی باعتبار تصور ملزوم کے۔اس تعتیم کے اعتبارے لازم کی جارت میں ہیں۔

(1) لازم بين لااعسم(٢) لازم بين بالمعنى الاخص(٣) لازم غير بين بالمعنى الاعم

(٣)لازم غيربين بالمعنى الاخص_

(۱) لازم بین بانسمعنی الاخس ال لازم کو کہتے ہیں کہ مرف طروم کے سوچنے سے لروم کا یقین آجائے جیسے عمی طروم ہے اور بھر اسکو لازم ہے جب بھی عمی (طروم) کا تصور کریں گے بھر (لازم) کا یقین آجائے گا۔

(۳) لازم بین بلامعنی الاعم ال لازم کو کہتے ہیں جہاں (۱) لازم (۲) ملزوم (۳) نسبت (۳) ان تین چیزوں کے سوچنے ہے جزم باللووم ہو۔ کہ فقا طرز م اور لازم کے سوچنے ہے جزم باللووم ہو۔ کہ فقا طرز م اور لازم کے سوچنے ہے جزم باللووم حاصل نہ ہوجس طرح چار کے حدد کو زوج ہونا لازم ہے یہاں ملزوم (چار) کا پہلے معنی سوچنا پڑتا ہے (کہ چاراس عدد کو کہتے ہیں جو کہ مساوی تقسیم ہو سکے) چھر لازم زوج کوسوچنا پڑتا کہ ایر زوج اس کے برابر جھے لکلیں) چھراس کے بعد نسبت کوسوچنا پڑا کہ آیا بیزوج ہونا چاراکہ آیا بیزوج ہونا چارہ ہے۔

(") لاذم غیب دبین مالعمن الاعم یدلازم بین بالمتن الاعم کے مقابلہ میں ہے بیاس لازم کو کہتے ہیں جہاں (۱) لازم (۲) ملزوم (۳) نسبت (۳) دلیل خارتی ان جار چیزوں کے سوچنے سے جزم باللزوم ہو چیسے عالم کوحادث ہونالازم ہے یہاں چیزیں سوچیں کے تب لزوم کا یقین آئے گا۔ پہلے مزوم (عالم) کو سوچیں کے پھرلازم (حادث) کامعنی سوچیں کے پھرنبیت سوچیں کے کہ حادث ہونا بیعالم پرسچا آتا ہے یانیں پھرولیل خارجی دیکھیں محمثلا السعسالم متغیر و کل متغیر حادث اب یقین آئے گا کہ حادث ہونا عالم کولازم ہے۔

ه المن المن المن المن المود إلى الم كا بايا جانا ضرورى الميكن جهال المم المود إلى اخص كا بايا جانا ضرورى نبيس اب جميس جهال لازم بين بالمن الاخص الموكاد بال لازم بين بالمن الامم ضرور نبوكا كيونكه لازم بين بالمن الاخص على فقلا لمزوم ك سوچنج بي لزوم كا يقين آتا ہے تو تين چيزول (۱) لمزوم (۲) لازم (۳) نسبت ك سوچنج لازم بين بالمن على لزوم كا يقين ضرورى آئے كاليكن اس كاعكس نبيس كيونكه لازم بين بالمنى الام ميں تين چيزوں سے لزوم كا يقين آتا ہے وہال صرف ايك چيز لمزوم ك سوچنے سے لزوم كا يقين آنا ضرورى نبيس ۔

تيسرى بات _مفارق كي نين صورتو لوميان كيا ہے۔

اولأمغاق كي دومورتين بين_(1) دائي (٢) زائل_

دائی یہ کہ عارض معروض سے جدا ہوناممکن ہولیکن جدانہ ہوتو اسکوعرض مفارق دائی کہتے ہیں۔ اورز اکل کی مجردومور تیں ہیں۔(۱)عرض مفارق سر یعی (۲)عرض مفارق بطیک

عرض مفارق سریعی : پیرجدا ہوناممکن ہواور فورا جدا ہوجائے تو بیرعرض مفارق سریعی ہے جیسے کے خیاب تا ہے کہ اس کے ایک اس میں اور اس میں اور اس کا میں اور اس کا میں ہے جیسے کا میں اس کا میں ہے جیسے کا م

چرے کی سرخی زائل ہوتی ہے جو کہ غصے کے وقت چہرے پر نمودار ہوتی ہے۔

عرض مفارق بطی کند که جداموناممکن مولیکن جدا فورانه مواور دیرے زائل موجیسے جوانی۔

ضوله وعلی غیرها اس قول کی غرض غیرها کے ها جمیر کا مرجع بتلانا اور عرض عام کی مثال دیتا ہے۔ ها جمیر کا مرجع حقیقت ہے اب عرض عام کی تعریف بیہ ہے کہ عرض عام وہ ہے جو ایک حقیقت کے غیر کے افراد کو عارض ہوجس طرح ماثی ہونا ایک حقیقت کے افراد انسانی کو بھی عارض ہے اور حقیقت ل کے افراد در حمار فرس وغیرہ کو بھی عارض ہے۔

شرح كى تقرير

: قُولُه : ۚ وكيل مستهما : أي كل واحد مِن الخاصة والعرض العام وبالجملة الكلي البذي هيو عبرضين لا فيراده امنا لازم او ميضارق اذا لا يتخيلوا ما ان مستجيل اشفكاكه عن معروضه او لا فالاول هو الاول والثاني هو الثاني ثم الازم ينقسم بتقسيمين أحدهما أن لازم الشئي أما لازم له بالنظر ألى نفس الماهنة مد فتطبع المنيظر عن خصيوص وجودها في الخارج او في الذهن وذلك بان يكون هذا الشني بحيث كلما تحقق في الذهن او في الخارج كان هذا اللازم ثابنا له واميا لازم ليه ببالتنظر الى وجوده البخارجي او الذهني فهذا القصم بالحقيقة تسبسان حياصيلان فناتسام البلازم بهيذا التقصيم ثلاثة لازم الماهية كزوجية الاربيعة ولازم التوجيود التختارجس كتاحيراق النار ولازم الوجود الذهني ككون حقيقة الانصان كلية فهذا القسم يسمى معقولا ثانيا ايضا والثاني ان اللازم اما بيين او غيير بيين والبيين ليه ميعنييان احتدمتها الذي يلزم تصوره من تصور المسلوم كيمنا يشرم تبصور البصرمن من تصور العبي فهذا ما يقال له بين بالمعنى الأخص وحينئذ فغير البين هو اللازم الذي لاملزم تصبور ه من تصور البهليزوم كالبكتابة بالقوة للانسان والثاني من معنى البين هو الذي بلزم من تتصموره ميع تتصمورال مبعلزوم والنعمية بينهما الجزم باللزوم كزوجية الاربعة ولازم التوجيود التضارجي كتاحيراق النار ولازم الوجود الذهني ككون حقيقة الانسيان كلية فهذا القسم يسمى معقولا ثانيا ابضاوالثاني ان اللازم امابين او غيير بيين والبيين له معنيان احدهها الذي يلزم تصبوره من تصبور الهلزوم كما ببليزم تتصبور البيصير مين تصبور العهي فهذا ما يقال له بين بالمعني الاخص وحيننذ فغير البين هو الذي لا يلزم تصوره من تصور الملزوم كالكتابة بالقوة للانسان والثاني من معنى البين هو الذي يلزم من تصوره مع تصورالمعلزوم والتنسية بسنهيها التجيزم باللزوم كزوجية الاربعة فان العقل بعد تصبور الاربعة والزوجية ونسبة الزوجية اليها يحكم جز مابان الزوجية لازمة لهاوذلك يقال ليه البين بالهمني الأعم وحبينة فقير البين هو اللازم الذي لا يلزم من تصبوره مبع تبصبور البهبليزوم والبنسعة مستهيهبا البجيزم باللزوم كالحدوث للعالج فهذا التقسيم الثانى بالحقيقة تقسيمان الاان القمسمين الحاصلين على كل تقدير انما يسميان بالبين وغير البين.

درجمه: لینی خاصه عرض وعام میں سے ہرا یک اورخلاصه کلام بیہے کہ وہ کلی جواینے افراد کے لیے عرضی ہے۔ یالازم ہوگی۔ یا مغارق کیونکہ وہ عرضی دو حال سے خالی نہیں ہوگی۔ یا تو عرضی کا جدا مونا اسيخ معروض سے محال موكا - يا محال نه موكا - پس اول اول بے - اور تانى تانى بے - محرلا زم دوتنسیوں کے ساتھ منتسم ہوتا ہے۔ پہلی تنم بیرکھٹی کالازم شک کی ماہیت کے لحاظ سے لازم **ہوگا۔** قطع نظر کر کے اس شکی کے وجود خاص کا خارج میں یا ذہن میں اور اس کی صورت ہیہے۔ کہ بیشک اس میت سے ہوجائے کہ جب بھی ذہن یا خارج میں بیشی متفق ہوجائے۔توبیلازم شکی کے لیے ثابت ہوجائے۔ یابدلازم لازم ہوگا۔ شی کے وجود خارجی یا وجود دینی کے لحاظ سے اور پہتم حیققت میں دوشم حاصل ہوئے ہیں۔ پس اس تقلیم کےمطابق لازم کی تین قشمیں ہیں۔(1)لازم ماہیت جیسے اربعہ کا جفت ہونا (۲) لازم وجود خارجی جیسے آگ کا جلانا (۳) لازم وجود دبنی جیسے انسان کی حقیقت کا کلی ہونا اور بیشم لازم وجود دہنی کا نام معقول ٹانی رکھا جاتا ہے۔ جیسے بھر کا تصور لازم آجاتا ہے۔ عمی کے تصور سے اور اس کو لازم بین بالمعنی الاخص کہا جاتا ہے۔ اور اس وقت لازم غیربین وہ لازم ہے۔جس کا تصور سے ملز وم کے تصور کے ساتھ اورنست کے تصور کے ساتھ جولا زم وملزوم کے مابین ہے۔لزوم کا یقین لا زم آ جائے جیلیے جار کے لیے جفت ہونا کیونکہ عقل چار کے لیے زوجیت لا زم ہے۔اوراس لا زم کولا زم بین بالمعنی الاعم کہا جا تا ہے۔اوراس وفت غیربین وہ لازم ہے۔ کہاس کے تصور سے ملزوم اور اور اس نسبتکے تصور کے ساتھ جو دونوں کے مابین ہے۔ لزوم کا یقین لازم نہ آئے جیسے جہان کے لیے حدوث کا لازم ہوتا لازم غیربین ہے پس بیدوسری تقسیم در حقیقت دو تسیمیں ہیں لیکن ہر نقتر پر جودوشمیں حاصل ہوگی ان دونوں كانام بين اورغير بين ركھا جائيگا۔

: تعالى: وكل صنعا... ال قول مين واى تين باتين بين جوكمتن كي تقريم سُرَّر رچك بين -كيكن ان كي من مين دواعتر اضات تصان كے جوابات ديے بين -

: سے ال: کہلازم کی توعام مناطقہ تین قسمیں بیان کرتے ہیں کیکن ماتن نے صرف دو تسمیں

بیان کی میں لازم الماہیت اور لازم الوجود۔

حواب جواب شارح نے بیریان کیا ہے کہ ماتن نے بھی تین قسموں کو بیان کیا ہے وہ اس طرح کہ لا زم الوجو داصل میں دوسمیں ہیں۔لازم الوجو دالذہنی۔اور لا زم الوجو دالخار جی لیکن متنوں میں چونکہ اختصار کو کھو خار کھا جاتا ہے اس لیے صرف وجود کہدیا۔

سوال خانس كبحس طرح بين كي دوتشميل تحيس العاطرح فيربين كي مجى تو دوتشميل تعيس جب

كمصنف في فصرف بين كى اقسام كوبيان كيا بيكن غير بين كى اقسام كوبيان كيون نبيس كيا-

جواب چونکه فیربین کی بھی بھی دوشمیں تھیں توالفاظ کا اشتراک تھااس دجہ سے ان کو بیان نہیں کیا کیونکہ متون میں اختصار طوظ ہوتا ہے۔

موله: هم اللاذم مینقسم اس عبارت میں لازم اور طروم کے درمیان جواز وم کا تعلق ہے اس کو بیان کردہے ہیں ازوم کی تین قشمیں (۱) ازوم ماہیت (۲) ازوم خارجی (۳) ازوم زمنی۔جس کا ذکر مالیل میں گذر چکا ہے۔

فوله یدوم کحو کة الفلک اس کی غرض توقیح متن بے بیارض واکی مفارق کی مثال علاوت کی مثال علاوت کی مثال علاوت کی مثال علاوت مفلوق داخه می عارض کا معروض سے جدا ہونا ممکن جدانہ ہو جیسے فلک کو حرکت عارض ہفارق متنع الانفکا کے بھی کہتے ہیں۔

: مقوله : بسوعة : توضيح متن بعارض مفارق كادوسراتهم عارض مفارق سريعي بـ

عد ض سدیعی وہ ہے کہ عارض معروض سے جدا ہوناممکن ہوا ور جلدی سے جدا ہوجائے جس طرح کہ غصہ والے آ دمی کے چبرے کی سرخی جلدی زائل ہوجاتی اور شرمندہ آ دمی کے چبرے کی زردی جلدی جدا ہوجاتی ہے۔

: معلو کالشباب: اس کی غرض تو منیح متن ہے کہ عارض کا معروض سے جدا ہوناممکن ہوا درجدا ہو بھی جائے لیکن دیر سے جدا ہو جیسے شباب انسان کو عارض اور یہ عارض (شباب) جدا

ہوتا ہے کین درے ہوتا ہے۔

🤞 بحث کلی منطقی وکلی طبعی وکلی عقلی 🐞

قال الماتن: فصل مفعوم الكلي يسمى كليا منطقيا الخ

یہاں متن میں تین ہاتیں ہیں پہلی بات کلی کا تعلیم کی ہے تین اقسام کی طرف۔ دوسری بات یہ بیان کی ہے کہ ریتھیم کلیات خسم میں بھی جاری ہوئتی ہے اور تیسری بات اختلاف کو بیان کیا ہے۔ کیا ہے۔

يلى بات كى كى تىن قىمىس بين ﴿ كَلْ مُطْقَى ﴿ كُلُّ طُعِي ﴿ كُلِّ عَقَلْ -

ایک فائدہ کا بیان ہے کہ تمام ماہیات اور الفاظ میں پایا جاتا ہے وہ فائدہ کہ تمام کا تنات کی ماہیات اور الفاظ تین حالتوں سے خالی نہیں یا تو ماہیات اور الفاظ تین حالتوں سے خالی نہیں یا تو ماہیات اور الفاظ تین حالتوں سے باکوں سے باکوں سے ساتھ عقلی ایسے انواع خمسہ (جنس نوع فصل خاصہ عرض عام) یہ ان تین حالتون کے ساتھ موصوف ہوتی ہیں اس طرح کلی اور جزئی موصوف ہوتی ہیں اس طرح کلی اور جزئی ان کے ساتھ موصوف ہوں ہوں سے کسی شکی کی جو بھی تعریف کی جائے وہ کلی منطق ہے اور اس کا مصداق جو خارج میں ہواس کو کی طبعی کہتے ہے اور تعریف اور مصداق کے جموعہ کا نام کلی منطق ہیں ورسری بات: اس میں ماتن ہو فرماتے ہیں کہ جس طرح یہ تھیم کلیات میں جاری ہوتی ہے ای طرح یہ کلیات میں جاری ہوتی ہے ای طرح یہ کلیات خمسہ یعنی جنس نوع فیصل خاصہ اور عرض عام میں بھی جاری ہوتی ہے لین جنس منطقی جنس طرح یہ کلیات خمسہ یعنی جنس منطقی جنس عظی جنس عقلی اور اس طرح باتی اقسام بھی ہیں۔

تیسری بات۔اختلاف کو بیان کیا ہے کہ اس بات میں تو اتفاق ہے کہ کل منطق اور کل عقلی کا تو خارج
میں وجو دنہیں ہے اس لیے کہ کل منطق عقلی کے قبیل سے ہے اور کلی عقلی یہ بھی اس کے قبیل سے
ہے۔اس کا بھی خارج میں وجو دنہیں ہے اس لیے کہ قانون ہے کہ انتفاء الجزء انتفاء الکل کوسٹرزم
ہوتا ہے تو جب جزک نفی کر دی تو کلی کی بھی نفی ہوگئ کیونکہ کل کا سجھنا جزیر موقوف ہوتا ہے۔

اختلاف اس بات میں ہے کہ آیا کہ کی طبعی کا خارج میں وجود ہے پانہیں تو متاخرین اورمصنف

کے نزدیک اس کا خارج میں وجود نیں ہے۔

جب كەجمبور حكما واورشارح كے نزدىك اس كاخارج ميں وجود ہے تفصيل شرح ميں ہے۔ شرح کی تقریر۔

: تتوك 📑 مسفهدوم السكلس : أي منا يطلق عليه لفظ الكلي يعني المفهوم الذي

لايمتنع فرض صدقه على كثيرين يسمى كليا منطقيا فان المنطقى يقصدمن

تسرجهه بمنهوم كل يعني وه چيزجس لفظ كلي كالطلاق كياجا تاہے۔اوراس چيز سے مرادوه منهوم ہے جس کا چندا فراد پرصد ق فرض کر لینا عقلاممنوع نه ده اس مفہوم کا نام کلی منطقی رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ منطق کل سے ای معنی کا تصد کرتا ہے۔

ای ملیطلق علیه لفظ شارح کی غرض اس قول میں دوبا تیں بیان کی ہیں۔(۱) کلی منطق

ک تعریف ہے(۲) کل منطق کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔

سنطق کی تعریف اورمغہوم کو کہتے ہیں مثلاً کلی کی تعریف ہے کہ وہ مغہوم ہے جس كاصدق كثيرين برمتنع نه مواس تعريف كوكل منطق كهته بين -

وجبه مسهيه اسكوكل منطق اس ليح كهتيه بين كمنطق حضرات تصورات مين تعريفات اشياء ہے بحث کرتے ہیں ۔ یعنی منطق جب بھی کلی استعال کرتے ہیں تو اس سے مراد کلی منطق یعنی مفہوم مراد کہتے ہیں۔

: توله: ومعروضيه: إي مايتصيدق عبليه مفهوم الكلي كالانسان والحيوان

يسمى كليا طبيعا لو جوده في الطبائع يعنى في الخارج على ماسجى.

- رجیعه : لینی جس چیز پرمغهوم کلی صادق آ جائے جیسے انسان اور حیوان اس کا نا م کل طبعی رکھا جا تا ہے۔اس کلی کے طبیعتوں لینی خارج میں موجود ہونے کی وجہ سے اس طریقے پر کہ عنقریب آ ر ہاہے۔

شارح کی غرض اس قول میں وہ با تیں بیان کی ہیں ۔(۱) کل طبعی کی تعریف ومسعسروضت

ہے(۲) کل طبعی کی وجہ تسمید بیان کی ہے۔

علی طبعی وہ کلی ہے جس پر کلی کی تعریف تجی آئے کلی منطق کے خارج میں مصداق کو کل طبعی کہتے ہیں۔ لیکن وہ معروض جن کو کلیت عارض ہوتی ہے مثلاً کلی کی فدکورہ بالا تعریف انسان۔

فرس حیوان پر سچی آتی ہان سب کو (حیوان فرس انسان) کو کی طبعی کہیں گے۔

وجه تسمیه کل طبی کطبی اس لیے کہتے ہیں کطبی پی حقیقت سے ہو چونکہ کل طبی بھی حقائق میں سے ایک حقیقت ہے اور دوسری وجہ تسمید میرے طبی کے معنی خارج کے ہیں اور اس کلی

طبعی کے معداق خارج میں ہوتے ہیں اس لیے اس کو کل طبعی کہتے ہیں۔

: توله: والمجموع: المركب من هزا العارض والمعروض كالانسان الكلى ولعيوان الكلى يسمى كليا عقليا أذ لا وجود له الاني العقل __

ترجمه: والمجموع: يعنى اس عارض معروض سے مركب جيسے انسان كلى اور حيوان كلى اس كانا م كلى عقلى

ر کھاجاتا ہے۔ کیونکہ اس کا مرکب وجود صرف عقل میں ہے۔

والسبعة موع شارح كي غرض اس قول مين دوبا تين بيان كي بين _(1) كلي عقل كي تعريف مراع عقل كي تعريف مراع عقل كي تعريف

ہے(۲) کلی عقلی کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔

کس عقلی کلی کاتعریف اورمصداق دونوں کے مجموعہ کو گاعقلی کہتے ہیں۔ یعنی کل طبعی اور کل منطق کے مجموعہ کو کاعقلی کہتے ہیں۔

وجه تسمیه کوئی عقلی اس کواس لیے کہتے ہیں کہاس کا خارج میں وجود نہیں ہوتا بلکہ ذہن میں وجود نہیں ہوتا بلکہ ذہن میں وجود ہوتا ہے۔ مثلاً الانسان الکلی انسان کوئلی ہوتا صرف عقل میں عارض ہوتا ہے خارج میں نہیں الحاصل کلی کا وجود خارج میں نہیں ہوتا عقل میں ہوتا ہے اس لیے اس کوئلی عقلی کہتے ہیں۔ کیونکہ انسان کے خارج میں جوافراد ہوں وہ سب جزئیات ہیں نہ کہ کلیات۔

: قبوله : وكذا الانواع البخمسة : يعنى كماان الكلى يكون منطقيا وطبعيا

وعـقليا كذلك الأنواع الخمسة يعنى جنس والفصيل والنوع والخاصة والعرض العام تجرى في كل منها هذه الاعتبارات الثلاث مثلا قوله مفهوم النوع اعنى الكلس المقول على كثيرين متفقين بالحقيقة في جواب ما هو يسمى نوعا

منطقيا ومعروضه كالانسان والفرس نوعا طبعياو مجموع العارض والمعروض

كالانسان البنوع عقليا وعلى هزا فقس البواقي بل الاعتبارات الثلاث تجري

في الجزئي ايضا فانا اذا فلنا زيد جزئي فيفهوم الجزئي اعني ما يبتنع فرض

صـدقته على كثيرين يسمى جزئيا منطقيا ومعروضه اعنى زيدا يسمى جزئيا

طبعيا والمجموع اعنى زيد الجزئى يسمى جزئيا عقليا.

قر جمعہ: یعنی جس طرح کل مطاق طبعی عالی ہوتی ہے اس طرح کلی کی انواع خسہ یعنی جنس نصل نوع عاصد عرض عام ان جس سے ہرا یک کے اندر بھی یہ تینوں اعتبارات جاری ہوتے ہیں۔ مثلا منہوم نوع یعنی وہ کلی جو ماہو سے سوال کے جواب جس ان افراد پر محمول ہو جو کثیر ہوں اور باعتبار حقیقت مشنق ہوں اس کونوع منطاق کہا جاتا ہے۔ اور اس منہوم کے مصداق و معروض مثلا انسان اور فرس کو نوع طبعی کہا جاتا ہے۔ نوع طبعی کہا جاتا ہے۔ اس پر ماہمی چاروں کو قیاس کرنو بلکہ یہ تینوں اعتبارات جزئی جس مجمی جاری ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب ہم زید جزئی کہیں تو مفہوم جزئی یعنی وہ مفہوم جس کے چندا فراد پر صادق آنے کوعشل جائز نہ جب ہم زید جزئی کہیں تو مفہوم جزئی یعنی وہ مفہوم جس کے چندا فراد پر صادق آنے کوعشل جائز نہ رکھے اس کو جزئی منطقی اور اس کے معروض لیعنی زید کوجزئی طبعی اور مجموعہ لیعنی زید الجزئی کوجزئی عقلی کوجزئی عقلی کہا تا ہے۔

کہاجاتاہ۔

معنی کما ان الکلی مکون الغ اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں(ا) کہ جوتقسیم کلیات میں جاری ہوئی ہے وہ تقسیم پانچ اقسام میں بھی جاری ہوتی ہیں۔(۲) کہ تیقسیم جزئیات میں بھی جاری ہوتی ہے۔

(۱) کہ جس طرح کلی منطق طبعی عقلی ہوتی ہے ایسے انواع خمسہ (جنس نوع فصل خاصہ۔ عرض عام) یہ بھی ان نتیوں کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں کیونکہ ان انواع خمسہ میں سے ہرا یک کی تحریف ہے اور مصداق بھی ہے اور مجموعہ بھی ہے مثلاً یعنی جنس منطق جنس طبعی جنس عقلی۔ جنس منطقی: وہ جنس کا مفہوم اور تحریف ہے ۔ یعنی جنس منطقی وہ ہے کہ جوایسے کثیرین پر صاوق آئے جو مختلف بالحقائق موں۔ يتعريف مبن كى يكل منطقى اور مبن منطق ہے۔

جن طبی جنس منطق لیمی تعریف کے فارج میں مصداق کوجن طبی کہتے ہیں۔جیسے حیوان۔ جنس عقلی جنس منطقی اورجن طبی یعنی تعریف اور مصداق کے مجموعہ کوجنس عقلی کہتے ہیں۔اورای پر

باقی کوقیاس کرلیں۔

بىل الاعتبلاتبوى دوسرى بات ـ شارح كهتا ب كدجس طرح يقسيم كليات بلى جارى بوتى بها الاعتبلاتبوى دوسرى بات ـ شارح كهتا ب كدجس طرح يقسيم كليات بلى جارى بوتى بها الله على ـ بحرى مقلى ـ بحرى مقلى ـ بحرى كالعربيف فرض مددة على كونكد جزئى كالعربيف فرض مددة على كيوري منوع بدين كالعربيف فرض مددة على كثيرين منوع بدين كامنطق بوكى اور اسكا معدات زيد وغيره بدين كليس بوكى اور دونوس كالمجموع

الزيدالجزئي يبرتز كاعقلى موئي_

فسائدہ: بیتمن اطنبارات (منطقی طبعی عقلی) جزئی صرف علام تکتازانی کا فی جب ہے اور تمام مناطقہ کہ جزئی منطقی طبعی عقل نہیں ہوتی (ا) منطقی اس لیے نہیں ہوتی کہ اگر جزئی منطقی ہوتی تو مناطقہ اس جزئی سے بحث کرتے حالا تکہ مناطقہ جزئیات سے بحث نہیں کرتے (۲) اور جزئی طبعی اس لیے نہیں ہو عمق طبعہ بیاتو صرف کلیات میں مستعمل ہوتا ہے (۳) اور جزئی عقلی بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ جزئیات عقل میں حاصل نہیں ہو سکتی۔

قوله والبحق أن وجود الطبعي بمعنى وجود اشاخصه : لاينبغي أن يشك

فس ان البكتاس المنتطبقس غير منوجبود في الخارج فان الكلية انها تعرض لبلم فهاوميات في العقل ولذا كانت من المعقولات الثانية وكذا في ان العقلي

غيير متوجعود فيه شان انتشاء النجسز، يستسلوم انتفاء الكل وانما النزاع في ان

البطبعى كالأنسان من حيث هو انسان الذي يعرضه الكلية في العقل عل هو

مـوجـودظـى الـخـارج فني خسمـن افراده ام لا بل ليس الموجود فيه الا الافراد

والاول مذهب جمهور الحكماء والثاني مذهب بعض لمتاخرين ومنهم المصنف

ولــذا فالَّ الحقّ هو الثَّاني وذلك لأنه لو وجد في الخارج في ضبئ افراده لزم

تبصياف الشبئي الواحد بالصفات المتضادة كالكلية والجزئية ووجود الشئي

المواحد فنی الامنکنة المهتعددة وحینند فیمنی وجود الطبعی هو ان افواده موجود ة وفیه قامل و قحقیق الحق فنی حواشی التجوید فانظر فیها ترجمہ: اس میں شک کرنا مناسب نہیں کہ کی منطق خارج میں موجود نہیں کیونکہ کی عارض ہے مفہومات کوعقل میں اور اس لیے یہ کلی ہونا معقولات ثانیہ سے ہے۔ اس طرح اس بارے میں بحی شک نہیں کہ کی عقلی خارج میں موجود نہیں کیونکہ جزولیعنی (کلی منطقی) کا خارج میں منطقی ہونا کل کے خارج میں منطقی ہونے کولازم کر لیتا ہے۔ اور سوااس کے نہیں جھگڑا اس بارے میں ہے کی حیارت میں موجود ہیں انسان ہونے کے عقل میں کلیت عارض ہے کیا یہ کی طبعی اپنے افراد کے شمن میں خارج میں موجود ہیں۔ اول جمہور محماء کا کے شمن میں خارج میں موجود ہیں۔ اول جمہور محماء کا

ند ہب ہے۔اور ثانی بعض متاخرین کا ند ہب ہے۔اوران متاخرین میں سے مصنف میں ہیں اس لیے کہ ثانی حق ہے۔اوراس کی دلیل مدہے۔ کہخارج میں افراد کے قسمن میں اگر کلی طبعی پائی جائے تو شئی واحد کا صفات متضاد کے ساتھ متصف ہونا اور متعدد مکانات میں شئی واحد کا یا یا جانا لازم

آئے گا۔اوراس وقت کلی طبعی موجود ہونے کا معنی اس کے افراد کا موجود ہوتا ہے۔اوراس دلیل میں تامل ہےاس بات کی کی محقیق تجرید کے حواشی میں ہے پس تم ان حواشی میں غور کرو۔

لا ينبغى ان يشك

فساندہ: والحق جب آتا ہے بیاس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ بیمسکد علف فیہ ہے اور فصل اور صحح بیر ہے۔ اب ہم نے بید کھنا ہے کہ کس بات اختلاف ہے اور تفتاز انی صاحب فیصلہ بتلارہے ہیں جس سے پہلے

پهلا مسئله اتفاق یه هد کال بات پراتفاق ... کی منطق ذبن میں ہوتی ہے خارج میں نہیں کیونکہ کی منطق تعریفات الاشیاء کا نام ہاور تعریفات الاشیاء نہیں ہوتی مگر ذبن میں اس لیے کلی منطق ذبن میں ہوگی خارج میں نہیں یہی وجہ ہے کہ منطق حصرات کلی منطق کو معقول ٹانی بھی کہتے ہیں۔

دوسدا مسئله اتفاق البات رجى الفاق بكر كل طبى خارج ميل پائى جاتى بد بهن

من نبير _

تيسسوا مسئله اتفان كولككل إن افراد عليحده جداموكزيس بإلى جاتى مثلاً ماهيت

انسان (انسان کل) اینافراد (زیدعمر بحروغیره) سے جدا ہو کرنہیں پائی جاتی۔

جوتها مسئله اختلاف اختلاف اختلاف مرف البات ميس بكركل طبى الإ افراد كي من

میں پائی جاتی ہے مانہیں یا خارج میں صرف افراد پائے جاتے۔

جمعہ ود حصد کے نزدیک کل طبعی اپنے افراد کے خمن میں پائی جاتی ہے جہاں خارج میں افراد ہوں گے اس کے خمن میں کلی طبعی بھی یائی جائے گی۔

متاخوین مناطقه کنزدیک کل طبی اپنافراد کشمن میں فارج کے اندر کل طبی نہیں پائی جاتی بلکہ فارج میں افرادیائے جاتے ہیں۔مثلاً ماہیت انسانی اینے افرادزید عمر و بکر کے شمن

پی بارج کے اندر نہیں مائی جاتی۔ بلکہ فقط اس کے افراد زید عمر ویائے جاتے ہیں۔ میں خارج کے اندر نہیں مائی جاتی۔ بلکہ فقط اس کے افراد زید عمر ویائے جاتے ہیں۔

شادے میز دی نے متاثرین کے فرجب کوراج قرار دیا اور دودلیلیں پیش کی۔

دنیسل اول اگریدان لیاجائے کے کل طبعی اپنے افراد کے ممن پائی جاتی ہے تو ایک ہی چیز کا

دومفات متفاده کے ساتھ متصف ہونالا زم آئے گا جیسے ایک آدمی کا کالا ہونا اور سفید ہونا۔

مثلاً آپ کہیں ماہیت انسانی بیکل ہے اور زیدے مرو بکروغیرہ کے ممن پائی جاتی ہے تو ماہیت انسانی بیکل ہے اور زیدے مرو بکروغیرہ کے ممن پائی جاتر کی ہے استحد میں ایک بی زید کا دوصفات متضادیعن کلیت اور جزئیت کے ساتھ

متصف ہونالا زم آیا ہےاورا یک چیز کا صغات متضادہ کے ساتھ متصف ہونا باطل ہے جب لا زم باطل ہےتو ملز دم خود باطل ہوا(کہ کی طبعی کا پنے افراد کے ممن میں پایا جانا باطل ہوا)

دوسدى دنيل فلاسفرايك چيزمتعددمكانون مين بين پائى جاسكتى۔

دسیس اگرہم کہیں کہ کی طبعی اپنے افراد کے شمن میں پائی جاتی ہے تولازم آئے گا ایک چیز کا متعدد مکانوں میں پایا جاتا ہے لازم باطل ہے تو ملز وم بھی باطل ہوا مثلاً کلی طبعی (ماہیت انسانی) این افراد زید عمروغیرہ میں پائی جاتی ہے اور ماہیت انسانی کے افراد محتلف امکنتہ میں رہتے ہیں

کھوفیصل آباداور بعض ملتان۔اور بعض لا ہوراب کلی طبعی ماہیت (ایک چیز) زید میں پائی گئی اور زید فیصل آباد میں ہےاور عمرو میں پائی گئی اور عمر ملتان میں اور خالد میں جو کہ لا ہور میں ایک کلی طبعی چیز متعدد مکانوں فیصل آباد۔ملتان۔لا ہور پائی گئی اور بیدلازم باطل ہوا (کلی طبعی کا اپ) نے افراد کے شمن میں بایا جانا)

المصل ان دونوں دلیلوں سے شارح یز دی مصنف اور متاخرین مناطقہ کے مذہب کوتر جیج دی ہے کیکن ان پراعتراض وار دہوسکتا ہے۔

: سے ال: حضرت معاحب جب کل طبعی اپنے افراد کے من میں پائی ہی نہیں جاتی تو آپ کیے کہتے ہیں کل طبعی خارج میں پائی جاتی ہے۔

جواب ہاری مراد کہ کی طبعی کے افراد خارج میں پائے جاتے ہیں

والحق مصنف متاخرين ك فدبب راج قرارديا حالا نكه فدبب حكماء كااصح بـ

حسد می دنیل حماء کاند ب بیتها کرکی طبعی این افراد کے من میں پائی جاتی ہولیل۔
کل طبعی این افراد کے حمن میں نہ پائی جائی تو کل طبعی کا کوئی فرد نہ ہوگا کیونکہ فرداس ماہیت کلی کو
کہتے ہیں جو کی وصف کے ساتھ مقید ہوالحاصل اگر متاخرین کی بات مان لی جائے تو زید عربگر
وغیرہ انسان کے افراد نہیں ہو سکتے کیونکہ جب ماہیت انسانی (کلی طبعی) بالکل ہے ہی نہیں نہ
خارج میں نہ این افراد کے حمن میں بعد گر حاکو بھی انسانی افراد سے شار کرنا صحیح ہونا چاہیے
حالا نکہ یہ بات غلط ہے۔ الخ

متاخرین مناطقه کی دلیل کا جواب آپ نے جودوقاعدے بیان کیے بیٹی الاطلاق میں نماستھ کی متعددامکنہ میں نہیں پائی جائتی (۲) اور ایک شئی صفات متفادہ کے ساتھ متصف نہیں ہو سکتی یہ دونوں دلیا یں دونوں قاعدے صرف جزئی کے بارے میں صحیح ہیں کہ ایک جزئی متعدد مکان میں نہیں پائی جاسکتی اور ایسے ایک جزئی صفات متفادہ کے ساتھ متصف ۔ بعنوان دیگر: کہ وحدت کی چارتشمیں ہیں۔ (۱) وحدت شخص (۲) وحدت جنسی (۳) وحدت

نوعی (۴) وحدت صنفی۔

اور آپ کی بات تب درست ہوتی کہ جب ہم وحدت شخص مرادلیں۔ کیونکہ اب ایک ہی شخص کا دومت اور آپ کی بات تب درست ہوتی کہ جب ہم وحدت شخص کا دومت سے لیکن ہماری یہاں مراد وحدت کی باتی قسمیں ہیں۔ کہ وحدت جنسی جیسے حیوان اور وحدت نوعی جیسے انسان ۔ تو حیوان اور انسان کی باتی قسمیں ہیں۔ کہ وحدت جنسی جیسے حیوان اور وحدت نوعی جیسے انسان ۔ تو حیوان اور انسان کا صفات متضادہ کے ساتھ اور مختلف امکنہ پر ہونا مجمع ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک انسان سفید ہو اور ایک انسان سفید ہو اور ایک انسان ہم ہوا در ایک انسان کا لا ہواور اس طرح وحدت صنفی جیسے رومی تو ممکن ہے رومی یہاں بھی ہوا در ایک

ملک میں بھی ہو۔

فصل معرف الشئ

متن کی تقریر

معرف قول شارح 🄞

علم کی دوشمیں ہیں تصورا در تصدیق یصورات میں قول شارح مقصود ہےا در تصدیقات میں حجت مقصود ہے۔اس عبارت سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی غرض مبادی تصورات کے بعداب

مقاصد تصورات جوكةول شارح باس كوبيان كررب بين-

اورمبادی تصورات(۱)الفاظ کی بحث(۲) دلالت(۳) کلیات خمس اور تصورات میں اصل مقصود قول شارح ہے ۔اب قول شارح بیان کرنا چاہتے ہیں اور قول شارح کوتعریف۔ حد۔رسم۔ معرف بھی کہتے میں اور جس چیز کی تعریف کی جاتی اس کومعرف۔محدود۔مرسوم اور مقول علیہ الشارح کہتے ہیں۔

یہاں ماتن نے چار ہاتیں بیان کی ہیں (۱) تعریف کی تعریف کی ہے(۲) معرف کی شرائط کو بیان کیا ہے۔ (۳) معرف کی اقسام کو بیان کیا ہے (۴) اختلاف کو بیان کیا ہے۔

ىپلى بات _معرف كى تعريف

معرف کے لغوی معنی پیجان کرانے والا۔اوراصطلاحی معنی معرف الشکی مایقال علیہ لا فاوۃ تصورہ۔

کہ معرف کسی چیز کا وہ ہوتا ہے کہ جواس چیز پرمحمول ہوتا کہ اس کے تصور کا فائدہ دے۔اور وہ دوچنزیں ہیں۔ایک اس کی کنہ یعنی حقیقت کو بیان کرنا اور ماعدا سے متاز کرنا۔

دوسری بات _معرف کی شرا نظ_

وجہ حصر۔ معرف یا تو معرف کا عین ہوگا یا غیر ہوگا۔ اگر عین ہوتو پھر اس سے تعریف کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس سے تعریف نہیں ہو گئے ۔ اورا گرغیر ہوتو پھر چار حال سے خالی نہیں کہ یا تو وہ معرف معرف سے اعم ہوگا یا اخص ہوگا۔ یا مباین ہوگا یا مساوی ہوگا۔ اگر اعم ہوتو اس سے بھی تعریف کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ تعریف سے مقصود دو چیزیں ہوتیں ہیں ایک اس چیزی حقیقت کو بیان کرنا اور دوسرا ماعدا سے ممتاز کرنا۔ اوراس سے حاصل نہیں ہوتا۔ اورا گر معرف اخص ہومعرف سے تو پھر بھی تعریف درست نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس سے تعور ابہت مقصود حاصل ہوجا تا ہے لیکن تعریف کے لیے اس چیز کا مشہور اورا جلی ہونا ضروری ہوتا ہے جب کہ اخص یہ مشہور نہیں ہوتا۔ اورا گر معرف مباین ہوتو پھر بھی تعریف مشہور نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس کا وجود اقل ہوتا ہے۔ اورا گر معرف مباین ہوتو پھر بھی تعریف درست نہیں ہے کیونکہ مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ اورا گر معرف مباین ہوتو پھر بھی تعریف

تيسرى بات معرف كى اقسام

ہوگا کیونکہاس سے مقصود حاصل ہوجاتا ہے۔

معرف کی چاراقسام ہیں۔(۱) حدتام (۲) حدثاقص (۳) رسم تام (۴) رسم ناقع ۔

وجہ حصر۔ کہ یا تو معرف ذا ت میں ہے ہوگا یا عرضیات میں ہے ہوگا وہ ذاتی ہوگا یا عرضی ہوگا۔
اگر ذاتی ہوتو دوحال سے خالی نہیں ہے کہ یا تواس کے ساتھ جنس قریب کو ذکر کیا گیا ہوگا یا نہیں خواہ
جنس بعید مذکور ہو یا نہ ہو۔ اگر جنس قریب کو ذکر کیا گیا ہوتو بیصد تام ہے اور اگر جنس قریب کو ذکر نہ
کیا ہوا ہو (خواہ جنس بعید مذکور ہو یا نہ ہو) تو بیصد ناتھ ہے۔ اور اگر وہ عرضی ہوتو دوحال سے خالی
نہیں ہے یا تو جنس قریب کو ذکر کیا گیا ہوگا یا نہیں۔ اگر جنس قریب کو ذکر کیا گیا ہوتو بیر سم تام ہے۔
اور اگر جنس قریب کو ذکر کیا گیا ہو بلکہ جنس بعید کو ذکر کیا گیا ہوگا۔ یا صرف عرضی کو ذکر کیا گیا ہوگا۔

توبيرسم ناقص ہے۔

ا ناقص منا بك ادجهم ضاحك.

وجہ تشمید۔ حد۔ حد کے لغوی معنی ہے روکنا۔ توبیہ ماعدا کواپنے اندر داخل ہونے سے روکتا ہے۔ اور تام اس لیے کہ اس میں ذاتی کے ساتھ جنس قریب ہوتی ہے۔ اور ناقص اس لیے کہ جنس قریب نہیں ہوتی۔

رسم _رسم کے معنی ہیں کھنڈراور ویران جگہ۔تو چونکہ اس میں لوگ داخل ہوتے رہتے ہیں۔تو اس میں بھی اس کے ماعدا داخل ہوتے ہیں۔اور دوسرایہ کہ اس کے معنی ہیں علامت اور نشانی تو یہ بھی اپنے معنی موضوع لہ پرعلامت ہوتی ہے۔اور تا م اس وجہ نے کہ اس میں عرفی کے ساتھ ساتھ جنس قریب ہوتی ہے۔اور ناقص اس لیے کہ جنس قریب نہیں ہوتی ہے۔

چو بات-اختلاف کیطرف اشاره

ماتنؓ نے قد اجیز فی الناقص سے اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ متقدیین کے نز دیک حد ناقص اور رسم ناقص میں اعم کے ساتھ بھی تعریف جائز ہے۔

اس اختلاف کو سیجھنے سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے وہ بیہ ہے کہ تعریف کی دوشمیں مصد دربرتیں وریفظ کا بیرین میں حقیقات

ہیں۔(۱) تعریف لفظی (۲) تعریف حقیق ۔ تعریف لفظی ۔ وہ تعریف ہے کہ جولفظ اشہر کے ساتھ کی جائے ۔اس سے ذہن میں موجود کئی

معنوں میں سے ایک معنی کو متعین کرنا ہوتا ہے جیسے غفنفر کی تعریف کرنا۔ اسد کے ساتھ۔

تعریف حقیقی۔وہ تعریف ہے کہ جس ہے کسی چیز کی حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے۔اور ماعدا سے ممتاز کہ اجاتا ہے

کیاجا تاہے۔

اب اختلاف کو مجھیں کہ ماتن ؓ نے ابھی تک متاخرین کے ند بب کو بیان کیا اور قد اجیر فی الناقص الخ سے متقد مین کے ند بب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ متقد مین کے نزدیک حدثاقص اور رسم ناقص میں عام سے بھی تعریف جائز ہے۔ انہوں نے اس کوتعریف لفظی پر قیاس کیا ہے کہ جس طرح اس میں عام سے تعریف جائز ہے۔ جسے طرح اس میں بھی عام سے تعریف جائز ہے۔ جسے اسعداد کی تعریف لوگ اسم نسبت سے کرتے ہیں۔ تو چونکہ مصنف بھی ماتن ۔ متاخرین کے ساتھ اور شارح بھی متقد مین کے ساتھ ہے۔ تو ان کوشارح نے یہ جواب دیا ہے کہ آپ کا تعریف حقیق کو تعریف لفظی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ تعریف لفظی میں تو صرف چند معنوں میں سے کی معنی کو متعین کیا جاتا ہے اور ماعدا سے ممتاز کیا جاتا ہے اور ماعدا سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ کی معنی کو متعین کیا جاتا ہے اور تعریف حقیق میں حقیقت کو یبان کیا جاتا ہے اور ماعدا سے ممتاز کیا جاتا ہے۔

شرح كىتقرىر

قوله: معرف الشئى: بعد الفراغ عن بيان ما يتركب منه المعرف شرع فى البحث عنه وقد علمت ان المقصود بالذات فى هذا الفن هو البحث عنه وعن الحجة وعرفه بانه ما يحمل على الشئى اى المعرف ليفيد تصور هذا لشئى الما بكنه او بوجه يمتاز عن جميع ما عداه ولهذا لم يجز ان يكون اعم مطلقا الما بكنه او بوجه يمتاز عن جميع ما عداه ولهذا لم يجز ان يكون اعم مطلقا لان الاعم لا ينفيد شيئا منها كالحيوان فى تعريف الانسان عان الحيوان ليس كنه الانسان لان حقيقية الانسان هو الحيوان الناطق وايضا لايميز الانسان عن جميع ما عداه لان بعض الحيوان هو الفرس وكذا الحال فى الاعم من وجه واما الاخص اعنى مطلقا فهو وان جاز ان يفيد تصور ه تصور الاعم بالكنه او بوجه يمتاز به عما عداه كما اذا تصورت الانسان بانه حيوان ناطق فقد تصورت الحيوان فى ضمن الانسان باحد الوجهين لكن لما كان الاخص افل وجود افى العقل واخفى فى نظره وشان المعرف ان يكون اعرف من المعرف لم ينجن ان يكون اعرف من المعرف النهون على الشئى انه لا يجوز ان يكون مباينا للمعرفتهين ان يكون مساوياله ثم ينبغى ان يكون اعرف من المعرف على مجهول هو المعرف عنى نظر المقل لانه معلوم موصل الى تصور يكون اعرف من المعرف عنى نظر العقل لانه معلوم موصل الى تصور يكون اعرف من المعرف عنى نظر العقل لانه معلوم موصل الى تصور

توجمه: جن چیزول سے معرف مرکب ہوتا ہے ان کے بیان سے فارغ ہونیکے بعد مصنف ؓ نے

معرف کی بحث کوشروع فر مایا ہے۔اور تحجمے پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ کفن منطق میں مقصود بالذات معرف وجمت کی بحث ہے۔اورمصنف ؓ نےمعرف کی تعریف بایں طور برفر مائی ہے۔ کہ جو چیز معرف برجمول ہواس کے تصور کا فائدہ دینے کے لیے وہی چیز معرف ہے۔خواہ معرف کے تصور کبنہہ کا فائدو دے۔ یا اس کے تصور بیجہ کا فائدہ دے۔ کیدہ متناز ہو جائے ۔اس کے جمیع ماسوا ہے اس کیے معرف کا معرف سے اعم مطلق ہونا جائز نہیں کیونکہ اعم تصور بکنہہ اور تصور بیجہ کا فائده نهيس ديتا مثلا تعريف انسان مين صرف حيوان سميونكه حيوان انسان كي حقيقت نهيس كيونكه انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے۔ نیز حیوان انسان کواس کے جمیع ماسوی سے تمیزنہیں دیتا کیونکہ بعض حیوان گھوڑ ابھی ہے۔اوراعم من وجہ کا بھی یہی حال ہے۔ کہوہ نہ معرف کی حقیقت کا فائ**د**ہ دیتا ہے۔ نداس کوجیج سوی سے تمیز دیتا ہے۔ اور اخص مطلق کا تصور بالکنہد کا فائدہ دے۔ یا ایسے تصور بالعجبه کا فائدہ دے کہ وہ جمیع ماسوی سے متناز ہوجائے۔اگر چہ بیہ جائز ہے۔مثلا بایں طور کہ تو انسان کاتصور کرے کہ وہ حیوان ناطق ہے۔ پس تو نے انسان کے عمن میں حیوان کاتصور بالعجہ یا بالكنه كرليا ہے۔ليكن جب من الحيث الوجود في العقل اخص اقل ہے۔اور اخص عقل كي نظر ميں زیادہ خفی ہے۔ حالانکہ معرف کی شان رہ ہے کہ وہ معرف سے زیادہ معروف ہوتا ہے۔ تو معرف کا معرف سے اخص ہونا بھی جائز نہیں اور ضرور معلوم ہوا ما یحمل علی الشک کے ذریعے معرف کی تعریف سے کہ معرف معرف کا باین نہیں ہوسکتالہذامتعین ہوا کہ معرف معرف کا مساوی ہوگا۔ پھر مناسب ہے۔ کہ معرف زیادہ معروف ہومعرف سے عقل کی نظر میں کیونکہ معرف ایسا تصور معلوم ہے۔ جوتصور مجہول یعنی معرف کی طرف موصل ہوتا ہے۔ نہ معرف معرف سے زیادہ خفی ہو سکتا ہے۔اورن ظہوروخفاء میں اس کےمساوی ہوسکتا ہے۔ معدف الشني اس قول مين جارباتين شارح نے بيان كى بين -(١) ربط كوبيان كيا ہے (٢) معرف کی تعریف کی وضاحت کی ہے۔ (۳)معرف کی شرا کط کی وضاحت کی ہے(۴)مساوات کوبیان کیاہے۔

بیان کیے جاتے ہیں باتی جنے علوم وفنون ہیں ان میں نہیں۔ بلکہ ان میں اشیاءا در الفاظ کی تعریف کی جاتی ہے۔ مثلاً نحو میں اسم وفعل معرب وہنی وغیرہ کی تعریف کی جاتی ہے تو منطقی سب سے پہلے تعریف کی تعریف کرتے ہیں کہ تعریف کس چیز کا نام ہے اور تعریف کی کیا حقیقت ہے لہذا ہم

چہ ریک ریک دے یاں یہ ریک کا تعریف کی حقیقت اور شرا لط بیان کرتے ہیں۔

تعدیف کی تعدیف قول شارح کی تعریف معرف کے لغوی معنی پیچان کرانے

والا _اوراصطلاحی معنی معرف الشکی مایحمل علیه لا فادة تصوره _معرف اورتعریف وه ہے جومعرف پرمحمول ہوتا کہاس کے تصور کا فائدہ دے _جس سےاس کی ذا سے معلوم ہوجائے _ یا کم از کم برخموں میں محمد میں میں معاملہ میں معاملہ میں انہوں میں معاملہ میں معاملہ میں معاملہ میں معاملہ میں معاملہ معاملہ

وہ معرَّ فَ اپنے جمع اغیار سے جدا ہوجائے ۔تعریف سے دوچیزیں میں سے ایک چیز معلوم ہوجائے گی۔ _.

(۱)اطلاع على الذات كهذات برمطلع هوتا_

(۲) امتیاز عن جمیع ماعداه معرف کواس کے تمام اغیار سے جدا کرنا۔

ذاتیات پو مطلع هوند کا مطلب یہ کرتعریف سے معرف کی حقیقت اور ماہیت کھل جائے جیسے انسان کی حقیقت جائے جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے تو اس تعریف سے ہمیں انسان کی حقیقت اور ماہیت معلوم ہوگئی۔

اغیباد سے جدا نحد نے کا مطلب یہ ہے کہ تعریف سے معرف کی حقیقت وہا ہیت اور ذا تمعلوم نہ ہوجیسے انسان کی تعریف ضاحک سے کی جائے اس سے اگر چہانسان کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی لیکن ضاحک نے انسان کوتمام اغیار (حیوانات) سے جدا کر دیا۔

ابتعريف ك حقيقت يرمو في هو الاطلاع على الداتيات او الامتياز عن جميع المشادكات.

: منا جُده : مي تعريف والانضيه مانعة الخلو ہے۔ مانعة الخلو اس كو كہتے ہيں كه دونوں جزء جمع

تو ہوسکیں لیکن جدانہ ہوسکیں یہ ہوسکتا ہے کہ تعریق سے اطلاع علی الذا سے بھی حاصل ہوجائے اور امتیازعن المشار کات بھی ہو مثلاً جب انسان کی تعریف کی جائے حیوان ناطق سے تو یہ اطلاع علی الذا سے بھی ہے اور امتیازعن جمیع المشار کات بھی ہے ۔ لیکن یہ بیس ہوسکتا کہ تعریف سے اطلاع اور امتیاز سے دونوں حاصل نہ ہوں۔

ان دونوں نبیت عموم وخصوص مطلق کی ہے کہ اطلاع علی الذا ت بیخاص ہے اور امتیاز عن جمیع المشارکات بیام ہے جہاں اطلاع ہوگا وہاں امتیاز بھی ہوگا لیکن جہاں امتیاز ہو جہاں اطلاع کا ہونا ضروری نہیں مثلاً انسان کی تعریف حیوان ناطق سے بیاطلاع علی الندا ت ہے اور امتیاز بھی ہے اور انسان کی تعریف کی جائے ضاحک سے تو بیا متیاز عن جمیع المشارکات ہے لیکن اطلاع نہیں۔

: مَا مُدُه: مَا مُدُه: مَا مُدُه و وَتَعريف جس الطلاع على الذات بواس كوتصور بالكند كيتم بين اور جس تعريف سامة المناز بواس كوتصور بوجه كيتم بين -

ولهذا لم يجهذ ان يكون آخو هول شارح تعريف كے ليے تفصيلاً شراكط بيان

کررہے ہیں۔اس کی شرائط دوقتم پر ہیں (۱) باعتبار منہوم کے (۲) باعتبار مصداق۔

شرائط باعتبار مصداق کے پانچ ہیں ایک وجودی ہے اور جارعدی۔

بہلی شدط وجودی تعریف اور معرف باعتبار مصداق کے مساوی ہوں جہال معرف سی آتے وہاں معرف سی آتے وہاں معرف سی آتے وہاں معرف بھی سی اور جہاں معرف سی آتے وہاں معرف بھی سی آتے مثلاً انسان معرف ہوگا وہاں انسان اور جہاں انسان ہوگا وہاں معرف حیوان ناطق سی آتے گا۔

دوسری شده است تعریف معرف سے مباین ندہو کیونکہ تعریف کامعرف پرحمل ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ مباین کامباین پرحمل درست نہیں ہوتا ہے مثلاً انسان کی تعریف حجرسے کی جائے تو یہ

تعریف این معرف انسان کے مباین ہے اور اس کا حمل انسان پرنیجی نہیں۔ تیسسری شرط معرف سے اعم طلق نہ ہو کیونکہ تعریف سے غرض یہ ہوتا کہ عرف کی

ذا تمعلوم ہوجائیں یامعرف کوجمیج ماعدا سے جدا کردے جب تعریف اعم طلق ہوگی۔تواس سے نہ تومعرف کی ذا تصعلوم ہوں گی اور نہ ہی جمیج ماعدا سے متاز ہوگی مثلاً انسان کی تعریف کی جائے حیوان سے بی تعریف (حیوان) اعم مطلق جو کہ غلط ہے کیونکہ اس سے نہ انسان کی ذا تصعلوم ہوتی ہیں اور نہ انسان کو ماعد سے جدا کرتا ہے بلکہ انسان میں فرس حمار وغیرہ شریک

ہیں۔

جونب شدم تا تعریف معرف سے اعم من وجہ بھی نہ ہو جسے حیوان کی تعریف ابیض سے کی جائے بیتعریف اعم من وجہ ہے جو کہ غلط ہے کیونکہ ابیض سے نہ حیوان کی ذا ت معلوم ہوئیں کیونکہ حیوان کی ذا ت جسم نامی محتر ک بالارادة حساس اورابیض ان میں سے نہیں ورندا بیض تعریف سے حیوان جمیع ماعدا سے ممتاز ہوجا تا بلکہ سفید کیڑے سفید دیواریں وغیرہ شریک ہوگئیں ہیں ۔اخص من وجہ بھی ای میں داخل ہے۔

بانجویں سوط

کی بیصورت بیان کی ہے کہ یہ بمیشہ کی کے شمن میں پائی جائے گی مثلاً جب انسان کی تعریف

حیوان ناطق سے کی جائے توانسان کے لیے ہمیں حیوان ناطق کا تصور کرنا پڑا پھراس تعریف

میں حیوان اور ناطق دونوں کا تصور کرنا پڑا جب ہمیں حیوان کا معنی سمجھ میں آئے گا توانسان کا معنی

میں سمجھ آئے گا۔ حیوان اعم ہاس کو سمجھنا پڑا اخص (انسان) کی وجہ سے تو گویا کہ اعم (حیوان)

مسمجھا گیا انسان (اخص) کے شمن میں بید حیوان کی تعریف انسان کے ساتھ بیتعریف بالاخص ہے

جوکہ غلط ہے اسکی غلط ہونے کیوجہ بیہ ہے کہ اخص کا وجود عقل میں کم ہے کیونکہ اس کی شرائط زیادہ

ہیں اور اعم کا وجود زیادہ کیونکہ اس کی شرائط کم ہیں جب اخص کا وجود عقل میں کم ہوا تو اخص اخفی ہوا

ہیں اور اعم کا وجود زیادہ کیونکہ اس کی شرائط کم ہیں جب اخص کا وجود عقل میں کم ہوا تو اخص اخفی ہوا

ہیں اور اعم کا وجود زیادہ کیونکہ اس کی شرائط کم ہیں جب اخص کا وجود عقل میں کم ہوا تو اخص اخفی ہوا

ہنسیت اعم کے حالانکہ تعریف کے لیے ضرور ڈی ہے کہ وہ معرف سے زیادہ واضح اور دوشن ہوالہذا

جب اخص غيرواضح أخفى مواتو تعريف بالاخص درست نه موكى _

: منا مده: جب کی معرف کاتصور بالکنه حاصل کرنا ہوتو معرف کے اجزاء کا بھی تصور بالکنه حاصل کرنا ہوگا مثلاً انسان کی تعریف حیوان ناطق سے بیتصور بالکنه ہے اب حیوان اور ناطق جو تعریف کے اجزاء ان کا بھی تصور بالکنه کرنا ہوگا حیوان کا تصور بالکنه جسم نا می حساس متحرک بالا رادہ۔ اورا گرمعرف کا تصور بوجہ حاصل ہوگا تو تعریف کے اجزاء کا بھی تصور بوجہ حاصل کرنا ہوگا جس طرح انسان کی تعریف عام ماھئی کے ساتھ کی جائے اس وقت تعریف ماش کا تصور بوجہ کرنا ہوگا۔

جور نے سے اعرف اور اجلی نہ ہوالی تعریف سے اجلی اور زیادہ روش ہو باعتبار مفہوم کے۔اگر تعریف معرف سے اگر تعریف معرف سے اعتبار مفہوم کے۔اگر تعریف معرف سے اعرف اور اجلی نہ ہوالی تعریف کا کوئی فائدہ نہیں جیسے تو اس کے کہ اور سے اس کے کہ اگر اس کو سکون کا بہت ہوتا تو اس کورکت کی تعریف بوجھنے کی ضرورت نہ ہوتی ۔

: سوال: پہلی شرط آپ نے لگائی کہ تعریف معرف کے سادی ہواوراب آخری شرط لگائی کے تعریف معرف سے دیادہ واضح اور روشن ہو مسادی نہ ہوتو آپ کی ان وونوں باتوں میں تعارض ہے۔ تعارض ہے۔

جسواب کیلی شرط باعتبار مصداق کے اور بیر آخری چھٹی شرط باعتبار مفہوم کے فائد فع الا شکال۔

: منوف : فهذاالامران كاذاتياً تعريف كاقسام كابيان ہے-

قول شارج كى وجه تسميه قول شارح كوتول شارح اس ليه كهتم بين كرتول كامعنى عمر كب، چونكه يه بين كرتول كامعنى عمر كب، چونكه يه بين كه و أو وكليول سي مركب هوتا ب- اس ليهاس كوقول كهته بين داوراس كوشارح كامعنى به وضاحت كرنے والا - چونكه اس سي معر ف كى وضاحت موقى بياس كياس كوشارح كهتم بين -

: منا مسدو: " تعریف کے یا نج نام ہیں (۱) قول شارح (۲) تعریف (۳) معرف (۸) حد(۵) رسم اورمعر ف كربهي يانج نام بي (١) مقول عليه الشارح (٢)معر ف(٣) ذو تعریف(۴)محدود(۵)مرسوم_ چراس کی دوشمیں ہیں (۱) حد (۲) رسم ۔ان کے بیجھنے سے قبل ایک فائدہ سمجھیں ۔ : فتوله: بالخصل القريب:التعريف لابدله أن يشمل على أمر يختص بالمعرف ويساويه بناء على ما سبق من اشتراط المساواة فهذا الامر أن كان ذاتيباكيان فيصيلا فتربيا وان كان عرضيا كان خاصة لامحالة فعلى الاول يسمى المعرف حدا وعلى الثاني رسما ثم كل منهما ان اشتمل على الجنس القريب يسبهي حدا تاماورسها تا ماوان لم يشتهل على الجنس القريب سوا، اشتهل عبلتي البجنس البعيد أوكان هناك فميل قريب وحده أو خاصة وحدها يسمى حدا ناقصاورسها ناقساهذا محصل كلامهم وقنه ايحاث لا يسهعها المقام توجمہ :تعریف کے لیے ایسے امر پر مشتل ہونا ضروری ہے۔ جومعرف کے ساتھ خاص ہواوراس کےمساوی وہ بناءکرتے ہوئے مساوات والی شرط پرجو پہلے گزرچکی ہے۔پھرا گریہامرمعرف کی ذ اتی ہوتو اس کے لیے فصل قریب ہوگا اور اگر عرضی ہوتو اس کیے لیے یقیناً خاصہ وہ پہلی صورت میں معرف کوحداورصورت میں رسم کہیں گے۔پھران دومیں سے جوبھی اگرجنس قریب برمشمثل ہو تواس کا نام حدتام اور رسم تام رکھا جا تا ہے۔اورا گرجنس قریب پرمشتمل نہ ہوتو برابر ہے کہ جنس بعید پرمشتمل وه و ہاں اسمیلی قصل قریب یا صرف خاصہ ہونو اس کا نام حد ناقص اور رسم ناقص رکھا جا تا ہے۔ بیان کی کلام کا حاصل ہے اور اس میں الی بحثیں ہیں۔جن کی مقام منجائش نہیں رکھتا۔ : منسا نسوه : المنطق حضرات جب کسی چیز کی تعریف کرتے ہیں تو کلیات سے کرتے ہیں جزئیات سے نہیں پھر کلیات میں سے بھی کلیات خس ہے کرتے ہیں پھر بھی ذا ت سے اور

بھیعرضات ہے۔

ت سے کی جائے تو اس کو صد کہا جائے گا اور اگر عرضیات سے کی اگرنسی چیز کی تعریف کلیات ذا جائے تواس کورسم کہا جائے گا۔ حد كسى تسعيف حدوه تول ہے جو كئى شكى كى ما بيئت پردلالت كرے يعنى تعريف بالذات كوحد كہتے ہيں۔

دسم کسی قیصدیف سرم وہ تول ہے جو کسی شک کے لازم پر دلالت کرے یعنی تعریف بالعوارض کورسم کہتے ہیں۔

تعریف کے اقسام

حد اور رسم میں ہر ایک کی دود دفتمیں ہیں تو اس طرح قول شارح کی کل ہوئیں۔(۱) حد تام(۲) حدناقص(۳) رسم تام(۴) رسم ناقص۔

وجسه حصر : که تعریف دا ت سے کی جائے گی یاع ضیات سے۔اگر دا ت سے کہ جائے تو رسم۔ پھراگر دا ت کے دریعہ کمل کیجائے تو یہ میں اگر دا ت کے دریعہ کمل تعریف مدہ و بلکہ پچھ کی رہ جائے تو اس کو حد ناتھ کہا جائے گا اوراگر ذا ت کے ذریعہ کمل تعریف مدہ تو اس کورسم تام کہا جائے ہوتو اس کورسم تام کہا جاتا ہے۔ اوراگر عرضیات کے دریعہ کمل تعریف ہوتو اس کورسم تام کہا جاتا ہے۔ دا دراگر عمل تعریف نہ ہو تھے کی رہ جائے تو اس کورسم ناتھ کہا جاتا ہے۔

المنطق الوگ كہتے ہیں كہتم كسى شكى كى جو بھى تعریف كرو سے ہرشكى كے اندر پانچ كلياں ضرور ہوں گی نوع بھى ہو گا فصل بھى ہو گا اور كلياں ضرور ہوں گی نوع بھى ہو گا فصل بھى ہو گا اور اسكا عام بھى ہو گا اور اسكا عام بھى ہو گا ہوں ۔ اسكا عام بھى ہو گا جيسے انسان ہے تو اس كے اندر يانچ كلياں يائى جاتى ہیں۔

: مسامندہ: تعریف جب بھی کی شک کی جائے وہ ان ہی کلیات خسسیں سیکی جائے گی باہر سے کوئی چرنہیں لائی جائے گی ۔ سے کوئی چرنہیں لائی جائے گی۔

: مناقدہ: کلیات خمسہ میں سے عرض عام کوتعریف میں ذکر نہیں کیا جائے گاباتی چارکوذکر کیا جائے گا۔

: منا مندہ: عرض عام کوتعریف میں اس لیے ذکر نہیں کیا جاتا کہ اس سے تعریف کا جو مقصود ہے دہ امتیاز عن جمیع ماعدادہ حاصل نہیں ہوتا۔

: مناخدہ: این چارکلیوں میں نوع تو معرَ ف واقع ہوتی ہے اور باتی نتیوں تعریف میں واقع ہوتی ہیں۔

: منا مندہ : تعریف میں دوکلیوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) فصل (۲) خاصه ـ

اس لیے کدانمی دوکلیوں سے امتیاز عن جمیع ماعدا حاصل موتا ہے۔

: اگرتعریف میں فصل موجود ہوتو اسکانام رکھتے ہیں حداورا گرخاصہ ہوتو اسکانام رکھتے ہیں حداورا گرخاصہ ہوتو اسکانام رکھتے ہیں حداورا گرخاصہ ہوتو اسکانام رکھتے ہیں حدیث ملادینگے تو جب ہر تعریف کی فصل قریب تعریف کی فصل قریب تعریف کی فصل قریب کو ملا دینگے تو اسکانام رکھتے ہیں حدیثام یا کی فصل قریب کیساتھ کوئی اور چیز نہ ملائیں یا جبنس بعید ملادیں تو اسکانام رکھتے ہیں حدیاتھ اوران یا تی کلیوں میں سے خاصہ ذکر اورائے ساتھ اس معرد نے کی جبنس قریب ملاکر کریں تو اسکورسم تام کہیں گے اور اگر صرف خاصہ ذکر کریں یا جبنس بعید ملادیں تو وہ رسم ناتھ کہلائے گی۔

حدقام وه ہےجس میں معرف کی جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو۔

مصيحيوان ناطق انسان كيلئ حدتام بـ

حد خا قتص وہ ہے جومعرُ ف کی جنس بعیداور نصل قریب سے مرکب ہو یا صرف فصل قریب سے ہوجیسے جسم ناطق یا صرف ناطق ۔انسان کی حدنا قص ہے۔

دسم قام وہ جوجنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو۔ جیسے حیوان صاحك انسان كے لئے رسم تام ہے۔

دسم نیافتیں وہ ہے جوہنس بعیداور خاصہ سے مرکب ہویا صرف خاصہ سے ہو۔ جیسے جسم صاحك یاصرف صاحك انسان كى رسم ناقص ہے۔

حد تمام کس وجه تسمیه مدتام کوحدتام اسلیے کہتے ہیں کہ صد کامعنی ہے المع روکنا، چونکہ یتعریف بھی ذا ت پر مشتل ہونے کی وجہ سے دخول غیر سے مانع ہوتی ہے۔اس لیے اس کوحد کہتے ہیں۔اور تام اس لیے کہتے ہیں کہ یہ تعریف تمام ذا سے پرمشمثل ہوتی ہےاس لیے اس کوتام کہتے ہیں۔

حد ناقت کی وجه تسمیه حدناقص کوحدناتص اس لیے کہتے ہیں کہ حدکامعنی ہے منع کرناچونکہ بیتحریف بھی ذات پر شمتل ہونے کی وجہ سے دخول غیر سے مانع ہوتی ہے اس لیے اس کوحد کہتے ہیں اور ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ بیتعریف بعض ذات پر شمتل ہوتی ہے۔ اس لیے اس کوناتھ کہتے ہیں۔

_ فيه ابحاث لا يسعها المقام _

شارح کہتا ہے کہ اس میں چند ابحاث ہیں جن کی بید مقام گنجائش نہیں رکھتا۔ تو اس سے دوچیزوں کی طرف اشارہ ہے یا تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شارح کہتا ہے کہ اس بات کو جان لو کہ فصل کہاں واقع ہوگی اور خاصہ کہاں ہوگا۔ اور کہا اس کے ساتھ جنس قریب واقع ہوگی اور کہاں ماقع نہیں مرجم سالاں میں تقریباء تا بذائے ہوگی۔

واقع نہیں ہوگا۔ یااس سے تین اعتراضات کی طرف اشارہ ہے۔ میں مہر میں مہر ہوگا ہے۔

: سوال شانس:

السوال ا

جواب: کہ مغایرت من کل الوجوہ ضروری نہیں ہے بلکہ من وجہ بھی کافی ہوتی ہے۔اوریہاں بھی من وجہ مغایرت ہے کہ معرف مجمل ہے اور معرف مفصل ہے۔

: سوال شائس: - كمآب نها كه تعريف بالاخص جائز نہيں ہم آپ كود كھائيں كه تعريف اخص سے اخص سے اوراسكی تعریف نيداخص سے موئی ہے اوراس طرح العلم عام ہے اس كی تعریف اخص عمر و سے اوراس طرح العلم عام ہے اس كی تعریف اخص عمر و سے ہوئی ہے۔

جواب۔ کہ بیدمؤل ہے اس کی تاویل اس طرح کی گئی ہے کہ الاسم مثل بزید اور العلم مثل ہم واور مثل بیمساوی ہے معرف کے لہذا آپ کا اعتر اض کرنا ورست نہیں۔

: سوال شاك: که آپ نے كہا ہے كەمعرف كى چيز كاده ہوتا ہے جواس چيز پرمحمول ہوتا كه اس كے تصور كا فاكده دے ۔ تو آپ كى تعريف لازم بين بالمعنى الاخص پر بھى صادق آرہى ہے۔ كيونكه اس بيل ملزوم كے تصور كرنے سے لازم كا تصور ہوجا تا ہے جيئے كى كے تصور سے بھر كا تصور ہوتا ہے جيئے كى كے تصور سے بھر كا تصور ہوتا ہے كيكن اس كومعرف كوئى نہيں كہتا۔

جواب۔ ہماری بحث ان کے بارے میں ہے جونظراور فکر سے حاصل ہوں اور یہ بدیہی ہے لہذا ہماری معرف کی تعریف اس پرصادق نہیں آتی۔

: فتوله : ولم يعتبرو ابالعرض العام : قالوا الغرض اما الاطلاع على كنه

الصعرف أو امتيازه عن جميع ما عداه والعرض العام لايفيد شيئا منه فلذا لم

يعتبروه فني مستنام التصريف والظاهر ان غرضهم من ذلك انه لم يعتبروه

مستضردا وامسا التعريف بمجموع امور كل واحد منها عرض عام للمعرف لكن

المهجموع يخصه تتعريف الانسان بماثر متنقيم القامة وتعريف الحفاض بالطائر الولودفهو

تعريف بخاصة مركبة وهومعتبرعندتهم كماصرح ببغض المتاخرين -

ترجمہ: مناطقہ نے کہا ہے کہ غرض تعریف معرف کی حقیقت معلوم کرنی ہے۔ یا معرف کا متاز ہو جاتا ہے اس کے جمیع ماسوی سیا ورعوض عام ان دونوں میں سے کسی کے لیے مفیر نہیں اس لیے مناطقہ نے مقام تعریف عرض عام کا اعتبار نہیں کیا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے منطقیوں کی غرض یہ

ہے کہ انہوں نے تنہا عرض عام کا عنبار نہیں کیا۔ اور لیکن ایسے چندامور کے ذریعے تعریف کرنا جن میں سے ہرایک معرف کا عرض عام ہوا در مجموعہ معرف کو خاص کر دیتا ہو جیسے انسان کی تعریف ماشکی متنقیم القامة کے ساتھ چیگا دڑکی تعریف زیادہ بیچ دینے والے پرندے کے ساتھ کہیں وہ خاصہ مرکبہ کے ساتھ تعریف ہے۔جومناطقہ کے نزدیک معتبر ہے۔ چنا نچ بعض متاخرین نے اس کی تصریح کی ہے۔

سم یستنسروا اس قول کی غرض میہ کے کرض عام کوتعر بیفات میں ذکر نہ کرنے کے کی وجہ بیان کرنا ہے۔ مناطقہ کا یہ دعوی ہے کہ دنیا میں جو چیز موجود ہوگی اس کے لیے پانچ کلیاں ضروری ہوں گی (جنس نوع النح) نوع معرف بنتی ہے اور جنس فصل اور خاصہ یہ تعربیفات میں واقع ہوتی ہیں لیکن عرض عام یہ فارغ ہے یہ تعربیفات واقع نہیں ہوتا وجہ اس کی یہ تعربیف سے غرض ومقصد دو چیز ول میں سے کوئی چیز ہوتی الاطلاع۔ امتیاز۔ عرض عام سے تعربیف ہوتو دونوں چیز ول عام نہیں ہوتی مشلا انسان کی تعربیف العطلاع۔ امتیاز۔ عرض عام اے کہ جائے تو ماشی (تعربیف) سے نہ ماسان کی ذا سے معلوم ہوئی اور نہ ماشی نے انسان کو جمیع ماعدا سے ممتاز کیا بلکہ گدھا گھوڑ انہی انسان کی ذا سے معتاز کیا بلکہ گدھا گھوڑ انہی شر یک ہیں۔ لہذا تعربیف میں عرض عام واقع نہ ہوگا۔

توك: ونم يعتبروا بالعرض العام آل قول مين شارح في دوبا تين بيان كي مين _ پهلي بات كي مين _ پهلي بات ايك بات ايك بات ايك اعتراض كاجواب ہے۔ اعتراض كاجواب ہے۔

پہلی بات۔ کہ عرض عام سے تعریف کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ تعریف سے مقصود دو چیزیں ہیں۔ ایک حقیقت کو بیان کرنا۔ اور دوسرا ماعدا سے متاز کرنا اور بید دونوں چیزیں عرض عام سے

عاصل نہیں ہوتیں اسلیے اس سے تعریف کرنا درست نہیں ہے۔

توله: والمناهد اس کی غرض اعتراض کا جواب۔

: سوال: موتا ہے کہ پ نے کہا ہے کہ عرض عام سے تعریف کرنا جا تزنہیں ہے ہم آپ کو

و کھاتے ہیں کہ عرض عام سے تعریف ہوتی ہے جیسے انسان کی تعریف میں کہاجا تا ہے کہ الانسان ماش متعقیم القامة متحرک بالارادة ۔

اوراسى طرح جيگا ڈركى تعريف بيس الطائر الولود كها جاتا ہے۔

جواب۔ ہماری مراداس سے بیہ بے کہ عرض عام سے مفردا تو تعریف نہیں ہو سکتی ہاں البتدایے دو عرض عام بل جو کئی شک کے لیے خاصد مرکبہ بن جائے تو بیع عرض عام تعریف میں واقع ہو سکتے ہیں تو پھر اس سے تعریف کرنا درست ہے۔ کیونکہ پھر یہ بمنز لہ خاصہ کے ہوجائے گا اور خاصہ سے تعریف کرنا درست ہے۔ کیونکہ پھر یہ بمنز لہ خاصہ کے ہوجائے گا اور خاصہ سے تعریف جائز ہوتی ہے۔ مثلاً ماثی انسان کا ایک عرض عام ہے اور مستمیم القامة دوسرا

عرض عام ہےان دونوں کو ملائیں تو ماشی متنقیم القامة انسان کے لیے خاصه مرکبہ ہےاس سے ماشی متنقیم القامة سے انسان کی تعریف کی جائے تو ریتعریف صحیح ہے کیونکہ اس تعریف سے انسان

جمیع ماعدا سے ممتاز ہوجا تا ہے اس لئے کہ ماشی اگر چہ بہت سارے حیوانات اور منتقیم القامت درخت وغیرہ ہیں لیکن بید دونوں مل جا ئیں ماشی منتقیم القامة تو صرف انسان کے ساتھ خاص ہے

باقی حیوانات اگر چه ماشی ہیں کیکن متعقیم القامت نہیں ایسے درخت متعقیم القامت تو ہیں کیکن ماشی .

: توله: و قداجير في الناشص آه: اشارة الى ما اجازه المتقدمون حيث

حققو اانه يجوز التعريف بالذاتي الاعم كتعريف الانسان بالحيوان فيكون حد

اناقتصنا او بنالتعرض التعام كتعيريف بالماشئي فيكون رسما ناقسا بل جوزوا

التعريف بالعرض الاخص ايضاكتعريف الحيوان بالضاحك لكن المصنف ّلم

يعتد به لزعهه انه التعريف بالاخفى و هو غير جائز اصلا.

ترجمہ اشارہ ہاس چیز کی طرف جس کومتقد مین نے جائز رکھا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ثابت کیا

ہے۔ کہ ذاتی اعم کے ساتھ تعریف جائز ہے۔ جیسے حیوان کے ساتھ انسان کی تعریف پس میہ ترین قصر میں میں میں میں میں میں میں ان کے ساتھ انسان کی تعریف پس میں

تعریف حدناتص ہوگی۔ یا تعریف عرض عام کے ساتھ جیسے انسان کی تعریف ماثی کے ساتھ پس بیہ تعریف رسم ناتص ہوگی بلکہ انہوں نے عرض اخص کے ساتھ بھی تعریف کو جائز رکھا ہے۔ جیسے ضاحک کے ساتھ حیوان کی تعریف کیکن مصنف ؓ نے اس کا اعتبار نہیں کیا۔ بیہ خیال کر کے کہ وہ معرف ہے۔زیادہ خفی کے ساتھ تعریف ہے جو بالکل جائز نہیں

ا جیبز میں المنطقی :اس قول میں ایک بات کا بیان ہے کہ حقد مین کے زدیک عام سے اور عرض عام سے اور عرض عام سے تعریف کرنا درست ہے۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تعریف کامل ہوتی جس کی اقسام اربعہ جو کہ گزر چی جیں اب تعریف ناقص ہتلارہے جیں تعریف کامل وہ کہ معرف معرف کے مساوی نہ ہوتھ ریف ناقص کی تین معرف کے مساوی نہ ہوتھ ریف ناقص کی تین معرف کے مساوی نہ ہوتھ ریف ناقص کی تین معرف کے مساوی نہ ہوتھ ریف ناقص کی تین معرف میں بنالو۔

(۱) تعریف بالذاتی الاعم جیسے انسان کی تعریف حیوان سے کی جائے یہ تعریف ناقص ہے اس کو صد ناقص کہتے ہیں (لیکن حدناقص کاوہ معنی مراز نہیں جو کہ گزر چکاہے)

(۲) تعریف بالعرض الاعم لینی تعریف میں عرض عام کو ذکر کیا جائے جیسے انسان کی تعریف عرض عام ماثی سے کی جائے یہ بھی حد ناقص ہے۔

(٣) تعریف بالعرض الاخص جیسے حیوان کی تعریف ضاحک سے کی جائے یہ بھی حدتاتص ہے یہ ا اعم کی تعریف اخص کے ساتھ ہے لیکن مصنف نے تعریف بالعرض الاخص کو ذکر نہیں کیا کیونکہ اخص اختی ہوتا ہے حالانکہ تعریف کے لیے ضروری ہے کہ واضح اور روثن ہے اور اخص بجائے واضح روثن ہونے کے اختی اس لیے مصنف نے اس کوذکر نہیں کیا۔اس قول کی غرض یہ ہتلانا ہے

: فوله : كالسفطس : أي كيها أجيز في التعريف اللفظي كونه أعم كقولهم

السعد انة نبت.

نوجمه لین تعریف لفظی میں معرف سے تعریف کے عام ہونے کوجس طرح جائز رکھا گیا ہے۔ مثلا ان کا قول کہ سعداندا کیکھاس ہے۔

کاللفظی اس قول میں شارح نے صرف ایک بات بیان کی ہے کہ متقد مین کی دلیل کو بیان کیا ہے کہ انہوں نے تعریف لفظی کوتعریف حقیق پر قیاس کیا ہے۔

تعديف نغطب غيرمشهورلفظ كمشهورلفظ كساتهوكى جائ اورتعريف لفظي مين تعريف

بالاعم بھی سی ہے بعن معرف کا معرف ہے اعم ہونا سی جی جیسے السعد انڈ نبت بیتعریف لفظ ہے اور تعریف بالاعم ہے کہ سعدانہ ایک خاص قسم کا گھاس کا نام ہے اور نبت بیدعام ہے ہرگھاس وغیرہ کو کہتے ہیں۔ تشبید دیکر ہتلانا بیمقصود ہے کہ جس طرح تعریف لفظی میں تعریف بالاعم جائز ہے ایسے تعریف ناقص میں بھی تعریف بالاعم جائز ہے۔

: قوله : تفسيس مبدلول البليفيظ : أي تعيين مسمى اللفظ من بين المعاني

المخزونه فى الخاطر فليس فيه تحصيل مجهول عن معلوم كما فى المعرف

ل اللفظ لینی لفظ کے جومعانی دل میں مجتمع ہیں ان میں سے کسی معی کومعین کر لیما تغییر ہے پس تعریف لفظی میں معلوم سے کسی مجہول کو حاصل کرنانہیں ہے۔جیسا کے معرف حقیق میں معلوم سے مجہول کو حاصل کرنا ہے سوتم اس بات کو مجھولو۔

<u>تسنسیسہ مددول: اس قول میں شارح نے تین با تیں بیان کی ہیں۔(۱) متقد مین کی دلیل کا</u> جواب دیاہے(۲) فاقھم کا لفظ ذکر کیا ہے تو اس سے کس چیز کی طرف اشارہ ہے۔

پہلی بات۔متفد مین کی دلیل کا جواب دیا ہے کہ آپ نے جوتعریف لفظی کوتعریف حقیق پر قیاس کیا ہے تو بیرقیاس مع الفارق ہے کیونکہ تعریف لفظی میں تو کئی معنوں میں سے ایک معنی کو متعین کیا جاتا

ہاورتعریف حقیق میں حقیقت کو بیان کیاجا تا ہاور ماعدا سے متاز کیاجا تا ہے۔

دوسری بات فاقھم نے افھم سے دوچیزوں کی طرف اشارہ ہے کہ یا تو اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تعریف نفظی اور تعریف حقیقی میں فرق ہے یا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تعریف نفظی پی تصورات کے قبیل سے ہے یا تصدیقات کے قبیل سے ہے اور بعض کے نزدیک تصورات کے قبیل سے ہے اور بعض کے نزویک تصدیقات ۔ اور ہرا پک نے اپنی اپنی دلیل دی ہے کیاں بہتر بیہے کہ تصورات کے قبیل سے ہے۔

التصديقات ﴾

ربط بماقبل: منطق میں اصل مقصود دو چیز وں سے بحث کرنا ہے۔ (۱) وہ شی جو کہ تصور مجبول کی طرف پہنچائے (۲) وہ شی جو کہ تصدیق مجبول کی طرف پہنچائے پہلی

شی کوقول شارح کہتے ہیں جس کا بیان گزر چکا اور دوسری کا نام جت ہے جس کا بیان شروع ہور ہاہے۔جس کی تفصیل یہ ہے کی کام منطق کی دوشمیں ہیں۔تصورات تصدیقات۔ پھر ہرایک

ان میں سے دوسم پر ہے ایک مبادی دوسرامقاصد مبادی تصورات بحث کلیات خمس اور مقاصد

تین ہیں۔(۱)تعریف تضیہ(۲)اتسام تضیہ(۳)ادکام تضیہ۔احکام تضیہ پانچ ہیں۔(۱) تناقض(۲)عکس مستوی(۳)عکس نقیض(۴) تلازم شرطیات (۵) تعاند

یں۔ شرطیات۔ آخری دونوں کورسالہ شمیہ اور قطبی اور شرح مطالع نے ذکر کیا ہے اور کسی نے ذکر نہیں کیا۔اور عکس نقیض کوسوائے ایساغوجی نے سب نے ذکر کیا ہے۔

اور مقاصد تقید بقات بحث جمة کی باعتبار صورت اور مادہ کے۔ بحث جمة کی باعتبار صورت کے بیہ

قیاس سے میں صناعة خمسہ تک اور بحث ججت کی باعتبار مادہ کے صناعة خمسہ اور خاتمہ تک مذکور ہے۔

بہلےمعرف کےمباویات کو بیان کیا ہے اب یہان سے جت کےمبادیات کو بیان کررہے۔

متن كى تقرير

فصل في التصديقات القضيه قول الخُ

اس نصل میں تصنید کی بحث کررہے ہیں تو یہاں دو باتیں ہیں(۱) کہ تصنید کی تعریف کی ہے

(۲) قضیہ کی دوقسموں کو بیان کیا ہے (۲) ان دوقسموں کی آ گے اقسام کو بیان کیا ہے۔ است تا پیچتا ہا ۔ تاریخ

منضيه كم تعديف القضية قول يحتمل الصدق والكذب قضيه وه بي جس مين صدق وكذب كا

احمّال ہو۔قضیہ جو کہ منطقیوں کے نز دیک ای کونحا ۃ حضرات جملہ خبریہ کہتے ہیں۔

تضيك اتسام _ تضيد كي دوشمين بين _ تضييمليد _ تضييرطيد _

وجہ حصر۔ کہ تضیہ میں یا توایک چیز دوسری چیز کے لیے ٹابت ہوگی یا ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی

ہوگ تو یہ تضیر حملیہ ہے۔ جوت کی صورت میں تضیر حملیہ موجبہ ہے جیسے زید عالم _ زیدلیس بعالم اور نفی کی صورت میں تضیر حملیہ سالبہ ہے جیسے زیدلیس بعالم _

قضیہ تملیہ میں تین چزیں ہوتیں ہیں ایک وہ چیز ہے کہ جس کے لیے کی چیز کو ثابت کیا جاتا ہے لین محکوم علیہ تو اس کوموضوع کہتے ہیں اور وہ چیز جس کے ساتھ تھم لگایا جاتا ہے بعن محکوم بہتو اس کو محمول کہتے ہے اور ان دونوں کے درمیان تعلق کو برقر ار رکھنے کے لیے جو چیز ہوتی ہے بعنی ورموضوع ومحمول میں جونسبت ہے اس پر جو چیز دلالت کرے اس کو رابطہ کہتے ہیں مناطقہ نے رابطہ کے لیے عوضمیر متعین کی ہے۔

وجه تسمیه موضوع کوموضوع اس لیے کہتے ہیں کدواضع نے اس کواس بات کے لیے وضع کیا ہوتا ہے کہ اس پر حکم لگایا جائے اور محمول اس لیے کہتے ہیں کہ محمول کے معنی ہیں حمل کیا ہوا۔ اس کو دوسری چیز پر حمل کیا جاتا ہے اور رابطہ کے معنی ہیں ربط پیدا کرنے والا تو یہ بھی موضوع اور محمول کے درمیان ربطا و تعلق بیدا کرتا ہے۔

ااورا گرتفیے میں ندایک چیز دوسری چیز کے لیے ثابت ہواور ندہی نفی ہوتو یہ تضیہ شرطیہ ہے۔

نہ ہو بلکہ ایک نسبت کا ثبوت دوسری نسبت کے لیے یا ایک نسبت کا سلب دوسری نسبت سے ہوتو اسکوقضیہ شرطیہ کہتے ہیں جیسے ان کا نت الشمس طالعۃ فالنھار موجود۔

اورقضیہ شرطیہ کے اندردوجز کیں ہوتی ہیں اور پہلی جزءکومقدم اوردوسری جزءکوتالی کہتے ہیں۔

وجہ تسمید۔مقدم کومقدم اس کیے کہتے ہیں کہ بیکا صیغہ ہے بمعنی آ گے۔تو بیکھی آ گے ہوتا ہے اس لئے اس کومقدم کہتے ہیں اور تالی کوتالی اس لیے کہتے ہیں کہ بیاسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی پیچھے آئے۔ والا تو بیکھی پیچھے ہوتا ہے۔

جہور کی تعریف: قضیر تملیہ کے قضیر تملیہ وہ ہوتا ہے کہ جس میں انحلال کے بعد یعنی تھلنے کے بعد دومفر دوجود میں آئیں جیسے زید قائم تو کھولنے کے بعد زیدا کیے مفر داور قائم دوسرامفر دوجود میں آتا ہے۔ تضیر شرطیہ۔ کو تضیر شرطیہ وہ ہوتا ہے کہ جس میں انحلال کے بعددو جملے وجود میں آئیں جیسے ان کانت الشمس طالعة کالنهاد موجود۔

تويهال يرانحلال كے بعد الشمس طالعة ايك جمله اور النهار موجود

دوسراجملہ باتی رہتا ہے۔مصنف کا اس تعریف کوترک کرنے کی وجہ۔مصنف نے اس تعریف کو اس لیے ترک کیا کہ اس پراشکال وار دہوتا تھا۔وہ یہ کہ آپ نے کہا ہے۔ کہ قضیہ تملیہ وہ ہوتا ہے کہ جس میں انحلال کے بعد دومفر درہ جا کیں تو ہم آپ کوالیا تضیہ دکھاتے ہیں کہ جس کو آپ بھی قضیہ تملیہ ہونے کے باجو داس کے انحلال کے بعد دومفر دباتی نہیں رہتے بلکہ دوجملے باتی رہتے ہیں جسلہ بین جیسے زید عالم تضادہ زید لیس بعالم تو یہاں پر انحلال کے بعد ایک جملہ زید عالم اور ایک جملہ زید سام باتی رہتا ہے۔ تو اس پر آپ کی قضیہ تملیہ کی تعریف صادق نہیں آتی بلکہ قضیہ شرطیہ کی آر دی ہے۔

جواب کے مفروسے ہماری مرادعام ہے جا ہے بالفعل ہویا بالقوۃ ہو۔ بالفعل کی مثال زید قائم۔
اور بالقوۃ کی مثال زید عالم تصادہ زیدلیس بعالم ۔ یہاں اگر چہ بالفعل مفرونہیں ہے لیکن مفرو
ہونے کی صلاحیت ہے۔ ہم اس کی تاویل کریں گے ان کان الامر کذلک کے ساتھ تو اس وقت
ان کان الامرا یک مفرداور کذلک دوسرامفردرہ جائے گا۔

بجرحال بیاعتر اض چونکہاس پروار دہوتا تھااس لیے مصنف ؒ نے اس تعریف کوترک کر دیا۔ شرح کی تقریر

: هُولِك : القضية قول :القول في عرف هذا الفن يقال للمركب سواء كان كبا

معقولًا أو ملفوظا فالتعريف يشمل القضية المعقولة والملفوظة.

نے جسم : تول اس فن منطق کی عرف میں مرکب کوکہا جاتا ہے برابر ہے کہ وہ مرکب معقول ہویا ملفوظ پس تعریف شامل ہوجائے کی قضیہ معقولہ اور ملفوظہ کو۔

القضية التولى غرض ايك اعتراض كاجواب دينا ب

: سوال: ماتن نے جوتضیہ کی تعریف کی بیجامع نہیں بی تضیہ الفوظہ کوشامل ہے لیکن تضیہ معقولہ کو

شامل نہیں کیونکہ ماتن نے تعریف کی ہے قضیہ وہ قول ہے اور قول کا اطلاق صرف ان مرکبات پرہوتا ہے جن کومنہ سے بولا جائے اور منہ سے صرف قضیہ ملفوظہ سے بولا جاتا ہے۔اوراس سے مرکبات عقلیہ قضیہ معقولہ نکل گئے۔ کیونکہ قضیہ معقولہ منہ سے نہیں بولا جاتا ہے بلکہ وہ تو ذہن میں ہوتے ہیں۔

جواب ۔قول دوطرح کے ہیں ایک قول لغویین کے نزدیک ہے جس کا اطلاق صرف مرکبات ملفوظہ پر ہوتا ہے اور ایک قول منطقیوں کے ہاں ہے جوقول ہے وہ قول بمعنی مقول کے ہے اور مقول سے مراد عام ہے خواہ معقولی ہو یا ملفوظی ۔اگر معقولی ہوتو یہ تضیہ معقولہ اور اگر مقول ملفوظی ہوتو ریے تضیہ ملفوظہ ہوا۔

: ما مده: تضييكي تين تسميل بين (١) تضيي خارجيه (٢) تضيي ملفوظه (٣) تضيه مقوله

وجد حصر : تضيه تين حال سے خالي نہيں مثلاً زيد قائم بيدايك تضيد ہے اس ميس تين چيزيں

ہیں(۱)ایک چیزتو میہ خارجی جہاں میں زید کھڑا ہے بیقضیہ خارجیہ ہے۔

(٢) دوسرااس میں وہ الفاظ ہیں جن ہے اس کوتعبیر کیا جار ہاہے اس کوقضیہ ملفوظہ۔

٣ _ تيسراده زيد قائم كامغهوم جوذ بن ميس ہاس كوقضيه معقوله كہتے ہيں _

یادر کھیں منطقی قضیہ خارجیہ سے بحث نہیں کرتے۔

: قوله : يحتبل الصدق : الصدق هو المطابقة للواقع والكذب هو اللامطابقة

لـه و هذا المعنى لا يتوقف معرفته على معرفة الخبر والقضية فلا يلزم الدور

ہوجمد :صدق وہ مطابق ہونا ہے۔واقع کے اور کذب وہ مطابق ہونا ہے واقع کے اوراس معنی کی معرفت خبرا ورقضیہ کی معرفت پرموقو ف نہیں ہے۔ پس یہاں کوئی دورنہیں۔

یحتمل الصدق اس قول کی غرض بھی ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔جس سے پہلے دور کا معنسمہ لد

ود کامعنی تو تف الشی علی نفسه ہے اور دور کی آسان تعریف معرف کوتعریف میں ذکر کرویا

جائے لیعن تخصیل سے پہلے حاصل ہوجائے جب معرف کوتعریف میں ذکر کیا جائے تو تعریف

ے سیلے معرف حاصل ہوجاتا ہے۔ حالا تک تحریف کے ذریعے ہم معرف کوحاصل کررہے تھے۔ سوال: آپ نے خبرا ورقضیہ کی تعریف کی ہے ماسمسل العمدق والکذب جس میں صدق و کذب کا احمال مواور صدق كامعنى خبروا قعه كے مطابق مواور كذب كامعنى خبروا قعه كے مطابق نه مو۔اب قضيه کی تعریف په ہوجائے گی الحمر مائتتمل خبرمطابق وخبر غیرمطابق ۔معرف خبرتھا اس کا ذکر تعریف میں بھی آ حمیا (مائختمل خبر مطابق لیعنی خبر وہ ہے جس میں خبر مطابق اور خبر غیر مطابق کا احمّال ہو) اور بید دور ہے جو کہ باطل ہے۔ بعنوان دیگر قضیہ اور خبر کا سجھنا موتو ف ہے صدق و كذب پراورصدق وكذب كاسمحمنا موقوف ہے خبر پربیاتو قف الشي علی نفسہ ہے جو كه باطل ہے۔ جواب اول مدق وكذب كى تعريف مين خبر كالفظ بهن بين لاتے صدق وہ ہے جو واقعہ ك مطابق ہواور کذب وہ ہے جووا قعہ کے مطابق نہ ہواب جب خبر کا لفظ تعریف میں ذکرنہ ہوا تو دور بھی ختم ۔ باتی رہی ہے بات کہ خبر کالفظ کیوں نہیں بولتے اس کا جواب ہے ہے کہ خبر واقعہ کے مطابق نہیں ہوتی بلکہ تھم واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ جهاب ثلن فرکی دوشمیں بنالو(۱) خبر بمعنی اخبار شکلم بیخبر متکلم کی صفت (۲) خبر جو کلام کی صغت ہےاب سمجمیں جواب خبر جومعرف ہے وہ بمعنی اخبار متکلم کی صفت ہے اور تعریف میں جو خبر كالفظ بوه خبر صفت كلام بےلبذا اخذ المحد ود فی الحد کی خرالی لا زمنهیں آئی۔ : سوال: یاعتراض شارح کے جواب پروارد جوتا ہے کہ شارح نے کہا ہے کفس مطابقت

> کا فاعل آپ کس کو بنا کیں گے لا زمی ہات ہے خبر کو بنا کیں گے۔ جواب ۔اس کے دوجواب ہیں ایک جواب علی سبیل النفز ل اور دوسر اعلی سبیل الترقی _

جواب اولی علی سبیل النزیل ۔ جواب یہ ہے کہ ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ مضدر کا کوئی نہ کوئی فاعل ہوتا ہے تو یہاں مطابقة کا فاعل تصور بنے گا جیسے زید قائم ۔ کہ یہاں اگر زید کے قیام کا تصور واقع

واقع کے توبیصدق ورند کذب بے تو مطابقت مصدر ہے اور مصدر کا کوئی ندکوئی فاعل ہوتا ہے تواس

کے مطابق ہوتو بیصدق ہے ورند کذب ہے۔

جواب ٹانی علی سبیل التر تی ۔ کہ ہم آپ کی اس بات کو مانتے ہی نہیں کہ مصدر کا کوئی نہ کوئی فاعل ہوتا ہے اور یہاں پر بھی فاعل ضروری نہیں ہے بلکدان کے درمیان نبست ہی کافی ہے اس لیے بعض لوگوں نے مجاز انسبت کوفاعل کہاہے۔

: قرك: موضوعاً ال قول كى غرض تفنيه كے موضوع كى وجه تسميد بيان كرنى ب كه موضوع كوموضوع كيوں كہتے ہيں۔موضوع كامعنى ب ركھا ہوا اور تفنيه كا پہلا جزء ركھا جاتا ہے معين كيا جاتا كہاں برتكم لكا ياجائے اس ليے تفنيه كا پہلا جزء كوموضوع كہتے ہيں۔

: ف عده: شارح موضوع کی وجر تسمیه میں دولفظ ذکر کیے ہیں وضع (۲) تعین حالانکہ وجہ تسمیه کے لیے صرف ایک لفظ وضع کا کافی تھا۔ شارح دولفظ لا کرایک نکتہ کی طرف اشارہ کر دہے ہیں وضع کے لفظ لا کر تضیه ملفوظہ کے موضوع کی وجہ تسمیه بیان کی ہے اور تعیین کا لفظ لا کر قضیه معقوله کے موضوع کی وجہ تسمیه بیان کی ہے کیونکہ تضیہ معقولہ میں لفظ کو وضع نہیں کیا جاتا بلکہ لفظ کو موضوع کے لیے متعین کیا جاتا بلکہ لفظ کو موضوع کے لیے متعین کیا جاتا ہے۔

: معسولا اس تولى غرض قضيه كدوس جز ومحول كى وجد تسميد بيان كرنى المحدول كوجد تسميد بيان كرنى المحدول كومحول السلط كالمحدول كومحول كالمحدول كومحول السلط كالمحدول كومحول المحدول كالمحدول كالمحدول كالمحدول كالمحدول كالمحدول كالمحدول كالمحدول كالمحدول كالمحدول كالمحدود كالمحدو

عوله: والدال على النسبة : اى اللفظة الهذكورة فى القضية الهلفوظة التى تدل على النسبة الحكمية تسمى رابطة تسمية الدال باسم المدلول فان الربطة حقيقة هو النسبة التى هو معنى حرفى غير مستقل واعلم ان الربطة قد تذكر فى القضية وقد تحذف فالقضية على الاول تسمى ثلاثية وعلى الثانى ثنائية .

ترجمہ: یعنی وہ لفظ جوقضیہ ملفوظہ میں مٰدکور ہوتا ہے۔ وہ نسبت جوحکمیہ پر دلالت کرتا ہے۔اس کا نام رابطہ رکھا جاتا ہے۔مثل نام رکھنے وال کے مدلول کے نام کے ساتھ پس بلا شبہہ رابطہ حقیقت میں وہی نسبت حکمیہ ہے۔اوراس کے قول والدال علی النسبة میں اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کررابط حرف ہے۔ بیجہ دلالت کرنے اس کے الی نسبت پر جو کہ عنی میں حرفی غیر مستقل ہے اور جان لیکھیے کہ رابطہ کھی قضیہ کا اول جان کی بھی کہ داول کھیے کہ رابطہ کھی قضیہ کا اول صورت میں ثنائیہ نام رکھا جاتا ہے۔

المدال اس قول مس شارح نے جارہا تیں بیان کی ہیں پہلی بات رابط کی تعریف۔

(٢)رابطه كى وجد تسميه (٣)رابط كياچيز بيخ كى (٣)رابطه كے اعتبار سے قضيه كى دوسميں بيان كى

بير.

(۱) رابط کی تعریف: اس کو کہتے ہیں جوموضوع اور محمول کے درمیان نسبت حکمیہ پر دلالت کرتا ہے (۲) وجہ تسمیہ: رابطہ اصل میں نسبت کانام تھا جو کہ مدلول ہے اب بجائے نسبت م اور مدلول کے نام رکھنے کے وہی نام دال کا رکھ دیا بی تسمیۃ الدال باسم المدلول کے قبیل سے ہے جو کہ مجاز مرسل کے چوہیں علاقہ میں سے ہے۔

(٣)رابطہ بمیشدادا قابوگاس کئے کداسکا جو مدلول نسبت ہے غیر مستقل ہوتی ہے اور قاعدہ ہے جو چیز غیر مستقل پردلالت کرے وہ بھی غیر مستقل ہوگی اسلئے رابطہ یقینا غیر مستقل ہوگا اور مفرد کی تین قسموں میں صرف ادا قاغیر مستقل ہے اس لیے رابطہ بمیشدادا قابوگا۔

(4) قضید کی اقسام: رابطه کے اعتبار سے قضید کی دوشمیں ہیں۔ قضیہ ثلاثی اور ثنائی۔

وجہ حصریہ ہے کہ رابطہ دوا حال سے خالی نہیں۔ کہ رابطہ تضیہ کے اندر مذکور ہوگایا نہیں۔اگر مٰدکور ہوتو یہ تضیہ ثلاثیہ ہے جیسے زید هوقائم اوراگر مٰدکور نہ ہوتو قضیہ ثنائیہ ہے۔اسلئے کہاگر رابطہ مٰدکور ہوتو

قضیہ کے تین اجزاء ہوں مے (۱) موضوع (۲)محمول (۳) رابط تو اس کو قضیہ ثلا ثیہ کہتے ہیں اور ت

اگررابطه محذوف موتو تضيه كدواجزاء مول كاس كوتضية ثانيكهيس كي

: منوك: آستمير ال تولى غرض ايك سوال مقدر كاجواب دينا بـ

سوال آپ نے ابھی کہا کدرابطہ ہمیشداداۃ ہوگازید هوقائم اس تضیدیس هورابطہ ہے جو کداداۃ نہیں بلکداسم ہے۔ بعنوان دیگ اعتراض اعتراض موتا ہے کہ آپ نے کہا کر ابطہ وہ نسبت حکمیہ ہے تو یہ ایک غیر متعلق ہے تو یہ ایک غیر متعلق ہے تو ایک غیر متعلق ہے تو متعلق ہے تو متعلق ہے تو متعلق غیر متعلق ہے تو متعلق غیر متعلق ہے در میں کرسکتا۔

جواب ہواب کے تیجھنے سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جانا ضروری ہے وہ تمہیدی بات یہ ہے کہ ترجہ: تو جان لے کہ دابط تقلیم ہوتا ہے۔ زمانیہ کی طرف جو کہ نسبت حکمیہ کے تین زمانوں میں سے سی ایک کے ساتھ مقتر ن ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور غیر زمانیہ کی طرف جو زمانیہ کی طرف جو زمانیہ کی طرف خوا مانیہ کے بر خلاف ہے۔ کہ حکمت فلسفیہ جب یونانی زبان سے عربی زبان کی طرف نقل کی گئی تو قوم نے پایا کہ دابطہ زمانیہ عربی زبان میں وہ افعال ناقصہ ہیں۔ لیکن انہوں نے اس عربی زبان میں دہ افعال ناقصہ ہیں۔ لیکن انہوں نے اس عربی زبان میں دابطہ غیر زمانیہ کے لیے فظ ہوا دربی اور ان کی مثل کو مستعار لے لیا فاوجود میکہ بید دونوں اساء ہیں۔ نہ کہ ادوات کی بہی وہ بات ہے۔ جس کی طرف مصنف ہے نے اپنے قول وقد استعیر لہا ہو کے ساتھ اشازہ کیا ہے۔ اور بھی رابطہ غیر زمانیہ کے لیے وہ اساء ذکر کیے جاتے ہیں۔ جو افعال ناقصہ سے مشتق ہیں جسے کائن اور موجود ہمارے قول زید کائن قائما اور جاتے ہیں۔ جو افعال ناقصہ سے مشتق ہیں جسے کائن اور موجود ہمارے قول زید کائن قائما اور امیریں موجود شاعرائیں۔

رابطه کی دونشمیں ہیں(۱)رابطہ زمانیہ(۲)رابطہ غیرز مانیہ۔

دا مط ذصانیه وه رابط ہے جونسبت پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ تین زمانوں میں سے کسی زمانوں میں سے کسی زمانہ پر بھی ولالت کرنے کسی زمانہ ماضی پر بھی ولالت کر ہاہے۔ کے ساتھ ساتھ ذمانہ ماضی پر بھی ولالت کررہاہے۔

دا بعطه غیر ذهانیه وه به جو صرف رابطه کاکام دے زمانیه پرولالت نه کرے زید هو قائم هویه رابطه میکن زماند پردال نہیں۔

جواب میہ ہے کہ یونانی زبان میں رابطہ تو استن لفظ تھا۔اور فاری میں ہست اور اردو میں ہے

تھاجب نغت عرب کی طرف نقل کیا دورابطہ کی ضرورت پڑی ایک رابطہ زمانیہ اور دوسرارابطہ غیر زمانیہ۔ اور رابطہ غیر زمانیہ نے اور رابطہ غیر زمانی کے لیے افعال تا قصہ عامہ کان ۔ وجد وغیرہ کو متعین کیا اور رابطہ غیر زمانیہ کے لیے کوئی چزنہیں ملی جو کہ عربی میں رابطہ غیر زمانیہ سے قائم مقام ہو سکے آخر کا رمجبور ہو کر ہواور سم میں کیکن عاریۃ ان کو رابطہ غیر زمانیہ کی کسم میں کیکن عاریۃ ان کو رابطہ غیر زمانیہ کر کسرہ نا ہا

۔۔۔، جواب ٹانی۔ یہ جواب چیخ رضی نے دیا ہے کہ جواسم نہیں ہے بلکہ حرف ہےاس لیے کہ فنون والے

ر لغت کوبالکل نہیں جانتے تو بیان میں غلطی کرجاتے ہیں۔

قد يذكوالغ اعتراض كاجواب.

: سلوال آپ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رابطے کے لیے کوئی لفظ نہیں تھااس لیے اسم سے مستعارۃ لیکرآئے ہیں۔ ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ آپ کے پاس رابط موجود ہے اور وہ کان اور وجد سے مشتق کریں۔ کائن اور موجود اور بعض لوگوں نے اس کورا بطے کے لیے استعال بھی کیا ہے جیسے ذید کائن قائماً اور امیر موجود شاعرا۔

جواب۔ یہ بھی جھی استعال ہوتے ہیں اور ہمیں اس کی ضرورت ہے جو کثیر االاستعال ہواوروہ ہو ہرید

: فتوله : ولافشر ملية وان لـم يـكـن الـحـكـم بثبـوت شئى لشئى او نفيه عنه

طالقضية شرطية سوا، كان الحكم فيها بثبوت نسبة على تقدير نسبة اخرى او نفى ذلك الثبوت او بالمنافاة فالاولى شرطية متصلة والشافاة فالاولى شرطية متصلة والشافية شرطية من فصلة واعلم ان حصر القضية في الحملية والشرطية على ما قرره المصنف عقلى دائربين النفى والاثبات واما حصر الشرطية في المتصلة فاستقر اني.

نوجمہ: لین اگر قضیہ میں ثبوت شک لشک یا نفی شک عن الشک کے ساتھ تھم نہ ہوتو وہ قضیہ شرطیہ ہے برابر ہے کہ قضیہ میں تھم ایک نسبت کے ثبوت کے ساتھ ہودوسری نسبت کی تقدیر پریا ایسے ثبوت کی نفی کے ساتھ ہویا تھم دونستوں کے درمیان منافات کے ساتھ ہویا ایسی منافات کے سلب کے ساتھ ہیں پہلا تضیہ شرطیہ متصلہ اور دسرا شرطیہ منفصلہ ہے۔ اور جان لے کہ قضیہ کا حصر کرنا حملیہ اور شرطیہ میں مصنف کی تقریر پر حصر عقلی ہے۔ اور اثبات کے درمیان دائر ہوتا ہے اور بہر حال شرطیہ کا حصر متصلہ میں کہا وہ استقرائی ہے۔

: قوله: والموضوع: هذ اتقسيم للقضية الحملية باعتبار الموضوع ولذا لو حظ في تسمية الانسام حال الموضوع فيسمى ما موضوعه شخص شخصية وعبلس هبذا ليقياس ومحصل التقسيم ان الموضوع اما جزئي حقيقي كقولنا ميذا انسبان او كيلس وعيلى الثاني فاما ان يكون الحكم على نفس حقيقة هذا الكلس وطبعيته من حيث مي مي او على افراده وعلى الثاني فاما أن يبين بعضتها او لا كبهية اضراد المحكوم عليه بان يبين أن الحكم على كلها أو على يبيين ذلك بيل يهمهل فالاول شخصية والثاني طبعية والثالث محصورة والبربع مهملة ثبم المحصورة ان بين فيها ان الحكم على كل افراد الموضوع فكلية وانبينان الحكم على بعض افراده فجزئية وكل منهما اما موجبة او سالبة ولا بدفي كل من تلك المحصورات الاربع من امر يبين كمية اضراد الموضوع يسمى ذلك الامر بالسور اخذمن سور البلداذ كهاان سور البلد محيط به كذلك هزا الامر محيط بما حكم عبليه من اضراد الموضوع فسور الموجبة الكلية هو كل ولام استغراق ومايفيد معناهما من اي لغة كانت وسور الموجبة الجزئية بعض وواهد ومايفيد ممناهماوسور مناي لغة كانت وسور الموجبة الجزئية بعض وواحيد وميا يتفييد متعنيا هتمها وستور السيالية الكلية لأشئى ولأواحد وسطائرهما وسور السالبة الجزئية هو ليس بمض وبمض ليس وليس كل وما يراد فها .

ترجمہ: یہ تضیہ جملہ کا باعتبار موضوع کے تقیم ہے اور اس وجہ سے اس کے اقتمام کے نام کے رکھنے بارے میں موضوع کے حال کا لحاظ کیا گیا ہے۔ پس اس تضیہ کا جس کا موضوع مخص وہ مخصیہ نام رکھاجاتا ہے۔اور باتی کواس پر قیاس کرلواور تقسیم کا حاصل یہ ہے۔کدموضوع یا تو جزئی حقیقی ہوگا جیے ہمارا تول ہذاانسان یکلی ہوگا۔ پس یا تو حکم اس کلی کنفس حقیقت اور طبیعت من حیث ہی ہی پر ہوگا یا اس کے افراد پر ہوگا۔اور دوسری صورت پر پس یا تو بیان کیا جائے گا۔ محکوم علیہ کے افراد کی مقدار کو بایں طور کہ بیان کیا جائے گا۔ کہ حکم کل افراد پر ہے۔ یا بعض پر یا بیان نہیں ہوگا بلکم مہل حجوڑ دیا جائے گا۔ یہ حکم کل افراد پر ہے۔ یا بعض پر یا بیان نہیں ہوگا بلکم مہل حجوڑ دیا جائے گا۔ پس پہلا تضیہ حضیہ ہے اور دوسراط بعیہ ہے اور تیسر امحصورہ ہے اور چوتھا مہملہ

ہے۔
کی محصورہ آگراس میں بیان کیا جائے کہ تھم موضوع کے کل افراد پر ہے تو وہ کلیہ ہے اورا گربیان
کیا جائے کہ تھم بعض افراد پر ہے۔ تو وہ جزئیہ ہے۔ اور ہرا یک ان میں سے موجہ ہوگا۔ یا سالبہ
اور ضروری ہے۔ ان چار محصورات میں سے ہرا یک مین ایک ایبا مرجوموضوع کیا فراد کی مقدار کو
بیان کرے اس امر کا نام سور رکھا جاتا ہے۔ اور وہ لیا گیا ہے۔ سورالبلد سے اس لیے کہ جیسے شہر کی
دیوارا حاطہ کرنے والی ہوتی ہے۔ شہر کو اس طرح بیامرا حاطہ کرنے والی ہوتا ہے۔ موضوع کے ان
افراد کے جن پر تھم لگایا گیا ہے۔ پس موجہ کلیہ کا سور لفظ کل اور لام استنز اق ہے اور وہ جوان کے
معنی کا فائدہ دیتا ہوجس زبان سے بھی ہوا ور موجہ جزئیہ سور لفظ بعض اور واحد ہے۔ اور جوان کے
معنی کا فائدہ دیتا ہو جس زبان سے بھی ہوا ور موجہ جزئیہ سے اور جولفظ ان کی مثل ہوا ور سالبہ جزئیکا

والافنشه طیق کالااستنائی بیان کی بین الامر که به اس قول مین شارح نے دوبا تین بیان کی بین (۱) تضیه شرطیه کی تعریف دو تعمیل بیان کی بین (۱) که تضیه کی تعمیلیه اور شرطیه کی طرف اور بید حمرکون سا به -

سورلیس بعض اوربعض لیس اورلیس کل بیں ۔اوروہ لفظ جوان کے ہم معنی ہول۔

قنطیه شرطیه متصله کی تعریف وه تضیه به کرجس میں دوسری نبست کا ثبوت پہلی نبست کے ثبوت پہلی نبست کے ثبوت پرموقو ف ہو۔ اورا گر ثبوت موقو ف ہو۔ اورا گر ثبوت موقو ف ہود و بیاں نہار طلوع شمس پر

موقوف ہے۔

اورا گرنفی موتوف ہوتو متصلہ سالبہ ہے ۔لیس البیتة اذ الم یکن انفشس طالعة: فاالنہار موجود

شرطیه منفصله و ده تضیه شرطیه به که جس میں دونسبتوں کے درمیان منا فات کو ابت کیا جائے یا منافات کی نفی کی گئی ہواور اگر منافات کو ثابت کیا گیا ہوتو تضیه شرطیه منفصله

موجبہ ہاورا گرمنافات کی نفی کی جائے تو شرطیہ مصلہ سالبہ ہے۔

اعلم ان حصد القضية الغ ثارح كغرض حركوبتانا بكدهر كونى قتم بيا يكتمبيدى باتكا

جاننا ضروری ہے دہتمہیدی بات یہ ہے کہ حصر کی دوستمیں ہیں۔حصر عقلی اور حصر استقرائی۔

حصر عقلی۔ دہ ہے جونفی اورا ثبات کے درمیان دائر ہواس کے علاوہ اور کوئی احتمال نہ نکل سکے جیسے کلمہ کی تقسیم میں کہا گیا ہے کہ وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے کا یانہیں کرے گا تو بید حصر عقلی

-4

حصد استقدانی وہ ہے جوتتبع اور تلاش کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔اب اس کو مجھیں۔ کہ قضیہ کی تقسیم جو حملیہ اور شرطیہ کی طرف جس حصر میں کی وہ حصر عقلی ہے اور شرطیہ کی تقسیم متصله اور منفصلہ کی طرف بید حصر استقرائی ہے۔

تعدماً متعدماً متعدمه ال تول کی غرض تضیه شرطیه کی جزءاول کومقدم کی وجه تسمیه کابیان تضیه شرطیه کے جزءاول پہلے ذکر کیا جاتا ہے اس لیے اس کومقدم کہتے ہیں بی تضیه ملفوظه کی وجه تسمیه کے اس کی جزءاول کا پہلے تصور کیا جاتا ہے اور دوسری جزءاول کا پہلے تصور کیا جاتا ہے اور دوسری جزء تصور کوموخر کیا جاتا ہے۔

توں: تالیا متدوہ اس تول کی غرض تضیہ شرطیہ کی دوسری جزء کی وجہ تسمیہ کا بیان ۔ کہ دوسری جزء کی وجہ تسمیہ کا بیان ۔ کہ دوسری جزء کو تالی اس لیے کہتے ہیں کہ تالی تلو سے نکلا ہے اور تلو کا معنی پیچھے ہوتا اور دوسرا جزء پیچھے ہوتا ہے اس کیے اس کے اس کی اس کا اس کی اس کی اس کا اس کی اس کی کا کہتے ہیں۔

. والموضوع ان كان تخصأ معيناً سميت القضية الخ یہاں متن میں تین باتیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات قضیہ ملیہ کی تقییم بیان کی ہے دوسری بات قضیہ محصورہ کی تقییم کی ہے اور تیسری بات سور کو بیان کیا ہے۔

متن اورشرح کی تقریر .

یہاں سے تضید کی اقسام باعتبار موضوع کابیان ہے۔

تضیه حملیه کی باعتبار موضوع کے پانچ تسمیں میں۔

(۱) مخصوصه (۲) طبعیه (۳) محصوره کلیه (۴) محصوره جزئیه (۵) مهمله به

وجه مصور بيه كرتفية مليد دوحال سي خالى بيس -اسكاموضوع محف معين موكايا كل موكا ـ الرموضوع محف معين موتو وه تفيير محصيه موكا ـ

اگرموضوع کلی ہوتو دوحال سے خالی نہیں کہ تھم کلی کی طبیعت پر ہوگا یا افراد پر۔اگر تھم کلی کی طبیعت پر ہوتو وہ تضییط جدید ہوگا۔ اوراگر تھم کلی کے افراد پر ہوتو پھر دوحال سے خالی نہیں افراد کی تعداد کو بیان کیا گیا ہوگا یا نہیں۔اگر افراد کی تعداد کو بیان نہ کیا گیا ہوتو وہ تضییم ہملہ ہوگا۔اگر افراد کی کمیت کو بیان کیا گیا ہوتو وہ تضیہ محصورہ مسورہ ہوگا۔اور پھر تضیہ محصورہ بیں تھم تمام افراد پر ہوگا یا بعض پر۔ اگر تھم تمام افراد پر ہوتو اس کو محصورہ کلیہ کہتے ہیں اوراگر تھم بعض افراد پر ہوتو اس کو محصورہ جزئیہ

> پران پانچ اقسام میں سے ہراک کی دودوسمیں ہیں(۱) موجب(۲)سالبداب قضیہ علیہ کی باعتبار موضوع کے دی قسمیں ہوگئیں۔

- (۱) قضيه مخصوصه والضير مليه ب حس كاموضوع فخص معين موجيس زيد كوراب -
 - (٢) قضيه طبعيه ووتضيحمليه بجس كاموضوع كلى مواور تمكم كلى كى طبعت برمور

جیے ہرانسان جاندار ہے۔

(۳) قسمید معمله و ده تضیه تملیه به جس کاموضوع کلی مواور حکم کلی کے افراد پر ہولیکن افراد کی کمیت کو بیان نہ کیا گیا ہو۔ جیسے انسان جاندار ہے۔ (٤) قسضیه محصوره کلیه و ده تضیحملیه بجس کاموضوع کلی بواور حکم کل حقمام افرادیوہو۔ جیسے ہرانسان جاندارہے۔ (0) قضیه محصوره جزئیه و دفضیحملیه بهس کاموضوع کی بواور حم کی کے بعض افراد برہو۔۔جیسے بعض جاندارانسان ہیں۔ ۱. شخصیم محن فخص والی یا و نسبت کی ہے چونکہ تھم معین فخص پر ہوتا ہے اسوجہ سے فخصیہ کہتے ہیں۔ ٢. طبعيه مجمعني طبعيت والى چونكه اس مين تهم ما بيت وطبعيت يرجونا ہے- سحصوده بمعنی گیرابواییموضوع کے تمام افراد برحکم کرتا ہے گویا افراد کو گیرابوابوتا ہے۔ مسوده مجمعنی احاطه کیا موابیجی افراد کی مقدارکو بیان کرتا ہے کو یا احاطه کیا مواہد ع. مهمله مجمعنی چپور ابوااس میں بھی افراد کی مقدار کوچپور اجاتا ہے۔ مثالين قضيه كانام (۱) تفييملية تصير موجب زيدكاتب (٢) تفية ملية تخصيه مالبه زيدليس بكاتب الانسان نوع (۳) قضه تمليه طبعيه موجيه الانسان بنوع قضدجمليه لمبعيرماليه (r) الانبان كاتب قضيرتمليهمهملهموجبه (4) الانسان ليس بكاتب قضيهمليمهمله مالبه کل انسان کا تب (۷) تضه تمليه محصوره موجبه كليه كل انسان ليس بكاتب (۸) تضه تمليه محصوره سالبه كليه بعض الانسان كاتب (٩) تضية تمليه ومحصوره موجبه جزئيه

(۱۰) قضية مليه محصوره سالبه جزئيه بعض الانسان ليس بكاتب

ليكن منطق مين صرف تضايا محصوره سے بحث موتى ہے۔

کالیة مسودة که سے تضیر محصورہ مسورہ کی اقسام کو بیان کرتے ہیں۔قضیر محصورہ کی چار است

فتمين بن -(١)موجبه كليه (٢)موجبه بزئيه (٣)سالبه كليه (٩)سالبه بزئيه

وجه حصر بيب كريم موضوع كتمام افراد پر بوگايا بعض پـ

اگرموضوع کے تمام افراد پر ہوتو کلیہ ہے اور اگر بعض پر ہوتو جزئیہ ہے۔ پھران میں سے ہرایک دوحال سے خالی نہیں یا تھم ایجانی ہوگا یاسلی ہوگا۔اول موجبہ ہے اور ٹانی سالبہ ہے۔اس طرح

دوكودوسے ضرب دينے سے جا وقتميں بن جا كيں گی۔

موجعه كليه و وقضي محصوره بجس مين محمول كوموضوع كے ہر برفرد كے ليے ابت كيا كيا

ہو۔جیے کل انسان حیون۔

مه جده جانبه و و تضيي محصوره ب جس مين محمول كوموضوع ك بعض افراد ك ليه ثابت

كيا كيا بوجي بعض الحيوان انسان-

سالب کلیه و ده قضیر محصوره جس مین محمول کوموضوع کے تمام افراد سے فعی کیا گیا ہوجیے لاشین من الانسان بحجوب

سالبه جزئيه وه تضيحصوره ہے جس میں محمول کوموضوع کے بعض افرادسے فی کیا گیا ہو۔

جے بعض الحيوان ليس بانسان۔

ولا بد نی کل منهما

چیز کی جوتعدادافراد بیان کرے اور جو چیز تعدادافراد بیان کرے گی اسکوسور کہیں گے۔

سور یسورالبلاسے ماخوذ ہے۔سورالبلداس دیوارکو کہتے ہیں جوکہ پرانے زمانہ میں شہر کے اردگر دہوتی حفاظت کے لیے اور وہ دیوارشہر کو گھیرے ہوئے ہوتی قضید کا سور بھی ان افراد کو گھیر لیتا ہے جن پر حکم ہوتا ہے۔ یعنی قضیہ محصورہ میں کلیت وجزئیت بیان کرنے کے لیے جو الفاظ مقرر کیے گئے ہیں ان کوسور کہا جاتا ہے۔

معتصودات اربعه كم سود (۱) موجب كليه ال كر لي دوسور مقرريل. (۱) كل (۲) الف لام استغراقي جيس كل انسان كانب ان الانسان لفي خسو .

اور جولفظ بھی ان سوروں کا ہم معنی ہوخواہ کسی بھی زبان کا لفظ ہوجیسے اردوزبان میں موجبہ کلیہ کا سور لفظ (ہر) ہے۔

(١) موجبه جزئيه كاسورتين إل (١) بعض (٢) واحد (٣) كر وتحت الاثبات.

-بعض الانسان كاتب_

(٣) سالبه كليه ال كي ليدوسورمقررين (١) لاشكى (٢) لا واحديث لاشئى من

الانسان بحجر ولاواحد من الانسان بحجر ـ اوركر وتحت الهي يم مال كليكاسور ب

(٤) مسالیسه جزئیه اس کے لیے بھی تین سور مقرر ہیں (۱) بعض لیس (۲) لیس بعض (۳) لیس کل ہے۔ بعض الانسان لیس بکاتب۔

قوك: وتلازم الجوزئية : اعلم ان القصايا المعتبرة في العلوم هي المحصورات الاربع لاغير وذلك لان المهملة والجزئية مثلا زمان اذكلما صدق الحكم على افراد الموضوع في الجملة صدق على بعض افراده وبالمكس فالمهملة مندرجة تحت الجزئية والشخصية لايبحث عنها بخصوصها لانه لاكمال في معرفة الجزئيات لتغيرها وعدم ثباتها بل انها يبحث عنها في ضمن المحصورات التي يحكم فيها على الاشخاص اجمالا والطبعية لايبحث عنها في ضمن المحصورات التي يحكم فيها على الاشخاص اجمالا والطبعية في حوموضوع الطبعية لامن حيث تحققها في ضمن الاشخاص غير موجودة في الخارج فلا كمال في معرفة احوالها فانحصر القضايا المعتبرة في المحصورت الاربع.

ترجمہ: جان کے کمعلوم میں معتبر تفیے یہی محصورات اربعہ ہیں۔ندکدن کے علاوہ اوربیاس کے

لیے کہ جملہ اور جزئید ایک دوسرے کو لازم ہیں اس لیے کہ جب بھی تھم فی الجملہ موضوع کے افراد

پسپا آئے گا۔ تو اس کے بعض افراد پسپا آئے گا۔ اور ایسے ہی برعکس ہے۔ پس جملہ جزئیات کی
ماتحت داخل ہے۔ اور تخصیہ سے نہیں بحث کی جاتی خصوصیات کے ساتھ کیونکہ بلا شبہہ جزئیات کی
معرفت میں کوئی کمال نہیں ان کے تبدیل ہونے اور ثابت رہنے کی وجہ سے بلکہ سوااس کے نہیں
کہ شخصیہ سے بحث کی جاتی ہے۔ ان محصورات کے شمن میں کہ جن میں اشخاص پر اجمالا تھم لگایا
جاتا ہے۔ اور قضیہ طبعیہ سے علوم میں بالکل بحث نہیں کی جاتی پس بلا شبہہ طبائع کلیہ اپنے نفس
جاتا ہے۔ اور قضیہ طبعیہ سے علوم میں بالکل بحث نہیں کی جاتی پس بلا شبہہ طبائع کلیہ اپنے نفس
مفہوم کی حیثیت سے ایسے ہیں جسے وہ قضیہ طبعیہ کا موضوع ہیں بغیر اپنے تحقیق کی حیثیت کے
اشخاص کے ممن میں خارج میں موجوز نہیں پس نہیں ہے کوئی کمال ان کے احوال کی معرفت میں
پس مخصر ہو گئے۔ معتبر قضیہ محصورات اربعہ میں۔

واعدم ان القضايا المعتبرة... سوال مقدر كاجواب اعتراض كرآب في كرمناطقه صرف قضايا محصورات اربعه ى بحث كرت بقيداقسام سے بحث كيون نبيس كرتے بقيداقسام سے بحث نبيس كرتے و بقيداقسام سے بحث نبيس كرتے .

جواب:اس کی وجداورولیل شارح یز دی نے بیان کی ہے۔

منسیم شخصیم تضیر محصیه وه جزئی ہوتی ہاور منطقی جزئیات سے بحث نہیں کرتے اس لیے کہ وہ نہ کا سبب ہوتیں ہیں اور نہ ہی مکتسب اور دوسری وجہ رید کدان کے حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور تیسری وجہ ریہ ہے کہ ان کے حالات جانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔۔

منت منسیده طبعید مسال وجهد کراس مین حکم نفس ما هیت پر جوتا ہے اور نفس ما هیت کا خارج میں کوئی وجو زنہیں ہے۔

قضیه معمله سے تواس لیے بحث نہیں کرتے کہ تضیم ہملم مصورہ موجبہ بزئیہ کے تحت داخل ہے کیونکہ بیا یک دوسرے کولازم ہیں جہاں تضیہ محصورہ موجبہ جزئید وہاں مہملہ بھی فرد پر ہوگا اور جہاں مہملہ ہوگا وہاں موجبہ بزئیہ بھی ضرور ہوگا کیونکہ مہملہ تضیہ میں تھم افراد پر ہوتا ہے۔ تعداد بیان نہیں ہوتی اورموجبہ جزئیہ میں بعض افراد پر ہوتا ہے جب موجبہ جزئیہ ہوگا تھم بعض افراد پر تھم ہوگا وہاں قضیہ مہلہ بھی ضرور ہوگا کیونکہ تھم پچھافراد پر ہے اور جہاں مہلہ ہوگا تھم پچھافراد پر ہوگا تو تھم بعض افراد پر ہوگا تو قضیہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔

الحاصل قضیم ہملہ چونکہ محصورہ موجبہ جزئیر کے تحت داخل ہے اس لیے منطقی قضیم ہملہ سے جے نہیں کرتے۔ بحث نہیں کرتے۔

: سے ال: یدوار دہور ہا تھا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم جزئیات سے بحث نہیں کرتے۔ جب کہ کل انسان حیوان ۔ انسان حیوان ہے۔ تو انسان کے افراد زید۔ بکر عمر وغیرہ یہ جزئیات ہیں تو سے تھم ان پرلگ رہا ہے تو یہاں جزئیات سے بحث ہور ہی ہے۔

جواب - شارح نے اس کا جواب بید دیا ہے بیتو کل کے شمن میں ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ جزئی سے مستقل بحث نہیں کرتے ۔ جیسے زیرہ مُ ایام مستقل تصنیہ بنا کر بحث نہیں کرتے ۔ جیسے زیرہ مُ ایام الگر ہم قیام زید معلوم کرلیں تو اس کا فائدہ کیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تھوڑی دیر بعدزید بیٹھ جائے اور ضمناً کے ہم بھی قائل ہیں ۔

شرح و متن کی تقریر

: توله: ولا بعد فنى الموجبة : إي في صدفها من وجود الموضوع وذلك لان المحكم في الموجبة ثبوت شئى لشئي وثبوت شئى لشئي فرع ثبوت المثبت لله اعنى الموضوع فانها يصدق هذا الحكم اذاكان الموضوع محققا موجودا اما في الخارج ان كان الحكم بثبوت المحمول له هناك او في الذهن كذلك ثم القضايا الحملية المعتبرة باعتبار وجود موضوعها لها قلاثة اقسام لان المحكم فيها اما على الموضوع الموجود في الخارج محققا نحو كل انسان حيوان بمعنى كل انسان موجود في الخارج واماعلى الموضوع الموجود في الخارج مقدار نحو كل انسان حيوان بمعنى ان كل مالو وجد في الخارج وكان انسانا فهو على تقدير وجوده حيوان وهذا الموجود المقدر انما اعتبروه في الافراد الممكنة لا الممتناءة كافراد الملاشئي وشريك الباري واما على الموضوع الموجود في الخارة وكان

مسالسووجيد فني العقل ويغرضه العقل شريك الباري فهو موصوف في الذهن

بالامتناع وهنذا انبها اعتبروه في الموضوعات التي ليست لها افراد ممكنة

التحقق في الخارج .

ترجمہ: لینی تضیہ موجب کے سیچ آنے میں موضوع کا وجود صروری ہے۔ اور ایہ بات اس لیے ہے
کہ تضیہ موجبہ میں تھم ایک شک کا دوسری شک کے لیے جوت ہوتا ہے۔ اور جوت شک لشک فرع ہے
جوت مثبت لہ (لینی جس کے لیے ٹابت کیا جائے) کی مراد لیتا ہوں۔ میں موضوع کو پس سوااس
کے نہیں کہ رہے تھم اس وقت سیچا آئے گا۔ جب کہ موضوع خارج میں محقق وموجود ہوا گر تھم اس کے
لیے محمول کے جوت کے ساتھ ہوو ہاں (خارج میں) یا موضوع ذہن میں ہواس طرح۔
پھروہ قضایا جملیہ جومعتر ہیں۔ اپنے وجود موضوع کے اعتبار سے تین تتم پر ہیں۔ کیونکہ تھم ان میں

پھروہ تھنایا جملیہ جو معتبر ہیں۔اپنے وجود موضوع کے اعتبار سے مین سم پر ہیں۔ کیونکہ سم ان میں یا توالیے موضوع پر ہوگا۔جو خارج میں حقیقہ موجود ہے۔ جیسے کا اندان جو خارج میں موجود ہے۔ جیسے کا اندان جو خارج میں موجود ہے۔ دیوان ہے۔ اور یا حکم ایسے موضوع پر ہوگا۔ جو خارج میں تقذیر یا موجود ہے۔ جیسے کل اندان جو ان اس معنی کے ساتھ کہ ہروہ چیز کہ اگر خارج میں پائی جاتی تو وہ انسان ہوتی ہیں وہ خارج میں موجود ہونے کی تقدیر پر جیوان ہے۔ اور اس وجود مقدر کا اعتبار ان مناطقہ ہوتی ہیں وہ خارج میں موجود ہونے کی تقدیر پر جیوان ہے۔ اور اس وجود مقدر کا اعتبار ان مناطقہ نے صرف افراد ممکنہ ہی میں کیا ہے۔ نہ کہ افراد ممتعد میں شل لاشی اور شریک باری تعالی کے افراد کے ۔ یا حکم ایسے موضوع پر ہوگا۔ جو ذبن میں موجود ہے۔ جیسے تیرا قول شریک باری تعالی فرض کر لے معنی کے ساتھ کہ دہ ہرشک کہ اگر عقل میں پائی جائے اور عقل اس کوشریک باری تعالی فرض کر لے کہیں وہ موصوف ہے۔ ذبن میں صفت امتناع کے ساتھ اور سوا اس کے نہیں کہ اس کا اعتبار کیا بی وہ موصوف ہے۔ ذبن میں صفت امتناع کے ساتھ اور سوا اس کے نہیں کہ اس کا اعتبار کیا ہے۔ انہوں نے ان موضوعات میں جن کے ایسے افراد نہیں ہیں۔ جن کا خارج میں پایا جانا ممکن

ولا بدون الموجعة ماتن علامة تنتازانی نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے کد نیا میں جو بھی قضیہ موجبہ ہوگا اس میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہے۔ شارح اس کی وضاحت کررہے ہیں۔ تضیہ موجبہ کے موضوع کا موجود ہونا اس لیے ضروری ہے کہ تضیہ موجبہ میں محمول کو موضوع کے

لیے ثابت کیا جاتا ہے اور کسی شکی کا ثابت کرنا پرفرع ہے شبت لدگی لیعنی شبت لدکا پہلے موجود ہونا ضروری ہے پھراس کے لیے کسی چیز کو ثابت کیا جاسکتا ہے یہاں بھی موضوع شبت لدہاس لیے موضوع (شبت لد) کا پہلاموجود ہونا ضروری ہے۔

ثم القاضايا الحملية المعتبرة باعتبار وجود موضوعها على ثلثة اقسام تضر

حملیہ محصورۃ باعتبار موضوع کے موجود ہونے کے تین تشمیں ہیں(۱) خارجیہ(۲) تقیقیہ۔۳۔ : .

قنضید خاد جید وہ تضیہ ہے جس کا موضوع حقیقنا خارج میں موجود ہواور حکم کواس کے لیے ٹابت کیا گیا ہوجیسے کل انسان جوان اس تضیرانسان ہے جو کہ حقیقة خارج میں موجود ہے (زید عمر ۔ بکر وغیرہ) اور حیوان (محمول) کوانسان کے لیے ٹابت کیا گیا ہے۔

منسیه حقیقیه و اقضیہ جس کا موضوع حقیقاً خارجی جہاں موجود نہ ہولیکن موضوع کو خارجی جہاں فرض کیا جائے مثلاً کل عنقاء طائز اس قضیہ کا موضوع عنقاء جو کہ خارجی جہاں میں موجود نہیں لیکن عنقاء کو فرض کیا گیا ہے کہ خارجی جہاں میں موجود ہے تھم طائز والا اس کے لیے ثابت کیا گیا ہے بالفرض عنقاء کا کوئی فرد خارج میں موجود ہوتو وہ طائز ہوگالیکن اس کی شارح نے بیر پیش کی ہے کل انسان حیوان انسان موضوع کے انسان سے وہ مراد ہیں جو کہ ابھی خارج میں موجود نہیں بلکہ پیدا ہونے والے ہیں۔

منسید دهنید و وقضیه جس کا موضوع خارجی جہاں میں نه حقیقتا ہونہ تقدیراً بلکہ ذہن میں بھی محص هنیقت نہ موصوف ذہن اس کو فرض کیا گیا ہو مثلاً شریک الباری ممتنع یہ قضیہ ہے اس کا موضوع شریک الباری ہے جو کہ نہ حقیقة نہ تقدیراً خارج میں ہے بلکہ ذہن میں بھی حقیقة نہیں صرف ذہن میں شریک الباری کوفرض کر کے امتناع والاعکم لگایا گیا ہے۔

انسا اعتبروه عنى الافراد الممكنة لااللمتنعة تضير هيققيد كاندر كلم كوممول كوموضوع كافراد مكندك ليع الدركلم كوممول كوموضوع كافراد مكندك ليع المرادم كالمرادم كالمرادم

هيد سيانبيس آئے گا۔

المحاصل قضیہ کے موضوع کے پائے جانے کی تین صورتیں بنتی ہیں ہرصورت ایک تضیہ بنے گی جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ گی جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

﴿ بحث قضيه معدوله ﴾

تعدل عدولة بعدل التول على معدولة اور مسلم كى وجه تسميه بيان كى ہے۔ كه معدولة بيعدل يعدل عدولة سيعدل عدولة سيعدل عدولة سيات كى جو سيات كى جو سيات كى حرف سلب اپنى وضع سي اعراض كيا ہوا۔ تو اس ليے وضع كيا كه محول كو موضوع سي نفى كرتا ہے وہ اس طرح كه اس كو واضع نے اس ليے وضع كيا كه محول كو موضوع سي نفى كرے۔ تو بيا بنى وضع سياعراض كرك اس كا جزو بنتا ہے اور بيت مية الكل باسم الجزء كے قبيل سي جاور مصله كے معنى بين حاصل كيا ہوا تو اس ميں بھى حرف سلب اسى موضوع له كو حاصل كرتا ہے۔

عرف السلب كلاوليس الغ التقول كي غرض حرف سلب بتلانا بحرف سلب بتلانا بحرف سلب بتلانا بحرف سلب بتلانا بحرف سلب جس مين في والأمعنى بوجيسي كديس وغيره -

فنعيه حمليه معدوله واقضيه جس من حرف سلب كوقفيدكا جزء بنايا كيابور

: قوله: من جزء أي من الموضوع فقط أو من المحمول فقط أو من كليهما

فالـقـضية على الأول تسمى معنولة الموضوع وعلى الثاني معنولة المحمول وعلى الثالث معنولة الطرفين .

موجمه : بعنی صرف موضوع کاجز و با صرف محمول کاجز و با دونوں کا جز و پس تضیداول صورت پر نام رکھا جاتا ہے۔معدولة الموضوع اور دوسری صورت پر نام رکھا جاتا ہے معدولة الحمول اور تیسری صورت برمعدولة الطرفین ۔

قضيه معدوله کی پھر تین قشمیں بنتی ہیں۔

(۱)معدولية الموضوع (۲)معدولية المحتول (۳)معدولية الطرفين _

معدولة الموضوع: وه تضييه بحس ميس حرف سلب كوموضوع كاجزء بنايا عميا موجيع الاى عدد

معدولة المحول: ووقضيه م جس مين حرف سلب محمول كاجزء موجيسي الى لاجاد

معدولة الطرفين: وه قضيه ہے جس ميں حرف سلب كوموضوع ومحمول دونوں كا جزء بنايا كيا ہو جيسے معدد له الطرفين: وه قضيه ہے جس ميں حرف سلب كوموضوع ومحمول دونوں كا جزء بنايا كيا ہو جيسے

اللاحي لاجماد_

: وسل مندون من حرف سلب کی وضع تو نغی والے معنی کے لیے ہے لیکن جب حرف سلب موضوع محمول تضید کی جب حرف سلب موضوع محمول تضید کی جب کے اس تصدید کہتے ہیں نہ کہ مرالبد۔

: قوك: معدولة لأن حرف السلب موضوع لسلب النسبة فاذا استعبل لافي

هـذا البعني كان معدولة عن معناه الاصلى فسهيت القضية التي هذا الحرف

جزء من جزئها معنولة تسمية للكل باسم الجزء والقضية التي لايكون حرف

السلب جزء من طرفيها تسمى محصلة .

ترجمہ: اس لیے کہ حرف سلب وضع کیا گیا ہے۔ نبست کی نفی کے لیے پس جب اس معنی کے علاوہ میں استعال ہوگا۔ تو معدول ہوگا۔ اپ معنی اصلی سے پس نام رکھا جائے گا۔ اس تضیہ کا کہ بیہ حرف اس کے ایک جز و کل جز و کے جمو کے نام مصلہ رکھا جاتا جس میں حرف سلب اس کی دوطرفوں میں سے کسی کی جز و نہ ہو۔ اس تضیہ کا نام مصلہ رکھا جاتا ہے۔

معدولة لان حدف السلب... ال قول كاغرض تضير معدوله كى وجرتسمية كابيان ب-حرف سلب كى اصل وضع كم محمول كى موضوع سے فى كر بے كيكن جب حرف سلب جزء بنا تو فى والاختم ہوگيا پھرگا كى تو حرف سلب كا معدول نام ركاد يا كونكه معدول كامعنى ہے پھرا ہوا اور حرف سلب بھی اپنے اصل كى معنى سے پھرا ہوا ہے حرف سلب كومعدول كہتے ہيں پھر حرف سلب جس تضيہ كا جزء بنا تو اس تضيد كا نام معدولة ركاد يا تسميد الكل باسم الجزء كے قبيل سے (بير بجاز مرسل كے علاقہ ميں سے ایک علاقہ ہے۔

المحاصل معدول اصل میں نام تھا حرف سلب کا کیونکہ حرف سلب اینے اصلی م عنی سے پھر اہوا

ہادرمعدول کامعنی بھی ہے چراہوا پھرحرف سلب جس تضیب کاجزء بن رہاتھا اس کا ان تضیہ معدولة رکھودیات کرنا ہے۔
معدولة رکھودیات مین الکل باسالجزء سے اس قول میں تضیہ کصلہ کو بیان کرنا ہے۔
معدولة معدولة معدمان و وقضیہ ہے جس میں حرف سلب جزءنہ ہوا سکوقضیہ کصلہ کہتے ہیں خواہ

🕹 بحث قضایا موجهات بسیطه 🤞

: قوله : بكيفية النسبة :نسبة المحمول الى الموضوع سوا، كانت ايجابية او

سلبية تكون لا محالة مكيفة في نفس الامر والواقع بكيفية مثل الضرورة او

البدوام أو الأميكان أو الأمتيناع وغير ذلك فتتلك الكيفية الواقعة في نفس

الامس تسمى مادة القصية ثم قد يصرح فى القضية بان تلك النسبة مكيفة

في نفس الامر بكيفية كذا فالقضية حينئذ تسمى موجهة وقد لايصرح بذلك

فتسمى القطبية مطلقة واللفظ الدال عليها فى القضية الملفوظة والصورة

العقلية الدالة عليها فى القضية المعقولة تسمى جهة القضية فأن طابقت

الجهة المادة صدفت القيضية كقولنا الانسان حيوان بالضرورة والاكذبت

كقولنا كل انسان حجر بالضر ورة.

موجبهوبإساليد

ترجمہ: یعنی نسبت سے مراد محمول کی نسبت موضوع کی طرف برابر ہے۔ کہ وہ نسبت ایجائی ہویا سلبی بقینا وہ مکیف ہوگی واقع اور نفس الامر میں کی کیفیت کے ساتھ جیسے کیفیت ضرور ۃ یا کیفیت دوام امکان یا کیفیت امتاع یاان کے نلاوہ کہی کیفیت جونفس الامر میں واقع ہے۔ اس کا نام مادہ قضیہ رکھا جاتا ہے۔ پھر قضیہ میں بھی اس بات کی تصریح کر دی جاتی ہے۔ کہ وہ نسبت نفس الامر میں فلال کیفیت کے ساتھ مکیف ہے۔ لہی قضیہ کا اس وقت موجہہ نام رکھا جاتا ہے۔ اور کبھی اس بات کی تصریح ہاتا ہے۔ اور کبھی اس بات کی تصریح نہیں کی جاتی تو قضیہ کا نام مطلقہ رکھا جاتا ہے، جواس کیفیت پروال ہو قضیہ ملفوظہ میں اور جوصورت عقلیہ وال ہواس کیفیت پرقضیہ معقولہ میں اس کا نام جہت تضیہ رکھا جاتا ہے۔ لہی اگر جہت مادے کے مطابق ہے قضیہ صادق ہے جیسے ہمارا قول کل انسان حیوان بالضرورۃ ورنہ قصیہ جمونا ہے جیسے ہمارا قول کل انسان حیوان

يصوح بكيفية الول عرف المرات الم

یہاں سے مصنف قضیہ تملیہ کی چھٹی تقسیم کررہے ہیں باعتبار کیفیت اور جہت کے ۔ تو اس سے
پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے ۔ کا گنات میں جو بھی قضیہ ہوگا اور تضییہ کے اندر موضوع
اور محمول کے درمیان جونسبت ہوتی ہے وہ نسبت ایجانی ان چارصفتوں اور کیفیات میں سے کی
نہ کسی صفت کے ساتھ متصف ہوگی (۱) ضرورت (۱) دوام (۳) فعلیت (۴) امکان ۔ تو اس
خارجی کیفیت کو مادہ تضیہ کہتے ہیں۔ مادہ قضیے اس لیے کہ یہ تفضیے کا جزء اعظم ہوتا ہے اور سے

خار کی کیفیت کو مادہ تضیبہ کہتے ہیں۔ مادہ قصبے اس کیے کہ یہ قصبے کا جزء اسلم ہوتا ہے اور یہ
تسمیۃ الکل باسم جزء الاعظم کے قبیل سے ہے۔ اور تضیبہ کے اندر جولفظ اس کیفیت پردلالت کرتا
ہے اس کو جہت تضیبہ کہتے ہیں تو اب تضیبہ کے اندر یہ لفظ صراحناً فدکور ہوگایا نہیں ہوگا۔ اگر صراحناً فدکور ہوتو یہ قضیبہ موجہہ ہے اور اگر صراحناً فدکور نہ ہوتو یہ قضیبہ مطلقہ ہے۔ پھر موجہات پندرہ ہیں جس

میں آٹھ بسیطے ہیں اور سات مرکبات ہیں۔ان سے پہلے تہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ (۱) صادہ منسید گرخارج اور واقع نفس الا مرمیں نسبت کو جو کیفیت گلی ہوئی ہوگی اس کیفیت

کانام مادة قضیہ ہے جیسے کیل انسسان حیدو ان بالصرور ة انسان کے لیے جہاں خارجی میں حیوان کا ثبوت ضروری ہے۔ حیوان کا ثبوت ضروری ہے۔

(۲) جمت منسیه اس کیفیت کوجس لفظ سے تعبیر کیا جائے اس کوجہت تضیہ کہتے ہیں جس طرح کل انسان حیوان بالضرورة ۔ انسان کے لیے حیوانیت کا جموت ضروری ہے ضرورة کو بالصرورة سے تعبیر کیا گیا ۔ یہ تضیہ کل انسان حیوان بالصرورة سے تعبیر کیا گیا ہے اب بالصرورة کو جہت قضیہ کہتے ہیں۔ یہ تضیہ کل انسان حیوان بالصرورة ملفوظہ ہے اس تضیہ ملفوظہ کا تصور جو ذہن میں کیا جائے تو جوصورت عقلیہ ضرورت پر دال ہوگی اس کو جہت تضیہ کہیں گے۔

المصاصل قضيد ملفوظ مين لفظ كيفيت پردال ہوگا اس لفظ كوجہت كہيں گے اور تضيه محقوله مين صورة عقليه اس كيفيت پردال ہوتی ہے اس صورت عقليه كوقضيه محقوله كی جہت كہيں گے۔ (٣) اگر تضيه كے اندر جہت كاصراحة ذكر ہوتو اس كوقضيه موجهدر باعيه كہتے ہيں۔ موجهداس ليے کہتے ہیں کہاس کے اندر جہت تضیہ ذکر ہے اور رباعیہ اس لیے کہتے ہیں اس تضیہ کے جارا جزاء ہیں (۱) موضوع (۲)محمول (۳) نسبت (۴) جہت۔

اورا گرقضیه کے اندر جہت کا صراحناً ذکرنه ہوتواس قضیه کوتضیه مطلقه کہتے ہیں۔

قسنید موجهد مربعد وه بجس میں چة كاذكر بوچیے كل انسان حيوان بالضرورة ـ

قضيه مطلقه جسيس جمة كاذكرنه بوصي كل انسان حيوان

فنان طبابیقت البعه مادة کرقضیم وجهر کاصدق اور کذب اس نسبت پرجو که تضیه که ای موقی مهادی می است برجو که تضیه که ای موقا مهادی برد مطلب بیرے که اگر جهت کیفیت کے موافق ند ہوتو قضیه کا دُب ہوگا۔ جیسے الانسیان حیوان بالمضرورة ۔ اور اگر جهت کیفیت کے موافق ند ہوتو قضیه کا دُب ہوگا۔ جیسے الانسیان حجو بالمضرورة ۔

(۵) کہ قضیے کے موضوع کو جس لفظ کے ساتھ تعیر کیا جاتا ہے تو اس لفظ کے مبداء الخشفاق کو وصف عنوانی کہتے ہیں جیسے کل کاتب منحو ک الاصابع تو یہاں موضوع کا آب ہے تو وصف عنوانی کتابت ہے۔

(٢) كه جهات اور كيفيات كي حار تشميل ميل-

(۱) ضرورة (۲) دوام (۳) فعليت (۴) امكان ـ

پھرضرورہ کی چارتشمیں ہیں۔

(۱) ضرورت ذا تيه (۲) ضرورة وصفيه (۳) ضرورة وقليه (۴) ضرورة منتشره-

ض<mark>سروں۔ قانسیہ</mark> وہ ہے جس میں محمول کا ثبوت یا نفی ذات موضوع کے لیے ضروری ہو جب تک ذات موضوع موجود ہو۔ جس قضیہ میں ضرور قاذاتیہ ہوگی اس کو قضیہ ضرور بیہ مطلقہ کہتے ہیں۔

مسدودة وصفيه والمجس من محمول كاثبوت يانفي ذات موضوع كي ليضروري موجب

ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو۔ جس قضیہ میں ضرور ۃ وصفیہ ہواسکومشر وطہ عامہ کہتے ہیں۔

خسرود-ة وفتيه وه ج جس ميں ثبوت يانفى ذات موضوع كے ليے وفت معين ميں ہو۔اور جس ميں وقت معين ميں ہو۔اور جس ميں وقتيہ مواقت محلقہ ہے مثال وقتيہ مطلقہ موجبك ك قسم منسخف بالضرورة وقت حيلولة الارض بينه وبين الشمس وقتيہ مطلقه سالبه كي مثال لاشئى من القمر بمنخسف بالضرورة وقت التربيع۔

ضدود منتشده وه ہے جس میں ثبوت محمول یانفی ذات موضوع کے لیے ضروری ہے وقت غیر متعین میں ۔جس تضیہ میں بیضرورت منتشرہ ہواس کو تضیہ منتشرہ مطلقہ کہتے ہیں۔

دوام کی دونشمیں ہیں (۱) دوام ذاتی (۲) دوام وصفی۔

دوام ذائے۔۔۔۔ وہ ہے جس میں محمول کا ثبوت یا نفی ذات موضوع سے دائماً جب تک ذات موضوع موجودرہے جس تضید وام ذاتی ہوگی اس کودائمہ مطلقہ کہتے ہیں۔

مثال کل فیلك متحرك بالدوام لاشنی من الفلك بمتحرك بالدوام نسبت ثبوتی ها كه نبد کر جانب مخالف سلب) عدم قیام زید کے لیے قیام ممکن ہے اسكا مطلب بیہ کہ (جانب مخالف سلب) عدم قیام زید کے لیے ضروری نہیں اور اگر نسبت سلبی لینی ممکنہ عام سالبہ ہوتو اس كامطلب بیہ ہے كہ جانب مخالف (ثبوت) ضروری نہیں

موام و صبغت محمول کا ثبوت یا نفی ذات موضوع کے لیے دائی ہو جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ مقید ہود وام وصفی والے تضیہ کو۔

معلیت کامطلب کہ نسبت جُوتی پاسلبی تین زمانوں میں ہے کسی زمانہ میں ہواس قضیہ کومطلقہ عامہ کہتے ہیں ۔ بیعنی محمول کا جُموت یا نفی ذات موضوع سے بالفعل تین زمانوں میں سے کسی زمانہ میں ہوتو اس کو قضیہ مطلقہ عامہ کہتے ہیں ۔

احسکسان - کہجس میں محمول کا وجود اور عدم دونوں موضوع کے لیے برابر ہوں -جس قضیہ میں

جهت امكان مواس كومكنه عامه كهتي ميل

قضایا بسانط کی آٹھ قسمیں ھیں۔

۱_ضرور بیه مطلقه (۲)مشر وطه عامه (۳)وقتیه مطلقه (۴)منتشره مطلقه (۵) دائمه مطلقه (۲)عرفیه عامه (۷)مطلقه عامه (۸)مکنه عامه -

چارتفیوں میں ضرورہ کی قید آئی ہے اور پانچویں اور چھٹے تضید میں دوام کی قید آئی ہے۔ لیکن دائمہ مطلقہ میں دوام ذاتی کی قید اور عرفیہ عامہ میں دوام وصفی کی قید آئی ہے۔ اور سانویں قتم مطلقہ عامہ میں فعلیت کی قید آئی ہے اور آٹھویں قضیے میں امکان کی قید آئی ہے۔

من المناه المنطعة وه م جس مي صرف ايجاب يا صرف سلب كاذكر مور

من مديد مديد وه جرس من ايجاب وسلب دونول ندكور مول -

قضایا بسانط کی تعریفات

(۱) ضرور بيرمطلقه: وه قضيه موجه بسيطه ہے جس ميں محمول كا اثبات موضوع كے ليے يامحول كى نفى موضوع سے ضرورى ہوجب تك ذات موضوع موجود ہے جيسے كسل انسسسان حيسوان بالضرورة - بالضوورة - ولاشئ من الانسان تجر بالضرورة -

(۲) مشر وطہ عامہ: وہ تضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یامحمول کی نفی موضوع سے ضروری ہو جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو۔

بيے كل كاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام كاتبا ولاشئى من الكاتب بساكن الاصابع بالضرورة مادام كاتبا

(۳) وقاتیہ مطلقہ۔ وہ تضیہ موجہ بسطہ ہے جس میں محمول کا اثبات موضوع کے لیے یا محمول کی نفی موضوع سے ضروری ہو جب تک ایک خاص وقت میں ذات مووع موجود ہے جیسے کیل قسم منخصف بالضرورة وقت حیلولة الارض بینه وبین الشمس۔ولاشنی من القمر بمخصف بالضرورة وقت التربیع

(۳)منتشرہ مطلقہ۔ وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کی نفی

موضوع سيضروري بوقت غيرمعين من كل انسان متنفس بالصرورة وقتاما

سالبك مثال لاشتى من الانسان بمتنفس بالضرورة وقتاماً ـ

(۵) دائمہ مطلقہ وہ نضیہ موجہ بسطہ ہے جس میں محمول کا اثبات موضوع کے لیے یامحمول کی نفی موضوع سے دائی (ہمیشہ کے لیے ہو) جب تک ذات موضوع سے دائی (ہمیشہ کے لیے ہو) جب تک ذات موضوع موجود ہے جیسے

كل فلك متحرك بالدوام _ولاشئي من الفلك بساكن بالدوام_

(۲) عرفیدعامه وه قضیه موجهه به جس مین حکم کی نسبت دائی بے جب تک وصف موضوع موجود ہو۔ کل کا تب میں الکاتب موجود ہو۔ کل کا تب متحول الاصابع بالدوام مادام کاتباً بساکن الاصابع بالدوام مادام کاتباً

(۷) مطلقہ عامد۔جس پیس مجمول کا اثبات موضوع کے لیے یامحمول کی نفی موضوع سے تین زمانوں پیس سے کسی زمانے پیس ہوجیسے کیل انسسان ضیاحک بدالفعل ۔ ولاشنی من الانسان بضاحک بالفعل۔

(۸) مكنه عامد جس ميس محمول كاوجوداورعدم دونول موضوع كي ليه برابر مول يا جس كى جانب مخالف سي ضرورت كي نفى موجيع : كل نار حارة بالامكان العام و لاشنى من النار ببارد بالامكان العام

﴿ وجوهات تسميه ﴾

وجه تسمیه ضدودیه مطلقه -اس کوخرور بیتواس وجدسے کہتے ہیں کہ بیضرورت کی جہت رمشتمل ہے۔اور مطلقہ اس وجہ سے کہ ضرورت کی جہت وصف عنوانی یا وقت وغیرہ کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

مشدوطه عامه کی وجه تسمیه مشروطان وجدے کہتے ہیں کدان میں ضرورت کے ساتھ وصف عنوانی کی شرط ہوتی ہاور عامدان وجدے کمشروط خاصہ عام ہے جومر کہات

میں آرہاہے۔

و هتید مطلقه کی وجه قسمید: وقتیداس وجه سے کہتے ہیں کماس می فرورت کی جہت وقت کے ساتھ مقید ہے اور مطلقہ اس وجہ سے کہ لا دوام کی قیز نہیں ہے۔

منتشدہ مطلقہ کی وجہ مسمیہ منتشرہ کامعیٰ ہے غیر معین وقت اوراس تضییل وقت غیر متعین ہوتا ہے اس لیے اسے منتشرہ کہتے ہیں اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں لا دوام کی قید نہد

دائمه مطلقه كى وجه قسميه دائماس ليركم ين كددوام كى جهت برمشمل موتاب اورمطلقه اس ليكروصف عنوانى كى قيد كرساتهددوام مقيزيس موتار

مطلقہ عامد کی وجہ تسمید: مطلقہ کہنے کی دود جہیں ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ قضیہ موجب مطلق ذکر کیا جاتا ہے تو یہی سمجھ میں آتا ہے اور دوسری وجہ مطلقہ کہنے کی ہیہت کے ساتھ مقید نہیں ہوتا۔ اور عامداس وجہ سے کہ لا دوام ذاتی اور لاضرور ۃ ذاتی ہے عام ہے۔

مکنه عامه کی وجه تسمید: مکنی و اس وجه سے کہتے ہیں کہاس میں امکان کی جہت ہوتی ہےاور عامہاس سریم میں دادہ میں میں میں میں میں اس میں اس اس میں اس کا می

وجدسے کہ مکنہ خاصہ سے عام ہے جومر کہات میں آ رہاہے۔

عدویه علمه می وجه مسمیه: عرفیال لیے کہتے ہیں که عرف والے تضیر مالبہ سے اور کھی موجبہ جزئیہ سے اطلاق کے وقت یکی معنی بیھتے ہیں اور عامداس لیے کہ عرفیہ فاصد سے عام ہے وکہ مرکبات میں آرہاہے۔

: قُولُه : فان كان الحكم فيها بمضرورة النسبة الخ قد يكون الحكم في القضية

الموجهة بمن المنسبة الثبوتية او السلبية ضرورية اى ممتنعة الانفكاك عن الموضوع على احد اربعة اوجه الاول انها ضرورية مادام ذات الموضوع مبوجودة نحو كل انسان حيوان بالمضرورة ولا شئى من الحجر بانسان بالضرورة فيسمى القضية حينئذ ضرورية مطلقة لا شتما لها على الضرورة وعدم تقييد الضرورية بالوصف العنواني او الوقت الثاني انها ضرورية مادام الموضوع نحو كل كاتب متحرك الاصابع

بالتخسرورية مبادام كتاتبا ولا شيئي منه بساكن الأصابع بالخبرورة مادام كاتبا فتسببي ح مشيروطة عامة لاشتراط الخبرورة بالوصف العنواني ولكن هذه القيضية اعم من المشيروطة الخاصة كما ستجئي الثالث انها خبرورية في

وقت معين نحو كل قمر منخسف بالضرورة وقت حيلولة الارض بينه وبين

الشمس ولا شئى من القمر بمنخصف بالضرورة ولتت التربيع نتسمى ح ولتية

مطلقة لتقييد الضرورة وبالوقت وعدم تقييد القضية باللادوام الربع انها

ضيرورية فني وفتت من الاوفتات كتقبولينا كيل انسان متنفس بالضرورة فيها

منتشرة اي غير معين وعدم تقييد القضية باللادوام -

ترجمہ: یعنی بھی قضیہ موجمہ میں حکم ہوتا ہے۔ بایل طور کہ نسبت جوتیہ باسلبیہ مفروری ہے۔ لینی محمول کا انفکاک موضوع ہے۔ متنع ہے یہ چارصورتوں میں سے سی ایک صورت پر ہوگا۔ پہلی صورت بیدے کیوہ نسست ضروری ہے۔ جب تک کہذات موضوع موجود ہے جیسے کیل انسان حيوان بسالمصوورة الخ پس اس وتت تضيه كانام خرور بيم طلقه ہے۔اس تضيہ كے ضرورت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور ضرورت کے وصف عنوانی یا وقت کے ساتھ مقید نہ ہونے کی وجہ سے دوسری صورت سے ہے کہ وہ نسبت مضروری ہے۔ جب تک وصف عنوادیذات موضوع کے لیے ثابت ہے۔جیسے کیل کاتب منحو ک الح پس اس وقت قضیہ کانام مشروط عامہ رکھا جاتا ہے۔ ضرورت کے وصف عنوانی کے ساتھ مشروط ہونے کی وجہ سے اور قضیم شروط خاصہ سے اعم ہونے کی وجہ سے جیسا کے عقریب آر ہا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ نسبت وقت معین میں ضروری ے۔جیسے کیل قیمر منحسف، لے پس اس وقت قضر کانام وقتیہ مطلقہ رکھاجا تا ہے۔ضرورت کو وتت کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ سے تضیہ کولا دوام کے ساتھ مقید نہ کرنے کی وجہ سے چو صورت یہ ہے کہ نسبت ضروری ہے۔ اوقات میں سے کسی وقت میں جیسے ہمارا قول کل انسان متنفس الخ پس اس ونت قضیه کا نا ممنتشره مطلقه رکھا جاتا ہے۔ ونت ضرورت کے اس میںمنتشر لیتی غیرمعین ہونے کی دجہ سے اور قضیہ کولا دوام کی قیدسے مقید نہ کرنے کی دجہ سے

الحكم ديه بخسرودة السنسبة التول من شارح نيها جارقضايا كاتعريف اورمثالين اوروج تسميه بيان كين بين - جومتن كي تقريم من كرز چكي بين -

: قوله: فندائمة مطلقه :والفرق بين الضرورة والدوام ان الضرورة هي استحالة انفكاكه عنه وان لم يكن

مستحيلا كدوام البحركة للغلك ثم الدوام اعنى عدم انفكاك النسبة

الايبجابية او السلبية عن الموضوع اما ذاتي او وصفي فان كان الحكم في

الموجهة بالدوام الـذاتـى اي بعدم انفكاك النسبة عن الموضوع مادام ذات

الموضوع موجودة سميت القضية دائمة لا شتمالها على الدوام ومطلقة لعدم

تتقييب الندوام بالتوصف التعشواني وان كان الحكم بالدوام الوصفي اي بعدم

انـَـفـكاك النسبة عن ذات الموضوع مادام الوصف العنواني ثابتاً لتلك الذات سميت عرفية لأن اهل العرف يغهمون هذا المعنى من القضعة السالبة بل من

الهوجية انضاعند الاطلاق فاذا قبل كل كاتب متحرك الاصابع فهمو أن هذا

الحكم ثابتا له مادام وعامة لكونها اعم من العرفية الخاصة التي سيجئي

ترجہ: ضرورت اور دوام کے درمیان فرق ہے ہیکہ ضرورت وہ محال ہونا ہے۔ ایک شک کے انفکاک کا دوسری شک سے اور دوام جدانہ ہونا ہے۔ ایک شک کا دوسری شک سے اگر چہ وہ عدم انفکاک محال نہ ہوجیے آسان کے لیے حرکت کا دائی ہونا چر دوام میں مراد لیتا ہوں۔ دوام سے انفکاک محال نہ ہوجیے آسان کے لیے حرکت کا دائی ہونا چر دوام میں مراد لیتا ہوں۔ دوام سے نبست ایجانی یاسلی کے موضوع سے جدانہ ہونے کو ذاقی ہوگا۔ یا وضی پس اگر تھم تضیہ موجہ میں دوام لیعنی ذاتی نبست کے موضوع سے جدانہ ہونے کے ساتھ ہے۔ اس وقت تک جب تک ذات موضوع موجود ہے۔ تو تضیہ کا نام دائمہ رکھا جائے گا۔ اس کے دوام پر مشتل ہونے کی وجہ سے اور مطلقہ رکھا جائے گا۔ اس کے دوام پر مشتل ہونے کی وجہ سے اور اگر تھم دوام وضی یعنی نبست کے ذات موضوع سے اس وقت تک جدانہ ہونے کے ساتھ ہوتو وصف عنوانی اس وقت تک جدانہ ہونے کے ساتھ ہوتو وصف عنوانی اس وقت تک جدانہ ہونے کے ساتھ ہوتو وصف عنوانی اس فی کو قضیہ وات سے ۔ اس لیے کہ اہل عرف اس معنی کو قضیہ ذات کے لیے تابت ہے۔ تو قضیہ کا نام عرفی رکھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اہل عرف اس معنی کو قضیہ ذات کے لیے تابت ہے۔ تو قضیہ کا نام عرفی رکھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اہل عرف اس معنی کو قضیہ ذات کے لیے تابت ہے۔ تو قضیہ کا نام عرفی رکھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اہل عرف اس معنی کو قضیہ ذات کے لیے تابت ہے۔ تو قضیہ کا نام عرفی رکھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اہل عرف اس معنی کو قضیہ ذات کے لیے تابت ہے۔ تو قضیہ کا نام عرفی رکھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اہل عرف اس معنی کو قضیہ کا نام عرفی کو موسلے کے دانہ ہونے کے دائی عرف کا میاس کے کہ ایک عرف اس معنی کو قضیہ کو دیات کو کو کی دو موسلے کا نام عرفی کو کھا تھا تا ہے۔ اس کی کہ اہل عرف کو کی دو موسلے کو تفسید کا نام عرفی کو کھا تا تا ہے۔ اس کی کہ اہل عرف کی دو موسلے کی دو موسلے کی دو موسلے کا نام عرفی کو کھا تا ہے۔ اس کی کہ اہل عرف کا نام عرفی کو کھا تا ہے۔ اس کی کہ اہل عرف کو کسید کی دو موسلے کی دو موسلے کو کو کھا تا ہو کہ کو کھا تا ہو کہ کو کھا تا کہ کو کھا تا کا تاب کو کھا تا کو کھا تا کو کھا تا کا تاب کو کھا تا کو کھات

سالبہ سے بلکہ بوقت اطلاق تضیہ موجبہ سے بھی سجھتے ہیں۔ پس جب بیر کہا جائے کہ کل کا تب متحرک الاصابع تو وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ کھم اس کے لیے ثابت ہے۔ جب تک کہ وہ کا تب ہے۔ اور عامدنا مرکھا جاتا ہے۔ اس کے اعم ہونے کی وجہ سے اس عرفیہ فاصہ سے جس کا ذکر عنقریب آ جائے گا۔

هندا ضعة مسطلقة :اس قول ميس شارح نے دوباتيں بيان كيس بيں _ بہلى بات دوام اور ضرورة كدرميان فرق بيان كيا ہے۔اورووام كى دوقتميں بيان كى بيں

پہلی بات ۔ دوام اور ضرورۃ میں فرق۔ دوام اس کو کہتے ہیں کہ وہ بالفعل تو جدانہ ہوا ہولیکن اس کا جدا ہوناممکن ہواورمحال نہ ہو۔

ضرورة کسی چیز کا دوسری چیز سے جدا ہوناممکن ہی نہ ہو۔

اوردوسری بات دوقعنیوں کی تعریف مثالیں اور وجہ تسمید بیان کی ہے۔ جومتن بیان ہو چکی ہیں۔

: فَوْلَكَ: لُوبِ ضَمَلَيْتُهَا : أَي تَحققُ النَّسبةُ بالفَّعل فالمطلقةُ العامةُ هي التي حكم

فيها بكون النسبة متحققة بالضعل اي في احد الازمنة الثلاثة وتسميتها

بالمطلقة لأن هنذا هنو المنهنوم من القضية عند اطلاقها وعدم تقييدها

بالضرورة اوالدوام او غير ذلك من الجهات و بالعامة لكونها اعم من الوجوية

اللادائمة واللاضرورية على ماسيجئي -

ترجمہ: لیعنی نبست بالفعل مخفق ہوگی پس مطلقہ عامدوہ تضیہ ہے۔جس میں تھم لگایا جائے نبست کے بالفعل مینی تعین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں مخفق ہونے کا اور اس کا مطلقہ نام رکھنا اس لیے ہے۔ کہ بیون قضیہ کامفہوم ہے۔ جو اس کے مطلق ہونے اور ضرورت یا دوام یا اس کے علاوہ جہات کے ساتھ مقید نہ ہونے کے وقت ہے۔ اور عامہ نام رکھنا بیجہ اس کے اعم ہونے کے ہے وجود بیلا وائمہ اور وجود بیلا ضرور بیسے جیسا کے عقریب آجائے گا۔

ہ ضعلیتمہ: اس قول میں دوباتیں ہیں۔ایک بات شارح نے بیان کی ہے اور ایک بات باہر سے بیان ہوگی۔شارح نے مطلقہ عامہ کی تعریف اور اس کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔جو گزر چکی ہے دوسری بات کرشارح نے جومطلقہ عامہ کی تعریف کی ہے تعریف یہ کی ہے کہ مطلقہ عامہ وہ ہوتا ہے کہ جس میں مجول کا ثبوت موضوع سے تین ز مانوں میں سے کسی ایک زمانے میں ہوتو اس سے دوخرابیاں لازم آتی ہیں۔ ایک بیکہ مطلقہ عامہ اور منتشرہ عامہ میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اور دوسری خرابی ہیہ کہ بعض قضیے اس سے نکل رہے ہیں کہ جن میں زمانہ نہیں ہے جیسے واجب الوجود موجود حالانکہ یہ مطلقہ عامہ ہے۔

تو بعض لوگوں نے اس کی ایک اور تعریف کی ہے اگر چہ وہ بھی من کل الوجوہ صحیح نہیں ہے لیکن بہر حال پچھ سے ہوہ یہ ہے بالفعل یہاں بالقوۃ کے مقابلے میں ہو یعنی بالفعل کے یونکہ ہرانسان کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن اس کو بالقوۃ سے بالفعل کی طرف نعقل کرنا پیہ مطلقہ عامہ ہے

: قُولَه : او بعدم ضرورة اذا حكم في القضية بان خلاف النسبة المذكورة فيها

ليسس خسرورينا ننحنو فتولتنا زيند كناتب ببالامكان العام بمعنى ان الكتابة عير

مستحيلة له يعنى ان سلبها عنه ليس ضروريا سميت التضية ح ممكنة

لاشتبالها عطى الامكان وهو لسلب الضرورة وعامة لكونها اعم من الممكنة

ترجمہ: جب تضیہ میں تھم لگایا جائے بایں طور کہ تضیہ میں مذکورہ نسبت کا خلاف ضروری نہیں ہے۔ جیسے ہمارا قول زید کاتب بالامکان المعام لیٹن کا بت اس کے لیے محال نہیں بایں معنیٰ کہاس کا سلب اس سے ضروری نہیں اس وقت تضیہ کا نام مکندر کھا جا تا ہے۔اس کے امکان پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور وہ امکان ضرورت کوسلب کرنا ہے۔عامہ نام رکھا جا تا ہے۔اس کے مکنہ خاصہ سے اعم ہونے کی وجہ سے۔

ای حکم هی انقضیه قضیر سیطری آسمون قضید مکند و بیان کررہے ہیں۔

مستند ممکنه عامه وه تضیه به بس مین حکم بونسبت ندکوره کاخلاف ضروری نه بوبعنوان دیگر تضیه مکنه عامه وه تضیه به جس میں جانب مخالف سے ضرورت کی نفی بواگر ممکنه عامه موجبه بوتو اس کا مطلب میہ ہے کہ جانب مخالف (سلب) ضروری نہیں جسے زیرہ تم بلا کان العام یہ موجبہ ہے

قوله: فيده بسائط : أي القضايا الثبانية البذكورة من جبلة البوجهات بسائيط اعبلج أن القضانا الهوجهة أمايسيط وهي مايكون حقيقتها أما أبجابا فقط او سلبا فقط كهامر في الهوجهات الثهانية وامامركية وهي التي تكون حقيقتها مركبة من إيجاب وسلب بشرط أن لا يكون الجزاء الهاني فنها مذكورا بعيارة مستقلة سواء كان في اللفظ تركيب كقولنا كل انسان ضاحك بالضعل لا دائما فقولنا لا دائما اشارة الى حكم سلبي اي لا شئي من الانسان بمناحك بالفعل اولم يكن في اللفظ تركيب كقولنا كل انسان كاتب بالامكان الخياص فنانه في المعنى فضيبتان ممكنتان عامنان اي كل انسان كاتب بالامكان التعيام ولا نشيئي من الانتسان بكاتب بالامكان العام والعبرة في الايجاب والتسلب حبينيذ بالجيزء الأول الذي هو أصل القضية وأعلم أن القضية المركبة أنما تحصل بتقبيد فضبة يسيطة يقيدمثل اللادوام واللاضرورة ترجمہ بعنی جملہ موجہات میں سے مذکورہ آٹھ قضیے بسائط ہیں ۔تو جان لے کہ قضایا موجہہ یا بسیط ہو گئے ۔اور وہموجہہ بسیط وہ قضیہ ہے۔جس کی حقیقت یا تو صرف ایجاب ہوگی یا صرف سلب ہو گی جبیبا که آٹھ موجہات گزر چکے ہیں ۔ یا مرکبہ ہو نگئے ۔ادرموجہ مرکبہ وہ قضیہ ہے۔جس کی حقیقت ایجاب اورسلب سے اس شرط کے ساتھ مرکب ہوگی کہ جزو ٹانی اس میں مستقل عبارت کے ساتھ ندکورنہ ہو برابر ہے۔ کدلفظ میں ترکیب ہو جیسے جمارا قول کل انسان منا مک بائنس او ایما کہی جمارا قول لا دائما بيتكم سلبي يعني لاهني مين من الانسان بصاحك بالفعل كي *طر*ف اشاره ہے۔ يا لفظ مي*ن* تركيب نه دجيے جارا قول كل انسان كاتب بالامكان النحاص پس بلاهبه بيمغيٰ ميں دو قضيه مكنه عامه بين _ يعنى كل انسان كاتب الخ اور ﴿ ﴾ ايجاب اورسلب مين اس ونت جز واول كا ہوتا ہے۔ جواصل قضیہ ہے۔اورتو بیکھی جان لے کہ قضیہ مرکبہ سوااس کے نہیں بسیط کولا دوام اور لاضرورة جيسى قيد كے ساتھ مقيد كرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ فهذه بسائط: اس قول میں شارح نے تین با تیں بیان کیں ہیں پہلی بات موجھ بسطہ اورموجھ

فهذه بسائط آس تول میں شارح نے تین بائیں بیان لیس ہیں پہلی بات موجھ بسیط اور موجھ مرکبہ کی تعریف دوسری بات ابولفر فارانی کے ایک اعتراض کا جواب جو تضیه مرکبہ کی تعریف پر وارد بوتا ہے اور تیسری بات قضیم کبد کے حصول کا طریقہ۔

بہلی بات۔موجبہ بسطہ کی تعریف۔جس میں صرف ایجاب ہویا صرف سلب ہولینی جس کی حقیقت میں ایک قضہ ہو۔

مر کہہ۔جس میں ایجاب اورسلب دونوں ہوں۔ یعنی جو دوقفیوں پرمشمتل ہوا گران میں سے پہلا

موجہ ہوتو دوسرا سالبہ ہوگا۔ اور اگر پہلا سالبہ ہوتو دوسرا موجبہ ہوگا۔ پھرتر کیب میں اس کی دوصورتیں ہیں۔ پہلی صورت توبیہ کے ایک قضیہ ندکور ہوگا اور دوسرے قضیہ پر دلالت کرنے والا

كونى لفظ فدكور بوكا _ جيس كل انسان ضاحك لادائما ـ

تویهاں ایک تضیرکل انسان ضاحک ہے اور بیموجبہ کلیہ ہے۔ اور لا دائما سے دوسرا قضیہ بھے میں آر ہاہے جو کہ سالبہ کلیہ ہے اور وہ بیہے لاشکی من الانسان بصنا حک بالفعل۔

دوسرى صورت _ بيه كرايك بى لفظ موكا جود وتضيول پردلالت كرے كاموجبه كليه اورسالبه كليه پر

ودية بي كه كل انسان صاحك بالامكان النحاص توبيدو وتضيول مكتول پرولالت كرم المهادار وديم بيك كان العام ولا شنسى من الكاتب بالامكان

لاعام

دوسری بات۔ ابولھر فارانی جو کہ معلم ٹانی ہیں۔ انہوں نے تضیہ مرکبہ کی تحریف پر اعتراض کیا ہے۔ کہ تضیہ مرکبہ گل تحریف پر اعتراض کیا ہے کہ قضیہ مرکبہ ہیں موجبہ اور سالبہ دونوں ہوتے ہیں تو آیا آپ اس کو موجبہ ہیں ہوتا ہے ۔ کیونکہ اگر آپ اس کو سالبہ کہیں تو اس میں ایک تضیہ موجبہ بھی ہوتا ہے اور اگر موجبہ کہیں تو ایک تضیہ سالبہ اور تیسری اور اگر موجبہ کہیں تو ایک تضیہ سالبہ اور تیسری کوئی تنہیں ہے۔

جواب ۔اس میں پہلے تفیے کا اعتبار کریں گے اگر پہلا تضیہ موجبہ ہوتو میہ وجبہ ہوگا اور اگر پہلا تضیہ سالبہ ہوتو یہ سالبہ ہوگا اس لیے کہ وہ قضیہ جزءاعظم ہوتا ہے۔

تيرى بات _ تضيم كه كحصول كاطريقه

قضیہ موجھہ بسیطہ میں سے جن قضیوں کو اٹھایا جا سکتا ہوتو ان کے ساتھ لا دوام اور لاضرورۃ کی قید سے قضیہ مرکبہ حاصل ہوگا۔

جسے کل انسان حیوان بالضرورة اس کے ساتھ لاضرورة کی قیدلگادیں تو مرکبہ ہوجائے م

﴿ نقشه موجهات بسيطه اور امثله ﴾

امثله	كيفيت	نامقضيہ	نمبر
كل انسان حيوان بالضرورة	موجبه كليه	ضرور بيمطلقه	1
بعض الحيوان انسان بالضرورة	موجبه جزئي	ضرور بيمطلقه	۲
لا شيء من الانسان بحجر بالضرورة	مالبه كلبيه	ضرور بيمطلقه	سو
بعض الانسان ليس بحجر بالضرورة	مالبہ جزئیہ	ضرور بيمطلقه	مم
كل كاتب متحرك الاصابع بالضرورة	موجبه كليه	مشروطهعامه	۵
مادام كاتبا			
بعض الكاتب متحرك الاصابع بالضرورة	موجبه جزئيه	مشروطهعامه	۲
ما دام کاتبا			
لا شيء من الكاتب بساكن الابع بالضرورة	سالبه كليه	مشروطهعامه	۷
ما دام کاتبا			
بعض الكاتب ليس بساكن الاصابع	مالبہ جزئیہ	مشروطهعامه	٨
بالضرورة ما دام كاتبا			

			-
كل قمرتخسف بالضرورة حيلولة الارض بينه و	موجبه كليه	وقلنيه مطلقه	9
بين الشمس			
×	موجبه جزئيه	وقلتيه مطلقه	1•
لاثى ءمنالقم بمخسف بالضرودة وقت التربيع	سالبه كليه	وقدييه مطلقه	[]
×	مالبه جز ثبي	وتلتيه مطلقه	11
كل انسان متنفس بالضرورة وقناما	موجبه كليه	منتشره مطلقه	11
×	موجبه جزئيه	منتشره مطلقه	الم
لاشئ من الانسان بمفقض بالمضرورة وقتا ما	مالدكليه	منتشره مطلقه	۱۵
×	مالبه جزئيه	منتشره مطلقه	14
كل فلك متحرك بالدوام	موجبه كليه	دائمه مطلقه	14
بعض الفلك متحرك بالدوام	موجبه جزئيه	دائمه مطلقه	١٨
لاشىء من الفلك بساكن بالدوام	سالبه كليه	دائمه مطلقه	19
بعض الفلك ليس بساكن بالدوام	سالبه جزئيه	دائمه مطلقه	7.
كل كا تب متحرك الاصابع بالدوام مادام كاتبا	موجبه كليه	عرفيه عامه	11
بعض الكاتب متحرك الاصالع بالدوام مادام كاتبا	موجبه جزئيه	عرفيهعامه	77
لا شيء من الكاتب بإساكن الاصالح بالدوام ما دام	سالبه كليه	عرفيهعامه	۲۳
اجا			
بعض الكاتب ليس بساكن الاصابع بالدوام ما دام	مالبہ جزئیہ	عرفيه عامه	44
كاتبا .			ļ
كل انسان يتنفس بالفعل	موجبه كليه	مطلقه عامه	ro
		, , , , , , , , , , , , , , , , , , ,	_,

بعض الانسان متنفس بالفعل	موجبه جزئيه	مطلقه عامه	۲۲
لاشيء من الانسان بصنا حك بالفعل	سالبهكليه	مطلقه عامه	12
بعض الانسان ليس بضاحك بالفعل	سالبه جزئيه	مطلقهعامه	M
كل انسان كا تب بالامكان العام	موجبه كليه	مكندعامه	79
بعض الانسان كانتب بالامكان العام	موجبه جزئيه	مكنهعامه	۳.
لاثىء من الانسان بكاتب بالامكان العام	سالبه كلبيه	مكنهعامه	اس
بعض الانسان ليس بكاتب بالامكان العام	سالبهجز نبي	مکنه عامه	۲۳

🤞 قضایا موجه مرکبه کابیان 🦫

قتضید مو کله کی شروع کرنے سے پہلے بطور تمہید چند ہاتوں کا جانتا ضروری ہے۔ پیسلسی بسات قضیر کر کو کیوں ذکر کیا جاتا ہے (۲) قضید مرکبہ جود وقفیوں سے بنے گا آیا دونوں قضیے صراحثاً فذکور ہوں کے یانہیں۔ (۳) دونوں قضیے موجے ہوں کے یاسا لبے (۴) دوسرا قضیہ جوہم رکریں کے وہ کیسے رکریں گے (۵) جب دوسرا قضیہ صراحثاً ذکرنہیں ہوگا تو اس کی طرف اشارہ کے لیے کو نے الفاظ ہوں گے (۲) قضیہ مرکہ کوموجہ اور سالبہ کس اعتبار سے کہیں

پہلی ہات تضیم کہ کواس لیے ذکر کیا جاتا ہے جب ایک تضید سیطہ کوذکر کیا جائے تو عام طور پرسامع جائل ہوہ ہم ہوتا ہے اس وہم کو دور کرنے کے لیے تضید مرکبہ کوذکر کیا جاتا ہے مثلاً تضیہ سیطہ مشروطہ عامہ کوذکر کیا جائے گل کا تب متحرک الاصالیع مادام کا جا اس تضید سے ہمجھ دار آ دمی تو سمجھ لے گا کہ کا تب کو تتحرک اصالیع ہمیشہ لازی نہیں بلکہ جب تک کلمتار ہے گا اس وقت تک تحرک اصالیع ہمیشہ لازم ہے گا تب اصالیع ہوگا ور نہیں کیمجھ آ دمی ہوگا ور نہیں کیم کو دور کرنے کے لیے اور بے ہمھ آ دمی کو سمجھانے کے لیے دوسرا تضید ذکر کے اس وہم کو دور کرنے کے لیے اور بے ہمھ آ دمی کو سمجھانے کے لیے دوسرا تضید ذکر کے اس لیع بالفعل ۔ اس سے غبی کا وہم کریں گے تو تضید بن جائے گا لاشکی من الکا تب ہمترک الا صالیع بالفعل ۔ اس سے غبی کا وہم

دور ہوجائے گا کہ ہروقت ثبوت تحرک اصالع ذات کا تب کے لیے ضروری نہیں بلکہ بھی کسی زمانہ میں تربر سیادی نفید سیار

میں تحرک اصابع کی فی ذات کا تب سے ہوگی۔

موسدی بسات قضیم که بمیشد دقفیے بول کے ایک صراحة ندکور بوگا دوسراصراحة ندکورنبیل بوگاد دسرے تضید کی طرف اشارہ ہوگا۔

تیسی اصدند قضیم کہ میں دونوں تضیے نہ موجبہ ہوں گے نہ دونوں سالبہ ہوں کے بلکہ ایک موجبہ ہوگا ایک سالبہ۔

جوتها مسئله لادائمالا بالدوام - لا بالضرورة - بالامكان الخاص وغيره لا دائمالا بالدوام سے قضيه مطلقه عامه كى طرف اشاره موگا - (۲) لا بالضرورة سے قضيه مكنه عامه كى طرف اشاره موگا - (۳) بالا مكان الخاص اس سے اشاره قضيه مكنه كى طرف اشاره موگا قضيه ممكنه خاصه سے دوقضيه مكنه عام كليس كے سب كه ايجاب وسلب ميں مخالف موں محكل انسان كا تب بالا مكان الخاص - اس سے دوقضيه مكنه كل انسان كا تب بالا مكان العام - لاشك من الانسان بكا تب بالا مكان العام - لاشك من الانسان بكا تب بالا مكان العام -

: مُعَلَّمَتُهُ الله الدوام (٢) لا بالضرورة (٣) بالا مكان الخاص ان تنيول كي ساته اشاره موكا وه تضيه موكا ليكن تقور اسا فرق مجميل له دائماً لا بالضرورة سے جس تضيم كم بي اشاره موكا وه تضيه مركبه حقيقتاً لفظوں ميں مركبه موكا اسليے كه اصل تضيه كے كم ل مونے كه بعد لا دائماً اور بالفرورة عليحه هم مشقلاً ذكر كيا مي ہے كيكن جس تضيه مركبه ميں بالا مكان الخاص سے اشاره موكا لفظوں ميں مركبہ بيں موكان الخاص كي بعد ذكر نبيس كيا جاتا بلكه مركبه بيل تضيه بالا مكان الخاص كے بعد ذكر نبيس كيا جاتا بلكه مي بهلا تضيه بالا مكان الخاص كے ساتھ بہلا تضية كمل موتا ہے۔

ہانہ جدوں مسئلیں دوسرا قضیہ م پہلے تضیے موضوع محمول سے رکریں کے پہلاموجہ ہے تو دوسرا سالبداگر پہلا سالبہ ہوتو دوسرا موجبہ رکریں کے مثلاً کل کا تب متحرک الاصالح ما دام کا بہا لا دائماً بیقضیہ موجبہ اب سالبہ بنا کیں کے لاشی من الکا تب بمتحرک الاصالح ۔موجبہ کا سور ہٹا کر سالبہ کا سور داخل کریں گے تو سالبہ بن جائے گا اور اگر سالبہ کا سور ہٹا کر موجبہ کا سور داخل کردیں کے تو موجبہ رہوجائے گا۔

وقد تقيدالعامتان الخ

تین باتیں بیان ہوئی ہیں(۱)مرکبات کے نام (۲)اصطلاحی لفظ اوران کی

تعریفات(۳)مر کبات کی تعریف۔

میلی بات مرکبات سات مین (۱) و قدیه (۲) منتشره (۳) مشروطه خاصه (۴) عرفیه

خاصه(۵) وجود بيلاضروربي(٢) وجودبيلا دائمه (٤) مكنه خاصد

دوسرى بات _ تين اصطلاحى الفاظ مين _ لا ضرورية لا دائما اورامكان خاص _

لاضروریة ۔ اس لاضرورة ذاتی کاسمحصا موقوف ہے ضرورة ذاتی کے سمحصے پر ۔ ضرورة ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ موضوع اور محمول کے درمیان جونست ہواس کا وجود ضروری ہے۔ اور لاضرورة ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ موضوع اور محمول کے درمیان جونست

ہےاس کا وجود ضروری نہیں ہے۔

لا دائما۔ اس لا دوام ذاتی کا سجھنا موتوف ہے دوام ذاتی کے سجھنے پراور دوام ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ محول کا جوت یانفی موضوع ہے دائمی ہو جب تک ذات موضوع موجود ہے۔اور لا دوام ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ محول اور موضوع نے درمیان جونست ہے اسکا وجود ہیشہ کے لیے نہیں ہے۔ جب تک ذات موضوع موجود ہو۔

امکان خاص۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس میں جانب موافق سے بھی ضرورت کی نفی ہو یعنی

لاضرورة من جانب الموافق _

تیسری بات مرکبات کی تعریف بہلے ہم بتلا چکے ہیں کہ قضیہ مرکبہ دوقفیے بسیطہ سے ال کر بنا ہا در قضیہ بسیطہ کی آٹھ قشمیں تھیں ہر قضیہ بسیطہ کے ساتھ آٹھ قضایہ مرکبہ رہوتے ہیں ۔لیکن منطق جاوُ تو آٹھ کو آٹھ سے ضرب دینے سے کل عقلاً چونسٹھ قضایا مرکبہ رہوتے ہیں ۔لیکن منطق حضرات قضایا مرکبہ کی صرف سات قسمیں بناتے ہیں کیونکہ تمام بسیطوں کو آپس ہیں نہیں ملاتے بلکہ صرف دوقفیوں کو بسیطوں کے ساتھ ملاتے ہیں ۔

(۱) تضيه كومطلقه عامد كے ساتھ ملاتے ہيں جس كى طرف لا دائماً كے ساتھ اشارہ ہوتا ہے۔

(٢) تضير كومكنه عامد كساته ملات بي جس كي طرف لا بالضرورة سي اشاره موتا ب اوران

دوتضیوں (مطلقہ عامہ۔مکنہ عامہ) کوبھی تمام بسیطوں کے ساتھ نہیں ملاتے بلکہ مطلقہ عامہ کو پانچ بسیطوں سے ملاتے ہیں۔

(۱) مشروطه عامه کے ساتھ ملاتے اس سے ایک تضیم کہ رہوگا جس کامشروطه خاصه تام رکھتے

ہیں (۲) مطلقہ عامہ کوعر فیہ عامہ کے ساتھ ملاتے ہیں اس سے بھی ایک تضیہ مرکبہ رہوتا ہے جس کوعر فیہ خاصہ نام رکھتے ہیں۔

(٣) وقتيه مطلقه كے ساتھ ملاتے ہيں ارس سے تضيم كبه وقتيه -

(٣) منتشره مطلقه كے ساتھ ملاتے اس قضيه مركبه كومنتشره-

(۴) مطلقہ عامہ کے ساتھ ملاتے ہیں اس سے ایک قضیہ مرکبہ رہوگا جس کو وجود یہ لا وائمہ

کہتے ہیں۔اورمکنه عامه کو صرف دوقضیوں سے ملاتے ہیں۔

(۱) مکنعامدکومکنعامدے الاتے ہیں اس سے تضیمر کہ رہوگا جس کومکند فاصد

(۲) مکنه عامه کے ساتھ مطلقہ عامہ کے ساتھ ملاتے ہیں اس سے بھی ایک تضیر کہ رہوتا ہے در کر سر میں میں میں میں میں اور میں اور میں میں ایک تضیر کر کہ رہوتا ہے

جس کو وجود بیدلاضر در بیر کہتے جیں مکنه خاصہ وہ قضیہ مرکبہ ہے جس میں جانب موافق اور جانب مخالف دونوں سے ضرورت کی فعی ہو کل قضایا مرکبہ سات ہیں۔ (۱) مشروطه خاصه (۲) عرفيه خاصه (۳) وقليه (۴) منتشره (۵) وجوديه لادائمه (۲) ممكنه

خاصه (۷) وجود بدلا ضروربيه مرتضيه مركبه كي تعريف سنيل -

(۱) وقتیہ ۔ وہ وقتیہ مطلقہ ہے جومقید ہولا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ۔

(۲)منتشره وهمتشره مطلقه ہے جومقید ہولا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ۔

(m)مشروطه خاصه وهشروطه عامه بج جومقيد مولا دوام ذاتی كى قيد كے ساتھ -

(٣)عرفيه فاصد ووعرفيه عامد ب جومقيد بهولا دوام ذاتى كى قيد كے ساتھ۔

(۵) وجود بيلاضروربيه وه مطلقه عامه جومقيد مولاضرورة ذاتى كى قيد كے ساتھ۔

(۲) وجودبیلا دائمه وه مطلقه عامه بج جومقید بولا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ۔

(٤) مكنه خاصه وه مكنه عامه ب جومقيد موامكان خاص كى قيد كے ساتھ -

: المسائده : اجیسے ابھی معلوم کر کیے ہیں کہلا دوام ذاتی ہے اشارہ مطلقہ عامہ کی طرف ہوتا ہے

اس طرح لا دوام وصفی سے حیدید مطلقه کی طرف اشاره موتا ہے ہم نے مطلقه عامه کی تعریف کی نسبت کا ثبوت یانفی ذات موضوع کے لیے ہوتین زمانوں میں سے کسی زمانہ میں جب تک ذات موضوع موجودرہے اب وصف عنوائی کی قیداگا دی جائے یعنی جب تک وصف موضوع موجود ہو ب قضيه حديد مطلقه بن جائے گا۔ اس طرح لاضرورة كى بھى دوسميس بين (١)لاضرورة ذاتی (۲)لاضرورۃ وصفی ۔لاضرورۃ ذاتی ہے مکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔اورایبے ہی لاضرورة ومغی ہے اشارہ ہوگا حدید مکندی طرف مکنہ عامہ کی تعریف بیک کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ممکن ہو جب تک ذات موجود ہو۔اب یہاں وصف عنوانی کی قیدلگادی جائے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ممکن ہو جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے

ساته متصف ہولینی جب تک وصف موضوع موجود ہواس کوتضیہ حیدیہ مکنہ کہتے ہیں۔

شرح کی تقریر

: مَوْلَك : وَالْعَامِنَانَ الْمِشْرُوطَةُ الْعَامِةُ ﴿ كُمْتَن مِينَ النِّن فَ الْعَامِنَانَ كَبَاتُمَا لَوْشَارَ حَ

نے بیبیان کیا ہے کہ اس سے مراد شروط عامداور عرفیہ عامدہے۔

: فوله: الوطنيان الوطنيه المطلق منن مين وقتيان عمراددوقفي بين وقتيدمطقه

اورمنتشره مطلقه

: سوال: (خارجی) کرآپ نے وقتیان کالفظ استعال کیا ہے تو اس سے بہتر تو بیتھا۔ کرآپ

مُطلقان کالفظ استعال کرتے کیونکہ وہ دونوں میں تھا۔ بخلا نب وقتیہ کے کہ وہ صرف ایک میں تھا۔ جواب۔ وقتیان کالفظ استعال اس لیے کیا کہ وقت میں دونوں کا اشتر اک تھا جب کے مطلقان

اشتراک ان دوتضیوں کےعلاوہ بھی تھا۔تو جس سے وہم پیدا ہوتا تھا۔اس لئے وقتیان کہا۔

: فتوله: إباللادوام البذاتي : ومنعني البلادوام البذاتي هو ان هذه النسبة

السنكبورـة فنى البقيضية ليسبت دائبة مادام ذات الموضوع موجودة فيكون

نقيضها واقعا البتة في زمان من الازمنة فيكون اشارة الى قضية مطلقة عامة

مخالفة للاصل فى الكيف و موافقة فى الكم فانهم.

ترجمہ: اور معنی لام دوام ذاتی کا یہ ہے کہ نسبت جو تضیہ میں ندکور ہے۔اس وفت تک دائمی نہ ہو جب تک کہ ذات موضوع ہے۔ پس اس کی نقیض تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ضرور واقع ہوگی۔ پس بیاشارہ ہوگا۔ قضیہ مطلقہ عامہ کی طرف جو کیف میں اصل کے مخالف اور کم میں موافق ہے۔ پس مجھ لیجھے۔

معنی اللاموام الدان اس تول میں شارح نے تین باتیں بیان کی ہیں(۱) لا دوام ذاتی کی تعریف(۲) لا دوام ذاتی سے کیام او ہے۔(۳) فاضم سے کیام راد ہے۔

پہلی بات ۔ لا دوام ذاتی کی تعریف : لا دوام ذاتی ہے مرادیہ ہے کہ قضیہ کے اندر جونسبت موجود ہے خواہ ایجا ہیہ ہے یاسلیمیہ ہے یہ بیشہ کے لیے نہیں ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے۔ دوسری بات ۔ پہلے ہم بتا چکے ہیں لا دوام ذاتی سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوگا شارح یہ بتلا رہے ہیں کہ اشارہ کیے ہوگا۔ لا دوام ذاتی جس تضیہ مرکبہ میں ہوگی اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نسبت جواس تضیہ میں ہوگی تو اس کی نقیض یہ نظے نسبت جواس تضیہ میں ہوگی تو اس کی نقیض یہ نظے

گی کہ تین زمانوں میں ہے کسی نہ کسی زمانہ کی نسبت کا سلب ہوگا (اس نقیض کا نکلنا یقینی امر ہے) ای کا نام مطلقہ عامہ ہے۔الحاصل لا دوام ذاتی سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوگا۔

اور سیمطلقہ عامہ جو ہے بیاصل کے مخالف ہوتا ہے کیف میں ۔اورموافق ہوتا ہے کم میں ۔ کیف کا

مطلب بديے كما يجاب اورسلب ميں مخالف ہوگا مثلاً اگر يبلا قضيه موجيہ ہوتو بيساليه ہوگا۔اوراگر

يهلا قضيه سالبه موتوبيه موجبه موكا اورموافقت في الكم كالمطلب بيري كداكر بهلا كليد موتو دوسراجمي

کلیه ہوگا اورا گریہلا جزئیه ہوتو دوسرا بھی جزئیہ ہوگا۔

تيسرى بات: فاقهم سے كس بات كى طرف اشارہ ہے كہ بيخالف في الكيف اورموافقت في الكم ہے بیرونوں لا دوام ذاتی ہے حاصل نہیں ہوتے بلکہ لا دوام ذاتی سے صرف مخالفت فی الکیف حاصل ہوتی ہے۔

اس قول کی غرض مشروطه خاصه : **قوله :** ۗ المشروطة الخاصة هي المشروطة العامة کی تعریف کرنی ہے۔

وه تضیم کبہ ہے جس میں مشروطہ عامہ کولا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ مشيروطيه خياصه مقید کیا جائے (یا در تھیں لا دوام ذاتی ہےاشارہ ہوت اہے مطلقہ عامہ کی طرف جیسا کہ (بھی يهلي بم بتلا يكي بي جب لا دوام ذاتى سے مطلقه عامه كي طرف اشاره بوگا تو مطلب بي فكلے كاكم مشروظ عامكوم طلقه عامد كساتهم الماياجات تومشروط خاصه رجوجائ كارجيس بالمصرورة كل كاتب متحوك الاصابع مادام كاتباً لادائمار لادائماً ـ عطلقه عامد نكے كالاشئى

الحاصل مشروطه خاصه کی دوجزء ہوں گی ہے ہیلی جزء شروطه عاً مددوسری جزءمطلقه عامه ہوگی۔

وجه مسمیه مشروط کہنے کی وجہ گزر چکی ہے خاصہ کہنے کی وجہ رہیہ کہ بیمشر وطہ خاصہ شروطہ ا عامہ سے اخص ہے۔

من الكاتب بمتحرك الاصابع بالفعل_

اس قول کی غرض عرفیہ خاصہ کی تعریف کرنی : فوله : " العرفية اللخاصه العرفيه العامه

4

عد هنيه خماصه وه تضييم كه بجس من عرفيها مدكولا دوام ذاتى كى قير كساته مقيدكيا جماعة متيدكيا جماعة مقيدكيا جماعة مقيدكيا جماعة مقيدكيا جماعة ومقيدكيا متحرك الاصابع ما دام كاتباً لا دائما _

لا دائماً عن تضييم طلقه عامد لكے كاب الدوام الاشسنى من الكاتب بمتحوث الاصابع بالفعل _

وجه مسهیه عرفیرخاصه اس لیے کہتے ہیں کہ بیم فیرعامہ سے اخص ہوتا ہے کیونکہ عرفیہ خاصہ مقید ہوتا ہے اور عرفیہ مطلق ہوتا ہے اور مقید مطلق سے اخص ہوتا ہے۔

: فَوْلَهُ: وَالْـوَفَتَيَةُ وَالْـمِنْتَشَرَةُ لَمَا فَيَدَتُ الْوَفَتَيَةُ الْمُطَلِّمَةُ وَالْمِتشرة المطلقة

باللادوام الناتي حذف من اسميهما لفظ الاطلاق فسميت الاولى وفتية والثانية منتشرة فالوفتية مي الوفتية المطلقة المقيدة باللادوام الذاتي نحو

كل قصر منخصف بالتضرورة وقت الحيولة لا دانها أي لا شئي من القهر

حل سيس مستحسف بالمصرورية وقت الحيولة و دانهااي و سني من المهر بمنخسف بالمعل والمنتشرة هي المنتشرة المطلقة المقيدة باللادوام الذاتي

نحو قولنا لا شئي من الانسان بمتنفس بالضرورة وفتا مالا دائما اي كل انسان

متنفس بالفعل.

ترجمہ: جب وقلیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا گیا۔ تو ان دونوں کے نام سے لفظ اطلاق کو حذف کر دیا گیا۔ پس پہلے کا نام وقلیہ اور دوسرے کا نام منتشرہ رکھا گیا۔ پس وقلیہ الله الله تعلیم کا نام منتشرہ وہ الیا وقلیہ مطلقہ ہے۔ جو لا دوام ذاتی کے قید سے مقید ہو جیسے کی ترمخت الح اور منتشرہ وہ الیا مطلقہ ہے۔ جولا دوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے ہمارا قول لائن من الذات الحج

الموهنيه والمستنشره لمها هيدت التول كى غرض وقليه اورمنتشره كى تعريف كرنى ہے۔
(٣)وهنيه وه وقليم كرن ہے جس ميں وقليه مطلقه كومقيد كيا جائے لا دوام ذاتى كى قيد كے ساتھ اس كو وقليه كہتے ہيں اس كے بھى دو جزء ہيں (وقليه مطلقه مطلقه عامه) مثال بالضرورة كل قرم تحصف وقت حيلولة الارض بينه و بين الشمس لا داعماً يعنى لاشكى من القربم تحصف بالفعل سمالبه

بالضرورة لا شئ من القر بمخسف وقت حيلولة الارض بينه وبين الشمس لا دائماً لعني كل قمر مخسف الفعا

(۴) منتشده و وقضيه مركه ہے جس ميں منتشر و مطلقه كولا دوام ذاتى كى قيد كے ساتھ مقيد كيا

جائے منتشره موجبه کی مثال کل انسان تنفس بالضرورة فی وقت ما لا دائماً۔

منتشره سالبه كى مثال بالضرورة لاشكى من الانسان بمنتفس ونت مآلا دائماً _

وجہ تسمید: جب وقلیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کے ساتھ لا دوام ذاتی کی قیدلگ گئ تو بید دونوں مطلق نہ رہےاسی وجہ سے ان سے مطلقہ والا لفظ ساقط کر دیں گے صرف وقلیہ _منتشرہ کہتے ہیں _

: هنوله: باللحسرورة الذاتية :معنى اللاضرورة الذاتية ان هذه النسبة

المنذكُورية في القضية ليست ضرورية مادام ذات الموضوع موجودة فيكون

هـذا حكما بامكان نقضيها لان الامكان هو سلب الضرورة عن الطرف المقابل

كما مر فيكون مفاداللاضرورة الذاتية ممكنة عامة مخالفة للاصل في الكيف.

ترجمہ: لاضرورۃ ذاتیہ کامعنی بیہ ہے۔ کہ نسبت جو قضیہ میں فدکور ہے۔اس وقت تک ضروری نہ ہو جب تک ذات موضوع موجود ہے لیس بی کم ہوجائے گا۔اس کی نقیض کے امکان کے ساتھ کیونکہ امکان وہ ضرورت کوسلب کرنا ہے۔مقابل جانب سے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ پس لاضرورت ذاتیہ کامعنی مکنہ عامہ ہوگا۔ جوکیف میں اصل کے خالف ہے۔

معنى الد ضدودة الذاتيه ال قول مين شارح في دوبا تين بيان كين مين - بيلى بات

لاضرورۃ ذاتی کی تعریف کی ہے۔اور دوسری بات لاضرورۃ سے س قضیہ کی اشارہ ہوگا۔اور

كونسا قضية مجه مين آتاب اور كيون آتاب

پہلی بات ۔ لاضرورۃ کی تعریف اور مطلب میہ ہے کہ قضیہ کے اندر جونسبت ندکور ہے وہ ین پر نہید

ضروری نہیں ہے۔ جب تک ذات موضوع موجود ہے۔

دوسری باٹ _ لاضرورۃ ذاتی سے قضیہ مکنہ عامہ مجھ میں آتا ہے۔ جو کہ اصل کے مخالف ہوتا ہے کیف میں بعنی اگر دہ قضیہ کہ جس میں لاضرورۃ ذاتی کی قید ہے موجبہ ہوتو یہ مکنہ عامہ سالبہ ہو گیا

اوراكروه سالبه موتوبيه موجبه وكا

وجد کہاس سے تضید مکنہ عامداس لیے بحدیث آتا ہے کہ لاضرور ہ ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ جس میں وہ نسبت ضروری نہ ہواوراس کی نتین ہیہے کی مکن تو ہواس لیے مکنہ عامہ بحدیث آتا ہے اس لیے کہ مکنہ عامہ میں بھی امکان ہوتا ہے۔

توله: الوجودية اللاضرورية لان معنى المطلقة العامة هو فعلية النسبة

ووجودها في وقت من الاوقات ولا شتمالها على اللاضرورة فالوجودية السلامسرورية هي المطلقة العامة المقيدة باللاضرورة الذاتية نحو كل انسان متنفس بالضمل لا بالضرورة ايخ لاشني من الانسان بمتنفس بالامكان العام فهي مركبة من المحللة العامة واميكنة العامة احدهما موجبة والاخرى

ترجمہ: اس لیے کہ مطلقہ عامدوہ نام ہے۔ نبیت کی تعلید اور اس کے پائے جانے کے اوقات میں سے کسی وقت میں اس نبیت کے لاضرور قام ہونے کی وجہ سے اس وجود بیلا ضرور تا ہوئے کی وجہ سے اس وجود بیلا ضرور بیدہ مطلقہ عامہ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے کہ ان میں سے ایک موجہ اور دومراسالبہو۔

وجوديه الضروديه ال قول كى غرض وجودىيلا ضرورى كاتعريف كرنى --

وجودید الاخسودید و وقضیم رکه ہے جس میں مطلقہ عامہ کولا ضرور آذاتی کی قید کے ساتھ مقید کیا جائے (ایمنی لا ضرور آذاتی مکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے قو مطلب بیہ بنا کہ مکنہ عامہ کے ساتھ مطلقہ عامہ طلایا جائے تو بیر قضیہ وجود بید لا ضرور بیہ ہوتا ہے ۔ وجود بید لا ضرور بیہ موجب کی مثال کل انسان کا تب بالفعل لا بالعشرور آ ۔ سالبہ کی مثال لا شکی من الانسان بکا تب بالفعل لا بالعشرور آ ۔ سالبہ کی مثال لا شکی من الانسان بکا تب بالفعل لا بالعشرور آ ۔ سالبہ کی مثال لا شکی من الانسان بکا تب بالفعل لا بالعشرور آ ۔

وجد تسمید کروجودیداس لیے کداس کا نسبت وجود کسی وقت میں ہوتا ہے اور لا ضروریداس لیے کہ اس میں لا ضرورة ذاتی کی قید ہوتی ہے۔ اس میں لا ضرورة ذاتی کی قید ہوتی ہے۔

: فتوله : او ماللادوام البذاتي : انسا فيد اللادوام بالذاتي لان تقييد العامتين

بالبلادوام التوصيفي غيير صبحيح ضرورة تنانى اللادوام بحسب الوصف مع البدوام بحسب الوصف نعم يمكن تقييد الوفتيتين المطلقتين باللادوام البوميني ايضا لكن هذا التركيب غير معتبر عندهم واعلم انه كها يصح تقييد هبذه التقضايا الأربع باللاعوام الذاتي كذلك مصح تقييدها باللاضرورة الذاتية وكتذلك يتصبح تقييدها سوي المشروطة العامة من تلك الجملة باللاضرورة التوصيفية فالاحتبالات الحاصلة من ملاحظة كل من تلك القضايا الاريع مو كل من تلك البقيود الاربعة سنة عشر ثلاثة منهاغير صحيحة واربعة منها متحيحة متعتبرة والتستعة البيانية متحيحة غير معتبرة واعلم ايضاانه كها ممكن تقييد المطلقة العامة باللادوام واللاضرورة الذاتيتين كذلك يكهن تتقييدهما بماليلايوام والبلاضيرورية البوصيفين وهذان ايضامن الاحتهالات المسحدحة الغير الهمتيرة وكها يصبع تقييد الههكنة العامة باللشيرورة الذاتية يتصح تقييدها باللاضرورة الوصفية وكذا باللادوام الذاتي والوصفي لكن هذه المحميلات الثلاثة ايتضاغير معتبرة عندهم وينيغي ان يعلم ان التركيب لا منحصر فيما اشرنا البه بل سبجش الاشارة الى بمض آخر وبهكن تركبيات كثيرية اخبري ليم يتبعرضو الها لكن المتفطن بعد التنبه بما ذكرناه يتمكن من استخراج ای قدر شاء.

ترجمہ سوااس کے نہیں مقید کیا گیا ہے۔ لا دوام کو ذاتی کے ساتھ اس لیے کہ عامتین (مشروط عامہ عرفہ عرفہ علیہ کا دوام وصفی عرفہ علیہ کی منافات کے دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا حج نہیں ہے۔ بعد ضروری ہونے لا دوام وصفی کے منافات کے دوام وصفی کے ساتھ ہاں (البتہ) ممکن ہے دو وقتیہ مطلقہ کو مقید کرنا لا دوام وصفی کے ساتھ بھی لیکن بیتر کیب ان کے ہاں غیر معتبر ہے اور جان لیجئے کہ جس طرح ان قضایا اربعہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا صحبح ہے۔ اس طرح ان کو لا ضرورت زاتیہ کے ساتھ مقید کرنا صحبح ہے۔ اس جو اور اس طرح مشروط عامہ کے علاوہ ان تمام کو لا ضرورت وصفیہ کے ساتھ مقید کرنا صحبح ہے۔ اس جو احتمالات ان قضایا اربعہ کو ان قبود اربعہ کے ساتھ کو افر معتبر ہیں۔ اور باتی نوصح غیر معتبر ہیں۔ اور تو یہ بھی سے تین غیر صحبح ہیں۔ اور جاران میں سے صحبح اور معتبر ہیں۔ اور باتی نوصح غیر معتبر ہیں۔ اور تو یہ بھی

جان کے کہ جس طرح مطلقہ عامہ کو لا دوام اور لا ضرور ۃ ذاتی کے ساتھ مقید کرناممکن ہے۔ ای طرح اس کو لا دوام اور لا ضرور ۃ وصفی کے ساتھ مقید کرناممکن ہے۔ اور بید دونوں بھی احتالات غیر معتبرہ بیں ہے ہیں۔ اور جس طرح ممکنہ عامہ کو لا ضرورت ذاتیہ کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے۔ اس کو لا ضرورت دوا ہے تی ہے۔ لا دوام ذاتی اور اس کو لا ضرورت دوسی ہے۔ لا دوام ذاتی اور وصفی کے ساتھ لیکن بیتین احتالات بھی ان کے ہال غیر معتبر ہیں۔ اور مناسب بیہ ہے۔ کہ معلوم کیا وصفی کے ساتھ لیک دوسر کے بعض کی جائے ۔ کہ ترکیب نہیں ہے۔ مخصران ہیں جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا بلکہ دوسر کے بعض کی طرف اشارہ عنقریب آ جائے گا۔ اور ممکن ہیں۔ دوسری بہت ساری ترکیبات جن کے وہ در پے طرف اشارہ عنقریب آ جائے گا۔ اور ممکن ہیں۔ دوسری بہت ساری ترکیبات جن کے وہ در پے ہی نہیں ہوئے لیک مجمودار آ دمی ان صور توں (احتالات) پر ستنبہ ہوجائے کے جن کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ استخراج کرساتا ہے۔ جس قدر جائے۔

توك: بالدخسرودة من الجانب المواطق ال تول كى غرض يه ب كه مكنه عامه يس المواطق الله عند المحالم المعامد على عائب مخالف دونول عانب مخالف دونول سي ضرورت كى نفى موتى اوردونول جانبول سي امكان موتا بـ

: فوك: الوجودية اللادائمة هي المطلقة إلعامة المقيدة باللادوام الذاتي نحو

لا شــُنــى مِـن الأنسـان بمِتنفس بالفعل لادائما اى كل انسـان مـتنفس بالفعل فهى

مركبة من مطلقتين عامتين احدهما موجبة والاخرى سالبة .

ترجمہ: وہ ابیا مطلقہ عامہ ہے جولا دوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے لائن من الانسان الخ پس وہ مرکب ہان دومطلقہ عامہ سے جن میں سے ایک موجبہ اور دوسر اسالبہ ہو۔

: قوله : الوجودية اللادائمة هي المطلقة العامة المقيدة باللادوام الداتي نحو

لا شئى من الانسان بمتنفس بالفعل لادائما اى كل انسان متنفس بالفعل فهى مركبة من مطلقتين عامتين احدهما موجبة والاخرى سالبة .

ترجمہ: وہ ایبا مطلقہ عامہ ہے جولا دوام ذاتی کے ساتھ مقید ہوجیسے لائی من الانان الخ پس وہ مرکب ہےان دومطلقہ عامہ سے جن میں سے ایک موجبہ اور دوسر اسالبہ ہو۔ وجودید الادانمه و قضیم که ہے جس میں مطلقہ عامہ کولا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ مقید کیا جائے۔ اس کے بھی دو جزء ہیں(۱) مطلقہ عامہ (۲) مطلقہ عامہ وجود بیلا دائمہ موجبہ کی مثال کل

انسان ضاحك بالفعل لا داعماً _سالبه كي مثال لاشئ من الانسان بضاحك بالفعل لا داعماً _

ممكنه خاصه وهمكنهامه بجومقيه بوامكان فاص كى قيد كساتهد

(یعنی مکنه عامه کومکنه عامه کے ساتھ ملایا جائے) وہ تضییم کہ جس میں بیگم ہوجانب وجوداور جانب عدم دونوں سے ضرورت کی نفی ہے مکنه خاصه موجبہ کی مثال بالا مکان الخاص کل انسان ضاحک _سالبہ کی مثال لاھئی من الانسان بعنا حک بالا مکان الخاص _

: قوله البخياكما انه حكم في المهكنة العامة باللاضرورة عن الجانب

المخالف فقد يحكم بلا ضرورة الجانب الموافق ايضا فتصير القضية مركبة من مسكنتين عامتين ضرورة ان سلب ضرورة الجانب المخالف هو امكان

البطيرف البهبوافيق وسلب صرورة الطرف الهوافق هو امكان الطفر المقابل

فيكون الحكم في القطبية بامكان الطرف الموافق وامكان الطرف المقابل نحو

كل انسان كاتب بالامكان الخاص فان معناه كل انسان كاتب بالامكان العام

ولاشئى من الانسان بكاتب والامكان العام .

ترجمہ: جس طرح مکنہ عامد میں جانب خالف سے لاضرورت کے ساتھ تھم لگایا جاتا تھا۔ پس بھی جانب موافق سے بھی لاضرورت کے ساتھ تھم لگایا جاتا ہے۔ پس قضید دو مکنہ عامہ سے مرکب ہو جانب جاتا ہے۔ بیس قضید دو مکنہ عامہ سے مرکب ہو جانب خالف سے ضرورت کی نفی وہ جانب موافق کا امکان ہے۔ اور جانب موافق کی ضرورت کا سلب وہ جانب مخالف کا ممکن ہونا ہے۔ پس قضیہ میں تھم جانب موافق کے امکان اور جانب بخالف کے امکان کے ساتھ ہوگا۔ جیسے کے سل انسان کا تب الح ہے۔ انسان کا تب الح ہے۔ انسان کا تب الح ہے۔

نسان خالب اع بال بلاهبهدا ل8 می اسان 8 شبال ہے۔ مور ہیں سے گفت اسم مر

لاخسرودة من البعلنب العوافق محمدشتاس كاتفعيل محرريكل ہے۔

: فوك : وهنذه مبركبات : أي هذه القضايا السبع البذكورة وهي البشروطة

الخناصة والمرفية إليخياصة والبولتية والمنتشرة والوجودية اللاضرورية

والوجودية اللادائمة والممكنة الخاصة ـ

بعنی بیسات قضایا مرکبات بین اور وه بین مشروط خاصه اور عرفیه خاصه اور وقلیه اور منتشره اور وجود بیلاضرور بیاورد جود بیلا دائمٔهاور مکنهٔ خاصه۔

عوله منه مدكبات ولدومذهمركيات

اس قول میں صرف ایک بات بیان کی ہے اور وومر کبات کے نام ہیں۔

(۱) وقليه (۲) منتشر و (۳) مشروطه خاصه (۴) عرفيه خاصه (۵) وجوديه لاضروريه (۲) وجوديه لا دائمه (۷) ممکنه خاصه -

: فوله : مخالفتي الكيفية أي في الايجاب والسلب وقد مر بيان ذلك في

بيان مسنى اللادوام واللاضرورة واما الموافقة في الكمية أي الكلية والجزئية

فلان الموضوع فس القضية الهركبة واحد قد حكم عليه بحكمين مختلفين

مِـالايـجاب والسلب الجزء الاول على كل افراد كان في الجزء الثّاني ايضا على

كلها وان كان على بعض الافراد في الأول فكذا في الثاني.

ترجمہ: یعنی (خالف ہوں) ایجاب اورسلب میں اور اس کا بیان لا دوام اور لا ضرورت کے معنی بیان میں گزر چکا ہے۔ اور بہر حال کمیت یعنی کلیہ اور جزئیہ ہونے میں موافقت کی وہ اس لیے ہ کیکہ موضوع قضیہ مرکبہ میں امر واحد ہے جس پر دو تھم لگائے گئے ہیں۔ جو ایجاب اورسلب کے ساتھ مختلف ہیں کہی کل افراد ہوتو جزو ٹانی میں بھی کل افراد پر ہوگا۔ اور اگر اول میں بھی افراد پر ہوگا۔ اور اگر اول میں بھی افراد پر ہوگا۔ اور اگر اول میں بھی اسے ہی ہوگا۔

مخالفة الكيف ال قول من شارح في دوبا تين بيان كي بين -(١) خالفت في

الكيف كامطلب بيان كياب (٢) كموافقت في الكم كي وجه بيان كي بيكد كون ضروري ب

مہلی بات: مخالفت فی الکیف کیف سے مرادا یجاب وسلب موتاہے۔

لین اس کا مطلب یہ ہے کہ تضیہ مرکبہ کے دونوں تضیوں کے درمیان ایجاب اورسلب میں اختا ف ہولیات اورسلب میں اختا ف ہولیات المجان المجان اللہ ہوا وراگر پہلاسالبہ ہوتو دوسرا موجبہ ہوگا۔

دوسری بات: وجموافقت فی الکم اس کی وجدشار آنے بید بیان کیا ہے کہ قضیہ مرکبہ میں دوتوں قضیوں کا ایک موضوع ہوتا ہے اور اس پر دومخلف تھم لکتے ہیں ایجا ب اور سلب کے ساتھ ۔ پس اگر سے تھم پہلے قضیہ میں تمام افراد پرلگا ہوتو دوسرے قضیہ میں بھی تمام افراد پر لکے گا۔ اور اگر پہلے قضیہ میں بعض افراد پرلگا ہوتو دوسرے قضیہ میں بھی بعض افراد پر لکے گا۔

: فوله : الما فيد بهما : أي القضية التي فيدت بهما أي باللاموام واللاضرورة

يعنى اصل القضية .

ترجمه ليعنى قضيه جومقيد كمياحميا موان دونول كساته يعنى لا دوام اور لا ضرورة كساته يعنى اصل

تضير_

مه العید دور اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی جیں پہلی بات کہ اسے کیا مراد ہے اور دوسری بات هاهمیر کا مرجع بتلانا ہے لینی قید کوئی ہیں۔

مہلی بات۔ شارح کہتاہے کہ اس ماموصولہ سے مرادوہ تضیہ ہے جو کہ اصل ہوتا ہے۔

دوسری بات ۔شارح کہتا ہے ماضمیر کا مرجع لا ضرور ۃ ذاتی لا دوام ذاتی ہے۔

اورتضیے کوجن قیدوں کے ساتھ مقید کرنا ہے وہ یھی لاضرور ۃ ذاتی لا دوام ذاتی ہیں۔

نوت ایک قول اقبل والی کی تشریح گذر چک ہے اس کو مجمیں۔

اوہسانسلاموام ذانسہ اس قول میں شارح کی غرض چار باتوں کو بیان ہے۔(۱) شبر کا ازالہ کیا

ب_(٢) پہلے اعلم میں سولداخالات کوذ کر کیا ہے۔

(m) دوسرے اعلم میں چوہیں احمالات کوؤ کر کیا ہے۔

(۴) وسعت احمالات كوبيان كياہے۔

پہلی بات ۔ شبہ کا از الد۔ وہ شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ شروط عامداور عرفیہ عامدے

ساتھ لا دوام کی قیدلگائی ہے اور لا دوام وصفی کی قید کیوں نہیں لگائی ہے۔

جواب ۔ تو شارح اس کا بیہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں اجماع متباینین لازم آتا ہے۔ کہ ہم نے مشروط عامدی بیتعریف کی کہ جس میں محمول کا اثبات یا نفی ضروری ہو جب تک وات موضوع

متصف ہے وصف عنوانی کی قید کے ساتھ۔ تو وہاں ضرورۃ وصفی کی قید ۔ اور ضرورۃ وصفی کو دوام وصفی لازم ہے۔ اس لیے کہ جہاں ضرورت ہوگی وہاں دوام بھی ہوگا۔ تو اب اگر اس کے ساتھ لا دوام وصفی کی قید لگا ئیں تو اجتماع متنافعین لازم آتا ہے۔ کہ لا دوام وصفی بھی ہوا در دوام وصفی بھی ہے اور اس طرح ہم نے عرفیہ عامد کی یہ تعریف کی کہ جس میں محمول کا اثبات یا نفی ہمیشہ کے لیے ہو جب تک ذات موضوع متصف ہود صف عنوانی کے ساتھ۔ تو دہاں دوام وصفی کی قید کا تے تو اجتماع متنافین لازم آتا ہے۔

اور وقلتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ میں ہم نے لا دوام وصفی کی قید نہیں لگائی۔وہ اس لیے کہ اگر چہ اس میں اجتماع متنافین لازم نہیں آتا۔لیکن چونکہ منطقیوں نے ان کا اعتبار نہیں کیا ہے۔اس لیے ہم نے ان کے ساتھ لا دوام وصفی کی قید نہیں لگائی۔

دوسری بات - پہلے اعسلہ میں سولہ اختالات کوذکر کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ چار بسا نظ کو اٹھایا ہے وقتیہ مطلقہ۔ منتشرہ مطلقہ۔ مشرد طعامہ اور عرفیہ عامہ تو ان میں سے ہراکیک کے ساتھ چاروں قدیں لگا کیں یعنی لا دوام ذاتی ۔ لا دوام وضی لا ضرورة ذاتی اور لا ضرورة وصنی ۔ تو سولہ اختالات حاصل ہو گئے۔ جس میں سے چارصی معتبر ہیں اور تین غیر سی غیر معتبر ہیں۔ اور نوسی غیر معتبر ہیں ۔ جن کی وضاحت آگے آنے والے جدول سے کی جائے گی۔

تیسری بات قول میں ندکوردوسرے اعلم میں چوہیں اختالات کوذکر کیا ہے کہ ان چار بسا نظکے ساتھ دو اور بسیطوں کو اٹھالیں اور چار قیدیں لگائیں تو چوہیں اختالات حاصل ہوں گے۔ اور دوسرے دوبسیلے مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ ہیں تو اس صورت میں سات سیح معتبر اور تین غیر سیح خیر معتبر حاصل ہوں ہے۔ جن کوآنے والے جدول سے سمجھ لیں۔

جو بات_وسعتاحتمالات

شارح نے اس میں احمالات کی وسعت کو بیان کیا ہے کہ ان احمالات چوہیں پر انحصار نہ کریں۔ بلکہ ذبین لوگوں کے لیے یہ بات مشکل تہیں ہے۔ کہ وہ اور قضیے نکال لیں۔اور قیدیں نکال لیں۔ توجب تفیے اور قیدیں زیادہ موسکتیں ہیں تو اس وقت احمالات بھی بڑھ کے ہیں جن کوآ مے معاقبہ مصرف

تناتض ميل بيان كياجائ كارجي حيديه مكند حيد مطلقه

موب السلاموام ذات ما لل بهم بتلا ي بي كدلا دوام كي اور لا ضرور قاكي دودونسيس بي لا دوام ذاتي اور لا دوام ومنى له لا ضرور قاذاتي اور لا ضرورت ومنى له

- (۱) لادوام ذاتی سے مطلقہ عامد کی طرف۔
 - (٢) لا دوام ومنى سے جديد مطلقه كي المرف ـ
 - (٣) لاضرورت ذاتی مکندعامه کی طرف ۔
- (م) لاضرورت ومنى سے دينيد مكندى طرف اشاره موتا بان مارقطيوں كوآ شد بسائلے

طلیا جائے تو مقلی احمال کل بتیں لطنے ہیں جن میں سے سات می ہیں اور معتبر ہیں مناطقہ کے زود یک بیسات احمال جو کہ می اور معتبر ہیں بالنفسیل سمیس۔

(۱) مشروطه عامه کولا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ مقید کیا جائے اس کا نام مشروطه خاصه (بینقشه یس ساتواں احتمال ہے)

(۲) وقدیہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے اس کو وقدیہ کہتے ہیں (یہ نقشہ میں میار ہواں احتمال ہے) میار ہواں احتمال ہے)

(۳) منتشرہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے اس کومنتشرہ کہتے ہیں (یہ نقشہ میں پندر ہواں اخمال ہے۔

. (۷) عرفیه عامه کولا دوام ذاتی محساته مقید کیا جائے اس کوعر فیه خاصه کہتے ہیں (بینتشہ میں ۲۳ احتال ہے)

(۵) مکنہ عامہ کو لاضروت ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے اس کو مکنہ خاصہ کہتے ہیں (بینقشہ میں اخمال ۲۵ ہے)

(٢) مطلقه عامه كولا ضرورة ذاتى كے ساتھ مقيد كيا جائے اس كود جود بيلا ضروريہ ہے۔ (بينقشه ميں

اوم احال م

(2) مطلقه عامد كولا ووام ذاتى كما تومقيد كياجائ اس كووجود بيلا دائم كت إس رياحمال

(4m

ه نقشه قبودات موجهات مرکبات 🔈				
حکم	تیر	قني	مر	
فيرمج	لاضرورت ذاتي	منرور بيمطلقه	1	
	لاضرورت ومغى		Y	
:	لادوام ذاتي		۲,	
	لا دوام ومنى		P	
مج غيرمعتر-	لاضرورت ذاتي	مشروطهامه	٥	
فيرمج	لاضرورت ومغى	,	٧	
معجمعتبر	لادوام ذاتي		4	
غيرمج	لا دوام ومغى		٨	
صحیح غیرمعتبر-	لاضرورت ذاتي	وكليه مطلقه	9	
میح غیرمعتبر۔	لاضرورت ومغى		1•	
میج معتبر۔۔	لادوام ذاتى	,	11	
منج فيرمعترب	لأدوام وصفى		14	
مجح غيرمعتبر-	لاضرورت ذاتي	منتشره مطلقه	سوا	
	لاضرورت وصغى		اما	
میج معتبر۔۔	لادوام ذاتي	**************************************	10	

rr.

صحیح غیر معتبر۔	لا دوام ذاتی		17
_	لاضرورت ذاتى	وائمهمطلقه	14
-	لامنرورت ومغى		۱۸
غيرسيح	لا دوام ذاتی		19
صیح غیرمعتبر۔	لا دوام وصغی		۲۰
معجع غيرمعتبر-	لاضرورت ذاتى	عرفيهعامه	rı
میح غیرمعتبر۔	لاضرورت وصغى		77
صحیمعتر۔۔	لا دوام ذاتی		۳۶۳
فيرسج	لا دوام ومغی		44
میحمعتر۔۔	لاضرورت ذاتي	مكنهعامه	ro
معج غيرمعتر-	لاضرورت ومغى		ry
	لا دوام ذاتی		12
-	لا دوام ومغى		M
صیح معتبر۔۔	لاضرورت ذاتي	مطلقه عامه	19
صحیح غیرمعتبر۔	لاضرورت وصفى		۳.
صحیح معتبر۔۔	لا دوام ذاتي		۳۱
میح غیرمعتر-	لا دوام وصغی		۳۲
	20	. • ,,	

: مسائدہ: کل بتیں احمال ہیں جن میں سے سات می معتبر ہیں می اس لیے کہ ان سے جو

قضایا مرکب رہوتے ہیں ان کا آپس میں مفہوم کا کوئی تضاونہیں ہوتا۔

اورستر ہ احتمالات صحیح تو ہیں کیکن غیر معتبر ہیں۔ بیستر ہ احتمالات صحیح تو اس لیے ہیں کہ ان کے مفہوم

میں تعنا ذہیں اور غیرمعتراس لیے ہیں کہ منطق کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں۔

اور باتی آٹھ اختالات غیر مجے ہیں اس لئے کہ ان دوتفیوں کے مفہوم میں تضاد ہیں ۔جس کی تفصیل سے ہے کہ جہال مرورت ہوتی ہے دہاں دوام بھی ہوتا ہے ۔نقشہ کی ترتیب کے مطابق

تفصیل بیہ ہے کہ جہال ضرورت ہوئی ہے وہاں دوام بھی ہوتا ہے۔ نقشہ کی ترتیب کے مطابق غیر سیج والے احتمالات سیمعیں ضرور بیہ مطلقہ کے جاروں احتمال غیر سیجے ہیں۔

(۱) ضرور بیمطلقہ کے ساتھ لاضرور ۃ ذاتی والا احمال اس لیے غیر سی کے دونوں کے منہوم میں تضاد ہے کیونکہ ضرور بیمطلقہ کامنہوم بیہ کے نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ضروری ہے

اور لا ضرورت ذاتی کامنہوم کہ نسبت کا ثبوت ذات کے لیے ضروری نہیں یہ تضاد ہے لہذا ہے ۔ ۔۔ صحرف

احمال شحيح نبيس_

(۲) ضرورت مطلقہ کے ساتھ لا ضرورت وصفی والا احمال غیر سجے ہے اس لیے کہ ضروریہ مطلقہ کا مغہوم نسبت کا جبوت ذات موضوع کے لیے ضروری ہے اس سے ریہ بات خود سجی جاتی ہے کہ

جب رات موضوع کے لیے نسبت کا جبوت ضروری ہے تو وصف عنوانی کی حالت میں بھی نسبت کا

جُوت ضروری ہوگا۔الحاصل ضروریہ مطلقہ کا منہوم یہ ہے کہ نسبت کا جُوت وصف عنوانی میں ضروری ہےاورلاضرورت وصفی کامنہوم یہ ہے کہ وصف عنوانی میں نسبت کا جُوت ضروری نہیں اور

ىيتضادىپ

(۳) ضرور بیرمطلقہ کے ساتھ لا دوام ذاتی والا احتال اس لیے سیح نہیں کہ ضرور بیرمطلقہ کا منہوم

نسبت ذات موضوع کے لیے ضروری ہے جب نسبت کا ثبوت ضروری ہوگا تو دائی بھی موگا (کیونکہ جہال ضروری مطاقہ کامفہوم بیہوا کہ

نبتكا فبوت ذات موضوع كي ليدائي باورلا دوام ذاتى كامنهوم بيب كرنبت كاثبوت

ذات موضوع کے لیے دائی نہیں بی تفناد ہے۔

(۷) ضرور بیہ مطلقہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا غیر صحیح ہے اس لیے کہ ضرور بیہ مطلقہ کامغہوم

میتھا کہ نسبت کا جموت ذات موضوع کے لیے دائمی (ضروری) ہے اور میہ بات خود بخو دمجمی گئی کہ

جب نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے دائی ہے تو وصف عنوانی میں نسبت کا ثبوت دائی ہوگا۔الحاصل ضرور بیمطلقہ کامفہوم بیہوا کہ نسبت کا ثبوت وصف عنوانی میں دائی ہے اور لأ دوام ذاتی کامفہوم بیہ ہے کہ وصف عنوانی کی حالت میں نسبت کا ثبوت دائی نہیں تو دونوں کے مفہوم میں تضاد ہوا۔

(۵) جوتر تیب میں نمبر اپر ہے مشر وطہ عامہ کولا ضرورت وصفی کے ساتھ مقید کرنا غیر صحیح اس لیے ہے کہ مشر وطہ عامہ کولا ضرورت وصف عنوانی کی حالت میں ذات موضوع ہے کہ میں نسبت کا ثبوت وصف عنوانی کی حالت میں ذات موضوع کے لیے ضرور کی ہے اور لا ضرورت وصفی کا مفہوم ضروری نہیں ان کے مفہوم میں تصناو ہوالہذا ایہ غیر صحیح ہوا۔

(۲) جوتر تیب میں نمبرے پر ہے مشر وطہ لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا غیر صحیح اس لیے ہے کہ مشر وطہ عامہ کامنہوم کہ نسبت کا ثبوت وصف عنوانی کی حالت میں ضروری دائی ہے اور لا دوا می وصفی کامنہوم بالعکس تومنہو مین میں تضا دہوا۔

(2) ترتیب ۱۹ دائمہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا اس لیے صحیح نہیں کہ دائمہ مطلقہ کا مفہوم کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے دائمی ہے اور لا دوام ذاتی کا مفہوم بعکسہ ہے تو تضاد ہوا۔

(۸) ترتیب نمبر ۲۲ عرفیہ عامہ کو لا دوام وصفی کے مقید کرنا غیر مجھے اس لیے ہے کہ عرفیہ عامہ کا مفہوم کہ نبست کا جموت وصف عنوانی موضوع کی حالت ذات موضوع کے لیے دائی ہے اور لا دوام وصفی کامفہوم بعکسہ ہے اور بی تضاد ہے۔ الحاصل بیآ ٹھا خمالات غیر مجھے اس لیے کہ ان کے مفہوم میں تضاد بنرا ہے لہذا بیا خمالات غیر مجھے ہیں۔

، ﴿ بحث قضایاشرطیه ﴾

متن كى تقرير

فصل الشرطية متصلة ان حكم فيها بثوت الخ

ربط قضید کی دو تشمیں مملیہ اور شرطیہ۔ ابھی تک جملیہ اور اسکی اقسام کو بیان کیا اب یہاں سے شرطیہ اور اس کی اقسام کو بیان کر رہے ہیں۔ تو یہاں متن میں پانچ با تیں بیان کی ہیں (۱) تضیہ شرطیہ کی تعریف (۲) تضیہ شرطیہ کی تعریف (۳) متصلہ کی تعریف (۳) منفصلہ کی تقسیم تقیقیہ اور مانعۃ الجمع اور (۳) منفصلہ کی تقسیم تقیقیہ اور مانعۃ الجمع اور مانعۃ الجمع اور کا نعۃ الجمع اور کا نعۃ الجمع اور کا نعۃ الجمع اور کا نعۃ الجمع اور کا دودو تشمیل کی دودو تشمیل ہیں سے ہرایک کی دودو تشمیل ہیں

(۱) منادیه(۲) اتفاقیه -پیل بات _ تضیه شرطیه کی تعریف جو گذر چکی ہے۔

دوسرى بات ـ شرطيه كى اقسام : تضييشرطيه كى دوسميس بير ـ متعلدا ورمنفصله

تضیہ شرطیہ متعلد۔ وہ تضیہ ہے جس میں ایک نسبت کے ثبوت کا تھم دوسری نسبت کے ثبوت پر موقوف ہویانفی کا دوسرے کی فعی کی شرط پر ہو۔

تضيه شرطيه منفصله _و وقضيه جوتا ہے كہ جس ميں دونوں نسبتوں كے منافات كا حكم ہو_

تيسرى بات _شرطيه متعلد كاتقسيم: قضيه شرطيه متعلد كى دوشميس بين لزوميه اورا تفاقيه _

شرطیہ متعلاز ومیہ۔ وہ تضیہ ہے کہ جس میں ایک نسبت کے ثبوت کا تھم دوسری نسبت کے ثبوت یانعی کی شرط پر ہواور وہاں پرکوئی علاقہ بھی ہو۔

شرطیه متعلدا تفاقید و و تضیه ہے کہ جس میں ایک نسبت کے ثبوت کا تھم دوسری نسبت کے ثبوت یانعی کی شرط پر ہواور وہاں کوئی علاقہ نہ ہو۔

چو بات علاقہ کی تعریف: علاقہ اس امر کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے ایک چیز دوسری چیز کے مصاحب ہوجائے۔ پھر علاقہ کی دوشمیں ہیں۔

علاقه بالعلية علاقه بتعمايف

مجرعلاقه بالعلية كي تين صورتيس بير _

(١) كم مقدم علت بن اورتالي معلول (٢) تالى علت بن اور مقدم معلول (٣) وونول يعنى مقدم

اورتا بی دونوں معلول بنیں کسی خارجی علت کے لیے۔

اورعلاقہ باتھا بیف کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز کا سجھنا موقوف ہودوسری چیز کے سجھنے پر جیس پانچویں بات۔ شرطیہ منفصلہ کی اقسام:اس کی تمین قشمیں ہیں۔(۱) هیقیہ(۲) مائعۃ الجمع (۳) مانعۃ الحلو۔

منفصلہ هیں ہے۔ وہ تضیہ ہے کہ جس میں دونسبتوں کے درمیان منافات کا تھم ہو باعتبار صدق اور
کذب کے۔ صدق کا مطلب ہے ہے کہ دونوں کا جمع ہونا ممنوع ہے اور کذب کا مطلب ہے ہے کہ
دونوں کا اٹھ جانا ممنوع ہو جیسے ہا السعد داما ان یکون زوجاً او فرداً بینہیں ہوسکتا کہ
ایک عدد زوج بھی ہواور طاق بھی ہو۔ اور رہ بھی نہیں ہوسکتا کہ نہ جفت ہواور نہ طاق ہو۔ بلکہ
یا تو جفت ہوگایا طاق ہوگا۔

منفصلہ مانعۃ الجمع۔ وہ تضیہ ہے کہ جس میں دوتفیوں کے درمیان نبست کے منافات کا تھم ہو باعتبارصد ق کے ۔صدق کا مطلب ہے ہے کہ دونوں جمع تو نہ ہوسکتے ہوں البتہ اٹھ جانا سمجے اورممکن ہو ۔ جیسے ھلا المششی اماان یکون شہواً واما ان یکون حجواً ۔ ینہیں ہوسکتا کہ ایک چیز درخت بھی ہوادر نہ پھر بھی ہو۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ نہ درخت ہوادر نہ پھر ہو بلکہ انسان ہو۔ منفصلہ مانعۃ الخلو: وہ تضیہ ہے کہ جس میں دوتفیوں کے درمیان نبست کے منافات کا تھم ہو باعتبار کذب کے ۔کذب کا مطلب ہے کہ دونوں کا اٹھ جانا ممنوع ہولیکن جمع ہوسکتے ہوں ہو باعتبار کذب کے ۔کذب کا مطلب ہے ہے کہ دونوں کا اٹھ جانا ممنوع ہولیکن جمع ہوسکتے ہوں جسے اما ان الا یعنو ق ینہیں ہوسکتا کہ زید سمندر میں بھی نہ ہو اور ڈوب جائے ۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ سمندر میں ہو ہو و نینہیں بوسکتا کہ زید سمندر میں ہو ہو و نہیں بلکہ تیرتار ہے ۔

شرح کی تقریر

: شوله: مُهلَى تَقَدير اخرى: سوا، كانت النسبتان ثبوتيتين او سلبيتين او سلبيتين او سختها فُتها من في المناها من في المناها من في المناها من في المناها المناها في المناها المن

الموجبة ماحكم فيها باتصال بعلاقة والسالبة ماحكم فيها بانه ليس هناك

اتصبال ببعلاقة سبواء لبم يبكن هبنياك التصبال او كبان لكن لا بعلاقة وامبا

الاتضافية فهي ما حكم فيها بمجرد الاتصال او نفيه من غير ان يكون ذلك

مستند االى العلاقة نحو كلما كان الأنسان ناطقا فالحمار ناهق وليس كلما كان

الانسان ناطقا كان الفرس نامقا فتدبر

: فتوك : بعلاقة وهني امير بسبب يستنصحب المقدم التالي كملية طلوع

الشمس لوجود النهار في قولنا كلما كانت الشمس طالعة فالنهار موجود

ترجمہ: اور وہ علاقہ ایسا امر ہے۔جس کی وجہ سے مقدم تالی کا مصاحب ہو جائے جیسے طوح است کا علاقہ وجود نہار کے لیے ہمار ہے قول کلما کا نت انقمس طالعة فالنہار موجود میں۔

على مقديد اخوى التول مين تين باتس بيان كى بين ـ (١) شرطيه متعله كى تعريف كى ہے۔ (٢) نسبتوں كى چارصورتوں كو بيان كيا ہے۔ (٣) شرطيه متعله كى دوشميں اور اسكى مثاليس بيان كى بين ـ جس سے پہلے بطور ضابط ایك بات ذہن شين كرليس ـ

مسلوطیه قضایا شرطیدی بحث میں جوتعریفات ذکر ہوں گی متعلد منفصلہ عنادیدا تفاقیہ وغیرہ کی بہتعریفات ان کے صرف موجبات پرصادق آئیں گی سوالب پرصادق نہیں آئیں گی سوالب کومجاز امتعلامنفصلہ عنادیدوغیرہ کہیں ہے۔

مشرطید متصله که ایک نبست کا جموت دوسری نبست پرموتوف بوجیسے ان کان ایس ملاء ماندرموجوداس میں وجود نهاری نبست کا جموت نبست طلوع مش کے جبوت پرموتوف ہے بیقضیہ متعلم وجد کی تعریف ۔

ایک نسبت کا ثبوت دوسری نسبت کے ثبوت پر موقوف ہے اس کی چارصور تیں بنتی ہیں۔(۱) دونوں نسبتیں (مقدم ۔تالی) وجودی ہوں جیسے ان کانست الشسمسس طالعة فالنهار موجود۔

(٢) اس مين دونو لسبتين سلى بول جيس أن له يكن الشهر طالعة فلم يكن النهار

موجود

(س) کیل نسبت وجودی مواور دوسری نسبت سلی موجید ان کانت الشمس طالعة لم یکن

الليل موجودا_

(۳) پہلی نسبت سلبی اور دوسری نسبت وجودی جیسے ان لسم یکن البشمس طالعة کان الليل موجوداً۔

مت مسلم ساوید ایک نبست کا جوت دومری نبست کے جوت پرموقوف ند موقویہ متعلامالیہ بست کے جوت پرموقوف ند موقویہ متعلامالیہ بست کے جیسے لیس البتة کلما کانت الشمس طالعة کانت اللیل موجو دا ۔ اس قضیہ بس وجود کیل کی نبست کے جوت پرموقوف نہیں اس کی بھی چارصور تیں لکیں گی۔ لکیں گی۔

(۱) دونوں ثبوتی نسبتوں میں اقسال کی نبی ہوجیسے مٰرکورہ مثال۔

(۲) دونوں سلی نسبتوں میں اتصال کی نمی ہوجیے لیسس البتہ کیلا لم یکن الشمس طالعة الم یکن الشمس طالعة الله یکن اللیل موجوداً۔

(س) بهل نسبت جوتی اوردوسری نسبت سلی مومثال لیسس البته کلما کانت الشمس

طالعةً لم يكن النهار موجوداً ـ

(۳) پہلی نبیت سلی اور ووسری نبیت ثیوتی مثال لیسس البتہ کے لما لم یکن الشمس طالعة کان النهار موجوداً۔

پرمتعله کی دوشمیں ہیں

متسه درومیه ده قضیر طید به دونستول میل اتعال کی علاقه کی وجه سے جیسے ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجوداً یہاں وجودنهار کی نسبت کا اتعال نسبت طلوع مش کے ساتھ علاقہ کی وجہ سے ۔ووعلاقہ علیت والا ہے کہ طلوع مشس وجودنہار کے لیے علت ہے یہ لزومیہ موجہ کی تعریف ۔

اسندميد سادب كردوستول مي اتسال كى علاقد كى وجدة دواس الرومير سالبكى

دوصورتیں بنتی ہیں۔

پہلی صورت از ومیرسالبد کی پہلی صورت کردوستوں میں سرے سے اقسال بی نہ ہوجیے لیسس البتة کلما کانت الشمس طالعة فالليل موجود۔

دوسرى مورت دونستول ميس اتسال توموليكن كسى علاقدكى وجدت ندموجي ليسس البنة كسلما

کان الانسان ناطقاً فالحمار ناهق _ یهان تامقیت ماراور ناطقیت انسان می اتسال تو ب

لیکن علاقہ کی مجد سے ہیں کونکہ ناطقیت انسان ناہقیت حمار کے لیے علت نہیں۔

متسك انتفاقيه ووقفية شرطيه متعليه كدونستول بس اتصال كى علاقد كى وجدس ندمو

جیے کلما کان الانسان ناطقاً فالحماد ناهق نطق انسانی اور اس حماری ش اتسال

ا تفاقی ہے لیکن کی علاقے کی وجہ سے نہیں ہے اور نطق انسانی یا نطق حماری کے لیے علت نہیں

-4

خوت لروميرمالبداوراتفاقيموجبك تعريف موئى كيكن فرق صرف مورسے موكا لروميرمالبدكا سور سالبدوالا موكا اوراتفاقيم وجبه كاسورموجبدوالا موكا۔

متصله المنطقية سافية واقضير شرطيه متعلب كدونستول بين اتصال ندمواور علاقه كابالكل اعتبار ندموجي ليسس البته كلما كان الانسان ناطقا كان الحمار ناهقا يهال اتصال نبيس كونك بعي بمي انسان ناطق موتاب كين جمارناه تنبيس موتاب

قوله: معدد التقول كاغرض علاقه جوتضيار وميكا ندر موتا باس علاقه كى تعريف كرنا به كه علاقة كالعريف كرنا به كه علاقة كالعريف كرنا به كه علاقة كي العريف

علاق علاقہ وہ چیز ہوتی ہے جس کی وجہ سے تالی مقدم کا سا بنتا ہے۔ منطقیوں نے تلاش کرنے کے بعد علاقہ کی تین قتم ہلائی ہیں۔

- (١) مقدم علت بواورتا لي معلول جيسے ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجو د_
- (٢) مقدم معلول بواورتالى علت جيان كان النهار موجوداً فالشمس طالعة

(۳) مقدم اورتالی دونوں معلول ہوں تیسری چیز علت ہوجیسے کیلیمیا کیان البنھار موجو دا گ فالارض مضینة اس میں بیدونوں معلول ہیں خارجی علت کے لیے اوروہ ہے طلوع تمش۔

: فتوله : بتنافي النسبتين :سوا، كانت النسبتان ثبوتيتين او سلبيتين او

مختلفتين فان كان الحكم فيها بتنافيهما فهى منفصلة موجبة وان كان بسلب

تنافيهما فهى منفصلة سالبة .

ترجمہ برابرہے۔ کہ دونوں نسبتیں ثبوتی ہوں ۔ یاسلبی ہوں یا مختلف ہوں پس اگر تھم میں ان نسبتوں کے مابین منافات کے ساتھ ہوتو وہ منفصلہ موجبہ ہے۔اورا گر تھم ان کے مابین منافات نہ ہونے کے ساتھ ہوتو وہ منفصلہ سالبہ ہے۔

ن قوله: بتناط النسبيتن سواء التولى غرض تضير شرطيه منفسله كالعريف كرني

-4

تضیہ شرطیہ منفصلہ کی تعریف: اس تضیہ کو کہتے ہیں کہ دونسبتوں کے درمیان منافات اور مخالفت کو ثابت کیا گیا ہو۔ یہاں بھی چارصور تیں لکلیں گی۔(۱) دونسبتیں ہوتی ہوں(۲) دونوں نسبتیں سلبی ہوں (۳) پہلی مبوتی دوسری سلبی (۴) پہلی نسبت سلبی دوسری ثبوتی

- (١) دوسبتين ثبوتي مول جيسے العدد اما ان يكون زوجاً او فرداً۔
- (٢) وونبتيس سلبي مول جيسے العدد اما ان يكون لازوجاً و لافرداً۔
- (۳) پہلی جُوتی اور دوسری سلی جیسے العدد اما ان یکون منقسم بمتساویین او لازوجاً (۳) پہلی جُوتی اور دوسری جیسے العدد اما ان یکون لازوجاً او منقسماً بمتساویین۔ قضیہ شرطیہ منفسلہ سالہ: وہ تضیہ ہے کہ دونستوں کے درمیان منافات کی نئی کی گئی ہوجیسے لیسس البتة اما ان یہ کون هذا العدد زوجاً او منقسما بمتساویین یہاں بھی وہی عقلاً چار صورتیں تکلیں گی۔

🤞 قضیہ منفصلہ کی اقسام 🦫

قول : وهي الحقيقية : فالمنفصلة الحقيقية ما حكم فيها يتنافى النسبتين

في البصدق والكذب نحو طولنا اما ان يكون هذا العدد زوجاواما ان يكون هذا

العدد فردا او حكم فيها بسلب تنافى النسبتين في الصدق والكذب نحو قولنا

ليس البنة اما أن يكون هذا الحدد زوجا أو منقسها بمتساويين والمنفصلة

المانعة الجبو ماحكم فيها بتنافى النسبتين او لا تنافيهما في الصدق فقط نحو

هذا الشئى اما ان يكون شجرا واما ان يكون حجرا والمنفصلة المعانعة الخلوا

ما هكم فيها بتنافي النسبتين او لا تنافيهما في الكذب فقط نحو اما ان يكون

زيد في البحر واما ان لا يفرق.

ترجمہ: منفصلہ هیتیہ وہ تضیہ ہے۔ جس میں عکم لگایا گیا ہو۔ صدق کذب میں نبتوں کی منافات کے ساتھ بھیے ہمارا تول اھا ان یہ کون ھذا العدد الخ اور منفصلہ مانعۃ الجمع وہ تفنیہ ہے۔ جس میں عکم لگایا گیا ہود و نبتوں کی منافات یا عدم منافات کے ساتھ فقط صدق میں جیسے ہذا الشنبی اما ان یکون شجوا واما ان یکون حجوا اور منفصلہ مانعۃ الخلو وہ تضیہ ہے جس میں عکم لگا یا گیا ہود و نبتوں کے منافی ہونے یانہ ہونے کے ساتھ صرف کذب میں جیسے اما ان یہ کون زید فی البحو واما ان لا یغرق۔

میمبید: قضایا شرطید کی بحث میں جوتعریفات آئیں گی دہ موجبات پر تچی آئیں گی کیکن سوالب پر تچی نہیں آئیں گی ادر سوالب کو مجاز اُمتعلد منفصلہ عنادید۔ اتفاقید رکھیں کے اس بات کو ذہن نشین کرتے ہوئے اب شرطید منفصلہ کی اقسام مجھیں منفصلہ کی تین قسمیں ہیں (۱) منفصلہ طلیقید (۲) منفصلہ مانعة الجمع (۳) منفصلہ مانعة المخلو۔

(۱) من نفسه معیقیه اس تضیر شرطیه کو کہتے ہیں کد دونوں نبتوں میں منافات کو ثابت کیا گیا ہو صدق و کذب میں۔ صدق و کذب میں منافات کے ثابت کرنے کا مطلب که دونوں کیا گیا ہو صدق و کذب میں منافات کے ثابت کرنے کا مطلب که دونوں کئی گیا ہو تعین نہ اور نہ دونوں اکٹی انٹھی انٹھ سکیس جیسے مدالعددامان کون دو جا دفردا مید دونوں تھی ہیں۔ زوجیت اور فردیت نہ دونوں جمع ہو سکتی ہیں ایک عدد میں نہ دونوں جمع فی ہوسکتی ہیں۔

یتعریف قضیہ هیقیہ موجبہ کی ہے اور هیقیہ سالبہ کی اس کے بالکل برعس ہے۔ سالبہ هیقیہ وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے کہ دونو ل نسبتوں میں صدق و کذب کے اندر منا فات کی نفی کی گئی ہو۔

صدق وکذب میں مخالفت کی نفی کا مطلب میہ ہے کہ دونوں نبتیں اکٹھی بچی ہوسکیں اور دونوں اکٹھی بچی ہوسکیں اور دونوں اکٹھی جھوٹی بھی ہوسکیں البیتۃ اما ان یکون حذالعدد زوجاً اومنظسما بمشاو بین یہاں دونوں نسبتیں زوجیت اورانقسام بمنسا وبین جمع ہوسکتی ہیں کہ ایک عدوز درج بھی اور منقسم بمنسا وبین بھی مثلاً چار کا عدداور دونوں نبتیں اٹھ بھی سکتی ہیں کہ ایک عدونہ جفت ہواور نہنقسم بمنسا وبین ہومشلاً مین کا عدد۔

منفصله ملنعة البعده واتضير طيه بكرجس مين دونون نبتول كدرميان خالفت فظ صدق مين واون نبتول كدرميان خالفت فظ صدق مين دارد مين المحمد والمحمد المحمد الم

مانعة البعد سالبه كي تعريف (برعس) كدد ونسبتول كدرميان صدق بيس خالفت كي نمي كي كي موليتي ورميان صدق بيس خالفت كي نمي موليتي موليتين المحد جانا جائز ند موجيك بسرابية المان كان مدالانان محداما المواد بيد دونول نسبتيل حيوان اوراسود جمع موسكتي بيل كه جبى آدمي حيوان ها وراسود بمي ميكن ان دونول كا المحد جانانا جائز بكرة ومي ندحيوان مونداسود

من فصله ملنعة المخلو وه تضير شرطيه بكردونستول ش خالفت صرف كذب مل بهولينى دونول كا جمونا بهون في المبحر او لا دونول كا جمونا بهونا في المبحر او لا ينفر ق ان دونستول (زيد في المبحر او درخرق بينفر ق ان دونستول (زيدوريا من نه بهواورغرق بو) كا المحد جانا محال بكرزيد پانى نه بهواورغرق بوكن دونول جمع بوكتى بين كرزيد يانى بهواورغرق نه بوكتى برسوار بهويا تيرر بابو

سالب مانعة المخلو وه تضية شرطيه بكر (بعكسه) دونون نبتول كدر ميان كذب يل خالفت كي نفى كي شي موليني دونون نبتول كالمحد جانا محيح بوليكن جمع مونا نا جائز مو جيسے ليس البتة اما ان يكون هذا الشنبي حجواً او شجواً -ان دونستول كا (حجر شجر) كا المحد جانا محيح بكه ايك شكي نه حجر مون شجر مثلاً انسان ليكن دونول كا جمع مونا نا جائز بكدا يك بي شكى حجر بحي موثجر مجى تولی ایوسیده فضف اس قول کی غرض ما نعد الجمع - مانعد الخلو کی دوسری تعریف ذکر کرتا ہوان کی ایک ایک تعریف گزرچکل ہے - مانعد الجمع کی پہلی تعریف کا حاصل بیرتھا کہ صدق محال ہواور مانعد الخلو کہ کذب محال ہو۔

دوسری تعریف: اس طرح که پهلی تعریف سے پھے قیدا تھادی جائے مثلاً مانعۃ الجمع کی پہلی تعریف کی کہ دوسیتیں خالف ہوں صرف صدق میں اور کذب میں مخالفت نہ ہواور دوسری تعریف یوں بنے گی کہ کذب والی قیدختم کردی جائے جس کا حاصل بیہوگا کہ مانعۃ الجمع وہ قضیہ شرطیہ ہے کہ کہ دوسیتوں کے درمیان صدق میں خالفت ہو۔ اور کذب کی کوئی بات نہیں۔

: منائدہ: پہلی تعریف اور دوسری تعریف میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے کہ پہلی تعریف اخص ہے کیونکہ کذب کا ذکر ہے اور دوسری تعریف اعم ہے کیونکہ کذب کا ذکر نہیں۔

نیزیادر کھیں مانعۃ الجمع پہلی تعریف کے اعتبارے منفصلہ تھیتیہ کے مباین اور متعابل ہوگا کیونکہ تھیتیہ میں مدق و کذب دونوں میں خالفت ہوتی ہے اور مانعۃ الجمع میں صرف صدق میں خالفت ہوتی ہے اور مانعۃ الجمع اور تھیتیہ ہوتی ہے اور کذب میں نہیں ۔لیکن مانعۃ الجمع و دسری تعریف کے اعتبار سے مانعۃ الجمع اور تھیتیہ کے درمیان تقابل نہیں رہتا بلکہ مانعۃ الجمع کی تعریف تھیتیہ منفصلہ پر بچی آتی ہے کیونکہ تھیتیہ میں دونوں صدق و کذب میں خالفت ہوتی ہے اور مانعۃ الجمع میں صدق میں خالفت ہوتی ہے اور کذب کی کوئی بات نہیں۔

المسلسل مانعة الجمع مين دوسرى جانب كاصراحة ذكر بوتواس كومانعة الجمع بالمعنى الاخص كيتے بين اور دوسرى جانب كاذكر صراحة نه بوتواس كومانعة الجمع بالمعنى الاعم كيتے بين _

: فوك: | أو كنبا فقط: أي لا في الصدق أو مع قطع النظر عنه والأول مانعه

الخلو بالمعنى الاخص والثاني بالمعنى الاعم.

ترجمہ: بعنی (منافات کا حکم) صدق میں نہیں یا صدق سے قطع نظر کر کے اول مانعۃ الحلو بالمعنی الاخص ہے۔اور ثانی مانعۃ الحلو بالمعنی الاعم ہے۔ او کلنها منقط این کاغرض مانعة الخلوکی دوسری تعریف بتلانی ہے۔اگر دوسری جانب کا صراحة ذکر کیا تو بیمانعة الخلو بالمعنی الاخص ہےاوراگر دوسری جانب کوسراحثاً ذکرنہ کیا جائے تو بیمانعة الخلو بالمعنی الاعم ہے یعنی یوں کہا جائے مانعة الجمع وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں دونبتوں کے درمیان ا مساعدہ التحالی کی کافلیہ مفصلہ کی تین اقسام (همانیہ مانعة الجمع مانعة الحلو) میں سے ہرا یک شم کی

دودوتسيس بي معاديها تغاقيه جس طرح تضيه مصلك دوسمين تعيل ازوميها تغاقيه

متعلاروميدكما تعمال كاعلاقه كي وجدس موقو لروميد

منفصلہ منا دیہ کہ دونسبتوں کے درمیان منافات باعتبار ذات کے ہوچ تکہ دونوں تعریفوں میں فرق تعااس لیے متصلہ کی تئم کولز دمیہ اور منفصلہ ایک تئم کو منادیہ کہتے ہیں لیکن اتفاقیہ میں دونوں تعریف کمتی اس لیے متصلہ کی تئم اور منفصلہ کی تئم کوا تفاقیہ کہتے ہیں۔

متعلدا نفاتیدا نفاتید میں دونسبتوں میں اتعمال انفاقاً ہوجاتا ہے ایسے منفصلہ انفاقیہ میں دونسبتوں کے درمیان کالفت انفاقاً ہوجاتی ہے اس لیے دونوں کا نام انفاقیہ رکھ دیا۔

منغصله عناديه وانغية شرطيه منفصله بكهجس مين دونستون كدرميان منافات ذات

كاعتبارس بعليعن ان كى ذات تقاضا كرتى مومنافات كاجيس بزاالعددالمان كان دبااوردا

یہاں پرزوجیت اور فردیت کی ذات منافات کا نقاضا کرتی ہے زوجیت اس بات کا نقاضا کرتی ہے کہ فردیت اس کے ساتھ جمع نہ ہواور فردیت اس بات کا نقاضا کرتی ہے۔ کہ زوجیت اس کے ساتھ جمع نہ ہو۔

عنادىيسالبەكى تغريف بانعكس ہے۔

منفصله انتفادیه و وقضیرشرطیه ہے کہ جس میں دونسبتوں کے درمیان مخالفت ذاتی نہ ہو بلکه اتفاقاً کی گئی ہو (کسی خار بی خاص مادے کی وجہ ہے ہو مثلاً ایک انسان کالا ہے اور کا تب نہیں تو یوں کہا جائے حذا الانسان اما ان یکون الاسود او کا تبا یہ انسان کالا ہے یا کا تب اب دونوں نسبتوں میں اتفا قانخالفت ہوگئی کہ اس انسان دونوں کچی نہیں آ رہی در ندان دونوں کے درمیان کوئی ذاتی مخالفت نہیں۔اگر ذاتی مخالفت ہوتی تو مجمی بھی دونوں ایک انسان میں تجی نہ آتی حالانکہ دونون جمع ہوجاتی تجی آتی ہیں کہایک کالا ہواور کا تب بھی ہوجیسے مبڑنئ۔

منفصله صالبه وأستول كدرميان خالفت كفي اتفاقى بو

چونکہ یہ دوشمیں عنادیہ اور اتفاقیہ۔منفصلہ کی نتیوں اقسام کی بنتی ہیں اس لیے ہرایک مثال سجعیں۔ هیلیہ منفصلہ کی دوشمیں ہیں هیلیہ عنادیہ۔ هیلیہ اتفاقیہ۔

(۱)منفصله هنتيه عناديه كي مثال اما ان يكون هذا لعدد زوجاً او فرداً _

۲) منفصلہ هنینے اتفاقیہ کی مثال هذا الانسان اما ان یکون الاسود او الکاتب۔

(٣) منفصله ماتعة الجمع عنادييك مثال اما ان يكون هذا الشنى حجراً اوشجراً.

(۳) منفصله مانعة الجمح الفاقيه كي مثال اصا ان يسكون هدا الانسسان الااسود او كاتباً به ورستيس الااسود او كاتباً به ورستيس الااسود اوركاتب شي خالفت واتى نبيس كه

وونون سبتیں اٹھ سکتی ہیں کو تکہ مانعة الجمع خالفت صرف صدق میں ہوتی ہے۔

(٥) منفصله مانعة الخلوعتاويركي مثال اما ان يكون زيد في البحر اوان لايفرق _

(٢)منفسله ماتعة الخلوا تفاقيري مثال كه انسان اسود لاكاتبا داما ان يكون هذا لانسان

اسود او لا کا تباریدونول جمع موسکتی بیل که انسان اسود بھی ہو اور کا تب نه بولیکن دونول اٹھ نہیں سکتیں که اسود نه بولا اسود ہواور لا کا تب نه ہو کا تب ہوبیا تھانا محال صرف اس مادہ شل ہور ہا

: مُسائده: قضيه مصله کی تین قسمیں ہیں (۱) گزومیه (۲) اتفاقیه (۳) مطلقه کروم کی صراحة کو گزومیه اتفاق کی صراحت تو اتفاقیه ۱ وراگر گزوم اتفاقیه کی صراحت نه ہوتو متصلهٔ مطلقه اوراس طرح

حرومیدالقان فی سراست و العامید-ادرا حرحوم العامیدی سراست مد بود مسد مصفه ادرا فی سرب منفصله کی چه تشمیس بنتی بین -اس کے منفصله مطلقه کو بره حاد و تو کل نوشتمیس بن جائیس گی مثلاً هیقیه عنادید -ا تفاقید -هیقیه مطلقه الخ -

اس دیا کو استان اس دیا کو استان

و الماسية الماس من شرطيه كي صرف آخو تسميل ذكر بين دومتصله كي چيمنفصله كي كيكن دراصل

شرطیه کی بارونتمیں بنتی ہیں تین متعله کی نومنفصله کی۔

ئم المحكم ماتن كراب كرجس طرح تضير تمليدكى پانچ تشميس بيان كي تعيس فضيد محصوره كليد محصوره جزئيد طبعيد مجملد رتواسي طرح شرطيد بحي ان اقسام كي طرف منقسم هوتا بيكن

طبعیہ کی طرف منقسم نہیں ہوتا۔جس کی وجہ شرح میں آ جائے گی۔

وجہ حصر۔ تالی کا تھکم مقدم کی تقادیر پر ہوگا تو دوحال سے خالی نہیں ہے کہ یا تو اس تقادیر کی کمیت اور

مقدار معلوم نہیں ہوگی یا معلوم ہوگی اگر معلوم نہ ہوتو بیے ہملہ ہے۔ اگر معلوم ہوتو دوحال سے خالی نہیں ہو گئی ہو نہیں ہے یا تو وہ عین ہوں کے یا معین نہیں ہوں کے۔ اگر معین ہوتو شخصیہ ہے۔ اگر معین نہ ہوں تو محصورہ ہے پھر یا تو تمام افراد کی کمیت بیان کی گئی ہو یا بعض افراد کی تمام کی تو کلیہ اورا گر بعض کی تو جزئیہ۔ یہ نوصور تیں تو قضیہ شرطیہ مصلے میں ہیں اور اسی طرح نوصور تیں شرطیہ منفصلے میں ہیں

ہیں تو کل اٹھارہ صورتیں ہوگئیں۔ پھریجی اٹھارہ صورتیں موجبہ کی ہوں گی اورا ٹھارہ صورتیں سالبہ کی ہوں گی تو کل چھتیں صورتیں حاصل ہوگئیں۔

شرح کی تقریر

: فتوك: ثم الحكم آه كمساان الحملية تنقسم الى محصورة ومهملة

وشخىمىية وطبعية كذلك الشرطية ايضا سواء كانت او منفصلة تنقسم الى

المحصورة الكلية والجزئية والمهملة والشخصية ولا يعقل الطبعية ههنا.

متصله ہو یامنفصلہ تقسیم ہوتا ہے بحصورہ کلیہ وجز ئیداورمہملہ اور فخصیہ کی طرف اور طبعیہ یہال متصور نبہ سب

نہیں ہوسکتا۔

نے المسعی اس قول کی غرض بیتلانا مقصود ہے کہ جس طرح حملیہ کی باعتبار موضوع پانچ قسمیں بتی ہیں۔ قسمیں بتی ہیں۔ (۱) شخصیہ (۲) مہملہ (۳) محصورہ کلیہ (۴) محصورہ کلیہ (۴) محصورہ کلیہ (۴) محصورہ کلیہ (۴) محصورہ کلیہ (۳) محصورہ کلیہ کی بار طبیعہ اس کی تم نہیں بتی کی ونکہ کہ طبعیہ ہیں تھم

ماہیت پر ہوتا ہےاورشرطیہ میں تھم ماہیت پرنہیں ہوتا بلکہ تقادیر پر ہوتا ہے جو بمنز لہ افراد کے ہیں۔

یه بات د بن نشین رکمیس بیا قسام اربعه شرطیه متصله کی بھی ہیں اور شرطیه منفصله کی بھی۔

والمندون تفيشرطيد بناس بهل تفيدك والت

ان حروف شرط وغیرہ کے داخل ہونے سے پہلے وہ قضیہ مرکب تام ہوتا ہے کیکن جب بیحروف وغیرہ اس پر داخل ہوتے ہیں تو بیمر کب ناقص ہوجا تا ہے اگر صرف مقدم کو پڑھیں یا صرف تالی کو پڑھیں کیکن اگر دونوں کو ملا کر پڑھیں تو تب مرکب تام بن جا تا ہے۔

تولد: تمادید الحکم اس قول کی غرض تشری متن ہے کہ تضید شرطید (خواہ متعلد ہویا متعلد ہویا متعلد ہویا متعلد ہویا متعلد ہویا متعلد ہوتا ہے جا الات پر ہوتا ہے بینی مقدم کے وہ حالات بن کا مقدم کے حالات ہوتا ہے جا گرمقدم کے تمام حالات برتام اتصال یا انفصال ہوتو اسکوشر طیہ کلیہ کہتے ہیں۔

: قوله : فنكلية :وسنور هنا في المتصلة الموجبة كلماومهماومتي وما في

معناها وفي الهنفصلة دائها وابدا ونحو هما هذا في الموجبة واما السالبة

مطلقا فسورها ليس البتة .

ترجمہ:اس کلید کاسورمتصلہ موجبہ بیش کلما اور مہما اور متی اور ہروہ لفظ ہے جوان کے معنی بیس ہواور منفصلہ میں دائما اورابدااوران کی مثل جولفظ ہویہ تو موجبہ میں ہے۔بہر حال سالبہ میں مطلقا سور لیس البتۃ ہے۔

مكلية وسودها اس قول كى غرض كه تضير طيه كاسور بتلا تامقصود بـ

(۱)متعله موجبه كاسوركلما محمامتي متى مادغيره -

(۲) منفصله موجبه کاسور دائما رابدأب

(۳) سالبه خواه متصله هو یامنفصله ان دونون کا ورلیس البتة ہے۔

وَلَهُ: ﴿ أَوْ بِعَضْهَا مِنْطَلَقًا : أَيْ بَعَضًا غَيْرَ مَعِينَ كَقُولُكُ قَدْ يَكُونَ أَذَا كَان

الشئى حيوانا كان انسانا.

ترجمه يعى عم بعض غير معين بربوجيت تيراقول قد يكون اذا كان الشنى حيوانا كان

نسانا

اوبعضها اوراگرقضية شرطيه شي حم اتسال يا انفسال مقدم ك بعض حالات پر بواورده بعض غير مين بواس كوجز تريش طيد كتي بين جيسے قديد كون اذا كان هذا الشندى حيولُ اللَّكان انساناً _

: فَوْلُه : فَجَرَئِيه : وسور ها في الموجبة متصلة كانت او منفصلة الديكون

ونى الصالبة كذلك قد لا يكون .

ترجمہ: اور جزئید کا سورموجہ میں متعلد ہو یا منفصلہ قد یکون ہے اور سالبہ میں ہمی ای طرح قد لا یکون ہے۔

منجونيه : جزئيهموجه كاسورخواه متعليه وياجزئيهم مفصله ال كاسورقد يكون موتا ہے۔

اور شرطیہ جزئیر سالبہ کا سور قد لا یکون ہے۔

مولا : من منسخ سید شارح کی غرض شرطیہ فضیہ کی تعریف اور مثال دیتا ہے۔

شخصیه شرطیه و قضیه به جس ش اتصال یا انفصال کا تکم مقدم کی کی حالت متعین پر موجید ان جنتنی الیوم فا کرمنگ .

: قوله: والا: اي وان لم يكن الحكم على جميع تقادير المقدم ولا على بعضها

ترجمہ ایعنی اگر عمم ندمقدم کی جمع تقادیر پر ہواور نہ بعض پر بایں طور کہ مطلقا سکوت کیا جائے کلیت اور بعضیت کے بیان سے قضیم ہملہ ہے۔ جیسے اذا کان الشنی انسانا کان حیوانا۔

و منوف ا والا شارح ي غرض شرطيه مهلدي تعريف كرنا بـ

شرطیه مهمله و وقضیه ب جس میں حکم مقدم کے حالات پر ہولیکن کمیت افراد بیان نہ ہو۔

جيے: اذاكان الشئى انساناً كان حيواناً.

: قوله: ﴿ فِي الْأَصِيلُ : أَي قَبِلُ دِخُولُ إِدَاةَ الْأَتْصِيالُ وَالْأَنْفُصِيالُ عَلَيْهِمِا .

ترجمه یعنی ادا ة اتسال وانفسال کے ان طرفین پردافل مونے سے پہلے۔

هى الاصل تشريح متن كه تضيير طيه اصل من دوقفيه موت بي اداة شرط كه داخل مون ما

ے پہلے۔

متوله . حصليتيان : كمقدوله في الشهاء الشهاد ما الما الماد الماد الموجود علن

طرفيها وهما الشمس طالعة والنهار موجود الضيتان حمليتان.

ترجمه بيد بهارا قول ان كانت الشمس طالعة الخيس بلاهبداس كى دونو لطرفين اوروه بيل العديد

القنس طالعة اورالنهارموجود دوقضية تمليه بين

حملیتان اس قول پس شارح نے اس قضیر شرطید کی مثال بیان کی ہے کہ اوا ق شرط کو ہٹا دو تو وہ درا کا الشد مس طالعة و وقضیے حملیے ہوں جیسے ان کسانست الشد مس طالعة فالنهاد موجود (۱) الشد مس طالعة (۲) النهاد موجود -

قوله . او متحملتان : كـ تولنا كلما ان كانت الشبس طالمة فالنهار موجود

فكلما لم يكن النهار موجودا لم تكن الشمس طالعة فان طرفيها وهما قولنا ان

كانت الشيس طالعة فالنهار موجود وقولنا كلِّما لم يكن النهار موجود الم يكن

الشَّمس طالعة فضيتان متصلتان .

ترجمه: جیسے ہمارا قول کلما ان کانت الفتس طالعة فالنمار موجود فسكلما لم يكن النهار موجود الميكن ...

القمس طالعة پس بلاهبهه اس قضيه كي دونول طرفين اوروه بين جارا قول ان كانت القمس طالعة

فالنهارموجوداور بهارا قول كلمالم يكن النهارموجودالم يكن الفنس طالعة دوقضية متصلح بين _ ... من المقال

مت مسلقان یاوه دوقضیے متعلم ہوں گے۔جیسے ان کانت انقنس طالعۃ فالنھارموجودکلمالم یکن انقمس طالعۃ لم یکن النھارموجود آ۔ادا ۃ شرط ہٹا دوتو دوطرف مقدم اور تالی قضیے متصلہ ہیں۔

: مراعة : او مستخصص التان : كقولنا كلما كان دائما اما ان يكون العدد زوجا او

فردا فدائها اما ان یکون العدد منقسما بمتساویین او غیر منقسم بهما

ترجمه. جیسے جهاراقول کلما کان دائما اما ان یکون العدد زوجا اوفر دا فدائما اما ان یکون العدد منقسما بمعسا دبین اورغیر منقسم بهما _

منغصلتان ياده دوقفي منفصله بول كرجي كلما كان دائماً اما ان يكون هذ العدد زوجاً اوفرداً فدائماً اما ان يكون منقسماً بمتساويين اوغير منقسم

: قوله: | أو مختلفتان: بنان يكون أحد الطرفين حملية أوالأخر متصلة أو

احدهها حملية والاخر منفصلة او احدهها متصلة والاخر منفصلة فالاقسام

ستة وعليك باستخراج ماتركناه من الامثلة .

الى ان تضم اليه قولك فالنهار موجود

ترجمہ بایں طور کہ دوطر فوں بیل ہے ایک ہملیہ ہواور دوسری متعلہ ہویاان بیں سے ایک جملیہ اور دوسری منفصلہ یاان بیل سے ایک متعلہ اور دوسری منفصلہ ہو پس بیر چھاقسام ہوئیں اور لازم ہے تھھ بران مثالوں کو نکالنا جن کوہم نے چھوڑ دیا ہے۔

مختلفان یاوه دونول قضیم مختلف بول کے اس کی کل چیمورتیں بنتی بیں۔(۱) مقدم حملیہ اور تالی متعلم ملیہ اور تالی متعلم (۲) مقدم متعلم اور تالی متعلم (۲) مقدم متعلم اور تالی متعلم منفصلہ (۵) مقدم منفصلہ اور تالی متعلمہ اور تالی اور تالی متعلمہ اور تالی تالی اور تالی تالی تالی تالی تالی اور تالی تالی تالی تالی تالی ت

نون چواختلافی صورتیں تین اتفاقی صورتیں کل نوصورتیں۔ پیونشمیں متعلیمیں ہوں گی اور نومنفصلہ میں کل اٹھار وشمیں بنتی ہیں۔

: قوله: عن التمام: أي أن ينمنج السكوت عليهما ويحتمل الصدق والكذب

مثلاً فتولنا الشهس طالعة مركب تام خبرى محتمل للصدق والكذب ولا نعنى بالشخية الا هذه فاذا ادخلت عليه اداة الاتصال مثلاً وفلت ان كانت الشمس طالعة لم يصح حينئذ ان يسكت عليه ولم يحتمل الصدق والكذب بل احتجت

ترجمہ: یعنی اس بات سے سکوت کرنا ان پرضیح ہواور صدق اور کذب کا اختال رکھے جیسے انفٹس طالعة مرکب تا م خبری ہے۔اور صدق و کذب کا اختال رکھتا ہے۔اور ہم نہیں مراد لیتے قضیہ سے گر

یمی جب تو اس پرمثلا اوا ة اتصال داخل کروے اور کیمان کا نت انفٹس طالعۃ تونہیں صحیح ہوگا۔

اس دقت که تواس پرسکوت کرے اور نہیں احتمال رکھے گا۔ وہ تضییصد تی اور کذب کا بلکہ تو مختاج ہو گا۔اس بات کی طرف کہ ملائے اس کی طرف مثلا اپنائی تول فالنہار موجود۔

عن المتعام ال قول مل شارح نے یہ بیان کیا ہے کہ تضیر وف اتصال اور انفصال کے ملنے سے پہلے تام ہوتا ہے اور اس پرسکوت کرنا درست ہوتا ہے ۔ تھم موجود ہوتا ہے اور وہ صدق اور کذب کا حتمال رکھتا ہے جیسے المشمسس طالعة لیکن جب اس پراوا قاتصال اور انفصال واضل کردیے جا کیں تو اس وقت تضیہ میں کوئی تھم نہیں رہتا اور مرکب ناقص بن جاتے ہیں اور ان

پرسکوت کرنامیچ نبیس ہوتا اور *معد*ق اور کذب کا احمّال بھی نبیس رکھتے۔

منطقی حضرات کہتے ہیں نہ تھم مقدم ہوتا ہے نہ تالی میں بلکہ بیددونوں مفرد کے تھم میں ہوتے ہیں اور حکم میں ہوتے ہیں اور حکم مقدم تالی کے درمیان میں ہوتا ہے جب مقدم میں حکم نہیں ہوتا تو تالی کو ملانا ضروری ہے تو تالی کے ساتھ ملنے کے تاج ہوتے ہیں جیسے ان کانت الشمسس طالعة تواب بیانالمار موجود کا تتاج ہے۔

﴿ بحث التناقض ﴾

متن كي تقرير

فعل التناقض: قضايا كى بحث فتم اب تناقض كى بحث شروع -

اس متن میں کل چار ہاتیں ہیں۔ پہلی ہات نناقض کی تعریف دوسری ہات نناقض کی شرا لط تیسری بات موجہات میں سے بسالط کی نقائض اور چو ہات موجہات میں سے مرکبات کی نقائض کو بیان کیاہے۔

تناقض کی تعریف _ تناقض کے لغوی معنی بٹی ہوئی رسی کو کھولنا پھراس کو مطلق ابطال کی طرف نقش کردیا۔ کہ دو تقلیل کے دوسرے کو باطل کرنا۔ اور یہ باب تفاعل سے ہے کہ جس میں تشارک ہوتا ہے۔ اور اصطلاح میں المتناقض اختلاف القصیمین بحیث بلزم لذات من صدق کل

كذب الاخرى اوبالعكس

تاقض کی تعریف نیے ہے کہ دوتھیوں میں ایسا اختلاف ہو کہ ایک تضیہ کو ہا دوسرے تضیہ کے کذب کولازم ہو۔ کذب کولازم ہو۔

فوائد قیود: التناقض یہ بمزلہ جنس کے ہے اور اختلاف القصیتین یفصل اول ہے اس سے اس اختلاف کونکال دیا جو کہ دومفردوں کے درمیان میں ہو۔

اور بحیث بلزم لذات یفصل ثانی ہے تو اس سے اس اختلاف کو لکال دیا کہ جو ذات کی وجہ سے نہ ہو بلکہ کسی واسطے کی وجہ سے ہو۔ جیسے زید انسسان و زید لیسس بساطق ۔ ابھی یہال پر تناقض واسطے کے ساتھ ہے وہ واسط یہ ہے کہ پہلے انسان کو ناطق کے معنی میں لیس سے پھر تناقض پیدا ہوگا۔ یا پہلے ناطق کو انسان کے معنی میں لیس سے پھران کے بیان میں اختلاف جو ہوگا تو اسکو لکال دیا۔

اور من صدق کل کذب الاخری او ہالعکس۔ یفصل ٹالٹ ہے اس سے ان قضیوں کے اختلاف کو نکال دیا کہ جس میں دونوں سیجے ہوں یا دونوں جموٹے ہوں۔

دوسری بات به تناقض کی شرا کط

اوراس کےعلاوہ میں اتحاد ضروری ہے۔اور ماعدامیں جا رند جب ہیں۔

ند ہب اول۔ پہلا ند ہب یہ ہے کہ آٹھ چیزوں میں اتحاد ضروری ہے۔وہ آٹھ چیزیں اس شعر میں مذکور ہیں۔ در تناقض هشت وحدت شرط دان وحدت موضوع ومحمول ومكان وحدت شرط واضافت جزء وكل توت وفعل است دراخرز مان

ند بهب ثانی دوسراند بهب بیه به که تین چیزون میں اتحاد ضروری بے موضوع محمول اور نسبت تامه خبر بیر میں انہوں نے شرط جزء اور کل کو وحدت موضوع کے تحت لے لیا ہے اور وحدت مکان واضافت وقو ق وقعل کومحول کے تحت لیا ہے۔

ند ہب ثالث ۔ تیسراند ہب بیہ ہے کہ دو چیز وں میں اتحاد ضروری ہے موضوع اور محمول میں انہوں نے زمان کومحمول کے تحت لیا ہے ۔

> ندهبرالع ایک چیزیس اتحاد ضروری ہاوردہ نبت تا مخریہ ہے۔ شرح کی تقریر:

: فَوْلُهُ : اخْتَلَافَ التَّضْيِتِينَ : فَيْدِ بِالتَّضْيِتِينَ دُونَ الشَّيْئِينَ اما لأنَّ التَّناطُسُ لأ

يكون بين المفردات على ما فيل واما لأن الكلام في تناتخى القضايا . .

ترجمہ مقید کیا ہے۔ تھیمین کے ساتھ نہ کہ تھیمین کے ساتھ یا تو اس لیے کہ تاقض مفردات کے درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ کہا گیا ہے اور یا اس لیے کہ کلام قضایا کے تاقض مین جاری ہے۔ اختلاف المقضیتین اس قول میں شارح کی غرض تاقض کی تعریف میں قطبیتین کی قید کا فاکدہ بتانا ہے۔ منطقیوں کے نزویک تناقض اختلاف القضیین کو کہتے ہیں اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ ایک موجبہ ہوایک سالبہ۔ جس طرح زید قائم۔ زیدلیس بقائم ۔ کہ قطبیتین کہا ہے تھیمی نہیں کہا۔ اس لیے کہ تاقض مفردات میں ہوتا ہی نہیں لیکن یہ کرور ہے۔ اس لیے اس و تمریض کے کلے علی ما قبل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یا دومفردوں میں تناقض ہوتو سکتا ہے لیکن ہم دومفردوں کے درمیان کے تاقض بیان نہیں کریں۔ اس لئے کہ ہماری بحث اس تناقض میں ہے جو قضایا میں ہو اور بیمفردات ہماری بحث سے خارج ہیں۔ اور بیمفردات ہماری بحث سے خارج ہیں۔

: قرك: بحيث يلزم لذاته أه خرج بهذا القيد الاختلاف الواقع بين الموجبة

والسالبة الجرئيتين فانهما قد تصدفان معانحو بعض الحيوان انسان وبعضه

ليس بانسان فلم يتحقق التناقض بين الجزئيتين _

ترجمہ: اس قیدسے وہ اختلاف نکل جائے گا۔ جوموجبہ جزئیداور سالبہ جزئیدے درمیان واقع ہو کیونکہ وہ دونوں بھی اکھٹے سچ آجاتے ہیں۔ جیسے بعض المحیوان انسان و بعضہ لیس بانسان پس دوجز وئیوں کے درمیان تناقض محقق نہیں ہوگا۔

بحیث یلزم دناقہ: اس قول میں شارح کی غرض تناقض کی تعریف میں بحیف میرم کی قید کا فاکدہ
بتانا ہے۔ کہ اس سے اس اختلاف کو نکال دیا جو دوجز نیوں کے درمیان ہو۔ کیونکہ بعض اوقات
دونوں تضیے جزیئے صادق آ جاتے ہیں۔ حالانکہ تناقض کہتے ہیں کہ ایک تضیہ کا صدق یا کذب
دوسرے قضیہ کے صدق یا کذب کو لازم پکڑے لینی تضیہ ایک سی ہوتو دوسرا لاز ما جموٹا ہو۔ اور
دونوں قضیہ جزیئے سی آ جاتے ہیں۔ تو تناقض کیے ہوگا مثلاً ایک موجہ جزئیہ ہواور دوسرا سالبہ
جزئیہ ہوتو تناقض نہیں ہوگا کیونکہ دونوں سیچ ہوتے ہیں جسے بعص الحیوان انسان اور بعض
الحیوان لیس بانسان ان میں تناقض نہیں کیونکہ دونوں سیچ ہیں بلکہ تناقض کیت میں کے اختلاف
میں ہوگا اور ہوگا بھی محصورات میں۔

: قوله: او بالعكس: اي ويلزم من كذب كل من القضيتين صدق الاخرى

خرج بهذا القيد الاختلاف الواقع بين الموجبة والسالبة الكليتين فانهما قد

تكنبان معانحو لاشنى من الحيوان بانسان وكل حيوان انسان فلا يتحقق

التنات في بين الكليتين ايضا فقد علم ان القضيتين ان كانتا محصورهتين

يجب اختلافهما في الكم كما سيصرح المصنف َّبه ايضا.

لینی دوتفیوں میں سے ہرایک ک کذب سے لازم آئے دوس تفیے کا صدق اوراس قیدسے وہ اختلاف نکل جائے گا۔ جوموجہ کلیداور سالبہ کے درمیان واقع ہو پس بلا شہد وہ بھی دونوں ا کھٹے جھوٹے ہوجاتے ہیں۔ جیسے لا شنسندی من السحیدوان بسانسان و کل حیوان انسان پس جھوٹے ہوجاتے ہیں۔ جیسے لا شندی من السحیدوان ہانسان و کل حیوان انسان پس خیش معلوم ہوگیا۔ کدونوں تفیے اگر محصورہ نہیں تحقق ہوگا تناقش دوکلیوں کے درمیان بھی پس تحقیق معلوم ہوگیا۔ کدونوں تفیے اگر محصورہ

ہوں تو واجب ہے۔ کم میں ان کامختلف ہونا جبیا کہ عقریب مصنف مجھی اس کی تصریح فرمائیں سے۔

ما معدس شارح کی غرض تاقض کی تعریف میں بالعکس کی قید کا فائدہ بتانا ہے کہ اس سے اس اختلاف کو نکال دیا جو دوکلیوں کے درمیان ہو۔ کیونکہ یہ دونوں جموٹے بھی ہو سکتے ہیں حالانکہ تاقض کی تعریف کی کہ ایک قضیہ جا اور دوسرا جموٹا ہوجس طرح دونوں قضیہ جو ہوں تو تناقض نہ ہوگا ایک سالبہ کلیہ اور دسرا موجبہ کلیہ ہوجیہ لاشنے من الحیوان بانسان اورکل حیوان انسان یہ دونوں جموٹے ہیں۔ اور اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر دوقضیے محصورے ہوں تو ان کا کمیت میں اختلاف واجب ہے۔

: قوله: ولا بدمن الاختلاف: اي يشترط في التناقض ان يكون احدى

التضيتين موجبة والاخرى سالبة ضرورة ان الموجبتين وكذا السالبتين قد

تجتمعان فني الصدق والكذب معاثم ان كان القضيتان محصورتين يجب

اختلافهها في الكم ايضا كها مر ثم ان كانتا موجهتين يجب اختلافهها في

الجهة فان الضيروريتين قد تكذبان معانحو لا شئي من الانسان بكاتب

بالضرورة وكل انسان با لضر رة والممكنتين قد تصدفان معا كقولنا كل انسان

كاتب بالامكان العام ولا ششي من الانسان بكاتب بالامكان العام ـ

ترجمہ: یعنی تناقض میں شرط لگائی جاتی ہے۔ کہ دوقضیوں میں سے ایک موجبہ ہواور دوسرا سالبہ ہو

ہوجہ اس بات کہ ضروری ہونے کے کہ دوموجبہ اور دوسالبہ بھی صدق اور کذب میں ا کھنے جمع ہو

جاتے ہیں۔ پھراگر دونوں قضیے محصورہ ہوں تو کم میں بھی ان کا مختلف ہونا واجب ہے۔ کما مرپھر

اگر دونوں قضیے موجبہ ہوں توجہت میں ان کا مختلف ہونا واجب ہے۔ پس بلاشبہہ دونوں ضرور سیر

میں اکھٹے جموئے ہوجاتے ہیں۔ جیسے لاشنسی مین الانسیان بکاتب بالصرورة و کل

انسیان کی اتب بالصرورة اور دونوں ممکنہ بھی ا کھٹے سیچ ہوجاتے ہیں۔ جیسے ہماراقول کل

انسیان اللہ ۔

لا مدمن الاختلاف اس تول ی غرض تناقض کی شرا نظ میں ایک شرط کا بیان ہے۔ تناقض کے

لیے دوشرطیں ہیں۔

بهلس مشرط دونول قضير تين چيزول ميس مختلف مول - (١) کميت (٢) کيفيت (٣) جهت ـ (۱) کلیت جزئیت میں مختلف ہوں مثلاً ایک قضیہ کلیہ ہوتو دوسرا جزئیہ ہو۔اس کئے کہا گر دونوں کلیہ یا دونوں جزئیہ ہوں تو تناقض نہیں ہوگا جیسے پہلے تول میں مثالیں گزر چکی ہیں۔

(٢) كيفيت ميں مختلف ہوں مثلاً ايك موجبہ ہوتو دوسرا سالبہ ہو۔اسليے بھی اگر دونوں موجبے ہويا

وونوں سالبہ ہوں تو دونوں قضیے سیج آ جاتے ہیں مثلاً دونوں موجبہ سیج آئے اس کی مثال

كل انسان حيوان اوربعض الحيوان انسان - اور دوسرا سالبه سيح مول اس كي مثال لاهني من الانسان بفرس_اوربعض الانسان ليس بفرس يهال بعض الانسان سے مرادوہ جوموجود فی الخارج ہوں اور بھی دومو جے جھوٹے میں بھی ہوتے ہیں جیسے کل انسان فرس اور بعض الانسان فوس یہاں بھی بعض الانسان مرادموجود فی الخارج ہیں اور دوسا لیے کذب میں جمع ہوجاتے ہیں جيي لاشت من الانسان بناطق بعض الانسان ليس بناطق اوربعض انسان مرادموجود في الخارج ہے۔

المحاصل للمجب كيفيت مين دوقضيه متفق هول تو تناقض نهين هوسكتا تو دوسري چيزيه هو كي تناقض کی کہ دوقضیے کیفیت (ایجاب دسلب) میں مختلف ہوں۔

(٣) جهت میں بھی مختلف ہوں لینی اور اگر دونوں قضیے موجھے ہوں تو ان کا جہت میں اختلا ف ہونا ضروری ہے۔ کہ اگر ایک تضیہ میں جہت ضرورت کی ہوتو دوسرے تضیہ میں جہت امکان کی ہو کیونکہا گر دونوں میںضرورت کی جہت ہوتو دونو ں جھوٹے بھی ہو سکتے ہیں۔جیسے لامشنسی من الانسان بكاتب بالضرورة _ وكل انسان كاتب بالضرورة يدونو ل جمون مير س اورا گروونوں میں امکان کی جہت ہوتو دونوں صادق بھی آ سکتے ہیں جیسے کیل انسسان کے اتب بالامكان العام ولاشئى من الانسان بكاتب بالامكان العام بيرونول تضير سيح بير یہاں تک شرط اول کا بیان تھا کہ جس میں دونوں قضیے کا اختلاف ضروری ہے آ گے دوسری شرط کا بیان جہاں اتحاد ضروری ہیں آٹھ چیز وں میں وہ شرط یہ ہے کہ

: فوك: والاتحاد فيما عداها: أي ويشترط في التناقض اتحاد القصيتين

فيماعد االامور الثلاثة المذكورة اعنى الكم والكيف والجهة وقد ضبطوا هذا

الاتحاد في ضمن الاتحاد في الامور الثمانية فال فائلهم قطعة .

ورتناقض مهشت وحدت شرط دان وحدت موضوع ومحمول ومكان

وحدت شرط واصافت جزء وكل قوت وفعل است درآ خرز مان

یعنی اور تناقض میں شرط ہے دونوں تضیوں کا متحد ہونا امور ثلاثہ ندکور ہ لیعنی کم کیف اور جہت کے

علاوہ میں ادرانہوں نے ضبط کیا ہے۔اس اتحاد کوامور ثمانیہ کے اتحاد کے شمن میں کہا ہے۔ان

کے کہنے والے نے در تناقض الخ یہ

والاقت د هندها عداه ووسرى شرط اتحاد والى كابيان دونول قضية محمد چنزول مين متحد بول وه

آتھ چیزیں یہ ہیں جن کوشاعر نے شعرمیں بندکیا ہے شمر

در تناقض ہشت وحدت شرط داں

وحدت وموضوع محمول ومكان

وحدت شرط واضافت وجزء وكل

قوت وفعل است درآ خرز مان

متن کی تقریر

تیسری بات ۔ بسا بَط کی نقائض : ماتنؓ نے بسا بَط میں سے چیو قضا یا بسیطہ کی نقائض کو بیان کیا ہے۔ دوبسا کط کی نقائض کو بیان نہیں کیا وہ وقعیہ مطلقہ اورمنتشر ہ مطلقہ ہیں جس کی وجہشرح کی تقریر میں شارح نے بیان کی ہے۔ تو ماتن نے با نط کی نقائض کواس طرح بیان کیا ہے کہ ضرور یہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ آتی ہے۔اور دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ آتی ہےاورای طرح ان کے برعکس ان کی نقیض آ ئے گی ۔ لیعنی ممکنه عامہ کی نقیض ضرور بیہ مطلقہ آتی ہے اور مطلقہ عامہ کی نقیض وائمیہ مطلقة آتى باورمشروطه عامه كي نقيض حيديه مكنة تى باورعر فيه عامه كي نقيض حيديه مطلقة آتى ب-

شرح كى تقرير

: تمله: والنقيض للضرورية :اصلم أن نقيض كل شئى رفعه فنقيض الشضية التي حكم فيها بيضرورية الايجاب أو السلب هو قضية حكم فيها بسلب تبلك النضرورية وسبلب كل ضرورة هو عين امكان الطرف المقابل فنقيض ضرورة الابجاب امكان السلب ونقيض ضرورة السلب امكأن الابجاب ونتييش البدوام هبو سبلب الدوام وقد عرفت انه يلزم فعلية الطرف المقابل فترضع دوام الإيجباب بسنزمسه فتعلية الإيجبات فبالتهمكنة العام نقيض صبريح للنضرورة المطلقة ووالمطلقة العامة لازمة لنقيض الدائمة المطلقة ولهالم يكن لنقسضها التصيريح وهنو اللادواميه فهنوم محصل معتبريين القضايا الستداولة المتعارفة فالوا نقيض الدائهة هو المطلقة العامة ثم اعلم ان نسبة الحينية الممكنة الى المشروطة العامة كنسبة الممكنة العامة الى الضرورية فنان الحينية الممكنة مي التي حكم فيهابسلب الضرورة الوصفية اي المضيرورية مادام الوصف عن الجانب المخالف فتكون نقيضا صريحا لم حكم فيها بتضرورية الجنانب الموافق بجسب الوصف فقولنا بالضرورة كل كاتب متحرك الاصابع مادام كاتبا نقيضه ليس بعض الكاتب بمتحرك الاصابع حين هو كاتب بالأمكان ونسبة الحينية المطلقة وهي قضية حكم فيها بفعلية المنسبة حيين اشتصاف ذات المهوضوع ببالوصف العنواني في العرفية العامة كنسبة المطلقة العامة الى الدائمة وذلك لأن الحكم في العرفية العامة بدوام التنسبة منادام ذات الموضوع متصفة بالوصيف العنواني فنقيضها الصبريح هو سلب ذلك البدوام ويشرمنه وقوع الطرف المقابل في بعض اوفات الوصف البعشوانس وهبذا مبعنيبالبحيتية المطلقة المخالفة للعرفية العامة في الكيف فنقبض قولنا بالدوام كل كاتب متحرك الاصابع مادام كاتبا قولنا ليس بعض الكاتب بمتحرك الاصابع حين هو كاتب بالفعل والمصنف لم يتعرض تبيان نقسض البوقتية والبهنتشرة المطلقتين من البسائط اذلا يتعلق بذلك غرض فيها سياتي من مباحث العكوس والاقيسة بخلا فباقي البسائط فتامل. ترجمہ: تو جان لے کہ ہرشکی کا رفع ہے۔ پس اس قضیے کی نقیض جس میں حکم ایجاب یا ساب کی

ضرورة کے ساتھ ہووہ تضیہ ہے۔جس میں حکم اس ضرورة کے سلب کے ساتھ ہواور ہرضرورة کا سلب وہ بعدیہ جانب مخالف کا امکان ہے۔ پس ایجاب کےضروری ہونے کی نقیض جانب مخالف سلب کا امکان ہے۔اورسلب کے ضروری ہونے کی نقیض ایجاب کامکن ہونا ہے۔اور دوام کی نقیض سلب دوام ہے۔اورتو بیجیان چکا ہے۔کہسلب دوام کولازم ہے۔جانب مخالف کی فاعلیت پس دوام ایجاب کے رفع کوسلب کی فعلیت لازم ہے۔اوردوامسلب کے رفع کوایجاب کی فعلیت لازم ہے۔ پس مکنہ عامہ صریح نقیض ہے۔ضرور بیہ مطلقہ کی اور مطلقہ عامہ دائمہ مطلقہ کی نقیض کو لازم ہے۔اور جب کنہیں تھا۔اس کی صریح نقیض کے لیےاور وہ ہے لا دوام کوئی ایسامنہوم جو حاصل کیا گیا ہومعتبرہ منداولہ متعارفہ قضایا کے درمیان تو کہا ہے۔انہوں (مناطقہ) کہ دائمہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے۔ پھرتو جان لے کہ حیبیہ مکنہ کی نسبت مشروطہ عامہ کی طرف مکنہ عامہ کی نبت کی طرح ہے۔ ضرورید کی طرف پس بلا شہد حیدید مکندوہ قضیہ ہے۔ جس میں ضرورت وصفیدسلب کا تھم لگایا ہولیعنی ضرورت مادام الوصف کے جانب مخالف سےسلب ہونے کے ساتھ پس وہ فقیض صرتے ہوگا۔اس قضیہ کی جس میں حکم لگایا گیا ہو۔ باعتبار وصف کے جانب موافق کے ضروری ہونے کے ساتھ پس ہمارا قول بالضرورة کل کا تب الخ اس کی نقیف لیس بعض الکا تب الخ ہےاور حیبیہ مطلقہ کی نسبت اور حیبیہ مطلقہ وہ قضیہ ہے۔جس میں نسبت کی فعلیت کے ساتھ حکم ہوذات موضوع کے وصفعنوانی کے ساتھ متصف ہونے کے وقت سے (حیبیہ مطلقہ کی نسبت) عرفیه عامه کی طرف ایسے ہے۔ جیسے مطلقہ عامہ کی نسبت دائمہ کی طرف ہے۔ اور بیاس لیے ہے كه حكم عرفيه عامه مين نسبت كے دائى ہونے كے ساتھاس وقت تك ہوتا ہے۔ حبتك ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ موصوف ہو پس اس کی نقیض صریح وہ اس دوام کا سلب ہے۔اور جانب مخالف کا واقع ہونا وصف عنوانی کے بعض اوقات میں بیاس کولازم ہے۔اور بیمفہوم ہے۔ اس حیدیه مطلقه کا جو کیف میں عرفیه عامہ کے مخالف ہو پس ہمارے قول بالدوام کل کا تب الخ کی نقیض ہمارا قول کیس بعض الکا تب الخ ہےاورمصنف ؒ بسا بَط میں سے وقتیہ مطلقہ اورمنتشرہ مطلقہ کی

نقیض کے بیان کرنے کے در پنہیں ہوئے کیونکہ ان کے ساتھ کوئی غرض متعلق نہیں ہوتی ان

قیاس اورعکوس کی مباحث میں جوعنقریب آرہی ہیں۔ بخلاف باقی بسا نظ کے پس توغور کرلے۔

النقيض للضرودية: القول مين شارح نے چندبا تيں بيان كي بين _

(۱) نقیض کی تعریف کی ہے۔ (۲) چھ بسا کط کی نقیض کی تفصیل اور وجہ بیان کی ہے۔

(۳) اعتراض کا جواب ہے۔ (۴) دوبسیطوں کی نقیض بیان نہ کرنے کی وجہ بیان کی ہے۔

(۵) فتأمل كالمطلب

پہلی بات بنقیف کی تعریف کی ہے کہ رفع الشئی نقیضہ نقیض کہتے ہیں کسی شکی کواٹھا دینا مثلاً انسان کی نقیض لا انسان ہوگئ اور ضرورت کی نقیض کہ اس ضرورت کا اٹھا دینا عدم ضرورت ہوگی۔

قضایابسائط سته کی تفصیل

(۱) ضدودیه مطلقه می نقیض ضروریه مطلقه کی نقیض ممکنه عامه آتی ہے۔اس لیے که ضروریه مطلقه میں نسبت کا جوت یا سلب ضروری ہوتا ہے اب بیاس کی بینقیض آئے گی که ضرورت کواٹھا دیا جائے کہ جوت اور سلب ضروری نہیں اوریہ مکنه عامه بنتا ہے جبوت ضروری نہیں ہوتو مکنه عامه میالیہ ہوگا۔

انسسسسا ضرور بیمطلقه کی نقیض مکنه عامه آتی ہے پھراس کی چارصور تیں بنتی

ہیں۔(۱) ضرور بیہ مطلقہ موجبہ کلیفیض ممکنہ عامہ سالبہ جزئیر آئے گ۔

(۲) ضرور بیہ مطلقہ موجبہ جزئی کی نقیض مکنہ عامہ سالبہ آتی ہے۔

(٣) ضروريه مطلقه سالبه كليه موكي نفيض مكنه عامه موجبة رئية تى ب_

(٣) ضرورىيە مطلقە سالبەجزئىيكى نقيض مكنه عامه موجبكلية تى ہے۔

نید سیچاراحمالات ہرقضیہ کی نقیض میں ہوں گے قضایا بسا بط کی آٹھ قشمیں تھیں ان کو چار کے ساتھ ضرب دیں تو کل بتیں احمالات بنتے ہیں۔

اور دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامداس وجہ ہے آتی ہے کہ ہم نے دائمہ مطلقہ کی پہلے تعریف کی ہے

کہ دائم مطلقہ وہ بسطہ ہے کہ جس میں محمول اور موضوع کے در میان نسبت مذکور ہے وہ ہمیشہ کے لیے ہو

(۲) دائعه مطلقه کی نقیض وائمه مطلقه کی نقیض مطلقه عامه آتی ہاس لیے دائمه مطلقه کا مفہوم میں دوام کی قید ہوتی ہے (کہ مطلقه کا اب اس کی اصل نقیض لا دوام ہے (کہ ثبوت دوام اور سلب ہمیشہ نہیں) جب دوام ہمیشہ نہیں تو اس کو لا زم ہے فعلیت کیونکہ ہمیشہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تین زمانوں میں سے کس زمانے میں تو ہو یکی مطلقہ عامہ ہے اس لیے دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامه آتی ہے اور مطلقہ عامه کی نقیض دائمہ مطلقہ آتی ہے۔

انحاصل دائمه مطلقه کی اصل نقیض لا دوام ہے کیکن لا دوام کے معنی میں کوئی قضیه ستعمل نہیں

اس لیے ہم نے مجاز أمطلقه عامہ کواسکی نقیض بنایا ہے کیونکہ لا دوام کومطلقه عامہ لا زم ہے۔

اعتراض که جب مطلقه عامه دائمه مطلقه کی نقیض کولا زم تھااوراس کی نقیض نہیں تھا تو یہ کس طرح صحیح ہوا کہ مطلقہ عامہ کودائمہ مطلقه کی نقیض بنا دیا۔

جواب ۔ شارح کہتے ہیں کہ جب دائمہ مطلقہ کی نقیض کے لیے کوئی صریح لفظ نہ تھا۔ اور وہ لا دوام ہے تو ہم نے مجبوراً اس کونقیض بنایا جو لا دوام کو لا زم تھا اور اس سے مجھ میں آتا تھا۔ اور وہ فعلیت تھا۔

: مسافید: کمشروطه کا نقیض حیدیه مکنداور عرفیه عامه کی نقیض حیدیه مطلقه آتی ہے جس کو سجھنے سے پہلے دو تمہیدی بات یہ ہے کہ حیدیه مطلقه اور حیدیه مکنه کی تعریف اور دوسری بات ان کی وجہ تسمید ۔ تعریف اور دوسری بات ان کی وجہ تسمید ۔ تو پہلی بات کہ حیدیه مطلقه کی تعریف ۔

حینیه مطلقه: وه قضیه ہے کہ جولا دوام وصفی کی قید پرمشمل ہو۔

اور حیدید مکنه: وه تضید ہے کہ جولا ضرورة وصفی کی قید پر مشتمل ہو۔

دوسری بات وجد تسمید کر حیدید مکندکوحیدیداس لیے کہتے ہیں کہ بیمقید ہوتا ہے وصف عنوانی کی قید

کے ساتھ اور مکنداس وجہ ہے کہ اس میں امکان کی جہت ہوتی ہے۔

اور حیدیہ مطلقہ اس لیے اس کو حیدیہ کہتے ہیں کہ یہ جمی متصف ہوتا ہے وصف عنوانی کی قید کے ساتھ اور مطلقہ اس وجہ سے کہ اس میں فعلیت کی قید ہوتی ہے۔

(۳) مشروط عسامه کسی نقیض مشروط عامه کی نقیق حید مکن آتی ہا س لیے که مشروط عامه کی نقیق حید مکن آتی ہا س لیے که مشروط عامه کا مضمون میں ضرور آو صفی کی قید آتی ہے (کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو) اور اس کی نقیض لا ضرور آقوفی ہے (نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو ضرور کی نہ ہو) تو اب جو تضیہ لا ضرور آقوفی کی قید پر مشمل ہوگا تو وہ مشروط عامه کی نقیق ہوگا

اورلاضرورة وصفی کی قید پر مشمل حیدیه مکند بهدامشروط عامه کی نقیض حیدیه مکنه آئے گی۔ جیسے بالضرورة کل کاتب متحوك الاصابع مادم كاتبا بيمشروط عامه ب

ہ کے وروں میں بعض الکا تب بمترک الاصابع حین هوکا تب بالا مکان بیر پیدیہ مکنہ ہے

(٤) عدونيه عامه عن مقيض عرفيه عامه كانتيض حيبيه مطلقه آتى ہے اس ليے كهم فير فيه

عامہ کی تعریف میں دوام وضفی کی قید ہوتی ہے (کہ نسبت کا ثبوت ذات کے لیے دائی ہے جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو) اور دوام وصفی کے نقیض لا دوام وصفی ہے

(كەنبىت كا ثبوت دىمف عنوانى كى حالت ميں دائى نەمو)

تواب جوقضیاس لا دوام وصفی کی قید پرمشتل ہوگا تو دوعر فیہ عامہ کی نقیض ہوگا اوراور لا دوام وصفی کی قید برمشتمل حدید مطلقہ ہے لہذاعر فیہ عامہ کی نقیض حدید مطلقہ آئے گی۔

نفيض حينيه مطلقه ليس بعض الكاتب بمتحرك الاصالع حين هوكاتب بالفعل _

نوث:حیدید مطلقه عرفیه عامه کی نقیض صریحی نہیں ہوگی خمنی ہوگی جیسا کہ دائمہ مطلقه کی نقیض مطلقه

عامة نمخى ـ

چوتھی بات ۔ وقتیہ مطلقہ اورمنتشرہ مطلقہ کی نقیض بیان نہ کرنے کی وجہ کیا ہے۔

منطقی حضرات قضایا بسا نط میں سے دقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیضوں کو اسلئے بیان نہیں کرتے کہ قیاس اور عکس کی بحث کا تعلق ان دونوں قضیوں سے نہیں ہاں البتہ مرکبات کی نقیضوں کو سجھنے کے لیے ان کی نقیضوں کو سجھنا ضروری تھا اس لئے ہم ان دوقضیے وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیض کو بیان کردیتے ہیں۔

(0) و هتیمه مسلمه کی نقیض وقتیم کمنه آتی ہاس لئے که وقتیه مطلقه کامضمون بی تھا کہ نبست کا فہوت ذات موضوع کے لیے ضروری ہو وقت معین میں اس کی نقیض آئے گی کہ نسبت کا فہوت وقت معین میں ضروری نہ ہولیکن اس معنی کے اداء کرنے کے لیے منطقیوں کے پاس قضیہ نہ تھااس لیے منطقیوں نے مکنہ کی ایک اور تم نکالی وقتیہ مکنہ۔

وقتيه مكنه كاتعريف: وقليه مكنه كتي بين كنسبت كاثبوت ايك وقت معين مي مكن مور

(1) منتشده مطلقه می مقیض منتشره مطلقه کی نقیض دائمه مکنه باس لئے که منتشره مطلقه کا مضمون بیرتھا که نسبت کا جوت ذات موضوع کے لیے ضروری ہو وقت غیر معین میں اسکی نقیض بیرآئے گی کہ نسبت کا جوت وقت غیر معین میں ضروری نہ ہواس معنی کے اداء کرنے کے لئے بھی منطقیوں کے پاس کوئی قضیہ نہیں تھا مجور آایک اور قشم نکالی ممکنه عامہ سے دائمہ ممکنه۔

دائمہ مکند کی تعریف: دائمہ مکنداس قضیہ کو کہتے ہیں کہ جانب خالف سے ہیشہ تھم کے ضروری ہونے کی نفی ہوجائے۔

نوٹ ہم نے جودوقضیے وقتیہ مکنداور دائمہ مکن لکالے ہیں یہ بھی قضایا بسا لط میں سے ہیں لیکن یہ چونکہ غیرمشہور ہیں اس لیےان کاشاران کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔

متن کی تقریر

وللمركبة المغبوم الخ

اس میں ماتن نے مرکبہ کی نقیف کے قاعدہ کو بیان کیا ہے کہ مرکبہ کی دوشمیں ہیں۔ مرکبہ جڑئیہ۔
اور مرکبہ کلیہ۔ اور دونوں کی نقیف لانے کا طریقہ وقاعدہ الگ الگ ہے۔ کہ مرکبہ کلیہ کی نقیف لانے کا طریقہ وقاعدہ الگ الگ ہے۔ کہ مرکبہ کلیہ کی نقیف لانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرکب جن دوبسا نکا سے مرکب ہوتا ہے تو ان دونوں میں سے کی ایک بسیطے کی نقیف لاعلی التعین لے آئیں تو یہ مرکبہ کلیہ کی نقیف بن جائے گایا دونوں بسیلوں کی نقیف لاکر شروع میں امالگائیں گے اور دونوں کے درمیان میں اور لائیں گے اور اس کو تصنیہ مانعۃ المخلو پر لے جائیں گے۔ تو یہ مرکبہ کلیہ کی نقیف بن جائے گا۔ اور مرکبہ جزئیہ کی نقیف لانے کا طریقہ یہ کے کہ اس میں جو تھم بعض افراد پرلگا ہے تو اس کوکل پرلگائیں گے اس کے بعد جوموضوع ایک ہوگا ہے کہ اس میں جو تھم بعض افراد پرلگا ہے تو اس کوکل پرلگائیں گے اس کے بعد جوموضوع ایک ہوگا اگر ویدموضوع کے لیے ٹابت کریں گے تو یہ تصنیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض ہوگی۔ اور اسکی نقیض کو قضیہ التر دیدموضوع کے لیے ٹابت کریں گے تو یہ تصنیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض ہوگی۔ اور اسکی نقیض کو قضیہ ملیہ مرددۃ المحمول کہتے ہیں اس لیے کہ اس میں دونوں محمول کو تاسیس التر دید ٹابت کرتے ہیں۔

: قوله: وللمركبة: قد علمت أن تقسض كيل سني رفعه فأعلم أن رفع

السهر كنب انها يكون برفع احد جهئيه لا على التعين بل على سبيل منع الخلوا

اذ يجوز ان يكون برفع كلا جزئيه فنقيض الاقضية المركبة نقيض اهد جزئيه

عللى سبيل منع الخلو فنقيض قولنا كل كاتب متحرك الاصابع بالضرورة

مادام كاتبا لا دائما اي لا شئي من الكاتب بمتحرك لاصابع بالامكان حين هو

كاتبواما بعض الكاتب متحرك الاصابع دائما وانت بعد اطلاعك على

حـقـائـق الـمـر كبـات ونـقـائـص البسائط تتمكن من استخراج تفاصيل نقائض

ترجمہ جحقیق تو نے جان لیا ہے۔ کہ ہرشک کی نقیض اس کا رفع ہے۔ پس تو جان لے کہ مرکب کا رفع سوااس کے نہیں کہ دوجز وَں میں سے بغیر تعین کے بلکہ منع الخلو کے طریقے

پر کی ایک کے رفع کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جائز ہے۔ کہ وہ مرکب کا رفع اس کی دونوں جزوں کے رفع کے ساتھ ہو پس تضیم سرائم کی نقیض اس کی دوجزوں میں سے کسی ایک کی نقیض

ہے۔ منع الخلو کے پریلنے پریس ہمارا تول کل کا تبالخ کی نقیض تضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہے اور وہ ہمارا قول یہ ہے۔ اما بعض الکا تب الخ اور تو مرکبات کے حقائق اور بسا لط کی نقیصیوں پرمطلع ہونے کے بعد مرکبات کی نقیضوں کی تفصیل ٹکا لئے پر قادر ہوسکتا ہے۔

و المهر کابة قدعامت یہاں قضایا مرکبات کی نقیضوں کو بیان کررہے ہیں اب تک بسیطوں کی نقیضوں کو بیان کیا تھا جس کا نقشہ گزر چکا ہے اب تمہارے لیے مرکبات کی نقیضوں کو سمجھنا آسان ہو گیا یہ بھی آ یے معلوم کر چکے ہو کہ قضیہ مرکبات دوبسیطوں سے بنتے ہیں۔

اس قول میں شارح نے تین باتیں بیان کی ہیں پہلی بات قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے مرکبہ کلیہ کی فقیض کے حصول کا اور دوسری بات تفصیل اس قاعدے کلیے کومثال پر منطبق کیا ہے۔ تیسری بات اس کی

دلیل بیان کی ہے۔

مناهده کلید کمی اور و تفید مرکبه جن دو تفیول بسیطول سے ملکر بنا ہے ان دونول تفیول کی علی دو علی دہ تین نکالیں گے پھران دونول تقیفوں کو آپس میں اس طرح ملائیں گے کہ شروع لفظ اما اور درمیان لفظ او داخل کر دیں گے توبیہ تفیید منفصلہ مانعة الخلو تیار ہوجائے گاتو بھی تفید مانعة الخلو اس تفید مرکبہ مشروطہ خاصہ ہے بید و بسیطوں سے بنما ہے۔ اس تفید مرکبہ کی نقیض جید کی مشل تفید مرکبہ مشروطہ خاصہ (۱) مشروطہ عامہ (۲) مطلقہ عامہ مشروطہ عامہ موجبہ کلید کی نقیض حید یہ مکن سالبہ جزئیہ ہے اور دوسرا تفید مطلقہ عامہ سالبہ کلید کی نقیض دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ آتی ہے تو مشروطہ خاصہ (مرکبہ) کی نقیض حید یہ مکن سالبہ جزئیہ الاصابح بالضرورة ما دام کا تبا لا دائما۔ لا دائما سے مطلقہ عامہ کی مثال کل کا تب متحرک الاصابح بالضرورة ما دام کا تبا لا دائما۔ لا دائما سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ای کا تب متحرک الاصابح بالفعل مشروطہ عامہ کی مثال کل کا تب متحرک الاصابح بالفعل مشروطہ عامہ کی مثال کل کا تب متحرک الاصابح بالفعل دیشر وطہ عامہ کی مثال کل کا تب متحرک الاصابح بالفعل دی تعیش الکا تب بمتحرک الاصابح بالفید کی نقیض دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ بعض الکا تب بمتحرک الاصابح بالامکان العام ادر مطلقہ عامہ کا ان دونوں بسیطوں (مشروطہ عامہ ادر مطلقہ عامہ) ان دونوں کی نقیضوں کو الاصابح بالد دام ۔ اب ان دونوں بسیطوں (مشروطہ عامہ ادر مطلقہ عامہ) ان دونوں کی نقیفوں کو الاصابح بالد دام ۔ اب ان دونوں بسیطوں (مشروطہ عامہ ادر مطلقہ عامہ) ان دونوں کی نقیفوں کو

ملائيں اما وراوکو داخل کریں اما بعض الکا تب لیس بمتحرک الاصابع بالا مکان العام اوبعض الکا تب متحرک الاصابع بالدوام پیرتضیه منفصله ما نعة الخلو تیار ہو گیا پیفیض ہوگی مشر وطہ خاصہ کی ۔

قضیه مرکبه کی چزنیات کی نقائض کا بیان

: تولك: ولكن في الجوزئية بالنسبة الى كل فرد : يعنى لا يكفى في اخذ نقيض القضية المركبة الجزئية الترديد بين نقيضى جزئيها وهما الكليتان اذ قد يكذب المركبة الجزئية كتُولنا بعض الحيوان انسان بالفعل لا دائما ويكذب كلا نقيضى جزئيها يضا وهما قولنا لا شئى من الحيوان بانسان دائما وقولنا كلا نقيض المركبة الجزئية ان يوضع كل حيوان انسان دائما وحينئذ فطريق اخذ نقيض المركبة الجزئية ان يوضع افراد الموضوع كلها ضرورة ان نقيض الجزئية هي كلام ثم تردد بين نقيضي الجزئيين بالنسبة الى كل واحد من الافراد فيقال في المثال المذكور كل حيوان اما انسان دائما اوليس بانسان دائما وحينئذ فيصدق النقيض وهو قضية حملية مرددة المحمول فقوله الى كل فرداى من افراد الموضوع.

ترجمہ: یعنی کافی نہیں ہے۔ قضیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض لینے میں اس کی دو جزووں کی نقیفوں کے درمیان تر دید درانحالیکہ وہ دونوں تفیے کلیہ ہوں کیونکہ مرکبہ جزئیہ تھی جھوٹا ہوجاتا ہے۔ جیسے ہمارا قول بعض المحیوان النج اور بھی اس کی جزووں کی دونوں نقیصیں جھوٹی ہوتی ہیں۔اوروہ دو نقیصیں) ہمارا قول سے ہیکہ لاھئی من الحجوان النے اور ہمارا قول کل حیوان النے اور اس وقت پس قضیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض لینے کا طریقہ سے ہے۔ کہ رکھے جائیں افراد موضوع سارے کے سارے (یعنی قضیہ کلیہ لایا جائے) بوجہ اس بات کے ضروری ہونے کے کہ جزئیہ کی نقیض وہ کلیہ سارے (یعنی قضیہ کلیہ لایا جائے) بوجہ اس بات کے ضروری ہونے کے کہ جزئیہ کی نقیض وہ کلیہ کے ۔ پھر تر دید کر دی جائے دونوں جزووں کی نقیضوں کے درمیان افراد میں سے ہرایک کی کم خرف نسبت کرنے کے ساتھ پس کہا جائے گا۔ مثال نہ کور میں کل حیوان النے اور اس وقت نقیض کی آئے گی اور وہ نقیص قضیہ حملیہ ہے۔ جس مے محمول میں تر دید ہو پس اس کا قول الی کل فرد (مطلب ہے ۔ کہ) یعنی موضوع کے افراد میں سے۔

سعن من الجذفية :اس قول مين شارح نے تين باتيں بيان كيس بين بيلى بات مركبہ جزئيك

نقیض کے حصول کا قاعدہ اور کلیہ بیان کیا ہے دوسری بات مثال پراس کومنطیق کیا ہے اور تیسری بات دلیل بیان کی ۔

پہلی بات جد دئیات کی نقیضوں کے لیے عدد قضایا مرکبہ کی جزئیات کی نقیفوں کا بیان ۔ یہ بات آپ کو پہلے معلوم ہے کہ قضیہ مرکبہ ہمیشہ دوقضیے بسطے ہوئے دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہوتا ہے صرف ایجاب وسلب کا فرق ہوتا ہے مثال وجودیہ لا دائمہ موجبہ جزئیہ مرکبہ ۔ بعض الحج ان انسان بالفعل لا دائماً ای بعض الحج ان لیس بانسان بالفعل یہاں دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہے (بعض الحج ان)

اب قاعده مجھیں کہ تضیہ مرکبہ جزئیہ کا موضوع پکڑ کراس پرموجبہ کلیہ کا سور داخل کرو پھرمرکبہ جزئیہ کے دونوں قضیے کےمحمول کو پکڑ کران دونو رمحمولوں کی نقیض نکال کران کواس موضوع کل والے کے نتیج امااوراو کے تحت داخل کر دوتو ہی قضیہ بن جائے گا ادرنقیض ہوگی مرکبہ جز ئیدی اس قاعدہ پراصل اور فقیض میں ہے ایک سچا ہوگا اور دوسرا حجموٹا (بیمسلمہ قاعدہ کےمطابق ہے لہذا ہیہ طریقہ میج ہے) مثلاً اسی وجود بیلا دائمہ کا موضوع حیوان ہے اس برکل والا سور داخل کریں کل حیوان بن جائے گا اور دونو رجمولوں کی نقیض نکالیں۔ پہلامحمول انسان ہے اس کی نقیض لا انسان دوسر ہے محمول کی لیس بانسان اس کی نقیض انسان پھران دونو ن نقیفوں میں امااو داخل کردیں ہیہ قضيه تيار ہوجائے گاکل حيوان اماانسان دائماً اوليس بإنسان دائماً _اس كامضمون بيہمواہر حيوان جو کہانسان ہے ہمیشہانسان ہوگا اور ہرحیوان جوانسان ہے وہ ہمیشہانسان ہیں ہوگا بیمضمون سیا ہے الحاصل نقیض سچی ہوئی اور اصل قضیہ جموٹا (یہ قاعدہ مسلمہ کے مطابق ہے) کیونکہ اصل قضیہ کا مضمون بیقفا کہ بعض حیوان انسان ہیں تین زمانوں میں ہے کسی نہ کسی زمانہ میں سیمضمون اس لیے جھوٹا ہے کہ بعض حیوان ہمیشدانسان ہوتے ہیں صرف ز مانہ میں نہیں یعنی ز مانہ کا کیا تعلق ہے اور ہماری نکالی ہوئی نقیض کا مطلب درست ہوا۔

تيسرى بات: اس كى دليل بيان كى ہے كەمركىد جزئىدكى نقيض لانے كاييطر يقداس ليے ہے -كد

مركبه كليه كے ليے جو قاعدہ بيان كيا تھا كہ برقضيه كى عيحدہ عليحدہ فيض نكاليں گےليكن بية قاعدہ مركبات كى جزئيات كى نقيض مركبه كليه كى فتيض مركبه كليه كى فتيض مركبه كليه كى فتيض مركبه كليه كى فتيض كے قاعدے كے مطابق لا ئيس توبسا او قات اصل اور نقيض دونوں جموئے ہوتے ہيں۔ حالا نكه بيه سلمة قاعدہ ہے كفيض اور اصل بين سے ايك ضرور سي ہو۔ بھى كا ذب ہے۔ مثلاً مركبہ جزئية بعض الحيوان انسان بيس بحيوان مثلاً مركبہ جزئية بعض الحيوان انسان بي فعل لا دائماً لا دائماً سے اشارہ بعض الانسان ليس بحيوان بالفعل بي اصل قضيہ جمونا ہے ۔اب قضيه مركبہ جزئيد (بعض الحيوان انسان بالفعل) كى نقيض كليات والے قاعدہ سے طريقے سے نكاليس تو وہ بہلے قضيه كى نقيض لاشكى من الانسان بحيوان دائماً اور دوسرے قضيه كى فقيفى كل حيوان انسان دائماً ۔اب اما اور اور اضل كريں تو قضيه منفصلہ ما نعۃ المخلو يوں بن جائے گا اما لا شسنى من الانسان وائماً ۔اب اما اور اور اضل كريں تو قضيه منفصلہ ما نعۃ المخلو اصل قضيه بھی جمونا تھا اور نقيض كليت والے قاعدہ سے نكالن غلط ہے۔ اصل قضيه بھی جمونا تھا اور نقيض بھی جمونا تھا اور نقيض كليات والے قاعدہ سے نكالن غلط ہے۔ المحاصل مركبات كى جزئيات كى نقيض كليات والے قاعدہ سے نكالن غلط ہے۔

﴿ بحث عکس مستوی ﴾

متن کی تقریر

فصل العکس المستوی تبدیل الخ مصنف ٌ دوباتیں بیان کی ہیں (۱)عکس مستوی کی تعریف۔ (۲) قضیہ تملید کی اقسام میں سے محصورات اربعہ کے عکوس کو بیان کیا ہے۔

عكس مستوى كى تعريف : كفكس كے لغوى معنى اللهٰ ہاورا صطلاحى تعریف بدى ہے كه المعكس

المستوى تبديل طرفي القضية مع بقاء الصدق والكيف

کے عکس مستوی وہ ہے کہ صدق اور کیف کے باقی رکھتے ہوئے قضیہ کے دونوں طرفوں کو تبدیل کرنے کا نام ہے۔ دونوں طرفوں کے تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے قضیہ شرطیہ مقدم کو تالی اور تالی کومقدم ذکر کرنا اور قضیہ تملیہ موضوع کومحمول اور محمول کوموضوع بنا دینا۔

صدق کے باقی رکھنے کا مطلب مدہے کہ اگر اصل تضیہ بچا ہوگا تو اس کاعکس بھی سچا ہوگا۔

کیف یعنی ایجاب وسلب کے باقی رہنے کا مطلب میہ ہے کدا گراصل تضید موجبہ ہوتو عکس موجبہ ہو اورا گراصل تضید سالبہ ہوتو عکس بھی سالبہ ہو۔

دوسری بات بحصورات اربعہ کے عکوس کو بیان کردہے ہیں کہ موجبہ خواہ کلیہ ہویا جزئیہ ہوتواس کا عکس موجبہ جزئیر آتا ہوتواس کا عکس موجبہ جزئیر آتا ہے اور سالبہ کلیہ آتا ہے اور سالبہ جزئیر کا عکس نہیں آتا۔ اور ماتن نے یہاں لجواز عموم المحمول اوالی کی سے دعوی سالبی کی دلیل بیان کی ہے۔

شرح کی تقریر

: قوله: طرفى القطية : سواء كان الطرفان هما الموضوع والمحمول

اوالمتدم والتالى واعلم ان العكس كما يطلق على المعنى المصدري المذكور

كذلك يطلق على القضية الحاصلة من التبديل وذلك الاطلاق مجازي من

فبيل اطلاق اللفظ على الملفوظ والخلق على المخلوق.

ترجمہ: برابرہے۔ کہ دونوں طرفیں موضوع اور محمول ہوں۔ یا مقدم تالی ہوں اور تو جان لے کہ عکس کا اطلاق جس طرح معنی مصدری نہ کور پر کیا جاتا ہے۔ جو تبدیل سے حاصل ہوا اور بیا طلاق مجازی ہے۔ لفظ کے ملفوظ پر اطلاق کرنے کے قبیل سے اور خلق کے مخلوق پر اطلاق کرنے کے قبیل سے اور خلق کے مخلوق پر اطلاق کرنے کے قبیل سے۔

طسد من المقضية التول مين شارح في دوباتين بيان كي مين پهلي بات طرفي القضية كا مطلب بيان كيا ہے۔ دوسرى بات ايك اعتراض وار دوبور باتھا تواس كوجواب ديا ہے۔ اورا يك فائده بيان كرتا ہے۔

پہلی بات۔ کہ طرفان کا مطلب بیان کیا ہے کہ طرفان سے مراد قضیہ تملیہ میں موضوع اور محمول ہیں اور قضیہ شرطیہ میں مقدم اور تالی ہیں۔

: سروال: کمآپ نے عکس مستوی کی تعریف میں کہا ہے کھس مستوی وہ تضیے کے دونوں طرفوں کو تبدیل کرنا صدق اور کیف کے دونوں طرفوں کو تعریف میں منافات ہے کیونکہ جمہور کے نزدیک تضیے کے اللنے کے بعد کا قضیم عکس ہے جس طرح موجبہ کلیہ کو

الناجائے تواس كاعكس موجبہ جزئية تاہے۔

الحاصل محس کالغوی مصدری معنی الث دینا اس پر بولا جاتا ہے ای طرح مجاز أعس اصل قضیہ جس کاعس نکالا تمیا ہوئینی قضیہ معکوسہ کو بھی عکس کہد دیتے ہیں جیسا کہ خات کا لفظ مخلوق پر بھی بولا جاتا ہے اور معنی مصدر بر بھی ۔

: المسلم المعنف نع مسلم العريف مين كها كه صدق كابا في ركهنا ضروري ہاس سے بيد معلوم ہوا کہ کذب کا باتی رکھنا ضروری نہیں یعنی اگر اصل قضیہ جموٹا ہوتو اس کاعکس سیا آسکتا ہے اب ہم نے سیجھنا ہے کہ صدق کا باقی کیوں ضروری ہے اور کذب کا باقی رکھنا کیوں ضروری نہیں اس کی کیا حکمت ہے۔ بقاء صدق کی حکمت رہے کہ اصل قضیہ ملزوم ہوتا ہے اورعکس اس کولازم ہوتا ہےاور قاعدہ یہ ہے کہ جہال ملزوم ہووہال لا زم کا پایا جاتا ضروری ہے جب اصل قضیه سیا ہوگا تو ملزوم یا یا سمیا اب ضروری ہوا کہ عکس بھی سچا ہو تا کہ نہ لا زم آئے ملزوم کا یایا جانا بغیر لا زم کے۔ ہاں البنتہ بیضروری نہیں کہا گرملز وم نہ ہوتو لا زم بھی نہ ہو بلکہ لا زم بغیر ملزوم کے پایا جا تا ہے جیے آکر ملز وم نار ہے اور حرارت اس کولا زم ہے جہاں آگ ہوگی وہاں حرارت ضرور ہوگی لیکن جہاں حرارت ہود ہاں آ گ کا ہونا ضروری نہیں جس طرح دونوں ہاتھوں کورگڑنے سے حرارت تو پيدا ہوتى ہے ليكن آ كنبيس ہوتى ۔اس طرح جدب اصل قضيه جھوٹا ہوكا تو كويا كمازوم منتى ہوكيا اس سے بیلاز منبیں آتا کہ لازم یعن عکس کا سجا آتا بھی منتقی ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ عس سجا ہو۔اصل تضيية جمونا اورغلس اس كاسيا مومثال كل حيوان انسان بياصل تضييه ہے اور جمونا ہے كيكن اس كاكل انسان حیوان سجاہے۔

: قوله : منع بنقباء الصندق : بمعلى ان الأصل لو فرض صندقه لزم من صندقه صندق العكس لأانه يجب صندقهما في الواقع. ترجمہ: ساتھاس معنی کے کہاصل کے صدق کواگر فرض کرلیا جائے تولازم آئے گا۔اس کے صدق ے عس كاصدق نديد كدواجب بان دونوں كاصدق واقع ميں _

تقوله: مع بقاء الصدق القول بين شارح في اعتراض اوروبم كاجواب ديا -

: سروال: بدوار دمور ما تفاكرآب ني عسم مستوى كي تعريف مين مع بقاء الصدق كها بي و آپ

کی تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ اس سے وہ تضیے نکل گئے کہ جس میں کذب ہو۔

جواب ۔توشارہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ صدق سے جاری مرادعام ہے کہ خواہ نفس الا مرمیں ہو یا فرض میں ۔ کھکس کے لیے ضروری ہے کہ اگر اصل قضیہ کوسچا فرض کرلیا جائے تو اس کے عکس کو پھی سچا فرض کرنا بڑے گا اس طرح اگراصل تضیہ کوجھوٹا فرض کرلیا جائے تواس کے عکس کو بھی حجونا فرض کرنا پڑے گا۔فرض کی قید ہے اس بات کی طرف اشارہ ہوگیا کہ واقع نفس الامر میں قضيه كاسجا مونا يا جھوٹا ہونا ضروري نہيں ۔

: فتوله : والكيف : يمعني أن كمان الاصل موجبة كان العكس موجبة وان كان

ترجمہ لینی اگراصل موجبہ ہے۔ تو عکس بھی موجبہ ہوگا۔ اور اگر وہ سالبہ ہے۔ تو عکس بھی سالبہ

تشریحمتن ہے کی میں کیفیت کا باتی رکھنا ضروری ہے یعنی اگراصل قضیہ موجبہ موتو عَسَ بهي موجبه مو**گا ا**گراصل سالبه موتو عَس بهي سالبه مو**گا** _

: قوله : انما تنعكس جرئية :يعني جبة سوا، كانت كلية نحو كل انسان

حيوان او جزئية نحو بعَض الانسان حيوان انما تنعكس الى الموجبة الجزئية لا الى الموجبة الكلية اما صدق الموجبة الجزئية فظاهر ضرورة انه اذاصدق المحمول عبلس مناصدق عبليته الموضوع كلا أو بعضا لصدق الموضوع و

التمحمول في هذا الفرد فيصدق المحمول على افراد الموضوع في الجملة

واما عندم صندق الكلية فلأن المحمول في القضية الموجبة قد يكون اعم من

الموضوع فلو عكست القضية صار الموضوع اعم ويستحيل صدق الاخص

كلينا على الاعم فالعكس اللازم الصادق في جبيع المواد هو الموجبة الجزئية

هذا هو البيان في الحمليات وقس عليه الحال في الشرطيات.

ترجمہ این موجہ برابر ہے۔ کہ کلیہ وجیسے کل انسان حیوان یا بزئیہ و جیسے بعض الانسان حیوان سوااس کے بین اس کاعس آتا ہے۔ موجہ بزئیدنہ کہ موجہ کلیہ بہر حال موجہ بزئید کا سیا آتا ہے۔ موجہ بزئیدنہ کہ موجہ کمول ان افراد پر بزئید کا سیا آتا ہے۔ تو موضوع اور محمول سیح آجا کیں گے۔ اس فرد کلایا بعضا سیا آئے جن پر موضوع سیا آر ہا ہے۔ تو موضوع اور محمول سیح آجا کیں گے۔ اس فرد میں بحمول موضوع کے افراد پر فی الجملہ سیا آئے گا۔ بہر حال کلیہ کا صادق نہ آنا وہ اس لیے میں پس محمول تضیہ موجہ بیس بھی موضوع سے آئے ہوتا ہے۔ پس اگر قضیہ کا عس کیا جائے تو موضوع اعم ہوجا تا ہے۔ حالانکہ عال ہے اخص کا آئم پر سیجا آتا کی طور پر پس جو کس لازم اور صادق ہوتا ہے۔ اور تو قیاس کر لے اس پر ہوجا تا ہے۔ حالانکہ عال ہے اخص کا آئم پر سیجا آتا کی طور پر پس جو کس لازم اور صادق ہوتا ہے۔ تام مادوں میں وہ موجہ جزئیہ ہے یہی بیان حملیات میں ہے۔ اور تو قیاس کر لے اس پر شرطیات میں حال کو۔

انسا تسعیس قضیموجه کانکس بیان کرنا ہے خواہ موجہ کلیہ ہویا موجہ بزئیہ - بہر کیف قضیہ موجہ بڑئیہ آئے گا۔ موجہ کانکس موجہ بڑئیہ آئے گا۔

اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات کہ مصنف ؒ نے دودعوے بیان کئے ہیں کونسادعوی ایجانی ہے اورکونسا دعوی سلبی۔ دوسری بات کہ ان دودعوؤں میں سے کو نسے دعو سے کی دلیل بیان کی ہے۔

میلی بات ۔ کہ مصنف ؓ نے دودعوے بیان کیے ہیں (۱) دعوی ایجانی (۲) دعوی سلبی۔

دعوی ایجانی: یہ ہے کہ موجبہ خواہ موجبہ کلیہ ہویا موجبہ جزئیہ۔ تواس کاعکس ہمیشہ موجبہ جزئیہ آئے م

ه م سل

دعوی سلبی: یہ ہے کہ موجبہ خواہ موجبہ کلیہ ہو یا موجبہ جزئیہ۔ تواس کاعکس موجبہ کلینہیں آئے گا دوسری بات۔شارح کہتا ہے کہ ماتن ؓ نے صرف دعوی سلبی کی دلیل بیان کی ہے۔ اورشار ج نے پہلے دعوے کے لیے بھی دلیل دی ہے۔ دلیل بسد دعوی اول یہ نیو ظاہر ہے کہ موجبہ کلید کا اور موجبہ بڑئید کا عس موجبہ بڑئی آتا ہے۔ اس لئے کہ موجبہ کلید میں تھم تمام افراد پر ہوتا ہے اور موجبہ بڑئید میں تھم بعض افراد پر ہوتا ہے۔ جب موجبہ کلید میں تھم تمام افراد پر ہوتا ہے تو بعض افراد پر تھم کا ہونا یقینا ہوا اور موجبہ بڑئید میں بھی و لیے بھی بعض افراد پر تھم ہوتا ہے ۔ موجبہ کلیداور موجبہ بڑئید دونوں میں بعض افراد پر تھم کا ہوتا ہے۔ موجبہ کلیداور موجبہ بڑئید دونوں میں بعض افراد پر تھم کا ہوتا ہے۔ موجبہ کلیداور موجبہ بڑئید دونوں میں بعض افراد پر تھم کا ہوتا ہے۔ موجبہ کلیداور موجبہ بڑئید دونوں میں بعض افراد پر تھم کا ہوتا ہے۔

چیے کل انسان حیوان میموجبکلیہ ہے تواس کا عکس بعض الحیوان انسان آتا ہے جو کہ درست ہے اور موجبہ جزئیدی مثال بعض الحیوان انسان اس کا عکس بھی موجبہ جزئید بھی مثال انسان حیوان میر عکس صادق آتا ہے اور بیظا ہراور بدیمی ہے اس لیے ہے کہ جس پر محمول صادق آتا ہے تواس کر موضوع بھی صادق آتا ہے تمام افراد پریا بعض افراد پر ۔ تویہاں موضوع اور محمول دونوں کا اجتماع ہوتا ہے ایک فروش ۔ اسی وجہ سے ماتی نے دلیل نہیں دی ۔

: فتوله : لجواز عموم آه: بينان للجزء السلبي من الحصر المذكور واما

الايجاب الجزئى فبديهى كما مر

کلینہیں آسکتا بلکہ جزئیہ آتا ہے جو کہ تمام مثالوں میں سیحے ہے کہ کل انسان حیوان کا عکس

موجبہ جزئیہ بعض الحیوان انسان آئے گا۔

: فوله: والاليزم سيلب الشيئي عن نفسه : تقريره أن يقال كلما صدق قولنا

لاشتى من الانسان بحجر صدق لا شئى من الحجر بانسان والالصدق نقيضه

وهنو بنقيص التحبجير انسيان فنضيه مع الأصل فنقول بعض الحجر انسان ولأ

شكي من الانسان بحجر ينتع بعض الحجر ليس بحجر وهو سلب الشئي عن

نفسه وهذا محال فبنشاه نقيض العكس لان الاصل صادق والهيئة منتجة

فيكون نقيض العكس باطلا فيكون العكس حقاوهو المطلوب.

ترجمہ: اس کی تقریریہ ہے جب بھی سچا آئے ہمارا قول لاشک من الانسان بجر تو سچا آئے گا۔ لاشک من الانسان بجر تو سچا آئے گا۔ لاشک من الحجر بانسان ورنداس کی نقیض سچی آئے گا اور وہ یہ ہے۔ بعض الحجر لیس بجر اور بیا سلب الشک عن نفسہ ہے اور بیال ہے اور اس کا منشاء عس کی نقیص ہے اس لیے کہ اصل صا دق ہے اور شکل متجد دینے والی ہے پس عکس کی نقیض باطل ہوگئی پس عکس حق ہوگا۔ اور یہی مطلوب ہے۔

والالزم سلب الشئى عن نفسه سالبكليد كِمَس كابيان

اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں (۱) دعوی (۲)اس دعوی کو دلیل خلف کے ذریعے ٹابت کیا ہے۔

دعوی : که مالبه کلید کاعکس سالبه کلیه آتا ہے۔

دایں: کمنطق اکثر قضایا کے عکوس کودلیل خلفی سے ثابت کررہے ہیں جس سے پہلے دلیل خلفی کی حقیقت سمجھ لیس۔

دنیں خلف کی تعدیف ہمارادعوی مان لوورنداس کی نقیض مان لوجب اس کی نقیص مان لوجب اس کی نقیص مان لو گئی خلیس کے نہیں لو گئی تعریف کو اس نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کرشکل اول تیار کریں گے اور نتیجہ نکالیس کے نہیں نظے گار نتیجہ کا کی اوجہ سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارادعوی صحیح ہے تہارانقیض کا مانٹا غلط ہے۔

یہاں شارح یز دی بھی دلیل خلفی ہے اپنا مدعی ٹابت کرتے ہیں۔ ہمارا دعوی مان لو کہ سالبہ کلیہ

الشی من الانسان بحر کانکس سالبه کلید لاشی من الجرانسان بورنداس کی نقیض بعض الجرانسان کو مانتایز یکا کیونکه اگرنتیف کو بھی نہیں مانیں گے تو پھر ارتفاع نقیقین لازم آئے گا جو کہ محال ہے تو الہذا جب آ پنقیض کو مانیں گے تو اس نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کرشکل اول تیار کریں اور جو حداوسط ہوگا تو اس کو گرائیں گے جیسے لاشنی من الانسان بعجو و بعض المحجو انسان تو نتیجہ کلے گابعض المجرلیس بحر اور بیا تیجہ محال ہے کیونکہ اس میں سلب الشی عن نفسہ لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے لبذا ہمارا وعوی سیح ہوا کہ سالبہ کلیہ گائے سالبہ کلیہ آئے گا۔

: قوله: عموم الموضوع: وحينئذ يصح سلب الاخصمن بعض الاعم لكن لا

يصبع سلب الاعم من بعض الاخص مثلا يصدق بعض الحيوان ليس بانسان ولا

يمندق بعض الانسان ليس بحيوان .

ترجمہ: اوراس وقت محیح ہے اخص کا سلب کرنا بعض اخص سے مثلا سچا آئے گا۔ بعض کھو ان کیس بانسان اورنہیں سچا آئے گابعض الانسان کیس بحیوان۔

مجواذ عموم المموضوع ال قول مين شارح بيربيان كرتائ كدمالبد بزئيكا عسسالبد بزئينيس آتاييني اس كاعس آتايينيس -

دليل: اس كى بيدى ب بعض مثالول ميں جس وقت سالبہ جزئيه كا موضوع اعم بوتو اس كانكس سالبہ جزئيه صادق نہيں آتا۔ مثلاً بعض المحيوان ليس بانسان سالبہ جزئيه باسكانگس سالبہ جزئيه بعض الانسان ليسس بانسان چانہيں آتا۔ اور جب بعض مثالول ميں سالبہ جزئيه كانكس سي نہيں آتا تو قاعده بناباكره سالبہ جزئيه كانكس آتا بى نہيں۔

بوسیده می چ یس و روس میں تو سالبہ جزئید کا عکس سالبہ جزئید آتا ہے۔ جب موضوع اور محمول دونوں عام ہوں جیسے بعض المحیوان لیس یاببعض بیسالبہ جزئیداصل ہے اور بعض الابیض لیس بحیوان اس کا عکس سالبہ جزئید ہے جو کہ سچا ہے ۔ لیکن بعض صورتوں میں محمول خاص ہوتا ہے اور موضوع عام ہوتا ہے دیکن جب اس اور موضوع عام ہوتا ہے دیکن جب اس کا عکس لائیں ہے۔ تو محمول عام ہوجائے گا اور موضوع خاص ہوجائے گا۔ تو یہاں سلب الاعم من کا عکس لائیں ہے۔ تو محمول عام ہوجائے گا اور موضوع خاص ہوجائے گا۔ تو یہاں سلب الاعم من

الاخص لازم آئے گاجو كەدرست نبيس ب_جيسے

بعض الحيوان ليس بانسان بيماليه جزئياصل ب

بعض الانسان لیس بحیوان بیس مالبہ جزئیہے

﴿ شرطیات کا عکس ﴾

: فتوله: اوالبقدم: مثلا يصدق قد لا يكون اذا كان الشئي جيوانا كان انسانا

ولا يصدق قد لا يكون اذا كان الشش انسانا كان حيوانا.

ترجمہ:مثلاسچاآ ہےگا۔قبد لا یکون اذا کان الششی حیوانا کان انسانااور نہیں سچاآ ہے .

گا۔ قد لا یکون اذا کان الشئی انسانا کان حیوانا ۔

الا المسقدم: اس بيلي والتول مين هملي سالبه جزئي كندم انعكاس كوبيان كياابات اس قول مين سالبه جزئي يكند كان كرد ب اور وجداس كى وبى ب كربهى مقدم عام بوتا ب تعكس جمونا بوجاتا ب مثال قد الا يكون اذكان الشنى حيوانا كان انسانا اس كانكس قد الا يكون اذكان الشنى انسانا كان حيوانا يقس كا ذب ب اس السانا اس كانكس قد الا يكون اذكان الشنى انسانا كان حيوانا يقس كا ذب ب اس الم مناطقة في كهديا كرش طيم سالبه قد الا يكون اذا كان الشنى انسانا كان الشنى انسانا كان الشنى انسانا كان الشنى انسانا كان حيوانا يغلط ب -

تمتن كى تقرير

کہ قضایا موجہات بسیطوں کے عکوس کو بیان کیا ہے موجھات کے باب میں سالبوں کا عکس علیحدہ
اور موجبوں کا عکس علیحدہ نکالا جائے گا موجہات بسیطہ آٹھ ہیں چھر آٹھ بسا نظاموجہات اور آٹھ
سوالب سولہ شمیس چرکلیات جزئیات کل بتیس عقلاً احتمالات نکلتے ہیں جن کونقشہ سے دیکھیں۔
قضایا موجہات بسیطہ موجہ سولہ ہیں جن ہیں سے صرف دس کا عکس آئے گا وہ وس یہ ہیں۔ دودائمہ
کے بعنی وائمہ مطلقہ موجہ کلیے ضرور مطلقہ موجہ کلیہ اور تین عامہ بعنی (۱) مشروطہ عامہ موجہ کلیہ
(۱) عرفیہ عامہ موجہ کلیہ (۳) مطلقہ عامہ موجہ کلیہ یا نی جی بیداور یا نی ان کی جزئیات کلی دس

ہوئے۔ان میں سے دائمتان اور عامتین کاعکس حیبیہ مطلقہ آئے گا اور مطلقہ عامہ کاعکس مطلقہ عامہ یہ سرم

الحاصل آٹھ بسا نظر میں سے پانچ کا عکس آتا ہے اور تین کانہیں (۱) وقتیہ مطلقہ (۲) منتشرہ مطلقہ (۳) مکنہ عامہ۔ان کاعکس نہیں آتا۔

شرح كى تقرير

قوله: واما بحسب الجهة يعنى ان ما ذكرناه هو بيان انعكاس القضايا

بحسب الكيف والكم واما بحسب الجهة آه.

ترجمہ: بلاهیمہہ جوہم نے (ماقبل میں) ذکر کیا ہے۔وہ قضا یا کے عکس کا نیان ہے۔ باعتبار کیف اور کم کےاور بہر حال باعتبار جہت کے الخ ۔

: توله: واما يحسب الجهة

اس قول میں شارح نے صرف ربط کو بیان کیا ہے کہ ماتن کے اب تک قضایا کے عکوس کو بیان کیا باعتبار جہت کے باعتبار جہت کے قضایا کے عکوس کو بیان کیا۔ اب باعتبار جہت کے قضایا کے عکوس کو بیان کررہے ہیں۔

پہلے یہ بات بیان ہو چک ہے کہ قضایا با اکا آٹھ جی پھر ضرب سے بتیں جن میں سوال تم موجبات کی بنتی جیں اور سولہ سوالب کی ۔ مر کہات کل سات ہیں ان کی کلیت و جزئیت کے اعتبار سے اٹھائیس فتمیں بنتی ہیں۔ چودہ موجبات اور چودہ سوالب ۔ جن کی تفصیل متن میں اچھی طرح گزر چکی ہے۔علامہ تفتا زانی موجبات بسیطہ اور موجبات مرکبہ کے عکوس کو اکٹھا بیان کیا اور سوالب کے عکوس کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے۔ بیان کیا ہے۔ بیان کیا ہے۔

: تتوله: الدائمتان: أي النخسرورية والدائمة مثلا كلما صدق تولنا

بالضرورة او دائما كل الانسان حيوان صدق قولنا بعض الحيوان انسان بالفعل حين هو حيوان والافصدق نقيضه وهو دائما لاشئي من الحيوان بانسان مادام

حيوانا فهو مع الاصل ينتج لاشش من الانسان بانسان بالضرورة او دائما هف.

ترجمہ: یعنی ضروریدوائم مثلا جب بھی سچا آئے گا ہمارای قول بالضرورة او دائما کل انسان حیوان تو سچا آئے گا۔ ہمارای قول بعض الحیوان انسان بالفعل حین هو حیوان ورث تو اس کی نتیف سچی آئے گی اوروہ ہے۔ دائما لا شئی من الحیوان بانسان مادام حیوانا پس وہ اصل کے ساتھ مل کرنتیجہ و سے گلا شئی من الانسان بانسان بالضرورة او دائما پی ظلاف مفروض ہے۔

الدانمنان اس قول میں شارح نے دوباتیں بیان کی ہیں(ا)داعمتان سے قضیے مراد ہیں(۲) دلیل بیان کی ہے کدان کاعکس حدید مطلقہ کیوں آتا ہے۔

بہلی بات کردائمتان ہے مراد ضرور بیمطلقہ اور دائمہ مطلقہ ہیں۔

ضرودیه مطلقه اوردانه مطلقه کا عکس (خواه بیکلیهول یا بخزید) ان دونول کا عکس دید مطلقه آئے گا جیے بالضرور۔ او بالدوام کل انسان حیوان ان کا عکس دید مطلقه موجب بخزیر آئے گابعض المحیوان انسان بالفعل حین هو حیوان اور بیچاہے۔ اس عکس کودلیل ضافی کے ذریعے منواتے ہیں۔

دنیسل خسف، ہم نے جوان کا تکس حید مطلقہ موجد جزئی تکالا ہے اس کو مان لوور نہ اس کی افتیض عرفیہ عام سالیہ کلید لاشت میں السحیوان بانسان مادام حیوانا گانا پریگا کیونکہ اگر

نقیض کو بھی نہیں مانے تو پھر ارتفاع نقیعین لازم آئے گا جو کہ بحال ہے لہذا آپ کواس کی نقیض مانی پڑے گی اور پھر جب ہم اس نقیض کواصل قضیہ کے ساتھ ملا کرشکل اول تیار کریں تو نتیجہ محال ہوجائے گامثلاً اصل قضیہ کل انسان حیوان بالضرور قاس کی نقیض لاشنی من الحیوان بانسان مادام حیوانا تو نتیجہ یہ لیکے گالاشنی من الانسان بانسان بی نتیجہ سلب الشک عن نفسہ ہے جو کہ محال ہے۔ اور یہ کیوں لازم آیا ہے اس لیے کہ آپ نے ہمارے دعوی کونیس مانالہذا آپ کو ہمارادعوی مانا پڑے گا۔

: فتوك: والعامتان: اي المشروطة العامة والعرفية العامة مثلا اذا صدق

بالتضرورة او بالتوام كل كاتب متحرك الأصابع مادام كاتبا صدق بعض

متحرك الاصابع كاتب بالفعل حين هو متحرك الأصابع والافيصدق نقيضه

ودائما لاشئى من متحرك الاصابع بكاتب مادام متحرك الاصابع وهو مع

الاصيل يتنتج فتولنا بالضرورة او بالنوام لا شئى من الكاتب بكاتب مادام كاتبا

مف.

ترجمہ: یعنی مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ مثلا جب سی آئے گا۔ بالنصر و ر۔ قاو بالدوام کل کاتب متحول الاصابع کاتب بالفعل حین هو متحول الاصابع ورنہ آئی گا۔ بعض متحول الاصابع کاتب بالفعل حین هو متحول الاصابع ورنہ آئی گی آئے گی۔ اوروہ اسے۔ دائما لا شئی من متحول الاصابع بکاتب مادام متحول الاصابع اوروہ اصل کے ساتھ ل کر نتیجہ دے گی ہمارا قول بالنصر و رقاو بالدوام لائنٹی من الکاتب بکاتب مادام کاتبا یہ خلاف مغروض ہے۔

والمصلمتان: اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں(ا) عامتان سے کو نے قضیے مراد ہیں(۲) دلیل بیان کی ہے کہان کاعکس حدید مطلقہ کیوں آتا ہے۔

پہلی بات ۔ کہ عامتان سے مراد حرفیہ عامہ اور مشروطہ عامہ ہیں۔ اس قول کی غرض موجبات بسیطہ میں سے مشروطہ عامہ عرفیہ عامہ کے عکس کو بیان کرنا ہے۔ مشروطسه عسامسه اود عده فيه عسامسه الدونول كاعس بهى حيد مطلقه آك كا جيك بالمضرورة اوبالدوام كل كاتب متحوك الاصابع مادام كاتباً اس كاعس حيد مطلقه موجبة تركيآ تاب بعض متحوك الاصابع كساتب بالفعل حين هو متحوك الاصابع .

دنیل اس کومان لوورنداس کی نقیض کومانتا پڑے گا بالدوام بالدوام لاشنی من متحوك الاصابع بكاتب مادام متحوك الاصابع باس نقیض اصل کے ماتھ طایا جائے توشکل اول تیار کرکے بالمضرور۔ قسل کاتب متحوك الاصابع مادام کاتبا مقیض لاشنی من متحوك الاصابع متجد لاشنی من الكاتب بكاتب مادام کاتباً بی نتیج کالب مادام متحوك الاصابع متیج لاشنی من الكاتب بكاتب مادام کاتباً بی نتیج کالب المارانکس مان لو۔

: قوله : والخاصتان : اي المشروطة الخاصة والعرفية الخاصة تنعكسان الى حينية مطلقة فلانه كلما

مبدقت الخاصتان مبدقات العامتان وقد مر ان كلها مبدقت العامتان مبدقت

فسى عبكسههما الحينية المطلقة واما اللادوام فبيان صدقه انه لو لم يصدق

لتصيدق نتقيضته ونظم هذا النقيض الى الجزء الأول من الأصل فينتع نتيجة

ونتضم النقيض الى الجزء الثاني من الأصل فينتج ما ينافي تلك النتيجة مثلا

كللما صدق بالضرورة او بالدوام كل كاتب متحرك الأصابع مادام كاتبا دائما

صدق في المكس بعض متحرك الاصابع كاتب بالفعل حين هو متحرك

الاصبابيع لا دائمًا اما صدق الجزء الأول ظهر مما سبق واما صدق الجزء الثاني

اى اللادوام ومعناه ليس بعض متحرك الأصابع كاتبا بالفعل فلافه لوَّ لم يصدق

لتصدق نتقيضه وهو قولنا كل متحرك الاصابع كاتب دائما فنضمه مع الجزء

الاول من الاصل ونقول كل متحرك الاصابع متحرك الاصابع مادام كاتبا

ينتج كل متحرك الاصابع كاتب دانها ولا شئي من الكاتب بمتحرك الاصابع

بالشمل ينتج لاششي من متحرك الاصابع بمتحرك الاصابع بالفعل وهذا

ينافى النتيجة السابقة فيلزم من صدق نقيض لأدوام العكس اجتماع المتنافيين

فيكون باطلا فيكون اللادوام حقاوهو المطلوب.

ترجمہ: یعنی مشروطہ خاصہ عرفیہ خاصہ کاعکس آتا ہے۔ حیدیہ مطلقہ کی طرف جولا دوام کے ساتھ مقید ہو بہر حال ان کاحیدیہ مطلقہ کی طرف عکس آنا اس لیے کہ جب بھی دوخا سے سیچے آ تے ہیں ۔ تو دو عامے سیج آتے ہیں۔اورگزر چکا ہے۔کہ جب مجمی دو عامے سیج آتے ہیں۔تو ان کے عکس میں حدید مطلقہ علی آتا ہے۔ اور بہر حال لا دوام تواس کے صادق آنے کابیان بیہے۔ کہ اگر وہ سیا ندآ ئے تواہل کی فقیض سجی آ ہے گی اور ہم ملائیں کے۔اس نقیض کواصلکے جزواول کی طرف پس وہ تیجے دے گی ۔ نتیجہ دینا اور ہم ملائیں گے۔اس نقیص کواصل کے جز وٹانی کی طرف تو وہ ایسا نتیجہ وے گی ۔جواس سے پہلے نتیجہ کے منافی ہے مثلا جب مجھی سچا آئے گا۔ بالضرورۃ او بالدوا م کل كا تب متحرك الاصابع الخ توسجا آئے كا يحكس ميں بعض متحرك الاصابع كا تب بالفعل الخ بهر حال جزواول کاسچا آٹا تو ہ سبق سے ظاہر ہو چکا ہے۔اور بہر حال جزو ٹانی اور وہ لا دوام ہے۔اور اس کامعنی ہے۔لیس بعض متحرک الاصابع الخ اس کاسیا آناس لیے ہے۔کہ اگر نہ سیا آئے تو اس کی نقیض سچی آئے گی ۔اور وہ فقیض جارا بیقول ہے۔کل متحرک الاصابع کا تب دائما پس ہم ملائمیں گے۔اصل کے جزواول کے ساتھ اور ہم کہیں گے ۔کل متحرک الا صابع کا تب الخ یہ نتیجہ وے گا کل متحرک الا صالح کا تب دائما پھرہم ملائیں سے۔اس کواصل کی جزو ثانی کی طرف اور ہم کہیں ہے کل متحرک الاصالح کا تب دائما الخ یہ نتیجہ دےگا۔لاشی من متحرک الاصالع بمتحرک الاصابع بالفعل اور بیمنانی ہے۔ نتیجہ سابقہ کے پس لازم آئے گا۔ عکس کے لا دوام کی نقیض صادق آنے ہے متنافیین کا اجتماع پس وہ نقیض باطل ہوگی اور لا دوام حق ہوگا۔اوریہی مطلوب

تولد: آنخاصتان ال قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں پہلی بات تو یہ بیان کی میں پہلی بات تو یہ بیان کی ہے۔ ہے کہ اس مرکبات موجبہ میں سے عرفیہ خاصہ اور مشروطہ خاصہ کے عس کو بیان کیا ہے۔

مشروطيه خاصه عرفيه خاصه فواهموجبكليهول ياجز سيان كأعكس حينيه مطلقه

الادائمة آئے گا۔ ٠

مركبات من سے صرف بي چار تضيه شروط خاصه موجه كليه اور مشروطه موجه جزئيه اور عرفيه خاصه موجه كليه عرف الله على موجه كليه علاقه المراديم الله الله على موجه كليه علاقه الله الله على مطلقه الله الله على مطلقه عامه وسراحييه مطلقه -

مثال خاضتان كى بالضرورة او بالدوام كل كاتب متحوك الاصابع مادام كاتباكن كاتب متحوك الاصابع كاتب بالفعل حين كاتس ميد مطلقه لا دائماً يكس عليه بعض متحوك الاصابع لادائماً يكس عليه بالمعلم عليه متحوك الاصابع لادائماً يكس عليه

حيديه مطلقه لا دائمه: اس قضيه حيديه مطلقه كو كهتيجين جس مين لا دوام كي قيد كلي جو كي جود

اس کوٹا بت کیا ہے دلیل کے ذریعے۔اور دوسری بات یہ بیان کی ہے کہ ان کا تکس حیدیہ مطلقہ مقید ہوتا ہے لا دوام کی قید کے ساتھ ۔اسکو دلیل خلنی کے ذریعے ثابت کیا ہے۔

بہلی بات کو بھنے سے بہلے دوتمہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

پہلی تمہیدی بات سے ہے کہ شروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ کی تعریف کیا ہے تو مشروطہ خاصہ وہ مشروطہ عامہ ہے جومقید ہولا دوام کی قید کے ساتھ ۔ گویا کہ بیم کب ہوتا ہے مشروطہ عامہ اور مطلقہ عامہ سے ۔ اور عرفیہ خاصہ وہ عرفیہ عامہ ہے جومقید ہولا دوام کی قید کے ساتھ تو گویا کہ بیم کب ہوتا ہے عرفیہ عامہ اور مطلقہ عامہ ہے۔

اور دوسری تمهیدی بات بیه به که جس طرح عکس این اصل قضیه کولازم موتا به اس طرح جزء است کل کولازم موتا به اس طرح جزء این کل کولازم موتا به اب ولیل سمجعیس که بهلیمعلوم موچکا به که عمر فیده عکس حدید مطلقه آتا به تو وه عکس عرفیه عامه اور مشروطه عامه کور فید عامه میدلازم بین مشروطه خاصه اور عرفیه خاصه کور توحید یه مطلقه بیلازم موگیا مشروطه خاصه کواور عرفیه خاصه کوراند و میدادم میکند قانون به داخرا مالازم الملازم المارادم الماراد

دوسری بات ۔ اب دعوی ہے کہ شروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عس مقید ہوگالا دوام کے ساتھ۔

دلیل خلفی: که آپ ہمارے اس دعوے کو مان لیس که شروطه خاصه اور عرفیہ خاصہ کاعکس حیدیہ مطلقہ لا دائمة آتا بيعنى مقيد بلادوام آئے كا اگراس كونبين مانة تو پھراس كى نقيض كو ماننا يزے كا کیونکہ اگر عین کو بھی نہیں مانتے اور فقیض کو بھی نہیں مانتے ۔ تو پھرار تفاع نقیصین لازم آئے گا جو کہ محال ہے لہذا آپ کوفقیض کو مانٹا پڑے گا۔ تو جب نقیض کو مانیں مے تو اس کو اصل کے دونوں تفیوں کے ساتھ ملائیں مے۔ کیونکہ بیکس مجموعہ من حیث المجموعہ سے تو جب اصل کے دونوں قضیوں کے ساتھ ملائیں گے تو اس وقت اجتماع متنافسین لا زم آئے گا جو کہ محال ہے اور ہمارے مفروضے کے خلاف ہےاور بیٹرانی اس لیے لازم آئی کہ آپ نے جارے دعوی کونہیں مانالہذا جهار روعو يكومان لومثال بالضرورة اوبالدوامكل كالتبمتحرك الاصابع مادام كالتبالا دائمأيه لا داعما اس مصطلق عامه سالبه كليه مجهومين آر بإب لاشئ من الكاتب بمتحرك الاصابع بالفعل اسكاتكس بعض متحرك الاصابع كاتب بالفعل حين هو متحرك الاصابع لادائماً _لادائما _ مطلقه عامد سالبه كليجز كيمجوش آرباب ليس بعض منحوك الا صابع بكاتب بالفعل _ يهلا جزءاو ثابت إب ومرعجزء وثابت كرنا إيعن آباس كومان ليس ليسس بمعض متحوك الاصابع بكاتب بالفعل اس كي نقيض دائمه مطلقه موجيه كليه كل منحرك الاصابع كاتب دائماً بهماس فيض كواصل تضيير كرونون جزؤن کے ساتھ ملائیں گے اور شکل اول بنا کرحدا وسط کوگرائیں گے۔ جزاول شكل اول مغرى كل متحوك الاصابع كاتب دائما كبرى: كل كاتب متحرك الاصابع مادام كاتبا

متيجاول: كل متحرك الاصابع متحرك الاصابع

جز الن شكل اول كامغرى: كل متحوك الاصابع كاتب دائما

كبرى لاشئي من الكاتب بمتحرك الاصابع بالفعل

متيجة الى: الاشنى من متحوك الاصابع بمتحوك الاصابع بياجماع متافيين

دبيل بعنوان ديكر كتضيخواه مشروط خاصه وياعرفيه خاصه ببلى جزءتومشروط عامه ياعرفيه عامہ ہوگی اورمشر وطه عامہ اورعر فیہ عامہ کاعکس تو دلیل خلفی کے ذریعے منواجے میں اب جولا دائماً کے پنچے قضیہ مکس والا کھڑا ہے اس کو ثابت کرنا ہے کہ بیٹی ہے یا غلط۔اصل قضیہ میں لا دائما سے اشاره مطلقه عامه ماليه كليه كي طرف تقا لاششى من الكاتب بمتحوك الاصابع بالفعل اور تكس يش لا دائماً سے اشاره ليس بعض متحوك الاصابع كاتبا بالفعل ہے اس عس كومان لوورنداس كافتيض مانو پهراس كافتيض كل متحوك الاصابع كاتب دائماس فقيض كواصل تضيه كى جزاول سے ملاكرا يك نتيجه فكے كاصل تضيه كى جزاول كل كانب متحوك الاصابع بالضرورة نقيض كمل متحرك الاصابع كاتب دائماً متيجه كمل متحرك الاصابع متحوك الاصابع دائماً جب النقيض كواصل تضيري جزء ثاني سے ملاكر شكل اول تيار كروك اصل قضيه كي جزءكان لاشئ من الكاتب بمتحرك الاصابع بالفعل كيساته وملات نتيجه نكله كالاشك من متحرک الاصابع بمتحرک والاصابع۔اصل قضیہ کے دونوں جزء سیجے متصلیکن ان کے نتیج آپس میں بالکل مخالف ضد بین لهذامعلوم مواکد جارا مکس صحح۔

خلاصمہ دنیل مارے عکس کو مان لوور نہ تو عکس کے لا دائماً کے پیچے جو قضیہ کھڑ اہوگا ہم اسکی نقیض نکال کراصل قضیه کی جزءاول کے ساتھ ملا کرایک نتیجہ حاصل کریں گے اور دوسرے جزء کے ساتھ ملا کر دوسرا نتیجہ حاصل کریں گے اور بید دونوں نتیج آپس میں مخالف ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ ہاراعکس بالکل صحیح ہے۔

: قوله : والوقتيتان والوجوديتان والمطلقة العامة مطلقة عامة :اي القضايا

البخيس ينعكس كل واحدة منها إلى المطلقة العامة فيقال لو صدق ك ج ب

ببا باحدى الجهات الخبس لصدق بعض ب ج بالفعل والا لصدق نقيضه وهو لا

شئی من ب ج دائما وهو مع الاصل ی نتع لا شئی من ج ج هف.

ترجمہ: یعنی ان یائج قضایا میں سے ہرایک کاعکس آتا ہے۔مطلقہ عامد کی طرف پس کہاجائے گا.

اگرسچا آئے کل ج ب یا نج جہوں میں ہے کسی ایک کے ساتھ تو البتہ سچا آئے گا۔ بعض ب ج

بالفعل در نہ تو اس کی نقیف سچی آئے گی۔اوروہ ہے۔لاشئ من ب ج دائما اور بیا پنے اصل کے ساتھ ملکز نتیجہ دے گی لاشئ من ج ج بیخلاف مفروض ہے۔

: هوك : والوهنتيان والوجودينان التول كي غرض بسا والموجبول من سے مطلقہ

عامه موجبہ کلیہ اور جزئیہ اور مرکبول موجبول میں سے دووقتیہ (۱) وقتیہ (موجبہ کلیہ۔ موجبہ جزئیہ) (۲) منشرہ (موجبہ کلیہ اور جزئیہ) اور دو ووجودیہ لینی وجودیہ لاضروریہ (موجبہ کلیہ اور جزئیہ) ان پانچ ضرب دینے سے دس تضیوں کا عکس مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ آتا ہے یہ ہم نے دلیل سے بیٹا بت کرنا ہے کہ آٹھ تھ تقایا مرکبات کے عکس مطلقہ عامہ بسیطہ ہے اسکی دلیل بھی خلفی ہے۔

دلیل خلف جمس سے پہلے ایک بات جان لیس کہ یہاں پرمثال میں موضوع کوجیم سے اور محمول کو جیم سے اور محمول کو بیم سے اور محمول کو باء سے جمول کو باء سے تعبیر کریں گے تا کہ اختصار حاصل ہوجائے اور حروف جبی میں سے الف کو اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہ ماکن ہوتا ہے تو پھر ابتدا بالسکون لازم آتی جو کہ محال ہے۔ اور جیم کو موضوع کے لیے اور باء کومحول کے لیے مقرر کرنے کی دووج ہیں ہیں۔

يهلى وجد تويه بي كروف جي سفرق اورامتياز موجائد

دوسری وجہ یہ ہے کہ موضوع کے اندر تین چیزیں ہوتی ہیں۔(۱) ذات موضوع (۲) وصف عنوانی (۳) عقد وضع ۔اورمحمول کے اندر دو چیزیں ہوتی ہیں۔(۱) ذات محمول ۔(۲) عقد حمل ۔

تو جب موضوع کے اندر تین چیزیں تھیں تو اس کے لیے جیم لے کرآئے کیونکہ افکاعد دبھی تین ہے ۔

اور چونکہ محمول کے اندر دو چیزیں تھیں تو اس کے لیے باء دو حرفوں والاحرف لے کرآئے ۔ کیونکہ اس کاعد ددو ہے۔

اب اس کے ساتھ ان پانچ قضیوں میں سے کسی جہت کو ملا لو پھراسکا عکس نکالوتو عکس مطلقہ عامہ موجبہ جزئی آئے گا بعض ب ج بالفعل بیکس مان لوور نہ تو اس کی نقیض لاشک من ب ج مان لو پھراس نقیض اصل قضیہ کے ساتھ ملاؤ تو نتیجہ لاشکی من ج ج اور یہ نتیج بیجال ہے لہذا ہمار آعس صحیح ہے کہان یا نچوں تفیوں کاعکس مطلقہ عامد آئے گا۔

اس كائتس بعض ب ج بالفعل _اس كو مان لو ورنهاس كي نقيض مان لو اوروه وائمه مطلقه سالبه كليه

ہے۔لاشک من بج دائما۔

شكل اول صغرى _ لاشكى من ب ج دائما _

كبرى كل جب بالفعل_

نتيجهلا هئي من ج ج اوربيمال ـ

: ﴿ وَلا عَكُسَ لَلْمِهُكُنتَيْنَ : اعلَمُ أَنْ صَدَقَ وَصَفَ الْمُوضُوعَ عَلَى ذَاتُهُ فَي

الـقـخسايا المعتبرة في العلوم بالامكان عند الفار ابي بالفعل عند الشيخ طبعني

كىل ج ب بىالامىكىان عىلىي راي الىفار ابي هو ان كل ما صدق عليه ج بالامكان

مسدق عليه ب بالامكان ويلزمه العكس حيننذوهو ان بعض ما صدق عليه ب

بـالامـكان صدق عليه ج بالامكان وعلى راي الشيخ معنى كُلُّ ج ب بالامكان هو

ان كـل مـا صـدق عـليـه ج بـالـفعل صدق عليه ب بالامكان فيكون عكسه على

اسلوب الشيخ هوان بعض ما صدق عليه ب بالفعل صدق عليه ج بالأمكان ولا

شك انه لا يلزم من صدق الاصل حيننذ صدق العكس مثلا اذافرض ان

مسركتوب زيند بنالتفعل منحصير في الفرس صدّفكل حمار بالفعل مركوب زيد

بالامكان

وليم يتصدق عكسه وهو ان بعض مركوب زيد بالفعل حمار بالامكان فالمصنف

لها اختيار منذهب الشيخ اذهبو المتبادر عني العرف واللغة حكم بانه لا عكس

للممكنتين.

ترجمہ: تو جان لے کہ موضوع کی وصف کا اس کی ذات پرسچا آٹا ان قضایا میں جوعلوم میں معتبر ہیں۔ امکان کے ساتھ ہے۔ یکٹی کے ہاں اور فعل کے ساتھ ہے۔ یکٹی کے ہاں پس کل جب بالا مکان کا معنی فارا بی کی رائے پر بیہ ہے کہ ہروہ چیز جس پرسچا آئے گا۔ ج امکان کے ساتھ تو سچا آئے گا اس پر ب امکان کے ساتھ اور اس وقت لازم ہے۔ اس کو کس اور وہ بیہ ہے۔ کہ بعض وہ کہ سچا آئے گا اس پر ب امکان کے ساتھ اور اس کے ساتھ اور شیخ کی کہ سیا تھ اور شیخ کی ساتھ کی ساتھ اور شیخ کی ساتھ کی کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی سا

رائے پرکل جب بالا مکان کامعنی ہے۔ کہ ہروہ چیزجس پر بچا آئے ج بالفعل تو اس پر بچا آئے ب گا۔ب امکان کے ساتھ لیس اس کاعکس شخ کی رائے پر بیہ ہوگا۔ کہ بعض وہ جس پر بچا آئے ب بالفعل تو سچا آئے گا۔ اس پر ج بالا مکان اور نہیں ہے۔ شک اس میں کہ اصل سے سچا آئے سے اس وفت عکس کا سچا آٹالازم نہیں آتا مثلا جب بیفرض کر لیا جائے کہ مو کو ب زید بالفعل فرس میں مخصر ہے۔ تو سچا آئے گا۔ کیل حمار بالفعل مو کو ب زید بالامکان اور نہیں سچا آئے گا۔ اس کاعکس اور وہ بیہے۔ کہ بعض مرکوب زید بالفعل حمار بالا مکان پس مصنف نے جب شخ کے نہ ہب کو اختیار کیا کیونکہ وہی عرف اور لغت میں متبادر الی الذہن ہے۔ تو تھم لگا دیا۔ بایں طور

ن من المعلقين المعلقين التول من شارح في منتين عس كوبيان كياب اس میں اختلاف ہے ابونصر فارالی کے نزدیک اس کاعکس آتا ہے جب کہ بوغی سینا کے نزدیک اس كاعكس نبيس آتا- تويبال شارح تين باتيس ذكركر عال (١) منشاء اختلاف (٢) ثمره اختلاف بیان کیا ہے(۳) بوعلی سینا کے مذہب کواختیار کرنے کی وجہ بیان کی ہے۔ پہلی بات منشاء اختلاف:اس کو سمجھنے سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے۔کہ موضوع میں تین چیزیں ہوتی ہیں ۔(۱) ذات موضوع (۲) وصفعنوانی (۳) عقد وضع ۔اورمحمول میں دوچیزیں ہوتی ہیں۔(۱) ذات محمول (۲) عقد حمل۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ جو بھی ہواس میں ایک موضوع ہوتا ہے ایک محمول محمول کی جانب ہمیشہ وصف مراد ہوتی ہے اور موضوع کی جانب میں ہمیشہ ذات مراد ہوتی ہے۔اس ذات کوجس لفظ سے تعبیر کیا جائے اس کو دصف عنوانی کہتے ہیں جس طرح زید قائم میں ذات زید کولفظ زید ہے تعبیر کیا جار ہاہے تولفظ زید کووصف عنوانی کہیں مے یہاں قیام (وصف) کا ثبوت ذات زید کے لیے ہور ہا ہے۔ قضایا میں جومحول کا تعلق ذات موضوع كے ساتھ ہوتا ہے اس كوعقد حمل كہتے ہيں اور اسميل حكم بھى ہوتا ہے محمول كاتعلق جوذات موضوع کے ساتھ ہوتا ہے یہ چارقسموں کے ساتھ ہوسکتا ہے(۱) ضروری(۲) دائی (۳)

بالفعل (٣) بالامكان _وصفعنواني كاجوذات موضوع كےساتھ تعلق ہوتا ہےاسكوعقد وضع كہتے ہیں اس تعلق میں بھی وہی جا راحمالات ہیں جو کہ عقد حمل میں تھے لیکن مناطقہ کا اتفاق ہے کہ عقد وضع میں جہت ضرورت اور جہت دوام کی نہیں ہو سکتی جہت یاامکان کی ہوگی ہا بالفعل کی۔ پہلی بات منشاء اختلاف: جب موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہوتا ہے تواس کے ساتھ جہات میں سے کون سی جہت ہوتی ہے تو ابونھر فارابی کے نزدیک اس کے ساتھ بالا مکان کی جہت ہوتی ہے جب کہ بوعلی سینا کے نز دیک اس کے ساتھ بالفعل کی جہت ہوگی۔ یعنی ابونصر فاراني كےنزد كيكل جب بالا مكان اس طرح ہوگاكل جبالا مكان ب بالا مكان _ جب کہ بوعلی سینا کے نز دیکے کل ج بالفعل ب بالا مکان ہوگا۔جس کی مزید فارا بی کے نز دیک عقد وضع میں جہت امکان کی معتبر ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وصف عنوانی کا ثبوت ذات موضوع کے جن افراد کے لیے ممکن ہےان افراد کے لیے محمول ٹابت ہے۔ دوسراند ہب: شیخ بوعلی سینا کا مذہب سے کہ عقد وضع جہت بالفعل معتبر ہے وصف عنوانی کا تعلق ذ ات موضوع کے ساتھ جہت بالفعل کے ساتھ ہوگا شیخ کے نز دیک اس کا مطلب بیہ ہوگا کہ وصف عنوانی کا ثبوت ذات موضوع کے جن افراد کے لیے بالفعل ہور ہا ہے ان افراد کے لیے محمول ٹابت ہےمثال کےطور برکل اسود کا تب بالا مکان العام۔ فارا بی کےنز دیک اس کا مطلب بیہ ہوگا کہ وصف سواد کا ثبوت جن افراد انسانی کے لیے ممکن ہے ان کے لیے کتابت بینی محمول کا ثبوت ممکن ہے یعنی حبثی تو یقینی طور پر داخل ہیں لیکن اس میں رومی بھی داخل ہیں ان کے لیے کتابت کا ثبوت ممکن ہوگا کیونکدرومی کے لیے وصف عنوانی کا ثبوت ممکن ہے۔ کل اسود کا تب بالفعل شیخ کے نز دیک اس کا مطلب بیہ ہوگا سیا ہی والی وصف جن افرادانسانی کے لئے بالفعل ثابت ہے ان ہی کے لیے کتابت کا ثبوت ہے۔اب شیخ کے نزدیک حبثی اور انکی پیدا ہونے والی اولا و کے لیے کتابت کا ثبوت ممکن ہے کیونکہ وہ بالفعل وصف عنوانی سیابی کے ساتھ متصف ہیں ہاں رومی کے لیے کتابت کا ثبوت نہیں ہوگا کیونکہ رومی بالفعل سا نہیں ۔

انسطباق ان دونوں کا انطباق اس مثال کے ذریعے کرنا ہوگا مثلاً ہم نے فرض کرلیا کہ زید بالفعل جمار پرسوار ہے اب یوں کہیں کل فرس بالفعل مرکوب زید بالا مکان ہے جے ہے اس کا مطلب ہیں ہے کہ جن افراد فرس کے فرسیت کا ثبوت بالفعل ہے ان کا زید کے لیے سواری بننا ممکن ہے اس کا عکس شیخ کے نزد یک بعض مرکب زید بالفعل فرس بالا مکان العام کہ بعض وہ افراد جن کے لیے مرکو بیت زید بالفعل فابت ہے ان کے لیے گھوڑا ہونا ممکن ہے ہی سرجھوٹا ہے کہ بنکہ بالفعل مرکوب زید بالفعل فابت ہے ان کے لیے گھوڑا ہونا ممکن ہے اس لیے شیخ کے ہاں ممکنہ کا عکس نکالنا مرکوب زید وہ تو تمار ہے اس کے لیے گدھا ہونا کیے ممکن ہے اس لیے شیخ کے ہاں ممکنہ کا عکس نکالنا صحیح نہیں ۔ اور فارا بی کے نزد یک کل فرس بالا مکان مرکوب زید بالفعل اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جن افراد فرس کے لیے فرسیت کا ثبوت ممکن ہے ان افراد فرس کا مرکوب زید بالا مکان فرس بالا مکان کہ بعض وہ افراد جن کے لیے مرکو بیت زید کا ثبوت ممکن ہے ہیا صحیح ہے۔

دوسری بات ثمرہ اختلاف بثمرہ اختلاف میہ نظے گا کہ ابونصر فارا بی کے نزدیک اس کاعکس آئے گا جب کہ بوعلی سینا کے نزدیک اس کاعکس نہیں آئے گا۔ یعنی ابونصر فارا بی کے نزدیک کل ج

بالامكان ببالامكان _اس كاعكس بعض ب بالامكان ج بالامكان موكا_

بوعلی سینا کے نز دیکے عکس نہیں ہوگا کیونکہان کے نز دیک جوعکس آتا ہے وہ اصل کولا زمنہیں ہوتا۔ حالانکہ عکس اپنے اصل قضیہ کولا زم ہوتا ہے۔تولہذا انہوں نے اس کے عکس کے نہ آنے کا حکم

علامت کا بھی ہونا ہونا ہے۔ وہ ہمارہ ہوں سے مان سے مان ہوں ہے۔ اس میں ہمارہ ہوں ہمارہ ہوں ہمارہ کا ہمارہ ہمارہ الگادیا جیسے کل ج بالفعل ب بالامکان عکس بعض ب بالفعل ج بالامکان

الحاصل فارانی کے نزویک تضیه مکنه کاعکس (جہت امکان کے لحاظ سے) میچی آتا ہے اور شیخ کے نزویک جہت بالفعل کے لحاظ کر کے میچنہیں آتا۔ ماتن شیخ کے ند ہب کوران ح قرار دیتے ہوئے کہا تک لاکھ کا لئے کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہا تا کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہا تا کہا تا کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہ کہا تا کہا تا کہا تا کہا تا کہا تا کہ کہا تا کہ تا کہا تا کہ تا کہ تا کہا تا کہ تا کہا تا کہ

تیسری بات ۔ بوعلی مینا کے مذہب کو اختیار کرنے کیوجہ۔مصنف ؒ نے بوعلی کے مذہب کواس لیے

اختیار کیا ہے کہ وہ عرف اور لغت کے زیادہ متباور تھا۔

: الم مده: وات موضوع كوتعبير كرنے كى يا في صورتيل ہيں۔

ا۔ ذات موضوع کونوع کے ساتھ تعبیر کیاجاتا ہے جیسے کل انسان ناطق۔

٢ ـ ذات موضوع كوش كراتي تعيركيا جاتا بجي بعض الحيوان ناطق

٣ ـ ذات كوموضوع خاصه كساته تعييركياجا تاب جيس كل ضاحك انسان

٣ ـ وات كوموضوع عرض عام كساته تعيير كياجا تاب جيس المتنفين انسان

۵۔ ذات کوموضوع فصل کے ساتھ تعبیر کیاجاتا ہے جیسے کل ناطق حیوان۔

ان تمام صورتوں میں وصف عنوانی موضوع سے مراد زیدعمر و بکر وغیرہ ہی مراد ہیں لیکن ان کی تعبیر

مختلف طریقوں سے ہے۔

: تُوله: تُنْعِكُس الدائمِتان دائمة: أي الضرورية المطلقة والدائمة المطلقة

تنعكسان دائمة مطلقة مثلا اذا صدق قولنا لا شئى من الانسان بحجر

بالضرورة او بالدوام صدق لا شئى من الحجر بانسان دائما والا لصدق نقيضه

وهـو بـعض الحجر انسان بالغمل وهو مع الاصل ينتج بعض الحجر ليس بحجر

دائها هف

ترجمہ: ضرور بیہ مطلقہ اور دائمکہ مطلقہ دونوں کا عکمن دائمکہ مطلقہ آتا ہے۔مثلا جب سچا آئے گا ہمارا قول لاشک من الانسان بچر بالضرور ۃ او بالدوام ہو سجا آئے گا۔لاشک من الحجر بانسان دائما ور نہ تو اس کی نقیض سچی آئے گی۔اور وہ بیہ ہے۔بعض الحجرانسان بالفعل اور وہ اصل کے ساتھ ملکر نتیجہ دےگی۔بعض الحجرلیس بجر دائما بی خلاف مفروض ہے۔

تنعكس الدائمنان سوالب بسطر كمس كابيان

سوالب بسيطه كاعكس ابتكموجبات كالمكس تفااب والبكار

سوالب بسطه سولد منتے آٹھ سالبہ کلیہ آٹھ سالبہ جزئید۔ یا در کھیں آٹھ سالبہ جزئیہ کاعکس تو نہیں آتا باقی آٹھ سالبہ کلیدر ہے ان میں سے بھی ضرف دائمتان (دائمہ مطلقہ ضرور بیہ مطلقہ) ان کاعکس آتا ہے اور عامتان (مشروطہ عامہ عرفیہ عامہ) ان کاعکس آتا ہے باقی جار مطلقہ عامہ۔ ممکنہ عامہ۔

وقديه مطلقه _منشره مطلقه ان كأعكس نبيس آتا _

اس قول میں دائمتان کے عکس کو بیان کیا ہے۔

دانمنان كاعكس والمممطلقه ضروريهمطلقه سالبهكليكاعس والمممطلقه سالبهكلية عكا

دایسل خلف ہمارےاس دعوے کو مان لیس۔اگرنہیں مانتے تو اس کی نقیض ماننی پڑے گ

ورندارتفاع نقیصین لازم آئے گی۔اوراس کی نقیض مطلقہ عامہ آتی ہے تو جب اس نقیض کو اصل

قضیے کے ساتھ ملائیں مےسلب الشی عن نفسہ لازم آئے گا جو کہ محال اور خلاف مفروض ہے اور کیوں کہ لازم آیا اس لیے کہ آپ نے ہمارے دعوے کونہیں مانا۔لہذا ہمارے دعوے کو مان

> يىر ول__

مثال ـ بالضرورة او بالدوام لاشئ من الانسان بحجر

عكس _لاشئ من الحجر بإنسان دائما _

نقيض عكس يعض الحجرانسان بالفعل

اصل قضيه-لاشئ من الانسان بحجر

نتيجه بعض الحجرليس بحجر - بينتيج محال بالهذا اماراعكس صحيح ب-

: قوله : والعامتان عبر فية عامة : أي المشبرور طة العامة والعرفية العامة

تنعكسان عرفية عامة مثلا اذا صدق بالضرورة او بالدوام لا شئى من الكاتب

بساكن الأصابع مادام كاتبا لصدق بالدوام لا شئى من ساكن الاصابع بكاتب

مادام ساكن الاصابع والأفيصدق نقيضه وهو قولنا بعض ساكن الاصابع كاتب

حيـن هـو سـاكـن الاصابع بالفعل وهو مع الاصل ينتج بعض ساكن لاصابع ليس

بساكن الاصابع حين هو ساكن الاصابع وهو محال.

ترجمہ: لیعنی مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ دونوں کاعلس عرفیہ عامہ آتا ہے۔ مثلا جب سچا آئے گا۔ مار مصروبا میں لیزیں میں مرموبا میں ہشتہ میں کے میں اور لیے اور میں ماہ میں اور اللہ میں اور اللہ میں میں انقاض

بالضرورة اوبالدوام الخ توسيا آئے گا۔ بالدوام لاشئ من ساكن الا صابع الخ ورندتواس كى فتيض كى آئے گا۔اوروہ ہے۔ ہمارا قول بعض ساكن الاصابع الخ اور وہ اصل كے سے تحد ملكز متيجہ وے گی بعض ساکن الاصابع الخ اور بیمال ہے۔

تقوله: العاصتان مشروطهامدع فيهامد كالبيان-

مشروطه عامه اود عرفیه عامه کا عکس ان کانکس و فیرعامه سالبه کلیة تا ہے۔

دلیس خلف آگراس کونیس مانے تو پھراس کی نقیض کو مانتا پڑے گا اوراس کی نقیض حیدیہ مطلقہ

آتی ہے کیونکہ اگر نقیض کو بھی نہیں مانو کے تو پھرار تفاع نقیصین لازم آئے گا جو کہ محال ہے لہذا

جب نقیض کو مان لو گے تو اس کواصل قضیہ کے ساتھ ملائیس گے تو سلب الشی عن نفسه لازم آئے گا

جو کہ خلاف مفروض ہونے کی وجہ سیب باطل ہے اور بیخرابی اس لئے لازم آئی کہ آپ نے

ہمارے دعوے کونیس مثال جس وقت بالضرورة اوبالدوام لاشی من الکا تب بساکن الاصابح

مادام کا تباسی آئے گا تو ان کا عکس بالدوام لاشی من ساکن الاصابح بکا تب مادام ساکن الاصابح

بھی سیجا آئے گا۔ اگر ہمارے عکس کونیس مانو گے تو اس کی نقیض حیدیہ مطلقہ موجہ جزئے بعض ساکن الاصابح

الاصابح کا تب جین ہوگا تب بالفعل مان لو اب اس نقیض کو اصل قضیہ بالضرورة اوبالدوام لاشی

من الکا تب بساکن الاصابح مادام کا حیا نقیض بعض ساکن الاصابح کا تب جین ہوگا تب بالفعل جو کہ یہ نتیجہ محال نظلے گا بعض ساکن الاصابح بید بالفعل جو کہ یہ نتیجہ محال نظلے گا بعض ساکن الاصابح بالفعل جو کہ یہ نتیجہ محال نظلے گا بعض ساکن الاصابح بیس بساکن الاصابح عین ہوساکن الاصابح بالفعل جو کہ یہ نتیجہ محال نظلے گا بعض ساکن الاصابح بیس بساکن الاصابح عین ہوساکن الاصابح بالفعل جو کہ یہ نتیجہ محال خطبہ نظر اہماراعکس صحیح ہے۔

مر کبات سوالب کا عکس

سوالب،سيط كي شريان كرنے كے بعدم كبات سوالب كابيان _

: قوله: والخاصتان: أي المشروطة الخاصة والعرفية الخاصة تنعكسان

عبرفية اى عرفية عامة سالبة كلية مقيدة باللادوام فى البعضوهو اشارة الى مسطللة عامة مبوجبة جيزئية فننقبول اذا صدق لا شئى من الكاتب بساكن الاصبابع مبادام كاتبا لا دائما صدق لا شئى من الساكن بكاتب مادام ساكنا لا دائما فى البعض اى بعض الساكن كاتب بالفعل اما الجزء الاول فقد مر بيانيه مين انبه لازم للمامتيين وهيها لازمتان للخاصتينولازم اللازم لازم واما الجزء الشئى من الساكن بكاتب دائما الشائى فللانه لولم يميدق لصدق نقيضه وهو لا شئى من الساكن بكاتب دائما

فهذا من اللادوام الاصل وهو كل كاتب ساكن الاصابع بالفعل ينتع لا شنى من الكاتب بكاتب بكاتب دائما هف وانما لم يلزم اللادوام فى الكل لانه يكذب فى مثالنا هذا كل ساكن كاتب بالنف عل لصدق قولنا بعض الساكن ليس بكاتب دائما كالارض قال المحصنف السنوفي ذلك ان لا دوام السالبة موجبة وهي انما تنعكس جزئية وفيه تامل اذليس انعكاس المجموع الى المجموع منوطا بانعكاس

الاجزاء الى الاجرزاء كما يشهد بذلك ملاحظة انعكاس الموجهات الموجبة

عطس منا منز فنان البخاصتين الموجبتين تنعكسان الى الحينية اللادائمة مع ان

الجزء الثاني منهما وهو المطلقة العامة السالبة لا عكس لها فتدبر

ترجمہ: یعنی مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ دونوں کاعکس عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ آتا ہے۔ جولا دوام فی البعض کے ساتھ مقید ہوتا ہے۔ اور وہ لا دوام فی البعض مطلقہ عامہ موجبہ جزئے کی طوف اشارہ ہے پس ہم کہیں ہے۔ جب سیا آئے گا۔لاشک من الکاتب بساکن الخ تو سیا آئے گا۔لاشک من الساكن بكا تب الخ بہر حال جزواول كاصدق پس اس كابيان گزر چكاہے۔كدوہ دوعامہ (مشروطہ عامة عرفيه عامه) كولا زم ہے۔اوروہ دونوں دوخاصہ (مشروطہ خاصة عرفیہ خاصہ) كولا زم ہیں ۔اور لازم کالازم لازم ہوا کرتا ہے۔اور بہر حال جزوانی کا صدق اس لیے ہے کہ اگر تکس بیانہ آئے تواس کی نقیض سچی آئے گی۔اوروہ ہے۔لاشکی من الساکن بکا تب داعما اور بدلا دوام اصلی کے ساتھ مل کراور وہ لا دوام اصلی یہ ہے۔کل کا تب ساکن الاصابع بالفعل نتیجہ دے گی۔لاشئ من ا لکا تب بکا تب دائما بیخلا ف مفروض ہے۔ اور سوااس کے نہیں لا دوام فی کل لا زم نہیں آتا اس لیے کہوہ جاری اس مثال میں جھوٹا ہوجا تا ہے۔کل ساکن کا تب بالفعل تو البتہ سچا آئے گا۔ ہمارا یقول بعض الساکن لیس بکا تب دائمامثل زمین کےمصنف ؓ نے فرمایا کدراز اس میں بیہے۔کہ سالبہ کا لا دوام موجبہ ہوتا ہے۔اورسوااس کے نہیں اس کانکس جزئی ہوتا ہے۔اوراس میں تامل ہے۔ کیونکہ مجموعہ کاعکس آنا مجموعہ کی طرف نہیں موقوف اجزاء کی طرف عکس آنے کے ساتھ جیسا كه شهادت ديتا ہے۔اس بات كى موجهات موجبہ كے عكس كالحاظ كرنا اويراس طريقے كے جوگزر چکا ہے۔ پس بلا شبہد دوموجبہ خاصد کا عکس حدید لا دائمہ آتا ہے۔ باوجوداس کے کدان کے جزوال فی

اوروه مطلقه عامه سالبه باس كانكس نبيس آتا بس توغور وفكركر

المحاصقان ال تول میں شارح نے تین باتیں بیان کی ہیں۔(۱) دودعو ہے اور انکی دلیل بیان کی ہے۔(۲) ایک اعتراض کا جواب (۳) شارح نے اعتراض کیا ہے اور فقد ہر کہد کراس کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مشدوطه خاصه عدويه خاصه سالبه كليدان كاعس عرفيدلا دائمه في البعض آتا بيعن ان كاعكس عرفيدلا دائمه في البعض كرساته آتا بيعن ان كاعكس عرفيه عامه جومقيدلا دوام في البعض كرساته آتا بهد بالضرورة اوبالدوام لاشكى من الكاتب بساكن الاصالع مادام كاوبالا دائما ان كاعكس لاشكى من ساكن الاصالع بكاتب مادام ساكناً لا دائماً في البعض -

يبلا دعوى: بيتها كه عرفيه خاصه اورمشر وطه خاصه كأعكس عرفيه عامه مقيد بلا دوام في البعض آتا ہے۔ دلیل: شارح کهتا ہے ک*همشر*وطه خاصه اورعر فیه خاصه ان دونوں میں پہلی جزءمشر وطه عامه اورعر فیہ عامه سالبہ آتی ہےاور گزشتہ تولد ہے متعین ہو چکا ہے کہ ان کائنس عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ آتا ہے اور تكس اينے اصل قضيے كولازم ہوتا ہے بعنى عرفيه عامه ميدلازم ہو گيا عرفيه عامه اورمشر وطه عامه كوان كا تکس ہونے کی وجہ سے۔ورعر فیہ عامہ اورمشر وطہ عامہ بیلا زم ہیں عرفیہ خاصہ اورمشر وطہ خاصہ کو ا ٹکا جز ء ہونے کی وجہ ہے۔ کیونکہ جزءکل کو لازم ہوتا ہے۔ تو عرفیہ عامہ اورمشروطہ عامہ کے ذریعے لازم ہوگیا مشروطہ خامہ اور عرفیہ خاصہ کو۔ کیونکہ قانون ہے لازم اللازم لازم کہ ہی کے لازم کالا زم خودشی کولا زم ہوتا ہے اس لیے ان دونوں کے پہلی جزء کاعکس تو عرفیہ سالبہ کا آ ٹالیقینی ہوا۔ ہاں البنة دوسری جز وشروطه خاصه سالبداور عرفیه خاصه کائنس منوانے کے لیے دلیل خلفی ہے دوسرا دعوی: عرفیہ عامہ جوان کاعکس آئے گا وہ مقید بلا دوام فی البعض ہوگا۔ کیوں ہوگا اس کی دجہ دنيل خلف اصل قضيه شروطه خاصه اورعر فيه خاصه مين لا دائماً قضيه موجبه كليه مطلقه عامدي کل کا تب ساکن الاصالع بالفعل اورتکس والے قضیہ میں جولا دائماً فی البعض کے بینچے کھڑا ہےوہ مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ ہے بعض الساکن کا تب بالفعل بیہ ہمارے اصل تضیہ کے دوسرے جزء کا

عَس ہے اسے مان لوور نہ اسکی نقیض دائمہ سالبہ کلید لاشکی من الساکن بگا تب الا صالع دائماً مان لو اب اس نقیض کواصل تضید کی دوسری جزءوالے قضید (لا دائماً) کے ساتھ ملا کرشکل اول تیار کر کے بتیجہ نکالیس۔اصل قضید کی جزء ٹانی کل کا تب ساکن بالفعل (نقیض) لاشکی من الساکن بکا تب دائماً متیجہ: لاشک من الکا تب بکا تب تو سلب الشک عن نفسہ لا زم آئے گا جو کہ ہمارے خلاف مفروض ہے اور بینجرا بی کیوں لازم آئی اس لیے کہ آپ نے ہمارادعوی نہیں مانالہذا ہمارادعوی مان لو۔

وانعا یلزم الدوام من الکل اعتراض بدوارد بوتا ہے کہ شارح نے قانون کے خلاف کیا ہے کہ لا دوام سے جوقضیہ جمجھ میں آتا ہے وہ تواصل کے خالف ہوتا ہے کیف میں لیکن کم میں تو موافق ہوتا ہے کیف میں موافق نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے کیونکہ موجہ کلید لانا چاہیے تھا۔ جب کہ آپ موجہ جزئیدلانا چاہیے تھا۔ جب کہ آپ موجہ جزئیدلائے۔ یعنی لا دائم فی ابعض کی قید کیوں لگائی۔

اس کے دوجواب شارح نے دیے ہیں۔

جواب اول۔ اس لیے لگائی ہے کہ اگر لا دائمہ فی الکل کی قید لگاتے تو عکس موجبہ کلیہ آتا یعنی کل ساکن کا تب بالفعل اور بیکس جموٹا تھا کیونکہ اس کی نقیض بعض الساکن لیس بساکن دائماً بچی ہے جیسے زمین ۔الحاصل کہ اس کاعکس موجبہ کلیہ اس لیے نہیں لائے کہ وہ جھوٹا آتا ہے اور اس کی نقیض بھی آتی ہے حالانکہ عکس کے لیے سچا ہونا ضروری ہے۔

تجی آتی ہے حالانکہ عکس کے لیے سچا ہونا ضروری ہے۔

جواب ٹانی۔شارح کہتا ہے کہ اس میں ماتن ؒنے راز کی بات بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ سالبہ کالا دوام موجبہ ہے اب خواہ موجبہ کلیہ ہویا موجبہ جزئیہ ہو ہرحال میں اس کاعکس موجبہ جزئیہ آئے گا۔

: سوال: معرض كهتا بكرآب يهال ريكس جزجز كالكرآئ بين حالانكدآب ني بهله موجبات مين مشروطه خاصداورع فيه خاصه كيكس مين كها تفاكد يهال عكس مجموعة من حيث المجموعة بهال تكرير كهدكر جواب كي طرف محالانكد يهال يرجزجز كاعكس لي كرآئ من بين يوشارح في فقد بركهدكر جواب كي طرف

اشارہ کیاہے۔

جواب۔ کہ ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جز جز کا عکس آتا ہے۔ لیکن اس سے وہ مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ مستنی ہیں۔ بعنی ان کاعکس مجموعہ من حیث المجموعہ آتا ہے۔

اصل میں چونکہ مرکبات کے عکوس نکا لئے میں دونوں جزؤں کا کھا ظاکر تا شرطنہیں بلکہ مرکبوں کے عکوس نکا لئے میں جوند کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کی دلیل بھی ہمارے پاس ہے کہ ماتن نے مشروطہ خاصہ عرفیہ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کی دلیل بھی ہمارے پاس ہے کہ ماتن نے مشروطہ خاصہ موجبہ کلیہ کا عکس حیلیہ لا دائمہ ہتلایا ہے اب ان کا جو عکس حیلیہ آ رہا ہے یہ صرف پہلے جزء مشروطہ خاصہ عرفیہ فیصلہ علم مسلم مالے جولا دائما کے بیجے مطلقہ عامہ کھڑا ہے اس کا عکس نیس آتا تو بات معلوم ہوگئی مرکبات کے عکوس مجموعہ کا عتبار ہوتا دونوں جزؤں کا عکس بشرط ضروری نہیں۔ مصنف کا وہ راز سمجھیں جو کہ خاصتین کے عکس میں لا دائمہ فی البحض کی قیدلگائی ہے وہ راز میہ ہے کہ مجموعہ قضیہ سالبہ کلیہ اور موجبہ کلیہ ہے اور موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ تیہ تیہ اس لیے لا دائمہ فی البحض کی قیدلگائی۔

: قوله: ينتج أه فهذا المحال اما ان يكون ناشيا عن الاصل او عن نقيض

المكس او عن هيئة تاليفهما لكن الاول مفروض الصدق والثالث هو الشكل

الأول السمعلوم صبحته وانتاجه فتعين الثاني فيكون النقيض باطلا فيكون العكس

حتا

ترجمہ: پس بیمحال یا تواصل سے پیدا ہوگا۔ یاعکس کی نقیض سے یا ان دونوں کی ہیت تالیف سے لیکن اول کا صدق فرض کیا ہواہے۔اور تیسری وہ شکل اول ہے۔جس کی صحت اور نتیجہ دینا معلوم ہے۔ پس ٹانی متعین ہوگیا۔ پس نقیض باطل ہوگی اور عکس حق ہوگیا۔

منوں ویں نتیج اس قول میں شارح نے ایک بات بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے تمام دعوؤں کو دلیل خلف کے ذریعے ثابت کیا ہے۔ اور آخر میں جو یہ محال پیدا ہوتا ہے تو یہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے اس محال کا لا زم آنے کی تین صور تیں خلا ہر طور پر مجھی جاتی ہیں (۱) اصل قضیہ جموٹا ہو (۲) یا عکس کی نقیض جموثی ہو (۳) یا شکل کی ترتیب میں غلطی ہو۔ ان تین با توں میں سے دوبا تیں نہیں ہوسکتی نہ اصل قضیہ جھوٹا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہم نے اس کوسیا فرض کیا ہے اور دوسری بات شکل کی تر تیب بھی غلط نہیں ہوسکتی کیونکہ پیشکل اول ہے اورشکل اول بدیبی الانتاج ہوتی ہے پیدو باتیں

نہیں ہوسکتی تولامحالفتیض عکس جھوٹی ہے اسکی وجہ سے نتیجہ کا محال ہونالا زم آیا ہے اوراسکا صحیح ہونا پہلے سے معلوم ہے تولہذا معلوم ہوگیا کہ بیمحال عکس کی نقیض سے پیدا ہوتا ہے۔

جس کے دور کرنے کا طریقہ رہے۔ کہ ہم عکس کی فتیض کو مانتے ہی نہیں بلکداس عکس کوسچا مانتے

ہیں۔بعنوان دیگراس قول کی غرض یہ بتلانا ہے کہ جوہم نے ماقبل میں کہاتھا فلال قضیہ کاعکس آتا

ہے فلاں قضیہ کا عکس نہیں اس کے لیے دلیل کا بیان اس میں صرف عکس آنے کی دلیل ہے اسکلے قول عکس نہ آنے کی دلیل کابیان ہے۔

توایسے تضیہ کاعکس آتا ہے مجے ہوتا ہے دجہ اس کی بدہے نتیجہ کا محال ہونا تو اصل تضیر سے بیمال

پیدا ہوا ہے۔ یاعکس کی نقیض سے یاشکل اول سے۔ پہلا اور تیسرا احمال باطل ہیں۔اور دوسرا احمال متعین ہے کہ بیمال عکس کی نقیض سے ہی پیدا ہوتا ہے

جب نقيض عكس جموثي بإقوجار اعكس بالكل صحيح موار

: قرُّله: ولا عكس للبواش: إي السوالب الباقية وهي تسعة الوقتية المطلقة والمنتشرة المطلقة والمطلقة العامة والممكنة العامة من البسائط والوفتيتان

والوديتان والممكنة الخاصة من المركبات.

ترجمہ: یعنی باقی سالبے اور وہ نو ہیں یعنی بسائط میں سے (۱) وقتیہ مطلقہ (۲) منتشرہ مطلقہ (٣)مطلقه عامه (٣) مكنه عامه اورمر كبات ميں سے دو وقتيه تعنی (۵) وقتيه مطلقه (٢)منتشر ه

مطلقه اوردوو جودبیه(۷) لینی و جودبیلاضروربه(۸) وجودیه لا دائمه(۹) ممکنه خاصه 🗓

: قوله : ولا عكس للبواهي ال قول مين ان قضايا كوبيان كرنا بي جن كانكس نبيس آتا ـ

غیبه عکمی والی منضایا 💎 کل تضایا جن کانگس نہیں وہ چوہیں ہیں پندرہ قضیے ایسے ہیں جن کا عکس آت ی نہیں۔شارح یز دی نے چونکدان کا ذکر کتاب میں نہیں اس لیے یز وی نے کہا نو قضیے

میں جن کا نکس وہ نوقضیے ہیں۔بسائط میں سے(۱)وقتیہ مطلقہ سالبہ(۲)منتشرہ مطلقہ سالبہ(۳)مطلقہ عامہ سالبہ(۳)مکنہ عامہ سالبہ۔

مركبات مين سے (۵) وقتيه سالبه (۲) منتشره سالبه (۷) وجوديه لا دائمه سالبه (۸) وجوديه لا ضرور بيسالبه (۹) مكنه خاصه

: ﴿ وَإِلَّهُ : إِنْ السَّمْ عَلَى السَّمُ عَلَى مَادَةً بِمِعْنَى انْهُ يَصِدُقُ الْأَصِلُ فَي مَادَةً

بدون العكس فيعلم بذلك ان العكس غير لازم لهذا الاصل وبيان التخلف في

تُلك التَّنضيايا إن أحصها وهي الوقتية قد تصدق بدون العكس فانه يصدق لا

شئى من القمر بمنخسف وقت التربيع لا دائما مع كذب بعض المنخسف ليس

بقبر بالامكان العام لصدق نقيضه وهوك منخسف قبر بالضرورة واذا

تحقيق التيخيف وعيم الانعكاس في الاخص تحقق في الاعم اذا العكس لازم

لسلسة علو انعكس الاعم الفكس الاختص لان العكس يكون لازم للاعم والاعم

لازم للاخص ولازم اللازم لازم فيكون العكس لازما للاخص ايضا وقد بينا عدم

انمكاسيه هف وانتها اخترنا في العكس الجزئية لانها اعم من الكلية والممكنة

العامة لانها اعم من سائر الهوجهات واذا لم يصدق الاعم لم يصدق الاخص

والطريق الأولى بخلاف العكس الكلية .

 خلاف مفروض ہے۔اورسواا سکے نہیں ہم نے تئس میں جزئیاس لیے اختیار کیا ہے۔ کہوہ کلیہ سے اعم ہوتا ہے۔اور ممکنہ عامہ کواس لیے اختیار کیا ہے۔کہوہ باتی موجہات سے اعم ہے اور جب نہ سچا آئے اور جب نہ سچا آئے اخص بطریق اولی بخلاف عکس کل کے۔

ن قبل: بالنقض اس قول میں ان وقضایا کے مس نہ آنے کی دلیل پیش کی ہے تیاس کا تقاضا تو یہ تھا ان نو قضایا کا عکس نہیں آتا لیکن تقاضا تو یہ تھا ان نو قضایا کا عکس نہیں آتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر ایک قاعدہ بیان کردیا جس سے یہ معلوم ہوجائے گا کہ ان نو قضایا کا عکس نہیں آتا۔

فاعدہ بطود دنیل ان کودلیل نقض کے ذریعے بیان کیا ہے پہلے دلیل نقض کا مطلب سمجھ لیں کہ دلیل نقض اسے کہتے ہیں کہ علت تو یائی جائے لیکن تھم نہ پایا جائے۔

تو جب ہم ان قضایا کے لیے عکس لائے تو ہم نے دیکھا کہ بعض مقامات پران کا عکس جھوٹالازم آر ہائے تو اس سے ثابت ہوگیا کہ انکاعکس نہیں آتا۔ کیونکہ عکس تو ہمیشہ سچا ہوتا ہے اوراس کولازم ہوتا ہے تو ان کے صادق آنے کی وجہ سے معلوم ہوگیا کہ عکس ان کولازم نہیں ہے۔ بیتو بعض مقامات پرصادق نہیں آرہا تھا۔ تو ہم نے کلیة بیتھم لگادیا کہ ان کاعکس نہیں آتا۔

الین ہم نے ان نوقضایا میں سے سب سے اخص تضید وقتیہ مطلقہ لے لیتے ہیں اور اس کے عس میں سب سے اعم مکنہ عامہ کو واقع کرتے ہیں تو بعض مقامات پر ہم نے دیکھا کہ وہ عس صادق نہیں آتا بلکہ اس کی نقیض صادق آرہی ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ باتی جو آٹھ قضایا ہیں ان کاعکس تو بدرجہ اولی نہیں آئے گا۔ کیونکہ اگر ان کاعکس آئے تو عکس لازم ہواان اعم قضایا کو اور عام خاص کو لازم ہوتا ہے۔ لازم الملازم لازم کرشک کے لازم کالازم ہوتا ہے۔ حالانکہ ہم یہ پہلے ٹابت کر بچکے ہیں کہ اخص کاعکس نہیں آتا۔

تولہذا جب ہم نے اخص کی فئی کردی کہاس کاعکس نہیں آتا تواعم کاعکس بدرجہاو لی نہیں آئے گا۔ باتی رہی سے بات کہ وقلیہ مطلقہ کاعکس نہیں آتا اس کی وجہ سے سے کہاس کاعکس جھوٹا ہوتا ہے اور عکس اس ليجهونا بوتا بكراس عمس كي نقيض كي آتى بمثلًا لانسنى من القدر بمنحسف وقت التربيع لادائماً يقضيه وقديم البسي الماكات التربيع لادائماً يقضيه وقديم البسي المسالم المسلم ا

منجی ہے۔ ا

انصا اختومنا اعتراض كي دوشقيس اوران كے جوابات۔

شق اول ۔اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے سالبہ کلیہ کے عکس میں سالبہ جزئیہ واقع کیا ہے

تو قانون کی خلاف ورزی کی ہے کیونکہ سالبہ کلید کاعکس سالبہ کلیدآ تا ہے۔

جواب۔ وقدید کاعکس جزئیداس لیے نکالا جزئیداعم ہوتا ہے جب اعم کاعکس نہ آئے گا تو اخص کا عکس نہ آئے گا تو اخص کا عکس نہیں آئے گا کیونکہ قاعدہ جو چیز اعم کولازم ہووہ اخص کو ضرور لازم ہوگی اور جب عدم انعکاس اعم کولازم ہوگا جب جزئید کاعکس نہیں آئے گا تو کلید (اخص) کاعکس بھی

نہیں آئے گا۔

شق ٹانی۔آپ نے وقتیہ کے لیے عکس میں صرف ممکنہ عامہ وکیوں واقع کیا ہے یعنی اس کی شخصیص کیوں کی ہے۔ باقی قضایا کو بھی توان کے عکس کے اندرواقع کر سکتے تھے۔

جواب مقصود تکس کے اندرعموم پیدا کرنا ہے تو ان تمام قضایا موجہات سے اعم ہے جب اسکی فغی اور پر سرزن

یعیٰ عکس کی نفی ہوجائے تو ہاتی ہے بطریق اولی نفی ہوجائے گ۔

﴿ عكس النقيض ﴾

متن کی تقریر

یہاں سے مصنف اب قضایا کے احکام میں سے تیسرے تھم عس نقیض کو بیان کررہے ہیں۔ عکس نقیض کی بیان کررہے ہیں۔ عکس نقیض کی ماتن نے دوتعریفیں کی ہیں ایک متقد مین کرتے ہیں اور ایک متاخرین لیکن متقد مین میں والی تعریف بہت ہی زیادہ آسان ہے اس لیے اس کے مطابق احکام کو بیان کیا جائے گا۔

عضوع کی قصوید

: فوله: تبديل نقيضي الطرفين اي جعل نقيض الجزء الأول من الأصل

جزء ثانيا ونقيض الثاني اولا.

معس نقیض می تعویف : متقدمین نے بیتعریف کی ہے قضید کی دونوں طرفوں کی تقیض کو تبدیل کرنا صدق اور کیف عن بڑے ٹانی (محمول)

بنادینا اور جزء ثانی کی نقیض کو جزءاول (موضوع) بنادیا اس طور پرصدق اور کیف (ایجاب و

سلب) باتی رہ جائے۔جس طرح کل انسان حیوان اس کاعکس نقیض اس طرح نکالیں سے کہ قضیہ

کی جزءاول انسان کی نقیض لاانسان نکالیس کے اور جزء ٹانی کی نقیض نکالیس مے حیوان کی نقیض

لاحیوان پھر جزءاول کو جزء ثانی اور جزء ثانی لاحیوان کو جزءاول کو جزءاول بنادیں گےا یجاب کو پر سندیم

بھی باقی رکھیں مے یوں کہیں کل لاحیوان لا انسان بیقضیہ بھی سچاہے۔

متاخسدین کی مذدیک تعریف جزء تانی کی نقیض نکال کرجزءاول بنادینا اور جزءاول کو بعد جزء تا اور جزءاول کو بعینه جزء تانی بنادینا اس طریقے سے کہ کیف میں مخالفت ہو کہ اصل موجبہ تو عکس نقیض سالبہ ہو۔ جس طرح کل انسان حیوان ۔ جزء ثانی حیوان کی نقیض لاحیوان کو جزءاول بنا کمیں گے اور جزء اول انسان کو بعید جزء ثانی بنا کمیں گے اصل قضیہ چونکہ موجبہ تھا اس لیے عکس نقیض سالبہ لا کمیں

توعكس نقيض بيرب كالاشكى من الاحيوان بانسان بيمى سچا ہے۔

قو له: مع بقاء الصدق : أي أن كان صادفاً كان العكس صادفاً .

ترجمہ: قولہ: یعنی اگراصل صادق ہے۔ تواس کاعس بھی صادق ہوگا۔

مع بہت، المصدق تشریح متن ہے کہ اگراصل تضییح پاہوتو اس کاعکس نقیض بھی سیا ہوگزشتہ مثال جس طرح اصل قضیہ کل انسان حیوان سیا ہے اس طرح اس کاعکس نقیض کل لاحیوان لاانسان بھی سیاہے۔

: قوله: ومع بقاء الكيف: اي ان كان الاصل موجبا كان العكس موجباوان كان 🔍

سالبا كان سالبا مثلا قولنا كل ج ب ينعكس بعكس النقيض الى قولنا كل ما

ليس ب ليس ج وهنذا هريق القدما، واما المناخرون فقالوا أن عكس النقيض مو جمل نقيض الجزء الثاني اولا وعين الاول ثانيا مع مخالفة الكيف اي ان كان الاصيل موجبا كان العكس سالباوبالعكس ويعتبر بقاء الصدق كما مر فقولنا كل ج ب ينعكس الى فتولنا لا شنى مها ليس ب ج والمصنف ُّلم يصر ح بقولهم وعيين الأول ثنانينا للتعليم به ضمنا ولا باعتبار بقاء الصدق في التعريف الثاني لذكره سابقا فحيث لم يخالفه في هذا التعريف علم اعتبار ه ههنا ايضا ثم انه بين احكام عكس البنقيض على طريقة القدماء اذفيه غنية لطالب الكهال وترك ما اور ده المتاخرون اذ تفصيل القول فيه وفيما فيه لا يسعه المجال. تر جمه: یعنی اگراصل موجبه هو کا تو عکس بھی موجبه ہو گا۔اورا گراصل سالبہوہ گا۔توعکس بھی سالبہ ہو می۔مثلا ہمارا قول کل ج ب اس کاعکس نقیض ہمارا قول آئے گا۔کل مالیس ب لیس ج اور بیہ حتقد مین کا طریقہ ہے۔اور بہر حال متاخرین پس انہوں نے کہا ہے۔ کی*نکس نقیض* وہ جزو ٹانی کی نقیض کواول اور عین اول کو ٹانی بنا دینا ہے۔ کیف میں مخلفت ہونے کے ساتھ لیعنی اگر اصل موجبہ ہوتو عکس سالبہ ہوگا۔اوراس کے برعکس اوراعتبار کیا جائے گا۔صدق کے باقی رکھنے کا جیسا كه كزر چكا ہے۔ پس مارے تول كل ج بك اعكس مارا يول آئے گا۔ لاشى مماليس ب ح اورمصنف ؓ نے صراحة و كرنبيس كيا۔ان كے تول وعين الاول ثانيا كواس كے ضمنا معلوم ہونے كى وجد سے اور ندان کے قول ولا باعتبار بقاء الصدق کوذکر کیا تعریف ثانی میں اس کے سابق میں ندکورہونے کی وجہ سے پس جب مصنف ؓ نے نہیں مخالفت کی اس تعریف میں تو معلوم ہو گیا۔اس کا اعتبار کرنا یہاں بھی مصنف قدس سرہ نے عکس نقیض کے احکام کوقد ماء کے پرییتے پر بیان کیا۔ کیونکہاس میں کمال کوطلب کرنے والے کے لیے بے نیازی ہے اورمصنف ؒ نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا جن کومتاخرین نے ذکر کیا تھا۔ کیونکہ اُس میں قول کی تفصیل ہے۔اوراس مقام میں نہیں مخبائش رکھتی اس کی انسان طاقت۔

مع بقاد الكيف اس قول شارح كى تين غرضيں بيں پہلى غرض كد بقاء الكيف كا مطلب بيان كيا ہے۔ دوسرى غرض شارح نے بيك ہے كہ متاخرين نے جوئس فقيض كى تعريف كى تقى۔اس كى

وضاحت کی ہےاورتیسری غرض تین اعتراضات اوران کے جوابات ہیں۔

پہلی بات ۔ بقاء الکیف کا مطلب یہ اصل تضیہ اور عکس نقیض ایجاب وسلب میں متفق ہوں کہ اگر پہلاموجہ ہوتو عکس بھی موجبہ ہوگا جیسے کل انسان حیو ان اس کا عکس نقیض کل لاحیوان لا انسان وونوں موجے ہیں۔

دوسری بات معقد مین اور متاخرین کی تعریف میں صرف الفاظ کا فرق ہے ور نہ حقیقت دونوں کی ایک ہے۔ باتی رہی یہ بات کہ جب دونوں تعریف کا حقیقت ایک بنتی ہے تو متاخرین نے آسان تعریف چھوڑ کر مشکل تعریف کیوں اختیار کی اس کی وجہ یہ ہے متقدمین کی تعریف پر چند اعتراضات وارد ہوتے تھے اس لیے متاخرین نے تعریف کوئی بدل ڈالا۔

تیسری بات بین اعتراضات اوران کے جوابات

: سوال اول: ماتنَّ نے متاخرین کی تعریف کو ممل ذکر کیوں نہیں کیا کہ مول کی نقیض کو موضوع

بنانا صرف اس پراكتفا كياب يدكون بيس بيان كيا كمين موضوع كومحول بنانا_

جواب مصنف ؓ نے اس لیے صراحناً ذکر نہیں کیا کہ اصل میں متون میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے اور اس کا ذکر پہلے ضمنا معلوم ہو چکا ہے متقد مین کی تعریف میں تولہذا یہاں پرصراحناً ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔

: سوال شاید: ماتن نے مع بقاءالصدق بھی متاخرین کی تعریف میں نہیں کہا حالا نکہ تعریف

میں وہ بھی کہنا جا ہے تھا۔

جواب _اصل چونکه متون میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے اس لیے مع بقاء الصدق ذکر نہیں کیا۔اور پہلے متقد مین کی تعریف میں جوذ کر کیا تھا اس پراکتفا کیا۔

: سوال شائد: منطق تو صرف منقد مين كه ند جب كمطابق لينى ان كى تعريف كر مطابق بينى ان كى تعريف كر مطابق بين كرت مطابق بين كرت مين المراق المراق

جواب۔ چونکہ متاخرین کی تعریف میں تفصیل بھی زیادہ تھی اوراعتر اضات بھی بہت وار دہور ہے

تصوّاس دجہ ہے منطقی اس تعریف کے ساتھ بحث نہیں کرتے۔

: فوله : وبالعكس : أي حكم السوالب ههنا حكم الموجهات في المستوى

فكما أن الموجبة في المستوى لا تنعكس الاجزئية فكذَّلك السالبة ههنا

لاتنعكس الاجزئية لجواز ان يكون نقيض المحمول في السالبة اعم من

الموضوع ولايجوز سلب نقيض الاخص من عين الأعم كليا مثلا يصح لا

شُـئي من الانسان بلا حيوان ولا يصح لا شئي من الحيوان بلا انسان لصدق

بعض الحبوان لاانسان كالفرس وكذلك بحسب الجهة الدائبتان والعامنان

تنعكس حينية مطلقة والخاصنان لادائمة والوفتيتان والوجوديتان والمطلقة

العامة مطلقة عامة ولاعكس للممكنتين على فناس العكس في الهو جيات.

ترجمہ: یعنی قضایا سالبات کا تھم یہاں عکس مستوی میں موجبات کا تھم ہے۔ پس جس طرح عکس امستوی میں موجبہ کا عکس سوائے جزئیہ کے نہیں آتا ہی طرہ یہاں سالبہ کا عکس بھی سوائے جزئیہ کے نہیں آتا ہی طرہ یہاں سالبہ میں موضوع سے اعم ہواور کے نہیں آتا ہی بات کے جائز ہونے کی وجہ سے کہ محول کی فقیض سالبہ میں موضوع سے اعم ہواور اخص کی فقیض کا سلب کی طور پر عین اعم سے جائز نہیں مثلا تھے ہے۔ لاھئی من الانسان بلاحیوان اور نہیں ہے۔ سیحے لا شدہ میں السحیوان بلا انسان بوجہ صادق آنے بعص المحیوان لا انسسان کے الفرس کے اور اس طرح باعتبار جہت کے دودائمہ اور دوعامہ کا عکس حمید مطلقہ آتا ہے۔ اور دو خاصہ کا عکس حمید یہ لا دائمہ آتا ہے۔ اور دو وقتیہ اور دو وجود بیاور مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ کا عکس مستوی کے مامہ آتا ہے۔ اور دونوں ممکوں کا عکس مستوی کے خالف عکس فقیض کے سالبات کا وہی عکم ہوگا بوجس مستوی کے سالبات کا جادر عکس فقیض کے سالبات کا وہی عکم ہوگا جو عکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جو تکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جو تکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جو تکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجہ جزئیہ کا عکس موجبہ جو تکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجہ جزئیہ کا عکس موجبہ جو تکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجہ جزئیہ کا عکس موجبہ جو تکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجہ جزئیہ کا عکس موجبہ جو تکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجہ جزئیہ کا حکم موجبہ جو تکس مستوی میں موجبہ کلیہ اور موجہ جزئیہ کا حکم موجبات کا حسی میں موجبہ کلیہ اور موجہ جزئیہ کیا تکس میں موجبہ کسی میں موجبہ کیا تھا کہ موجبات کا حتی تکس میں موجبہ کیا تھا کہ موجبات کا حتی تکس میں موجبہ کیا تھا کہ موجبات کے حدی تک موجبات کا حدی تکس موجبات کا حدی تکس موجبات کی حدی تکس موجبات کا حدی تکس موجبات کے حدی تکس موجبات کے حدی تکس موجبات کے حدی تکس موجبات کے حدی تکس موجبات کا حدی تکس موجبات کی حدی تکس موجبات کے حدی تکس مو

ہو س سنوں سے وہبات ہ ہے یہ س سنوی یں وجبہ ملیہ اور وجبہ برسیہ وہ وہبہ برسیہ میں وجبہ برسیہ میں وجبہ جزئیہ آئے جزئیہ آئے تا ہے تو یہ مستوی کے سوالب کا تھم یہ تھا کہ سالبہ کلیہ کا تکس سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا تکس نہیں آئے گا اور سے کا اب یہ تھم عکس نقیض میں موجبات کو ملے گا کہ موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ آئے گا اور

عسمستوی میں سالبہ جزئیکا علی نہیں آتا تھا تو عکی نقیض میں موجبہ جزئیکا عکی نہیں آئے گا۔ اور عکس مستوی میں موجبات میں سے جن گیارہ کا عکس آتا تھا۔ اور چارکانہیں آتا تھا۔ تو عکس نقیض کے اندر سالبات میں سے گیارہ کا عکس آئے گا اور چارکانہیں آئے گا۔

محصورات کے عکس نقیض کا بیان

اور بینکس نقیض محصورات میں اورموجہات میں بھی جاری ہوتا ہے۔محصورات میں موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ آئے گا جس طرح کل انسان حیوان اس کاعکس کل لاحیوان لا انسان موجبہ جزئے عکس نقیض نہیں آئے گاج ۔س کے ثبوت کے لیے۔

دلیسل خلف ہمارایدووی کہ موجہ کلیہ کاعش نقیض موجہ کلیہ ہے کیل لاحیوان لانسان
مان لوور نداسکی نقیض بعض الاحیوان لیس بلانسان کو بچا مانا پڑے گا حالا نکہ یہ نقیض جموٹی
ہے اس لیے اس میں اخص انسان کی نقیض (لا انسان) کی نفی اعم حیوان کی نقیض لاحیوان سے کی
گئی ہے اور یہ درست نہیں لہذا جب نقیض جموٹی ہوئی ہمارا دعوی سچا ہواکل لاحیوان لا انسان ۔ اور
موجہ جزئے کاعش نقیض نہیں آتا جس طرح بعض الحیوان لا انسان یہ اصل قضیہ سچا ہے کیونکہ اس
میں اخص (انسان) کی نقیض کو عین اعم (حیوان) کے لیے ٹابت کیا گیا ہے اور یہ درست ہے اس
کاعش نقیض بعض الانسان لاحیوان ہے جموٹا ہے کیونکہ اس میں اعم کی نقیض (لاحیوان) کو
عین اخص کے لیے ٹابت کیا گیا اور سے جی نہیں ۔

محصورات میں سے -سالبہ کلیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے جس طرح لاشی من الانسان بلاحیوان یہ قضیہ پیا ہے اس کا عکس نقیض اگر سالبہ کلیہ نکالیس تو وہ جموٹا ہوگا جیسے لاشسنسی مسن المسحب و ان بلاانسان بیس نقیض جموٹا ہے کیونکہ اس میں اخص کی نقیض کوعین اعم سے سلب کیا گیا ہے اور یہ درست نہیں اور یہ جموٹا اس لیے کہ اس عکس نقیض سالبہ کلیہ کی نقیض سی آتی ہے بعض الحجو ان لانسان یہ بیا ہے شش فرس بر۔

موجھات کے عکس نقیض کا بیان

پہلے ہم نے بیمعلوم کرتا ہے کہ موجہات بسا تطاور موجہات مرکبات موجبوں اور سالبوں میں سے

کتے تفایا ہیں جن کا عکس آتا اور کتے ایسے ہیں جن کا عکس نہیں آتا پہلے تعداد معلوم کرنی ہے۔ (۱) موجہات بسائط موجبات میں سے صرف پانچ کا عکس مستوی آتا ہے۔ (۱) مفرورید(۲) وائمہ مطلقہ (۳) مشروطہ عامہ موجب (۴) عرفیہ عامہ موجب (۵) مطلقہ عامہ موجب موجہات مرکبات موجبات میں سے چھ کا عکس مستوی آتا ہے (۱) مشروطہ خاصہ موجب (۲) عرفیہ خاصہ موجب (۳) وقعیہ موجب (۳) منتشرہ موجب (۵) وجودیہ لادائمہ موجب (۲) عرفیہ خاصہ موجب (۳) وقعیہ موجب (۳) منتشرہ موجب (۵) وجودیہ لادائمہ موجب (۲) وجودیہ لادائمہ موجب (۲) وجودیہ لامروبہ میں سے گیارہ کا عکس مستوی آتا ہے۔ کل موجبات موجب میں سے گیارہ کا عکس مستوی آتا ہے وقعیہ مطلقہ موجب (۲) منتشرہ مطلقہ موجب (۳) مکنہ عامہ موجب اور مرکبات میں سے مرف ایک کا مکنہ خاصہ کا عکس مستوی نہیں آتا ہے وقعیہ مطلقہ موجب (۳) مکنہ عامہ موجب اور مرکبات میں سے حادر چار کا نہیں لیکن عکس مستوی نہیں آتا ہے اور چار کا نہیں لیکن عکس مستوی نہیں آتا ہے اور چار کا نہیں لیکن عکس نقیض میں ہے کا میں اسے ان گیارہ کا کہ موجبات سوالب میں سے ان گیارہ کا عکس نقیض نہیں آتا ہے اور چار کا نوگا کہ موجبات سوالب میں سے ان گیارہ کا عکس نقیض آتا گیارہ کا کا میں نقیض آتا کیارہ کا کا میں نقیض میں ہے کام سے ان گیارہ کا کہ موجبات سوالب میں سے ان گیارہ کا کور پیل آتا ہے اور چار کا در چار سوالب کا عکس نقیض آتا کے گا در چار سوالب کاعل نقیض نہیں آتا ہے کا کیارہ کا کیوگا کہ موجبات سوالب میں سے ان گیارہ کا کیارہ کا کیوگا کہ موجبات سوالب میں سے ان گیارہ کا کیارہ کا کیوگا کہ موجبات سوالب میں سے ان گیارہ کا کیارہ کیا کیارہ کا کیارہ کیا کیارہ کیارہ کیا کیارہ کیا کیارہ کیارہ کیارہ کیارہ کیارہ کیا کیارہ ک

موجھات سوالب کی عکس نقیض

(١) موجهات سوالب بسيطول ميس سے جاركانكس مستوى آتا ہے۔

(۱) ضرور بيه مطلقه سالبه كليه (۲) دائمه مطلقه سالبه كليه (۳) مشروطه عامه سالبه كليه (۴) عرفيه عامه

سالبەكلىيە-

(۲) موجہات مرکبات سوالب میں سے صرف دوکا عکس آتا ہے (۱) مشروطہ خاصہ سالبہ

کلیه(۲)عرفیه خاصه سالبه کلید

الحاصل بسائط سوالب حپار کاعکس مستوی آتا ہے اور حپار کانہیں آتا یعنی (۱) وقلتیہ مطلقہ سالبہ کلیہ (۲) منتشرہ مطلقہ سالبہ کلیہ (۳) مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ (۴) ممکنہ عامہ سالبہ کلیہ ان حپار بسیطوں سالبوں کاعکس مستوی نہیں آتا اور مرکبات بسیطوس میں سے دو کاعکس مستوی آیا اور پانچ کاعکس مستوی نہیں (۱) وقلیہ سالبہ کلیہ(۲) منتشرہ سالبہ(۳) وجودیہ لادائمہ سالبہ کلیہ(۴) وجودیہ لادائمہ سالبہ کلیہ(۴) وجودیہ لاضرورۃ سالبہ کلیہ(۵) مکنہ خاصہ سالبہ کلیہ ان کاعکس مستوی آتا ہے اور نوبسا نظر کانہیں اب ان نو الحاصل موجہات بسائط کانہیں اب ان نو

ا کا س موجہات بسائط میں سے اور چھو کا سی مستوی اٹا ہے اور توبسائط کا ہیں اب ان تو موجہات سوالب کاعکس نتیض نہیں آئے گا اور چیسوالب کاعکس نتیض آئے گا۔ تفصیل نقشہ میں دیکھیے۔

: قوله : والبيان البيان : يعنى كما ان المطالب المذكورة في العكس المستوى

كانت تثبت بالخلف المذكور فكذا ههناء

ترجمہ: بعنی جس طرح وہ مطالب جوعکس مستوی میں مٰدکور ہیں۔ دلیل خلفی کے ساتھ ثابت کئے مرحمہ: بعنی جس طرح وہ مطالب جوعکس مستوی میں مٰدکور ہیں۔ دلیل خلفی کے ساتھ ثابت کئے

جاتے ہیں۔ای طرح ہے یہاں بھی۔

البیہ اللہ کی سیان کی سیاں کی کے اندرجن قضایا کے عکس کوٹا بت کیا ہے تو وہاں دلیل خلفی سے منوائیں اللہ کی اللہ منوائیں یا تھا تو یہاں عکس نقیض کوبھی دلیل خلفی کے ذریعے عکس نقیض کو

: قوله: والنتيض النقيض: إي مادة التخلف ههنا هي مادة التخلف ثبه.

ترجمه: يعنى يهال جو تخلف كاماده ب_وي تخلف كاماده بومال بهي _

المنقف المنقف اورعس مستوى كا ندرجن قضايا كي سند آن كودليل نقض كذريع عن ابت كيا تعالويهال عس نقيض ند آن كي دليل بهد كركس ايك ماده (مثال) ميس كى قضيه كا عكس نقيض جمونا بوگا تو حكم لگادي محاس قضيه كاعس نقيض نبيس آتا كيونكه مناطقة حضرات ايك قانون كي كممل حفاظت كرتے بيں _

: قوله: وقد بين انعكاس الخ امابيان انعكاس الخاصتين من السالبة الجزئية

فى العكس المستوى الى لعرفية الخاصة فهو ان يقال متى صدق بالضرورة او بالحوام بعض ج ليس ب مادام ج لا دائما اى بعض ج ب بالفعل صدق بعض ب ليس ج مادام ب دائما اى بعض ب ج بالفعل وذلك، بدليل الافتراض وهو ان يضرض ذات الموضوع اعنى بعض ج د فدب بحكم لا دوام الاصل ودج بالفعل لصدق الوصف العنوانى على ذات الموضوع بالفعل على ماهو التحقيق

فيصدق بغض بج بالفعل وهو لا دوام العكس ثم نقول وليس ج مادام ب والالكان دج في بعض اوفات كونه ج لان الوصنفين اذا تقارنا في ذات واحد ثبت كل واحد منهما في زمان الاخر في المجملة وقد كان حكم الاصل انه ليس ب مادام ج هف فصدق ان بعض ب اعدني د ليس ج مادام ب وهو الجزء الاول من العكس فثبت العكس بكلا جزئية في عكس النقيض الي فافهم واما بيان انعكاس الخاصتين من الموجبة الجزئية في عكس النقيض الي العرفية الخاصة فهو ان يقال اذا صدق بعض ج ب مادام ج لادائما اي بعض ج ليس ب بالفعل لصدق بعض ماليس ب ليس ج مادام ليس ب لادائماأي ليس بيس ب بالفعل لصدق بعض ماليس ب لادائماأي ليس بعض ماليس ب ليس غض ماليس بالمعض ع فدج بالفعل وذلك بدليل الافتراض وهو ان يفرض ذات المحوضوع اعبني بعض ج فدج بالفعل على مذهب الشيخ وهو التحقيق ود ليس ب بالفعل وهو بحكم لأدوام الاضل فيصدق بعض ما ليس ب ج بالفعل وهو مطروم لادوام العكس لان الاثبات على مذهب النفي ثم نقول وليس ج بالفعل مادام ليس ب والالكان ج في بغض اوفات كونه ليس ب عنكون ليس ب

ترجمہ: بہرحال بیان سالبہ جزئیہ سے دو خاصوں کے عکس آنے کا عرفیہ خاصہ کی طرف پس وہیہ ہے کہ کہا جائے جب سچا آئے گا۔ بالضرور ۃ او بالدوام بعص ج لیس ب النے تو سچا آئے گا۔ بعض ب لیس ج النے اور یہ دیا ہے گا۔ بعض ب لیس ج النے اور یہ دیا ہے گا۔ بعض بر لیس ج النے اور یہ ہے۔ کہ ذات موضوع میں مراد لیتا ہوں۔ بعض ج دکو فرض کر لیا جاتا ہے۔ پس دب ہے۔ لا دوام اصلی کے تھم کے ساتھ اور دن جے۔ بالفعل بوجہ سچے آنے وصف عنوانی کے ذات موضوع پر بالفعل او پراس کے جو تحقیق ہے پس ہے۔ بالفعل او پراس کے جو تحقیق ہے پس سچا آئے گا۔ بعض ب جی بالفعل اور وہ عس کا لا دوام ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں۔ دلیس جی مادام ب ورنہ تو ہوجائے گا۔ دب جہونے کے بعض او قات میں پس ہوجائے گا۔ دب جہونے کے بعض او قات میں ایس ہوجائے گا۔ دب جہونے کے بعض او قات میں اس لیے کہ جب دونوں وصفیں ایک ہی ذات میں جمع ہوجا کیں تو ان میں سے ہرا یک

فتصيدق ان بنعيض ماليُّشّ ب ليس ج مادام ليس ب وهوالجزء الأول من العكس

فثبت العكس بكلا جزئيه فتأمل.

دوسرے کے زمانے میں فی الجملہ ثابت ہوجاتی ہیں۔حالانکہ اصل کا تھم بیتھا۔ کہ ایس ب مادام ج بیرخلاف مفروض ہے پس سچا آئے گا۔ کہ بعض ب میں مراد لیتا ہوں دکولیس ج مادام باور بیکس کا جزواول ہے پس عکس اپنی دونوں جزؤوں کے ساتھ ثابت ہو گیا۔ پس خوب سمجھ لے اور بہر حال بیان موجد جزئیہ کے دوخاصوں کے عکس آنے کا عکس نتیض میں عرفیہ خاصہ کی طرف پس وہ یہ ہے۔ کہا جائے کہ جب سچا آئے بعض ج دب مادام ج لا دائما الخ تو البتہ سچا آئے گا۔ بعض مالیس ب الخ اور بیددلیل افتراضی کے ساتھ ثابت ہے۔اور وہ دلیل افتراضی بیرہیکہ۔ ذات موضوع میں مراد لیتا ہوں بعض ج دکو فرض کر لیا جائے پس دج بالفعل ہے شیخ کے مذہب پر اور یمی حقیق ہے۔اور دلیس ب بالفعل سے لا دوام اصلی کے تھم کے ساتھ پس سیا آئے گا۔ بعض مالیس ب ج بالفعل اور و پھس کے لا دوام کا ملزوم ہے۔اس لیے کہا ثبات کولا زم ہے نفی کی نفی پھر ہم کہتے ہیں۔ دلیس ج بالفعل مادام لیس ب ورنہ تو ہوگا۔ ج ب نہ ہونے کے بعص اوقات میں پس ہوگا کیخس ب فی بعص اوقات کونہ ج جیسا کہ گزر چکا حالانکہ اصل کا بکم پہنھا۔ کہب مادام ج پیخلا ف مفروض ہے۔ پس سیا آئے گا۔ بعض مالیس ب (اوروہ د ہے۔)لیس ج الخ اور و منکس کا جز واول ہے۔ پس تکسی اپنی دونوں جز وؤں کے ساتھ ٹابت ہو گیا۔ پس تم غور وفکر کرلو۔ انعکاس الخاصتين . دو عكمول سے دو چيزين متعنى بين -ايك حكم عكس مستوى كاندربيان كيا ہاورایک حکم عس نقیض کے اندر بیان کیا ہے عکس مستوی کے اندر بیتھم بیان کیا تھا کہ سالبہ جزئید كأعس سالبدجز ئينبين آتا يتواس سيمشر وطه خاصه سالبدجز ئيداور عرفيه خاصه سالبدجز ئيستعنى ہیں۔ یعنی ان کاعکس عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیہ آتا ہے اور عکس نقیض کے اندر جو حکم تھا وہ یہ کہ موجبہ جزئيه كاعكس موجبه جزئية بين آتا لة واس سے بھي مشروطه خاصه موجبه جزئيداور عرفيه خاصه موجبه جزئيه متثنی ہیں ان کاعکس عرفیہ خاصہ موجبہ جزئیہ آتا ہے۔بطور استثناء کے مشروطہ خاصہ موجبہ جزئیہ اور عرفیہ خاصہ موجبہ جزئیہ کا تکس نقیض آئے گا اس کوہم دلیل افتراضی کے ذریعے ٹابت کرتے ہیں۔

دعوی اول ۔ پہلا دعوی پیہ ہے کھکس مستوی میں سالبہ جز سید کاعکس نہیں آتا ۔ **عمر اس سے مشروطہ** خاصه سالبه جزئيا ورعر فيه خاصه سالبه جزئية تثني بين يعنى ان كاعس عرفيه خاصه سالبه جزئية تاب دلیل اهتداهی اصل تضییجز ئیة ااورجز ئیر کے بوت کے لیے ایک فرو برحم کافی ہوتا ہے اس لیےاصل قضیہ کے موضوع سے ایک ذات فرض کریں مے اور لا دوام اصلی کے نیج جو تضیہ ہوگااس میں چونکہ موضوع وہی ہوگااس لیے لا دوام کے مطابق ایک قضیہ تیار کریں مے پھر وصف عنوانی کے اعتبار سے اس مفروض ذات کے ساتھ ایک قضیہ پینچ کے مذہب کے مطابق تیار کریں كاب يددوقفي جوم نے تياركيے موسے ميں ان كے مانے سے ايك اور تيسرا قضيه مانالازم آئے گااور پہتیسرا تضیہ جسکا مانتالازم آیا یہ بعینہ اصل تضیہ کے جزء ٹانی کاعکس ہوگا اس سے بیہ ثابت موجائے گا ہمارانکس جزء ٹانی کا محیح ہے اور جزءاول کے عکس منوانے کا طریقہ بیہ ہے کہ ہم کہیں گے کہ ہماراعکس مان لوور نہاس کی نقیض مان لو جب تم عکس نقیض کی نقیض مان لیں مے تو پھر اسے لامحالہ ایک اور قضیہ مانٹا پڑے گا اور وہ قضیہ اصل کے جزءاول کے مخالف ہوگا اس سے بیہ معلوم ہوجائے گا کہ ہمارانکس جزءاول کا صحیح۔اس کی تفصیل نقشہ میں دیکھیں۔ مثلاً مشروطه فاصه عرفيه فاصد سالبه جزئيه كاعكس مستوى عرفيه فاصد سالبه جزئيه بهمثلاً بالدوام اوبالضرورة بعض الكاتب ليس بساكن الاصابع مادام كاتبأ وائماً لا دائماً كے پنچے قضيه مطلقه عامه موجبه جزئية بعض الكاتب ساكن الاصابع بالفعل بياصل قضيه موااب بم كهتيج بين كهان كاعكس

مستوى عرفيه خاصه سالبه جزئيه مان لو كه بعض ساكن الاصابع كيس بكاتب بالدوام مادام سا کنا۔ابہم اس عکس کومنوانے کے لیے دو دعوے کریں گے۔

یہلا دعوی جزء ٹانی (لا دائماً) عکس مستوی کے ثابت کے لیے اور دوسرا پہلا جزء کے ثبوت کے

لا دائماً کے پنیج تضییہ مطلقہ عامہ موجبہ جزئریہ بعض الکا تب ساکن الاصابع بالفعل يهللا دعيوي اس كاعكس بعض ساكن الاصابع كاتب بالفعل .. دایس اهندانس ابنم نے بیفرض کرلیا کہ ذات موضوع تو تضیدا یک لا دوام اصلی بدبن جائے گا زید ساکن الاصالح بالفعل اورا یک تضیه وصف عنوانی کے اعتبار سے ند جب شخ پر تیار کرنا ہے کہ وصف عنوانی ذات موضوع (زید) کے لیے ٹابت ہے۔دوسرا تضیه بیرتیار ہوگا زید کا تب بالفعل تو دوتفیے تیار ہوگئے۔

(۱) زیدساکن الاصابع بالفعل (۲) زید کاتب بالفعل _اب ان دونوں سے تیسرا قضیه مانتا لازم آ یا که بعض الساکن کا تب بالفعل به تیسرا قضیه جس کا ماننا لا زم آ یا وه بعینه (لا دائماً) جزء کانکس مستوی ہے پہلا دعوی ٹابت ہوگیا کہ شروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیدے جزء ٹانی کاعکس مستوى آتا ہے۔اب دوسرادعوى كمجزءاول كاعكس آتا ہاس كے منوانے كاطريقه بيہ اصل تضيركا جزءاول بعض الكاتب ليس بساكن الاصابع بالدوام او بالضرورة مادام كاتباً راسكاتكس بعض الساكن ليس بكاتب مادا م ساكناً راس ومان لوورشاس كى نقیض حیدیه مطلقه موجبه جزئیه زید (بعض) کا تب بالفعل حین هوسا کن الاصالع جب بیسجا موگاییه بحى سي بوزيد ساكن الاصابع بالفعل حين هوكاتب (كيونكه دونول صفتين كاثبوت بم كرر بزيرك لير)ابان دونول (زيد ساكس الاصابع بالفعل حين هو كاتب (٢) زيد كاتب بالفعل من هو ساكن) عن يتير نظامًا بعض الساكن كاتب بالفعل يرتيسرا قضيه تتجه غلطب كيونكه مفات متضاده كااجتماع مورباب جوكهمال باوربيخراني تب لازم آتی جب کم نے جارتکس کوئیس مانالبدا اعاراجزءاول کاعکس ثابت ہوگیا۔جب اول اور ٹانی دونوں کا عکس مستوی ٹابت ہوگیا تو عرفیہ خاصہ شروطہ سالبہ جزئید کا عکس مستوی آتا ہے عر فيه خاصه سالبه جزئيه - فاتهم

﴿ الـــــقيــاس ﴾

فصل القياس قول مولف من قضايا الخ

متن کی تقریر۔

ربط-ابھی تک جمت کے مبادیات کو بیان کیا۔اب یہاں سے جمت کو بیان کررہے ہیں یہاں چار باتیں ہیں۔پہلی بات قیاس۔کی تعریف۔ قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا اور برابر کرنا۔اور اصطلاح میں: قیاس وہ قول ہے جو مرکب ہواا لیے قضایا سے کہ لازم ہوان کی ذات سے دوسرا قول ۔

دوسرى بات _قياس كى اقسام _قياس كى دوشميس بين قياس استثنائى _قياس اقترانى _

قیاس استثنائی ۔وہ قیاس ہے کہ جس مین بعینہ نتیجہ یانقیض متیجہ مذکور ہو۔

قیاس اقتر انی۔وہ قیاس ہے کہ جس میں بعینہ نتیجہ یانقیض نتیجہ مذکور نہ ہو۔

پر قیاس اقتر انی کی دوشمیں ہیں جملی اور شرطی ₋

حملی ۔ وہ قیاس اقتر انی ہے کہ جس میں دونوں قضیے حملیے ہوں۔ شرطی ۔ وہ ہے کہ جس میں دوقضیے شرطیے ہوں۔

تیسری بات۔ قیاس کے اجزاء کے نام۔ قیاس کے اندر جودومقدے ہوتے ہیں ان کو صغری اور
کبری کہتے ہیں۔ نتیجہ کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں۔ اور محمول کو اکبر کہتے ہیں۔ تو اب جس
مقدے کے اندراصغر ہوگا تو وہ صغری ہوگا اور جس قضیے کے اندرا کبر ہوگا تو وہ کبری ہوگا۔ اور جوان
کے درمیان مررر ذکر ہوگا وہ حداوسط ہوگا۔ اور ان دومقدموں کے ذریعے جو تیسرا قول لازم ہوگا
اس کا نام نتیجہ مطلوب اور مدعی ہے ان میں کوئی ذاتی فرق نہیں ہے بلکہ فرق صرف اعتباری ہے
جیے العالم حادث تواب بیٹا بت کرنے سے پہلے مطلوب ہے جب ثابت کریں گے تو مدگی اور
جب ثابت ہوجائے گا تو نتیجہ ہوگا۔ چوتشی بات۔

﴿ اشکال اربعه ﴾

قیاس میں صغری اور کبری میں صداوسط کی وجہ سے جا رشکلیں وجود میں آ کمیں گ۔ (۱) شکل اول: جس میں حداوسط صغری میں محمول اور کبری میں موضوع ہو۔

(٢) شكل ثاني جب حداوسط دونوں ميں محمول ہو_

(۳) شکل ثالث: جب حداوسط دونوں میں موضوع ہو۔

(۴) شکل رابع: جب حداوسط صغری مین موضوع اور کبری مین محمول مو۔

شرح كاتقربي

فصل القياس

قیاس کے مبادی کے بعد منطق کے اصل مقصودی چیزوں میں دوسری چیز ججہ کابیان ہے۔ ججہ کی تین قسمیں میں (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل ان تینوں میں سے زیادہ قوی جست

قیاس تھااس کیے پہلے قیاس کو بیان کرتے ہیں۔

: قوك: القياس فنول آه اي مسركب وهو اعم من المئولف اذ قد اعتبر في

المشولف المناسبة بين اجزائه لانه ماخوذ من الالفة صرح بذلك المحقق

الشريف فنى حاشية الكشاف وحينئذ فذكر المئولف بعد القول من قبيل ذكر

التخاص بعد العام وهو متعارف في التعريفات وفي اعتبار التاليف بعد التركيب

اشَــَارَــةُ الـــى اعتبار الجزء الصنورى في الحجة فالقول يشتمل المركبات التامة

وغيرها كلهاوبقوله مئولف من قضايا خرج ماليس كذلك كالمركبات الغير

التامة والقنضية والوحدة المستلزمة لعكسها او عكس نقيضها اما البسيطة

فنظاهس وامنا البسركية فنلان البنيادر من القضايا القضايا الصريحة والجزء

الثاني من المعكبة ليس كذلك او لان المتبادر من القضايا ما يعد في عرفهم

تنضيايا متعددة وبقوله لذاته خرج الاستقراء والتمثيل أذ لايلزم مهما شئي نعم

بحصل منهما الظن بشئي ويقوله لذاته خرج ما يلزم منه قول آخر بواسطة

ي سن مها حال المساوات نحو امساوات وب مساولج فانه ملزم من

ذلك ان امسلوليج ليكن لالتذلة وبلل بيواسيطة متقدمة خيارجية هيي ان

مساويالمساوى مساو وفياس المساوات مع هذه المقدمة الخارجية يرجع ألى

اللازم من القياس يسمى نتيجه ومطلوبا.

ترجمہ: لینی مرکب اور وہ مولف سے عام ہے۔ کیونکہ مولف کے اندر معتبر ہے اس کے اجزاء کے

ورمیان مناسبت اس لیے کہ وہ مولف الفہ سے لیا گیا ہے۔ اس کی تصریح محقق شریف نے کشاف کے ماشیہ میں کی ہے۔اوراس وقت مولف کا ذکر کرنا قول کے بعد بیامام کے بعد خاص کے ذکر كرنے كے قبيل سے ہے۔ اور وہ تعريفات كے اندرمشہور ہے اور تركيب كے بعد تاليف كے اعتبار کرنے میں اشارہ ہے جت کے اندر جزء صوری کے اعتبار کرنے کے کی طرف پس تول کا لفظ مر کیات تا مداوراس کے علاوہ دوسرے تمام مر کیات کوشامل ہے۔اوراس کے قول مولف میں من قضایا سے نکل جائیں گے۔وہ جواس طرح نہیں ہیں۔ جیسے مرکبات غیرتا مداوروہ تضیہ واحدہ جوایے عکس کو یا اینے عکس نقیض کوستلزم ہوبہر حال خروج بسیط پس وہ ظاہر ہے۔اور بہر حال خروج مركبه پس وه اس ليے ہے۔ كه متبادرالى الذ بن قضايا سے قضايا سے قضايا صريحہ بيں -اورمركبه كا جزء ثانی اس طرح نیس ہے۔ یا اس لیے ہے کہ متبادر الی الذہن قضایا سے وہ ہیں۔ جوان کے عرف میں پندمتعدد قضایا شار کیے جاتے ہیں۔ادراس کے قول ملزم سے استقراء اور تمثیل نگل جا کیں گے۔ کیونکدان ہے کسی شکی کاعلم لا زمنہیں آتا ہاں البندان سے دوسری شکی کاظن حاصل ہوتا ہے۔اوراس کے تول لذاتہ ہے وہ قول نکل جائے گا۔جس سے دوسرا قول مقدمہ خارجیہ کے واسطے سے لازم آتا ہے۔ جیسے مساوات کا قیاس جیسے امسادی ہے ب کے اورب مساوی ہے۔ ج کے اس سے لازم آئے گا۔ کہ امساوی ہے ج کے کیکن پیلز ومنہیں ہے۔اس کی ذات کی وجہ سے بلکہ مقدمہ خارجیہ کے واسطہ سے ہے۔اور وہ مقدمہ بیہے۔ کیمساوی کا مساوی ہوتا ہے۔اور قیاس مساوات اسی مقدمہ خارجیہ کے ساتھ مل کر دو قیاسوں کی طرف لوٹنا ہے۔اور بغیراس مقدے کے وہ موصل بالذات کے اقسام میں سے نہیں پس آپ بیجان لیں اس کواور دوسرا قول جوقیاس سے لازم آتا ہے۔اس کا نتیجہ اور مطلوب رکھا جاتا ہے۔

هوله المقياس هول استول كى غرض قياس كى تعريف بمع فوائد قيود_

قیباس کے تبعدیف محوقول مولف من قضایا بلزم لذانہ قول آخر۔ قیاس وہ کلام ہے جومرکب چند قضایا (کم ازکم دو) ہے اس طریقے ہے جن کے مان لینے سے ایک تیسری کلام مرکب کا خود

بخود يقيينا ماننالازم آئے الفت لائی گئی ہو۔

فواد و هیود اس مقام پرشارح صاحب نے تفصیل سے بیان کی ہیں قول بمز ل جنس کے ہے اس میں تمام اقوال مفوظہ اور معقولہ تامہ خبریہ ہوں یا انشا ئیرواخل ہیں۔

پوسسی قنید: مولف ہاس ہے وہ اقوال خارج ہو گئے جو کہ کلام مرکب تو ہے کین اس میں الفت نہیں لائی گئی۔الفت لانے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں تغییوں حداوسط موجود ہوا گرحداوسط موجود نہ ہوتو ان کو قیاس نہیں کہیں گے تو قول یہ عام ہاورمولف یہ خاص ہے ہرمرکب کلام تول ہے خواہ الفت ہویا نہ ہوئیکن مولف وہ کلام مرکب ہے جس میں الفت لائی گئی ہے۔مصنف نے (قول) عام کے بعد خاص (مولف) کو ذکر کیا یہ تحریفات عام اورمشہور ہے۔

نیز پہلی قیدمولف سے قیاس کی علت صوری کی طرف اشارہ بھی ہوگیا۔ مرکبات خارجیہ کی چار علت ہیں ہیں (۱) علت صوری (۲) علت فاعلی (۳) علت نمائی (۴) علت مادی۔ چونکہ قیاس بھی ایک مرکب کلام ہے اس کی بھی اس طرح چار علتیں ہیں۔ قیاس کی علت مادی۔ قیاس کے دومقد ہے ہیں۔ علت صوری وہ حد اوسط دومقد ہے میں ہو۔ علت فاعلی۔ قیاس کرنے والا آدمی۔ علت عائی۔ تیجہ قیاس ہے۔ الحاصل مولف سے علت صوری کی طرف اشارہ ہوگیا۔

دوسدی قید (من قضایا) ہے اس سے مرکبات ناقصداور مرکبات تامدان اگیا وروہ قضایا بسیلہ جن کوئٹس لازم ہے اور قضایا مرکبہ جن کوئٹس لازم ہے وہ خارج ہوگئے۔ مرکبات تاقصد تو اس لیے خارج ہوگئے کہ وہ قضایا نہیں اور مرکبات تامدان اگئیاں لیے خارج ہوگئے وہ قضایا نہیں کوئکدان میں صدق و کذب کا احتمال نہیں۔ اور قضایا بسیلہ جن کوئٹس لازم ہے وہ اس لیے خارج ہوگئے اگران کے مانے سے ایک قول آخر (عکس) کا مانا لازم آتا ہے لیکن بید دقضیے نہیں ایک قضیہ ہے۔ ایسے وہ قضایا مرکبہ جن کوئٹس لازم ہے اگر چدان کے مانے ایک قول آخر (عکس) کا مانا لازم آتا ہے لیکن مرکبات کے نگلنے کی کیا وجہ ہے۔

وجداول _ كەقضايا سے مرادوہ قضايا ہيں جو صراحناً ندكور ہوں _اور مركبات ميں ايك جزء تو صراحناً

ندكور موتا بيكن دوسراجز عصراحثاً فدكور نبيس موتا بلكدوه تولا دوام سي سجي ميس آتا بـ

وجہ ٹانی۔ کہ ہم نے عرف کا اعتبار کیا ہے چونکہ عرف میں منطقی قضایا سے مراد متعدد قضایا لیتے ہیں اوران مرکبات کووہ ان میں ثار ہی نہیں کرتے۔

میں مید میزم اس سے استقراءاور تمثیل نکل جائیں گے کیونکہ ان میں تیسرے قضیہ کا مانتا یقینی لازم نہیں خانی ہوتا ہے۔

جودہ سے مید لذاتہ اس سے قیاس مساوات خارج لینی وہ قیاس جس میں دوقفیے کے مانے
سے تیسر بے ایک قول آخر کا مانتا پڑ ہے لیکن لذاتہ نہیں بلکہ ایک مقدمہ خارجی کی وجہ سے جیسے
آ مساولب وب مساولج نتیجہ آ مساولج بیتیسرا قضیہ کا مانتا لازم آیا ہے لیکن لذاتہ نہیں بلکہ مقدمہ
خارجی کیوجہ سے وہ مقدمہ خارجی بیہ ہے کہ مساوی کا مساوی ہوتا ہے اگر مقدمہ خارجی درست ہوتو
تیجہ درست کہ آ مساولج اگر مقدمہ خارجی درست نہ ہوتو نتیجہ غلط ہوگا قیاس مساوات کا حالا نکہ
صغری کبری بالکل درست ہول کے اور شرائط شکل بھی موجود ہوں سے جس طرح کہ الا ربعۃ نصف
الشمانیہ کبری والٹمانیة نصف الستة عشریۃ نتیجہ بالکل غلط ہے۔ کیوں چار
سولہ کا نصف نہیں بلکہ چوتھائی ہے بینتیجہ غلط کیوں نکلا اس لیے مقدمہ خارجی غلط ہے کہ نصف کا
نصف ہوتا ہے بیغلط اس لیے ہے کہ نصف کا نصف نہیں ہوتا بلکہ ربع ہوتا ہے۔

: سوال: ماتن پراعتراض وارد ہوتا ہے کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ تول اور مولف ایک ہیں۔کہ تول مرکب کو کہتے ہیں۔کہ تول مرکب کو کہتے ہیں تول مرکب کو کہتے ہیں تو جب قول کہدیات ومولف کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ قول کے کہنے سے مولف سے مستعنی ہو گئے تھے۔اور جب کہ متون میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے۔

جواب اول ۔ آپ نے کہا ہے کہ قول اور مولف ایک ہیں ہم نہیں مانتے ۔ کیونکہ ان میں فرق ہے وہ اس طرح کہ قول عام ہے اور مولف خاص ہے ۔ قول عام اس طرح ہے کہ ہرا لیسے مرکبات پرا سکا اطلاق ہوتا ہے جا ہے اس کے اجز اء میں مناسبت ہویا نہ ہو جب کہ مولف

خاص ہے اس مرکب کو کہتے ہیں کہ جس کے اجزاء میں مناسبت ہواور الفت ہو۔ توبیلا کر الخاص

بعدالعام کے قبیل سے ہاوراس طرح ہوتا ہے جیسے قرآن میں آتا ہے کہ اس کو جو ذکر کیا ہے فضول ذکر نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس کا فائدہ ہے وہ بیہ ہے کہ اس سے اس بات کیطر ف اشارہ ہے کہ قیاس میں جزء صوری کا اعتبار ہوتا ہے جزء صوری لینی پہلے صغری ہوگا اس کے بعد کبری کوذکر کریں گے۔اس کے بعد حداوسط کوگرائیں گے اوران کے بعد نتیجہ کوذکر کریں گے۔

مسوال قیاس مساوات میں صغری کبری یعنی دو تعنیوں کے وائے سے تیسرے تضید کا وانالازم آتا ہے اس کوتم قیاس کیوں نہیں کہتے۔ یہاں پر دراصل دو تعنیوں کے وائے سے تیسرے قضے کا وانالازم نہیں آتا بلکہ یہاں حقیقت میں دوقیاس ہوتے ہیں مثلاً اس مثال میں دیکھیے اساولب مساوی کے نتیجہ اسوی کے یہ ایک قیاس ہے دوسرے قیاس کا صغری پہلے قیاس کا نتیجہ دوسرے قیاس کا صغری بنا دواور کبری مقدمہ خارجی بنا دوا مساوی لج کبری کل مساوی لمساولے مساولے حداوسط گرادونتیجہ امساولے اور بیری ہے ہاس سے بیہ بات معلوم ہوگئ قیاس مساوات میں حقیقاً دوقیاس ہوتے ہیں۔

: فتوله : إِنَّ فَأَنْ كَأَنْ : أَي السَّمُولُ أَخْسَرُ الذِّي هُوَ الْبُتَّيْجِةِ وَالْبُكَّادُ بِمِادتُهُ طرفاه

المحكوم عليه وبه والمراد بهيئته الترتيب الواقئ بين طرفيه سواء تخقق في

طسمن الايجاب او السلب فانه قد يكون المذكور فئ الاستثنّائي نقيض النتيجة

كـقحوامنيا ان كـان هــذا انسـانـا كـان حيوانا لكنه لينس بحيوان ينتج ان هـذا ليس

بانسان والمذكور فى القياس هذا انسان وقد يكون المذكور فيه عين النتيجة

كقولنا في المثال المذكور لكنه انسان ينتع ان هذا حيوان.

ترجمہ: یعنی دوسرا قول جونتیجہ ہے۔ اور مراداس کے مادہ سے اس کی دونوں طرفیں ہیں۔ یعنی ککوم علیہ اور ککوم بیاور اس کی ہیئت سے مرادہ ہر تیب ہے جواس کی دوطر فوں کے درمیان واقع ہو برابر ہے کہ ایجاب کے ممن میں محقق ہو یا سلب کے ممن میں پس بلا شبہہ کبھی وہ چیز جو قیاس استثمالی میں خدکور ہونتیجہ کی تفیض ہوتی ہے۔ جیسے ہمارا قول ان کان کان میڈا انسانا کان حیوانا لکند السنے بہتیجہ دیگا۔ ہزالیس بانسان اور قیاس میں جو خدکور ہے وہ ہزاانسان ہے۔ اور کبھی وہ چیز جواس

میں مزکور ہووہ نتیجہ کاعین ہوتی ہے جیسے تیراقول مثال مذکور مین لکندانسان بینتیجہ دے **گا ہ**زاحیوان

: متولد: منان کان کان کی شارح نے تین با تیں بیان کی ہیں۔(۱) کان کی ممیر کے مرجع کو بیان کیا ہے کہ اس کا مرجع تول اخر ہے۔ (۲) قیاس استثنائی کی تعریف میں مادہ اور ہیت کا

لفظ استعال کیا ہے۔شارح کہتا ہے کہ ماتنؓ نے قیاس استثنائی کی تعریف میں مادہ اور ہیئت کا لفظ استعال کیا ہے تو اٹکا کیا مطلب ہے۔

مسادہ: کہتے ہیں ان اجزاء کوجس سے کوئی چیز مرکب ہوتی ہے تو مرکب ہونے سے پہلے ان اجزاء کو مادہ کہتے ہیں جیسے کوزہ۔ بیمٹی اور پانی وغیرہ سے بنتا ہے۔ تو اب مٹی اور پانی وغیرہ اس

کے لیے مادہ ہیں اس کے بعد۔

ھیسنت: جب کوزہ بن جائے تو بیاس کی ہیت ہے تو قیاس کا مادہ اس کے دونوں طرفہیں مغری اور کبری _اور قیاس کی ہیت وہ ہے جو قیاس تر تیب سے حاصل ہو _ یعنی پہلے صغری ہو پھر کبری پھر حداوسط کو گرا کر نتیجہ نکالیں _

تیسری بات: ماتن پروارد ہونے والے اعتراض کا شارح نے جواب دیا ہے۔

: سوال: یدوارد ہوتا ہے کہ ماتن نے قیاس استنائی کی تعریف میں کہا ہے کہ نتیجاس میں فدکور ہوتا ہے کہ نتیجاس میں فدکور ہوتا ہے کہ استنائی تو عام ہے کہ چاہاں میں نتیجہ بعینہ فدکور ہویا نتیجہ کے نقیض فدکور ہوتو اس طرح تو آ ب کی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں ہے کیونکہ صرف نتیجہ کے بعینہ فدکور ہونے سے قیاس استنائی نہیں بعینہ فدکور ہونے سے قیاس استنائی نہیں

-4

جواب ۔ شارح اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ مذکور ہونے سے ہماری مرادعام ہے کہ چا ہے ایجاب کے شمن میں مذکور ہویا سلب کے شمن میں مذکور ہوتو اب اگر ایجاب کے شمن میں مذکور ہوگا تو نتیجہ بعینہ ہوگا ادراگر سلب کے شمن میں مذکور ہوگا تو نقیض نتیجہ مذکور ہوگا۔ بعید نتیجے ندکور ہونے کی مثال ۔ان کان حد اانسانا کان حیواناً لکندانسان

نتيجه كان هذاحيوانأ

نقيض نتيجه كے ذكور مونے كى مثال ان كان هذاانسانا كان حيوانا لكندليس بحوان

متيجه: هذاليس بانسان_

: فوك: فاستثنائي: لا شتماله على كلمة الاستثناء اعنى لكن -

ترجمه بوجه مشتل موني اس كلمه استناء برمين مراد ليتامول كن كو-

استنانی استفانی اس قول میں شارح کی غرض قیاس استفائی کی تعریف اور وجہ تسمیہ کو میان کرنا ہے۔ قیاس استشنائی کی تعریف: قیاس کی دوسمیں ہیں۔ قیاس افتر انی اور قیاس استفائی۔ قیاس استفائی کی تعریف: کہ اگر قیاس میں بعید نتیجہ یا نتیجہ کی فقیض اپنے مادہ اور ہیئت ترکیبہ کے

ساتھ ہوتو اس کو قیاس اشٹنائی کہتے ہیں۔

وجه تسمیه: کراستناء کمعن بین نکالناتو چونکدان مین بھی حرف استناءکن موجود بوتا ہے

: قرله: والا: اي وان لم يكن القول الاخر مذكور افي القياس بمادته

وهيئته وذلك، بـان يـكـون مــز كـورا بـمادته لا هيئته لا بهيئته اذ لا يعقل

وجودالهيئة بدون المادية وكذا لايعقل نياس لا يشتبل على شئى من اجزاء النتيجة الهادية والصورية ومن هذا يعلم انه لو حذف توله بهادته

لكان او لي .

ترجمہ: بعنی اگر دوسرا قول قیاس میں ندکورندا پنے مادہ اور ہیئت کے ساتھ اور وہ بایں طور کہ مذکور ہو اپنے مادہ کے ساتھ نہ کہ اپنی ہیئت کے ساتھ کیونکہ نہیں متصور ہوسکتا ہیئت کا وجود بغیر مادہ کے اور ایسے ہی نہیں متصور ہوسکتا ایسا قیاس جونہ شتمل ہونتیجہ مادیدا ورصوریہ کے اجزاء میں سے کسی جزء پر

اورای سے جانا گیا کہ اگراس کے قول بمادتہ کو صذف کردیا جاتا توالبتہ بہتر ہوتا۔

ای وان سے معن اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات۔ قیاس اقتر انی کی وضاحت کی ہے دوسری بات ماتن پراعتراض ہے۔

قیاس اقترانی کی تعریف : کمتن می ندکوریالا استثنائینیں بلکدالامر کبہ ہے مطلب بیا کہ الامر کبہ ہے مطلب بیا کہ اگر نتیجدا پنے ماده اور ہیئت کے ساتھ قیاس میں فدکور ند ہوتو اس قیاس اقترانی کہتے ہیں۔

یہاں چاراحمالات ہیں کہ نتیجہ کے مذکور ہونے نہ ہونے کے چار نکلتے ہیں۔

- (۱) یہ ہے کہ نتیجہ اپنے مادہ ہیت تر کمپیہ دونوں کے ساتھ موجود ہو۔
 - (۲) دونوں کے ساتھ موجود نہ ہو۔
 - (۳) ہئیت ہولیکن مادہ نہ ہو۔

(۳) مادہ ہواور ہوئیت ترکیبیہ نہ ہو۔ان اختالات اربعہ میں سے دوسرااور تیسرااحتال ناممکن ہے۔ یہ باطل اس لیے ہوگی کہ مادہ بیلازم ہے اور ہیت ملزوم ہے کیونکہ جہاں ہیئت ہوگی وہاں مادہ ضرور ہوگا۔اب بینہیں ہوسکتا کہ ہیت تو ہولیکن مادہ نہ ہو کیونکہ قانون ہے کہ وجود ملزوم ستلزم ہے وجود لازم کو۔

پہلا اور چوتھااحمال ممکن اور پایا بھی جاتا ہے۔اگر مادہ اور ہدیت ترکیبیہ دونوں کے ساتھ نتیجہ مذکور ہوتو اس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں۔اوراگر چوتھااحمال ہو کہ نقط مادہ ہو ہدیت ترکیبیہ نہ ہواس کو قیاس اقترانی کہتے ہیں۔

: سوال: شارح نے ماتن پر بیاعتراض ہے کہ جب مادہ لا زم ہے اور ہیت ملزوم ہے اور دجود ملزوم ہے اور دجود ملزوم ہوتا ہے وجود لا زم کوتو جب ماتن کے تعریف میں بعینہ کہدیا تھا۔ تو مادہ خود بخو داس کے ساتھ ٹابت ہوگیا تھا۔ تو مادہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ تعریف میں صرف فان کان فدکورا فیہ بعینہ کہتے تو بیزیا دہ اولی ہوتا۔ دووجہ ہے ایک تو بیکہ متون میں اختصار ملحوظ خاطر ہوتا ہے اور دوسرا بیکہ اس سے لیطف بات کی طرف اشارہ ہوجاتا کہ ہیت بیطزوم ہے اور مادہ لا زم ہے۔ لیعنی مادہ اور ہیت کے درمیان لزوم ہے۔

: فتوله: فاقتراني : لاقتران حدود المنطلوب فبه وهي الاصغر والاكبر

والأوسط.

ترجمه ا بوجه مقرن ہونے مطلوب کی حدود کے اس میں اور وہ حدود اصغرا کبراور اوسط ہیں۔غرض

وجه تسمیه: شارح اس قول کی غرض قیاس اقتر انی کی وجد سمید بتانی ہے۔

اقتر ان کے معنی ہے ملنا۔ قیاس اقتر انی کوبھی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بھی نتیجہ کے نتیوں حدود لیعنی حد اصغر حدا کبر حداوسط کو ملائے ہوئے ہوتا ہے۔

: قوله: حملي :اي فياس الافتراني ينقسم الي حملي وشرطي لانه ان

كان مبركبا من الحمليات الصرفة فحملي نحو العالم متغير وكل متغير

حادث فالعالم حادث والافشرطي سواء تركب من الشرطيات الصرفة

نحوكيلها كانت الشهس طالعة فالنهار موجود وكلما كان النهار موجودا

فالعالم مضئى فكلها كانت الشهس طالعة فالعالم مضئى او تركب من

الحبيلية والشرطية نحو كلما كان هذا الشئي انسانا كان حيوانا وكل

حيوان جسم فكلما كان هذا الشئي انسانا كان جسما وقدم المصنف

البحث عن الاقتراني الحملي على الاقتراني الشرطي لكونه ابسط من

الشرطى

ترجمہ: یعنی قیاس اقتر انی حملی اور شرطی کی طرف تقسیم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اگر محض جملیات سے مرکب ہوتو جملی ہے جیسے المعالم متغیر المنح ورنہ شرطی ہے برابر ہے کہ محض شرطیات سے مرکب ہو جیسے کلما کان ہوجیسے کلما کان الشمس طالعة النج یا جملیہ اور شرطیہ سے مرکب ہو جیسے کلما کان ھذا الشمنی انسانا النج اور مصنف نے قیاس اقتر انی حملی کی بحث کومقدم کیا ہے۔ اقتر انی شرطی سے اس کے بسیط ہونے کی وجہ سے بنسبت شرطی کے۔

: موله: حملی: اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات اس قول کی قیاس اقترانی کی قیاس اقترانی کی قیاس اقترانی کی تقتیم بیان کرنا ہے اور ان کی وضاحت کی ہے اور دوسری بات ایک اعتراض اور اس کا

جواب دیاہے۔

پہلی بات۔ قیاس اقترانی کی دوسمیں ہیں۔(۱) قیاس اقترانی حملی (۲) قیاس اقترانی شرطی۔ قیاس اقتران حملی: وہ ہوپا ہے کہ جس میں قیاس کے دونوں مقدے قضیہ حملیہ ہوں مثال العالم متغير وكل متغير حادث فالعالم حادث _

قبیاس اقترانس شرطی: وه بوتا ب که جوصرف شرطیات سے مرکب بوریا شرطیات اور

حملیات سے مرکب ہوشرطیات سے مرکب ہو

: منا مُده: قیاس اقترانی شرطی کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض نے بیتعریف کی ہے۔ کہ

قیاس اقتر انی اس کو کہتے ہیں ۔جس کے مقدمتین فقط شرطیہ ہوں اگر ایک حملیہ اور ایک شرطیہ ہوتو اس نہ جب والوں کے نزد یک وہ قیاس اقتر انی حملی کی تعریف داخل ہو گا۔ کیکن یزدی نے

دوسرے مذہب کواختیار کیا ہے۔

وونون شرطيد سے مركب بوراكى مثال جيسے كلما كانت الشمس طالعة فالنهار موجود

وكلماكان النهارموجودأ فالعالم هيئي ينتيج فكلما كانت الفتس طالعة فالعالم هيكي

شرطیهاور حملیه ہے مرکب کی مثال: کلما کان حذالتی انسانا کان حیوانا وکل حیوان جسم۔

بتيجه فكلما كان حذالشي انسانا كان جسمأ

: سوال: بدوارد ہوتا ہے کہ اتن نے قیاس ملی کوقیاس شرطی پر مقدم کول کیا۔

جواب ۔ توشارح اس کا بیجواب دیتا ہے کہ قیاس ملی بمنز لدمفرد کے تھااور شرطی بمنز لدمرکب کے

تھا۔ وہ اس طرح کہاس کے صغری اور کبری میں دوقضیے ہوتے ہیں بینی مقدم اور تالی تو چونکہ مفرو بيمركب سے طبعا مقدم تھا۔ تو ہم نے وقعا بھی مقدم كرديا تاكدوضع طبع كےمطابق موجائے۔

: قوله : من الحملي : اي من الافتراني الحملي

ترجمہ: یعنی قیاس اقترانی حملی ہے۔

اس قول میں شارح نے قیاس حملی کے مقسم کو بیان کیا ہے کھلی پیافتر انی کی شم ہے۔

: سوال: (خارجی) که ماتن گودانمحکو معلیه فی انجملی کهنا چاہیے تھا کیونکه صرف حملی کے موضوع

کوتو اصغر نہیں کہتے بلکھلی کے مقدم کو بھی اصغر کہتے ہیں تو دالمحکو معلیہ فی انحملی کہدویے سے وہ

موضوع اورمقدم دونول کوشامل ہوجا تا۔

: توله: اصغر لكون الهوضوع في الغائب اخص من الهجمول واقل افراد

منه فيكون المحمول اكبر واكثر افراد منه .

ترجمہ: بوجہ موضوع کے اکثر اوقات میں محمول ہے اخص ہونے کے اور باعتبار افراد کے اس سے کم

ہونے کے پس ہوگا محبول ا کبراور باعتبار افراد کے اس سے اکثر۔

فوله اصغو -اس قول مين شارح غرض حدامغروج تسميد بيان كرنا ي-

حداصغر کواصغراس لیے کہتے ہیں۔ کہاصغربیاخص ہوتا ہے حدا کبرے اسلئے کہا کبراعم ہوتا ہے۔ اور دوسرا میہ کہاصغر کے افراد بھی تھوڑ ہے ہوتے ہیں اکبر کے افراد سے۔اور اکبر کے افراد زیاد ہوتے ہیں

: قوله : والمتكرر الأوسط : لتوسطه بين الطرفين.

ترجمہ: بعجداس کے طرفین کے درمیان واقع ہونے کے۔

شارح کی غرض حداوسط کی وجد تسمید بتلانا ہے۔ کہ حداوسط کو اوسط اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بھی صغری اور کبری کے درمیان ہوتا ہے جیسے العالم متغیر و کل متغیر حادث۔ فالعالم حادث ۔

: 10 المعلى المعقدمة التي فيها الاصغر وتذكير الضمير نظر الي

لفظ الهوصول.

ترجمه: یعنی وه مقدمه جس میں اصغر ہواور ضمیر کو مذکر لا نا لفظ موصول کی طرف نظر کرتے ہوئے

ما ہیں اس قول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں۔(۱) کہ ماہے کیا مراد ہے ماہے مراد مقدمہہے۔(۲) ایک نحوی اعتراض کا جواب دیا ہے۔

: مسطال: کمقدمه مونث ہے اور فید کی هنمیر مذکر ہے تو راجع مرجع میں مطابقت نه ہوئی۔ کیونکہ مقدمہ مؤنث ہے اور هنمیر مذکر کی ہے۔

جواب _شارح كہتا ہے كہ ما ميں دونيثين جي ايك حيثيت الفاظ كے اعتبار سے ہے اور ايك حيثيت الفاظ كے اعتبار سے مونث حيثيت معنى كے اعتبار سے مونث

ہے۔تویہاں پرہم نے همیرالفاظ کے اعتبار سے لوٹائی ہے۔

قوله: الصغرى : لا شتمالها على الاصغر.

ترجمه: بوجه مشتل ہونے اس کے اصغریر۔

صغری کی وجہ تسمیہ: بیان کی ہے کہ صغری کو صغری اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اصغر ہوتا ہے۔

: قوله: الكبرى: أي مافيه الأكبر الكبرى لاشتمالها على الأكبر.

ترجمہ: یعنی وہ مقدمہ جس میں اکبر ہوکبری ہے۔اس کے اکبر پر شتمل ہونے کی وجہ ہے۔

ای ماہنیہ الا کبون اس قول میں شارح نے کبری کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ کبری کو کبری اس لیے کہتے ہیں کہاں میں نتیجہ کا کبر ہوتا ہے۔

: توك: الشكل الاول: يسبمي اولا لأن انتاجه بديهي وانتاج البواهي نظري

يرجع اليه فيكون اسبق واقدم في العلم .

ترجمہ: اس کا اول نام اس لیے رکھا جاتا ہے۔ کہ اس کا متیجہ دینا بدیمی ہے۔اور باقیوں کا متیجہ دینا

نظری ہے۔ جورجوع کرتا ہے۔اس کی طرف پس وہ سابق ہے۔اورعلم کے اندر مقدم ہے۔

یسمی او ¥ نشارح کی غرض شکل اول کی وجه تسمیه بیان کرنا ہے۔

شارح نے شکل اول کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ اس کوشکل اول اس لیے کہتے ہیں کہ بین تیجہ دینے میں بدیمی ہے اور باقی جواشکال ہیں ان کے نتیجہ تیجہ معلوم کرنے کے لیے اس کی طرف لوٹائی جاتی ہیں۔ گویا کہ بیاسبق اور اقدم فی العلم ہے۔

: قوله : فالثاني : لا شتر اكه مع الأول في اشرف المقدمتين اعنى الصغري .

ترجمہ: بوجہ اس کے اول کے ساتھ دومقد موں میں سے اشرف کے اندرشر پر پر کھنا پڑتا ہے۔

کی ہونے کے میں مراد لیتا ہون (اشرف سے)مقدمہ صغری کو۔

شارح کی غرض شکل ٹانی کی وجہ تسمیہ کو بیان کرنا ہے۔

فالثانی۔اس کو سمجھنے سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے کے شکل اور کا پہر قضیہ لیعنی صغری اشرف ہےادراسکا کبری اخص اورار ذل ہے تواب شکل ٹانی کو ٹانی اس لیے کہتے جی کہ یہ شکل اول کے ساتھ اس کے دوقضیوں میں سے اشرف قضیے کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور شریک ہے۔ وہ اس طرح کہ اس میں بھی حداوسط محمول ہے اور اس میں بھی حداوسط دونوں قضیوں میں محمول ہے۔

: قوله: قالثالث: لاشتراكه مع الاول في اخس المقدمين اعنى الكبري.

تر جمہ: بوجہاس کے شریک ہونے اول کے ساتھ دومقدموں میں سے کم تر مقدمے میں میں مراد لیتا ہوں (کمتر سے) کبری کو۔

شارح کی غرض شکل ثالث کی وجد تشمید بیان کرناہے۔

کے شکل ٹالٹ کوٹالٹ اس لیے کہتے ہیں کہ بیشکل اول کے دونوں قضیوں میں سے اجھی اورار ذل ۔

جو کہ کبری ہے۔اس کے ساتھ مشابدا درشر یک ہوتا ہے۔

: قوله: فالرابع: لكونه في غاية البعد عن الأول.

ترجمہ: بوجہ ہونے اس کے اول سے انتہا کی بعد میں۔

شارح کی غرض شکل را بع کی وجہ تسمید بیان کرنی ہے۔

اگر حداوسط موضوع فی الصغری اور محمول فی الکبری ہوتو اس کوشکل رابع کہتے ہیں۔ وجہ تسمید بیہ ہے کہ کہ شکل رابع اس لیے کہتے ہیں کہ یہ شکل اول کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی اور کسی چیز میں بھی شریک نہیں ۔ ہے بلکہ اس کے نخالف ہے یعنی شکل اول سے انتہائی دور ہے۔

متن يشترط في الاول ايجاب الصغرى وفعليتها مع كلية الكبرى لينتَّج الموجبتين ومع السالبة الكلية السالبتين الموجبتين ومع السالبة الكلية السالبتين بالضرورـة وفي الثاني اختلافهما في في الكيف وكلية الكبرى مع دوام الصغرى او انمكاس سالبة الكبرى وكون الممكنة مع الضرورية او الكبرى المشروطة لينتج الكليتان سالبة كلية والمختلفتان في الكم ايضا سالبة جزئية بالخلف او عكس الكبرى او الصغرى ثم الترتيب ثم النتيجة وفي الثالث ايجاب المصغرى وضعليتها مع كلية احدهما لينتج الموجبتان مع

الموجبة الكلية اوبا لعكس موجبة جزئية ومع السالية الكلية او الكلية مع الجيزئية سيالية جزئية بالخلف اوعكس الصغري او الكبري ثم الترتيب ثم النتيجة وفي الرابع ايجابهما مع كلية الصغرى او اختلافهما مع كلية احدهها لسنتج الموجبة الكلية مع الاربع والجزئية مع السالية الكلية والساليتان مع الموجبة الكلية وكليتهما مع الموجبة الجزئية جزئية موجبة ان له بكن بسلب والافسالية بالخلف او بعكس الصغرى او الثالث بعكس الكيري. ترجیمتن:اورشرط لگائی جاتی ہے۔اول میں ایجابصغری اوراس فعلیہ ہونا کبری کے کلی ہونے کے ساتھ تا کہ دوموجبہ نتیجہ دیں دوموجبہ کلیہ کے ساتھ موجھتین اور سالبہ کے ساتھ نتیجہ دیں دوسالبہ بداھة ۔اورشکل ثانی میں (شرط لگائی جاتی ہے)ان دونوں (صغری کبری) کامختلف ہونا کیف میں اور کبری کا کلی ہونا صغری کے دائمی ہونے کے ساتھ یا کبری کے سالیہ کاعکس لکلنا اور ممکنہ کا ہونا ضروریہ کےساتھ یا کبری کےمشر وطہ کےساتھ ہونا تا کہ دوکلیپرسالبہ کلیہ نتیجہ دیں اور دونو ںمختلف موں کمیت میں تو بھی سالبہ جزئید (تعید دیں) دلیل خلفی کے ساتھ یا کبری کے عکس کے ساتھ یا صغری کے عکس اور پھرتر تیب عکس پھر نتیجہ کے عکس کے ساتھ اور شکل ثالث میں (شرط لگائی جاتی ہے)ا یجا ب صغری اوراس کافعلیہ ہوناان دونون میں سے کسی ایک کے کلیہ ہونے کے ساتھ تاکہ · تیجہ دیں دوموجہ کلیہ کے ساتھ باعکس کے ساتھ موجبہ جزئیداور سالبہ کلیہ با کلیہ جزئیہ کے ساتھ سالبہ جزئیددلیل خلفی کے ساتھ یا صغری کے مکس کے ساتھ یا کبری کے مکس پھرتر تیب پھرنتیجہ کے تکس کے ساتھ اورشکل رابع میں (شرط لگائی جاتی ہے)ان دونوں کا موجبہ ہونا صعری کے کلیہ ہونے کے ساتھ یا ان دونوں کا مختلف ہونا ان میں سے ایک کے کلیہ ہونے کے ساتھ تا کہ نتیجہ وے موجبہ کلیہ جاروں کے ساتھ اور جزئیر سالبہ کلیہ کے ساتھ اور دوسالبہ موجبہ کلیہ کے ساتھ ااس سالبہ کا کلیہ ہونا موجبہ جزئیہ کے ساتھ جزئیہ موجبہ اگر سلب کے ساتھ نہ ہوورنہ پس سالبہ ہوگا۔ دلیل خلفی کے ساتھ یا ترتیب پھر نتیجہ کے عکس کے ساتھ یا مقدمتین کے عکس کے ساتھ یاشکل ٹانی کی طرف لوٹا نا صغری کے تکس کے ساتھ یاشکل ثالث کی طرف لوٹا نا کبری کے تکس کے ساتھ۔

تشريح متن:اس مين تين باتين بين-

(۱) شکل اول اور ثانی کی شرا نظ۔

(۲) شکل اول بعد شکل ثانی کی ضروب منتجه

(m) شکل ٹانی کے ضروب منتجہ کے درست نتیجہ دینے کے لیے تین طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

پہلی بات ۔ شکل اول کی شرا لکا۔ شکل اول کی تمین شرطیں ہیں۔ ایک کیفیت کے اعتبارے ہے ایک کیفیت کے اعتبارے ہے اور ایک کم کے اعتبارے ہے۔ کیفیت کے اعتبارے پیشرط ہے

كمعفرى موجبه بوخواه كليه بوياجز ئيه بودوسرى شرط جهت كاعتبارے بيب كه صغرى فعليه بو

مکنه عامه اور مکنه خاصه نه بو - اور تیسری شرط کم کے اعتبار سے بیہ ہے کہ کبری کلیہ ہوخواہ موجبہ ہویا

سالبه بهو _

شکل ٹانی کی شرائط۔شکل ٹانی کے لیے جارشرطیں ہیں۔ایک کیفیت کے اعتبارے ہے اورایک کم کے اعتبار نے ہے اور دوجہت کے اعتبار سے ہے۔

پہلی شرط ۔ کیفیت کے اعتبار سے بیہ ہے کہ دونوں قضیوں کا اختلاف ہو کیف میں ۔ یعنی اگر صغری موجبہ ہوتو کبری سالبہ ہوا دراگر صغری سالبہ ہوتو کبری موجبہ ہو۔

دوسرى شرطكم كاعتبارس ييب كهكرى كليه بوخواه سالبهو ياموجبهو

تیسری شرط باعتبار جہت کے بیہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہ کہ صغری دائمی ہوخواہ دائمہ مطلقہ ہویا ضرور بیہ مطلقہ ہویا کبری ان عکس مستوی کے چھ قضایا میں سے ہو کہ جن ب

كاعكس آتا بالى نوميس سے ند ہو۔

چوتھی شرط باعتبار جہت کے بیہ ہے اور وہ بیہ ہے کہ دو چیز ول میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے کہ صغری اور کبری میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے کہ صغری اور کبری میں سے کوئی بھی مکنہ نہ ہواگر ہوتو پھر دیکھیں گے کہ صغری مکنہ ہوتو کبری تین چیز ول میں سے کوئی ایک ہو۔(۱) یا تو ضرور بیہ ہو(۱) یا مشروطہ خاصہ ہو(س) یا مشروطہ عامہ ہو۔ اور اگر کبری مکنہ ہوتو صغری صرف ضرور بیہ ہوگا۔

دوسری بات۔ضروب منتجہ کو بیان کیا ہے کہ شکل اول کی ضروب منتجہ چار ہیں اور شکل ٹانی کی ضرورب منتجہ بھی چار ہیں۔

تیسری بات شکل ٹانی کے ضروب کا درست نتیجہ دینے کے لیے تین طریقے ہیں شکل اول تو دیسے بھی بدیجی الانتاج ہے کہ پہلاطریقہ خلف والا ہے دوسرا طریقہ

عکس صغری چونکس ترتیب چرنکس نتیجه والاہے۔

شرح كىتقرىر

: قوله: فعليتها: ليتعدى الحكم من الاوسط الى الاصغر وذلك لان الحكم

في الكبرى ايجابا كان او سلبا انما هو على مايبثت له الاوسط بالفعل بنا. على

متذهب الشيخ فلو لم يحكم في الصغرى بان الاصغر يثبت له الاسط بالفعل

فلم يلزم تعدى الحكم من الاسط الى الاصغر .

ترجمہ: تا کہ حکم حداوسط سے اصغر کی طرف متعدی ہواور بیاس لیے ہے۔ کہ حکم کبری میں خواہ ایجا بی ہو یاسلبی سوااس کے نہیں وہ ان افراد پر ہے۔جن کے لیے حداوسط بالفعل ثابت ہے۔ تو

نہیں لازم آئے گا تھم کا حداوسط سے اصغر کی طرف متعدی ہونا۔

شارح کی غرض شکل اول کا نتیجہ دینے کے لیے شرا کط کوذ کر کرنا ہے۔

اوراس کی مجھنے سے پہلے دوتمہیری باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

پہلی تمہیدی بات۔ کہ جب ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہوتا ہے تو بوعلی سینا کے

نزد یک اس کے ساتھ فعلیت کی قید گلتی ہے۔

دوسری تمہیدی بات مشکل اول کا ڈھانچہ۔

شکل اول میں حداوسط صغری میں محمول ہوتا ہے اور کبری میں موضوع ہوتا ہے۔

صغری میں محمول ہونے کا مطلب سے ہے کہ حدا وسط کا حمل ہوتا ہے اصغر پر یعنی حداوسط میا صغر کے ا

لیے ثابت ہوتا ہے اور کبری میں حداوسط کے موضوع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اکبر حداووسط کے

لیے ثابت ہوتا ہے۔

شکل اول کے نتیجہ دینے کی تین شرطیں ہیں۔(۱) کیفیت کے اعتبارے کہ صغری موجبہ ہو۔

(۲) کمیت کے اعتبارے کہ کبری ہمیشہ کلیہ ہو۔

(m) جہت کے اعتبار سے شکل اول کے لیے فعلیت صغری شرط ہے (یعنی امکان نہ ہو)۔

اگر صغری والی جہت امکان کی ہوگی تو نتیج سیح نہیں ہوگا ۔ فعلیت والی جہت بیالی عام جہت ہے۔ کہ جہت ضرورت اور دوام کو بھی شامل ہے۔ شارح نے ان تینوں شرطوں کی ولیل بھی بیان کی

ہے۔اس قول میں یز دی نے صرف فعلیت صغری کی دلیل بیان ہے۔ کہ فعلیت صغری کیوں

ضروری ہے۔؟

اس کے سیجھنے سے پہلے شکل اول کا حاصل سیجھنا ضروری ہے۔ شکل اول کا حاصل یہ ہے کہ اس میں حداث حداث مراور حدا و سلام وجود ہوتے ہیں۔ جیسے المعسائے متغیر و کل متغیر حدادث فالعالم میں تنیوں چیزیں موجود ہیں۔ اس مثال میں کبری کلیہ ہے۔ یعنی کل متغیر حادث اس میں حداو سلاموضوع ہے۔ شیخ کے فد ہب کے مطابق یہاں تغیر کا ثبوت متغیر جن افراد کے لیے بالفعل ہے۔ ان کے لیے حدوث ثابت ہے۔ صغری میں العالم کو متغیر کے نیچ درج کیا ہے۔ اور العالم کو متغیر کے نیچ درج کیا ہے۔ اور العالم کو متغیر کا ایک فرد بنایا ہے۔ کہ عالم متغیر ہے صغری کے اندر بھی جہت فعلیت والی اگر معتبر ہو کہ جن افراد متغیر کے لیے تغیر بالفعل ہے عالم ان میں سے ہے۔ تو پھر حدوث کا ثبوت عالم کے لیے صیح افراد متغیر کے لیے تغیر بالفعل ہے عالم ان میں سے ہے۔ تو پھر حدوث کا ثبوت عالم کے لیے صحح

کوعالم کے لیے ثابت کرناضی نہیں ہوگا۔ کیونکہ حدوث تو متغیر کے ان افراد کے لیے ہے۔ جن سر اتنہ الفعال اللہ میں میں جب المرین افی مدر نہیں ہوگا۔ ان میں مراہ

کے لیے تغیر بالفعل ثابت ہے۔اس وقت عالم ان افراد میں سے نہیں ہوگا۔لہذا حدوث کا اس

ہے۔لیکن اگر وہان صغری فعلیت والی جہت کا اعتبار نہ ہو بلکہ جہت امکان کا اعتبار ہوتو پھر حدوث

وقت عالم کے لیے ثابت کرنا درست نہیں ہوگا۔ حداوسط (متغیر) کواصغر (العالم) تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ جہت فعلیت کا صغری میں اعتبار کیا جائے۔ فعلیت کی شرط کی دلیل یہ

بھی ہے۔ کہ صغری میں جب جہت امکان مراد ہواور کبری میں فغل مراد ہے۔تو حداوسط کا اس میں میں میں یہ نہوں میں میں میں ایس کی نہوں میں تازیر کا میں مصحبے نہوں ہوئیں

صورت مین تکرار ہی نہیں ہوگا۔ جب حدا دسط کا تکرار نہیں ہوگا۔ تو نتیج بھی پھر سیحے نہیں نگےگا۔

شکل اول میں ایجاب صغری کی شرط اس لیے لگائی ہے۔ کدا گرصغری نو جبہ نہ ہو بلکہ سالبہ ہوتو پھر شکل ٹانی کی طرح اختلاف نتیجہ لا زم آئے گا۔جس کی تفعیل شکل ٹانی میں آئے گی فاقہم ۔

: سوال: (خارجی) که آپ نے صغری کے ساتھ تو فعلیت کی قیدلگانے کی وجہ بیان کی ہے کیکن صغری کے ساتھ موجبہ ہونے کی وجہ بیان نہیں کی ۔ حالا نکہ اس کے لیے بھی یہی وجہ بنتی ہے کیونکہ

ا گر صغری موجہ نہ ہوتو اکبراورا صغر کے در میان اقتر ان اور لزوم نہیں ہوگا۔ جواب۔اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ ایجاب الصغری کی وجہ بالکل واضح تھی۔لہذا شارح نے

ترک کردیا۔

: قوله: مع كلية الكبسرى: ليلزم اندراج الاصغر في الأوسط فيلزم من

البحكيم عيلني الاوسيط الحكم على الاصغر وذلك لان الاوسط يكون مجمولا

ههيننا عبلَسي الأصَّفر ويجوز أن يكون المحمول أعم من الموضوع فلو حكم في

الكبرى عللي بعض الاوسط لاحتمل أن يكون الأصغر غير مندرج في ذلك

البعيض فلا يلزم من الحكم على ذلك البعض الحكم على الأصغر كما يشاهد

في قولك كل انسان حيوان وبعض الحيوان فرس.

تا کہ اصغر کا حداوسط میں داخل ہونا لا زم آئے پس حداوسط پر تھم ہونے لا زم آئے گا۔اصغر پر تھم

ہونا اور بیاس لیے ہے کہ حداوسط اصغر پرمحمول ہوتی ہے۔اور جائز ہے۔ کہمحول موضوع سے اعم ہولیس اگر کبری میں حداوسط کے بعض افراد پر حکم لگایا جائے تو احتمال ہوگا۔اس بات کا کہ اصغران لبعض افراد میں داخل نہ ہولیس نہیں لازم آئے گا۔ بعض افراد پر حکم ہونے سے اصغر پر حکم ہونا جیسا

كەمشامدە ہے تيرے قول كل انسان حيوان دبعض الحيوان فرس ميں ۔

<u>کلیة الکبوی:</u> شارح کی غرض شکل اول میں کلیت کبری کی شرط کی دلیل کو بیان کرنا ہے۔

شارح کہتا ہے کہ ہم نے کبری کے کلیہ ہونے کی شرط بھی قطعیت اور لزوم کے لیے لگائی ہے تا کہ اکبراوراصغرکے درمیان اقتر ان پیدا ہوجائے اوراصغرکوا وسط کے بنیجے درج کرناصیح ہوسکے۔ورنہ

، ار معنی کلیے نہ ہو بلکہ جزئیہ ہوتو اس وقت اصغر کو اوسط کے نیجے درج کرنا صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ بعض

اوقات میں محمول عام ہوتا ہے تو اب اگر ہم کبری کے ساتھ کلیہ ہونے کی قیدند لگا کمیں بلکہ جزئیت

میں سے نہ ہو کہ جس کے لیے اکبر ثابت تھا جیسے (صغری) کل انسان حیوان (کبری) بعض

میں سے نہ ہو کہ جس کے لیے اکبر ثابت تھا جیسے (صغری) کل انسان حیوان (کبری) بعض

الحیوان فرس (بتیجہ) بعض الانسان فرس یہاں کبری جزئیہ ہے۔ کبری میں اکبر (فرس) کواوسط

(حیوان) کے بعض افراد کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔اورصغری میں اوسط کواصغر (الانسان) کے کل

افراد کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ تو کبری میں اوسط کے جن بعض افراد کے لیے تھم ثابت کیا گیا

افراد کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ تو کبری میں اوسط کے جن بعض افراد کے لیے تھم ثابت کیا گیا

ہے۔معلوم نہیں ہو سکے گا۔ آیا اصغرا کبر کے ان بعض افراد میں جن کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔

واقل ہے یا نہیں ۔البتہ جب کبری کلیہ ہوگا تو اکبراوسط کے تمام افراد کے لیے ثابت ہوگا۔اور

واقل ہے یا نہیں ۔البتہ جب کبری کلیہ ہوگا تو اکبراوسط کے تمام افراد کے لیے ثابت ہوگا۔اس کی مثال

اصغربھی چونکہ اوسط کا ایک فرد ہے اس لیے اکبراصغر کے لیے بھی ثابت ہوجا ہے گا۔اس کی مثال

کل انسان حیوان وکل ماش جسم (بتیجہ) فالانسان جسم

: فتوله: لينتع الموجبتان: أي الكلية والجزئية واللام فيه للغاية أي أثر هذه

الشروط ان ينتع النصغري السوجبة الكلية والموجبة الجزئية مع الكبري

الموجبة الكلية الموجبتين ففي الأول يكون النتيجة موجبة كلية وفي الثاني

موجبة جرنية وان ينتج الصغريان يعنى الموجبتين مع السالبة الكلية الكبرى

السالبتين الكلية والجزئية على ما سبق وامثلة الكل واضحة .

ترجمہ: یعنی کلیداور جزئیداوراس میں لام غائت کے لیے ہے یعنی ان شروط کا اثریہ ہے۔ کہ نتیجہ میں ملک ہونہ کی مدمہ کا مار مدمہ جزئر مجمع مدمہ کل کے ساتھ ملک رومرہ کا مار مدمہ کا مار مدمہ

دےگا ۔ صغری موجبہ کلیدا در موجبہ بزئیہ ہی موجبہ کلید کے ساتھ ملکر دو موجبہ (موجبہ کلیدا در موجبہ کلیدا در موجب جزئید) کالیس اول صورت میں نتیجہ موجبہ کلید ہوگا۔ اور ثانی صورت میں موجبہ جزئید ہوگا۔ اور

(ان شروط کااثر) ہیہے۔ کہ نتیجہ دیں گے۔ دوصغری موجبہ سالبہ کلیہ کبری کے ساتھ مل کر سالبہ کلیہ

اورسالبہ جزئيكا وبراس كے جوتفصيل كزر چكى ہے۔اورسب كى مثاليس واضح ہيں۔

شارح کی غرض تشریح متن ہے۔

شارح کہتا ہے کہ لینتج پرجولام داخل ہے بیعا قبت اورغایت کا ہے یعنی جو تھم بتایا تواس کا ان کا

انجام اور فائدہ یہ ہے یہ کہ ہم نے جوشکل اول میں تین شرائط لگائی ہیں تو اسکا فائدہ یہ ہے کہ ان تین شرطوں کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ ان شرائط کے موجود ہوتے ہوئے چار تسموں کا بتیجہ حاصل ہوگا۔ شکل اول کی عقلی طور برضر بیس سول ثکلتی ہیں۔ کیونکہ صغری محصورات اربعہ (موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ

. سالبہ کلیہ سالبہ جزئیہ) میں سے ہرایک ہوسکتا ہے۔

۔ وہ اس طرح کے صغری میں چاراحمالات تھے کہ صغری موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ۔ سالبہ کلیہ۔ سالبہ جزئیہ ہو۔ اور اسی طرح کبری میں بھی چاراحمالات تھے کہ کبری موجبہ کلیہ۔ موجبہ جزئیہ۔ سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ ہو۔ تو چارکو چار میں ضرب دینے سے سولہ ضربیں ہوتیں ہیں۔

لیکن جب شرا نطاشکل اول ایجاب صغری اور کلیت کبری کالحاط کیا جائے تو بارہ ضربیں ساقط ہوتی میں ایسان خیر منتقب اتی ہتی ہیں

ہیں۔اور چار ضروب نتیجہ باتی رہتی ہیں۔ پہلی صورت صغری موجبہ کلیہ ہواور کبری موجبہ کلیہ ہو تو نتیجہ موجبہ کلیہ ہوگا جیسے سے ل انسان

بى صورت معرى موجبه قليه جواور برن موجبه قليه و تو تليجه موجبه قليه بوقانيه كل السكان حيوان و كل حيوان جهم فكل انسان جهم -

دوسری صورت: صغری موجبه جزئیه هواور کبری موجبه کلیه هو تو متیجه موجبه جزئیه هو گاجیسے بعض

الحيوان انسان وكل انسان ناطق فبعض الحيوان ناطق

تيسرى صورت: صغرى موجبكليه مواوركبرى سالبهكليه موتو تتيجه سالبه كليه موگاجيسے كل انسسان

حيوان ولاشئي من الحيوان بحجر_ فلا شئي من الانسان بحجر_

چوشی صورت: صغری موجبه جزئيه مواور كبری سالبه كليه موثو نتيجه سالبه جزئيه وگا جيسے بـــعــن

الحيوان انسان ولاشئي من الانسان بحجر فبعض الحيوان ليس بحجر

ان تمام صورتوں کی مثال بہع تفصیل انجلے صفحہ میں ملاحظہ ہو۔

: توله: الموجبتين: اي ينتج الكلية والجزئية .

ترجمه: لعنى وه نتجدد عاكا موجبه كليداورموجب جزئيه

شارح کی غرض:اس قول میں یہ بتا رہے ہیں ۔ کہ موجعتان کوموجبہ کلیہ کے ساتھ ملائیں گے ۔ تو

نتیجه موجبتین نکلیں گےان موجبتین سے کیا مراد ہے۔؟ که موجبتین سے مراد موجبہ کلیہ اور موجبہ

برسيب

: فتوك: السالبتين: اي ينتج الكلية والجزئية.

ترجمه: یعنی وه نتیجه دےگا۔سالبه کلیدا ورسالبه جزئیہ۔

شارح فرماتے ہیں کہ سالہتین سے مراد نتیجہ سالبہ کلیداور سالبہ جزئیہے۔

: فوك: بالمضرورة : متعلق بقوله ينتج والمقصود الاشارة الى ان انتاج هذا

الشكل للمحصورات الاربع بديهي بخلاف انتاج سائر الاشكال لنتائجها كما

سيجئى تفصيلها .

ترجمہ: بیمتعلق ہے اس کے تول پلنج کے ساتھ اور مقصوداس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ کہ اس شکل کامحصورات اربعہ کے لیے نتیجہ دینا بدیمی ہے۔ بخلاف نتیجہ دینا بدیمی

کے لیے جیسا کہ اس کی تفصیل عقریب آئے گا۔

غرض شارح: اب قول كى غرض متن كے لفظ بالضرورة كا فائدہ بتلا ناہے۔

تشری : بالضرور ہین کے متعلق ہے اور مائن ؒ نے بالضرور ہ کالفظ ذکر کیا ہے اور مقصودیہ بتانا ہے کہ اس شکل اول میں جوچار صور تیں نتیجہ دینے والی ہیں تو ان کا نتیجہ دینا بدیمی ہے۔ یعنی ان کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں بڑتی۔ بخلاف باقی اشکال کے کہ ان میں نتیجہ دینے کے لیے دلیل

ی صرورت پڑتی ہے۔اور شکل اول کی طرف لوٹا تا پڑتا ہے

یعنی باقی اشکال کا نتیجہ بدیمی نہیں ہوتا بلکہ ان کودلائل کے ساتھ ٹا بت کر تا پڑتا ہے۔

ابشکل اول کا نقشه ملاحظ فرما کیں جس میں ہراحمال کی نشاندی کی گئی ہے۔

نقشه شکل اول

			عقيمه	موجبه جزئي	موجباكليه
	المركب	کل جسم مرکب	سالبدكليه	سالبه كليه	
بقدیم	ات بقدیم			سالبدجز ئىي	
بعض الجسم حادث	کل مرکب حادث	بعض الجسم مركب	موجبه برئز ئيية	موجبهكليه	موجبه برئي
		مر تب		موجهة برئي	
بعض اجسم ليس بقديم	المركب	بعض الجسم -	مالدجزئيه	مالبه كليه.	
. 🗆	بقديم	م <i>و کب</i>		مالدجزني	•
		_			مالبەكلىد
_				مالبد جزئيه موجد كليه موجب جزئيه	مالبدكليه
_			<u> </u>	موجهكليه	سالبدكليه
				موجبرکلیہ موجبہ جز نئیہ	سالبه کلیه

 ~		10 点 40 点			
 . 🗆				به موجبه کلیه	مالبدجزئه
				موجه برائي	
				سالبه كلي	
				مالدجزتي	
•			•	ţ	
سب الكيفية	ذا الشكل بحا	بشترط فی م	لافهما : ای ب	ونى الثاني اختا	؛ قوله :
ذا الشكل من	نه لو تالف هـ	جاب وذلک لا	لصلب والاي	لمقدمتين فى ا	اختلاف ا
لياس الايجاب	فى نتيجة الق	يكون الصادق	دف ومو ان	ن يحصل الاختا	الموجبت
				لب اخرى فانه ا	
السلب وكذا	ر ان كان الحق	کل فنرس حیر	بىرى بقولنا	ولىو بىدلىنا الگ	الايجاب
ولا شئى من	انسان بحجر	لا شئى من الا	يتين كقولنا	و تبالف مين سال	البحال ل

المعواد المعوجية. ترجمہ: لیخی اس شکل میں شرط لگائی جاتی ہے۔ باعتبار کیفیت کے ایجاب وسلب میں دونوں مقدموں کے مختلف ہونے کی اور بیاس لیے ہے کہ اگر بیشکل دوموجبہ سے مرکب ہوتو اختلاف حاصل ہوگا۔اوردہ بیہے۔کہ جوتیاس کے نتیج میں صادق آتا ہے۔وہ بھی ایجاب ہوتا ہے۔اور کبھی سلب پس اگر ہم کہیں کل انسان حیوان وکل ناطق حیوان توحق ایجاب ہے۔اوراگر ہم کبری

الناطق بحجر كان الحق الايجاب ولو فلت لا شئى من الفرس بحجر كان الحق

السباب والاختيلاف دليل عدم الانتاج فان النتيجة هو القول الاخر الذي يلزم

من المتدمتين فلو كان اللازم من المقد متين الموجبة لما كان الحق في بمض المواد هو السالبة ولو كان اللازم منهما السالبة لما صدق في بعض کوتبدیل کردیں اپنے قول کل فرس حیوان کے ساتھ تو حق سلب ہے۔ ای طرح حال ہے۔ اگر دو سالبہ سے مرکب ہوجیسا کہ ہمارا قول لاشکی من الانسان بحجر ولاشکی منالناطق بحجر تو حق ایجاب ہے۔ اورا گرتو کہولاشکی من الفرس بحجر تو ہق سلب ہے۔ اورا ختلاف نتیجہ نہ دینے کی دلیل ہے۔ پس بلاشبہ نتیجہ تو وہ قول آخر ہے۔ جو دونوں مقدموں سے لازم آتا ہے۔ پس اگر دونوں مقدموں سے لازم آتا ہے۔ پس اگر دونوں مقدموں سے لازم آنے والا موجبہ ہے۔ تو بعض مادوں میں سلب حق نہ ہوگا۔ اورا گران مقدموں سے

لا زم آنے والا سالبہ ہے۔ تو صادق نہیں آئے گا۔ موجبہ بعض مادوں میں۔

من الشانب اختلافهما: شارح کی غرض شکل ٹانی کے نیجددیے کے لیے شرط اول باعتبار کیفیت کی وجہ کو بیان کرنا ہے۔ شکل ٹانی کے نیجددیے کے لیے دوشرطیں ہیں۔

- (۱) کیف کے اعتبارے ہے کہ کیفیت میں دونوں قضیے مختلف مول۔
 - (۲) کمیت کے اعتبار سے ہے کہ کبری ہمیشہ کلیہ ہو۔

اس قول میں شارح نے شکل ثانی کی شرط جو باعتبار کیفیت کے ہے تواس کی دلیل بیان کی ہے کہ وہ شرط کیوں لگائی ہے۔ تو شارح کہتا ہے کہ وہ شرط اس لیے لگائی ہے کہ آگران کا اختلاف فی الکیف نہ ہوتو پھر نتیجہ میں اختلاف آئے گا اور نتیجہ میں اختلاف آئا یہ دلالت کرتا ہے شکل کے بانچھ ہونے پر۔ کہ اختلاف مقد شین فی الکیف کی شرط اس لیے لگائی ہے۔ تا کہ اختلاف نتیجہ لازم نہ آئے نہ آئے۔ کیونکہ آگر دونوں تفیعے کیفیت میں مخالف نہ ہوں تو اس وقت اختلاف نتیجہ لازم آئے گا۔ بھی تو نتیجہ موجہ اور بھی سالبہ۔ حالا تکہ شکل ٹانی کے لیے نتیجہ سالبہ آٹا لازم اور شعین ہے۔ جب ایک شکل کے لیے نتیجہ معین ہو چکا ہے۔ تو پھر اس کے خلاف بھی نہیں ہوسکتا ۔ اگر کہیں خلاف ہوگا۔ آئی بھی ان کے کولائی بھی نہیں ہوسکتا ۔ اگر کہیں خلاف ہوگا۔ آئی ہیں ہوسکتا ۔ اگر کہیں خلاف ہوگا۔ تو پھر اس کے خلاف بھی نہیں ہوسکتا ۔ اگر کہیں خلاف ہوگا۔ تو پھر اس کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔

اگرودنوں تفیے موجبہوں کے جیسے کل انسان حیوان اور کبری کل ناطق حیوان-نتیجہ موجبہ کلیہ پچاہے۔کل انسان ناطق اور یہال موجبہ جزئیہ بھی صادق ہے۔بعض الانسان ناطق۔ لیکن سالبہ یہاں صادق نہیں۔اور اگر کبری میں پچھ تبدیلی کر دی جائے کی ناطق حیوان کے بجائے کل فرس حیوان کہا جائے تواب بتیجہ سالہ صادق آئے گا۔ جیسے کسل انسسان حیوان
وکسل فسر میں حیوان یہاں بتیجہ سالہ کلیدائشکی من الانسان بفرس پا ہے۔ سالبہ جزئی بعض
الانسان لیس بفرس پر بھی بچا ہے۔ کیونکہ یہاں دوسر بے بعض کی نئی نہیں لیکن موجہ بتیجہ صادق نہیں
آٹاکل انسان فرس بیصادق نہیں دونوں مقد شین سالہ ہوں تو بھی بتیجہ موجہ ہوکر صادق آئے
گا۔اور کبھی سالبہ صادق آئے گا۔ جیسے لا شنبی من الانسان بحجو و لا شنبی من المناطق
ہد جبور یہاں نتیجہ موجہ کلیکل انسان ناطق تو صادق ہاور موجہ جزئر ئید بعض الانسان ناطق بھی
صادق ہے۔ اس میں دوسر بے بعض انسانوں کی نئی نہیں ۔ لیکن سالیہ کلیے صادق نہیں یعنی یوں کہا
جائے کہ لائشک من الانسان بناطق تو بیصادق نہیں بیصورت تو وہ تھی کہ جب نتیجہ دوسالبوں سے
موجہ ہوکر سچا آئے ۔ اور دوسالبوں سے نتیجہ سالبہ ہوکر سچا آئے جیسے اس شکل کے کبری میں تھوڑی
تبدیلی کی جائے لائشک من الانسان بغرس ۔ سالبہ جزئر یعنی من الفرس بجر کہا جائے تو بتیجہ سالبہ سچا
آئے گا۔لائشک من الانسان بفرس ۔ سالبہ جزئر یعنی من الفرس بجر کہا جائے تو بتیجہ سالبہ سچا
موجہ کلیکل انسان فرس بیصادق نہیں آتا۔

تویہاں پر بھی نتائج مختلف آئے ہیں حالانکہ قاعدہ وکلیہ اپیا ہونا چاہے جو کہ ہروقت اور ہر ہر مادے برصادق آئے اس دجہ سے مغری اور کبری کے لیے مختلف فی الکیف ہونا ضروری قرار دیا۔

: فتوله : كلية الكبرى : اي يشترط في الشكل الثاني بحسب الكم كلية

الكبرى أذعت خزئيتها يحصل الاختلاف كقولنا كل أنسان ناطق وبمض

الحيوان ليس بناطق كان الحق الأيجاب ولو فلنا بعض الصامل ليس بناطق كان

الحق السلب

ترجمہ: یعن شکل ثانی میں باعتبار کمیت کے شرط لگائی جاتی ہے۔ کبری کے کلیہ ہونے کی کیونکہ اس کے جزئیہ ہونے کی کیونکہ اس کے جزئیہ ہونے کے دوسوں کے جزئیہ ہوئے۔ کے جزئیہ ہونے کے دوسری الحصور ان لیس بناطق توحق ایجاب ہے۔ اور اگر ہم کہیں بعض الصابل بناطق توحق سلب ہوگا۔ کلیمت السکیوی : شارح کی غرض شکل ٹانی کے لیے دوسری شرط باعتبار کم یعنی کلیت کبری کی شرط کی وجہ اور دلیل بیان کرنا ہے۔ کہ اگر ہم کلیت کی شرط نہ لگاتے تو پھر نتیجہ میں اختلاف لازم آتا جو کہ شکل کے بانچھ ہونے ہر دلالت کرتا ہے اور بیدرست نہیں ہے۔

جیسے کل انسان ناطق و بعض المحیوان لیس بناطق نتیجه بعض الانسان حیوان ۔ اوراگر ہم کبری کوتبدیل کریں تو پھرکل انسان ناطق وبعض الصابل کیس بحیوان نتیجہ یعض الانسان لیس بصابل

تو یہاں پر متائج میں اختلاف لازم آیا۔اور بیاس لیے لازم آیا کہ کبری کلیے نہیں ہے بلکہ جزئیہ ہے۔اصل میں یہاں شکل ٹانی کے کبری کے کلیے ہونے کی دلیل تو وہی ہے۔جو کہ شکل اول کے کبری کے لیے ہے۔لیکن یہاں اس نے اس دلیل کوآ اسان سجھ کرذکردیا۔

: قوله: مع دوام الصغرى : اي يشترط في هذا الشكل بحسب الجهة امر ان

الأول احبد الأمير يبن اميا ان يتصبحق التقوام عبلي الصغري اي تكون دائمة او

ضيرورية وامياً ان تكون الكبرى من القضايا الست التي تنعكس سوالبها لا من

التسج التي لا تشعكس سوالبها والثاني ايضا احد الامرين وهو ان الممكنة لا

تستعمل فى هذا الشكل الامع الخبرورية سواء كانت الخبرورية صغرى كانت

الكبرى خسرورية او مشروطة عامة او خاصة وان كانت كبرى كانت الصغرى

ضرورية لا غير ودليل الشرطين انه لو لا هما لزم الاختلاف والتفصيل لا

بناسب هذا المختص

ترجمہ: یعنی اس شکل میں باعتبار جہت کے شرط لگائی جاتی ہے۔ دو چیزوں کی (ق) دوامور میں سے ایک ہے۔ اوروہ میک یا تو دوام سچا آئے گا۔ صغری پر بایں طور کہ وہ دائمہ یا ضرور ہیہ ویا کبری ان چھ قضایا میں سے بہوجن کے سالبوں کا عکس آتا ہے۔ ان نو قضایا میں سے بہوجن کے سالبوں کا عکس نہیں آتا (۲) دوسری چیز بھی دوامور میں سے ایک ہے۔ وہ بیہ کے ممکناس شکل میں نہیں استعال بوتا مگر ضرور بیہ کے ساتھ برابر ہے۔ کہ ضرور بیصغری ہویا کبری یا نہیں استعال ہوتا مگر کبری مشروط عامہ یا خاصہ کے ساتھ اوراس کا حاصل بیہ ہے۔ کہ مکنا گر صغری بوتو کبری ضرور بیا مشروط عامہ یا خاصہ کے ساتھ اوراس کا حاصل بیہ ہے۔ کہ مکنا گر صغری بوتو کری فرور بیا مشروط عامہ یا خاصہ کے ساتھ اوراس کا حاصل بیہ ہے۔ کہ مکنا گر صغری بوتو کبری ضرور بیا کہ دور اور دلیل مشروط عامہ یا خاصہ ہوگا۔ اوراگر وہ مکنہ کبری ہوتو صغری ضرور ہیہ ہوگا۔ نہ کہ کوئی اور۔اور دلیل

د دنوں شرطوں کی بیہ ہے۔ کہ اگر وہ دونوں شرطیں نہ ہوں تو نتیجہ کا مختلف ہونا لا زم آئے گا۔اور 'تفصیل اس مختصر کتاب کے مناسب نہیں ہے۔

مع دوام المصغوى -ال قول مين شارح نے دوبا تيں بيان کيس بين پہلی بات شکل ثانی کے ليے جہت کے اعتبار سے دوشرطين لگا کين تقين تو ان کی وضاحت کی ہے اور دوسری بات اعتراض اوراس کا جواب ہے۔

پہلی بات۔ شارح نے ان دوشرطوں کی وضاحت کی ہے جو جہت کے اعتبار سے تھیں۔ شارح
نے ان شرائط کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ نہ ہونے کی صورت میں اختلاف بتیجہ لازم آئے گا جو کہ
بانجھ ہونے کی دلیل ہے۔ جس کی تفصیل شکل ٹانی کے لیے جہت کے اعتبار سے فعلیت کی شرط کی
دلیل بیان کرنی ہے۔ جہت کے اعتبار سے شکل ٹانی میں شرط دوامر ہیں۔ اور ان دوامروں میں
سے جرا کیک کی دوجز کیں ہیں۔ پہلا امر: معنم کی دائمہ مطلقہ ہویا ضرور یہ مطلقہ یا کبری ان چوتھایا
میں سے جن کے سوالب کا عکس آتا ہے۔ دوج چوتھے ہیں۔

(۱) دائمد مطلقه (۲) ضروریه مطلقه (۳) مشروطه عامه (۴) عرفیه عامه (۵) مشروطه خاصه (۲) عرفیه خاصه کبری آن نوفهه بایش سے نه جوجن کے سوالب کا تکس نبیس آتا۔

ددسراامر: مغری مکنه نه ہواگر مکنه ہوجائے تو پھراس کے ساتھ ضرور یہ کا ہونا ضروری ہے۔اوراگر مغری مکنه ہے تو کبری ضرور پیہ مطلقہ مشر وطہ خاصہ تینوں واقع ہو سکتے ہیں۔اوراگر کبری مکنه ہوتو پھر مغری کے لیے متعین ہے کہ وہ ضرور پیہ مطلقہ ہوان دوشرطون کی دلیل بیہ ہے کہ اگر بیدونوں شرطیس نہ یائی جا کیس تو پھراختلاف تیجہلازم آئے گا۔

: قتوله : الينتج الكليتان : الخسروب السنتجة في هذا الشكل ايضا اربعة

حاصلة من طبرب الكبرى الموجبة الكلية فى الصغيريين السالبتين الكلية والجبزئية وضبرب الكبرى السالبة الكلية فى الصغريين الموجبتين فالضبرب الاول هنو المبركب من الكلتين والصغرى موجبة نحو كل ج ب ولا شئى من

أب والضرب الثاني هو المركب من كليتين وصغري سالبة نحو لا شئي من ج

ب و كـل آب والـنتيجة مسهـما سـائبة كـلية نحو لا شنى من ج آو اليهما اشار الـمـصـنف بـقوله لينتج الكليتان سالبة كلية و الضرب الثالث هو المركب من صـفـرى مـوجبة جـزئية و كبـرى سالبه كلية نحو بعض ج ب ولا شئى من آب والـضـرب الـرابع هـو الـمركب من صغرى سالبة جزئية وكبرى موجبة كلية

نحو بعض ج ليس ب وكل آب والنتيجة منهما سالبة جزئية نحو بعض ج ليس أو اليهما اشار المصنف بقوله والمختلفتان في الكم ايضا اي القضيتان اللتان

هــهـا مـختلفتان في الكم كما انهما مختلفتان في الكيف ينتع سالبة جزئية بنا.

على ما سبق من الشرئط .

ترجمہ: وہ اقسام جواس شکل میں نتیجہ دینے والی ہیں۔ وہ بھی چار ہیں۔جوحاصل ہونے والی ہیں کہری کلیہ موجبہ کو دو صغری سالبہ کلیہ اور جزئیہ میں ضرب دینے سے اور کبری کلیہ سالبہ کو دو صغری موجبہ ہو جیسے کل ج موجبہ میں ضرب دینے سے پہلی قتم وہ ہے۔ جو دو کلیہ سے مرکب ہوا در صغری موجبہ ہو جیسے کل ج ب والاشک من آب اور دوسری قتم وہ ہے۔ جو دو کلیوں سے مرکب ہوا در صغری سالبہ ہو جیسے لا ھنسی من جبوکل آب اور نتیجان دونوں میں سالبہ کلیہ ہوگا۔ جیسے

سنت العليتان : شارح كى غرض شكل دانى مين جوشرا كانتجددين كے ليه لگائى مى بين ان كا فائدہ كو بيان كرنا ہے _ يعنى شكل دانى كاندركتى صورتين منتج تعين ان كو بيان كيا ہے _ كه يهال بعى عقلاً سوله صورتين تكلى تعين _ ليكن شراكط فدكورہ كى وجہ سے يهال بھى صرف جارضريين بتيجددين

117
الی نکلتی میں اور باتی بارہ غیرمنتجہ میں۔اوران صورتوں کوضروب بھی کہتے ہیں اوروہ چارضروب
رج ذیل ہیں۔
نرباول مغرى موجبه كلياور كبرى سالبه كلياتو تتيجه سالبه كليه فطي كاجيے كل انسان حيوان
لانسئى من الحجو بحيوان - تتجدال كئ من الانسان بجر - (بيضرب نقشه من تيسر ينمبر
(_چ_ر
نىرىب ۋانى مىغرى سالبەكلىيە اور كېرى موجبەكلىيە موتونتىجە سالبەكلىيە <u>نۇل</u> ىگا - جىسى
«شنى من الحجو بمحيوان وكل انسان حيوان ـنتيجه الشَّكُ من الحجرَّكُوان_(بيضرب
غشه میں نویں نمبر پرہے۔
منرب ثالث مفرى موجبه جزئيه موادر كبرى سالبه كليه موتو نتيجه سالبه جزئية جيسے
عض الحيوان انسان ولاهنك من الحجر بإنسان ·تيجه بعض الحيوان ليس بحجر _(بيرضرب نقشه ميس
ساتوین نمبر پرہے۔
ضرب رابع صغيرسالبدجز تيهواور كبرى موجبه كليهوتو تتيج سالبدجز ئيدجي بعص المحيوان
يس بانسان و كل ناطق انسان _ تيج بعض الحوان ليس بناطق (بيضرب نقشه مين تير هوين
نبررے-)
نمبر پرہے۔) اس کی طرف ماتنؓ نے اپنے قول والمختلفان فی الکم ایصنا سالبۃ جزیمیۃ میں اشارہ کیا ہے۔شکل ثانی
میں جیسا کہ کیفیت کا اختلاف ہے۔ تو پہلے سے ضروری ہے۔ لیکن ان آخری دوضر بول میں
كيت مين بحى اختلاف ضروري موكا-
يه چاروں ضروب اور کمل سولها حمّالات بمع امثله اسلام صفح پرنقشه میں ملاحظه کریں۔
نقشه شکل ثانی
مغری کبری نتیجه مثال منری مثال کبری مثال نتیجه
موجبكليه موجبكليه 🗆 🗆 🗆

۲.

				موجبہ جزئیہ	
الجسم	لاشئى من المركب		سالبدكليه	سالبه كليه	
ب قدیم ت	بقديم`			مالدجزني	
0	0			موجبرالأئي موجبرالائي	ייני איני איני איני
بعض ن الانسان	لاشئى من الحج بحبوار		مالبہ جزئیہ	مالبدكليه	
ليس بحج					
				مالدجزئي	
_ □ لاشئىمن الحجر	ے۔ اکل انسان حیوان	بحیوان 		سالبد جزئيه موجب کليه	سالبكليه
ً □ لاشئىمن	ے السان کل انسان حیوان	بحیوان - لاش ئی من	مالدكليه		سالبدكلي
□ لاشئى من الحجر بانسان	ے السان کل انسان حیوان	بحيوان الاشئى من الحجر بحيوان	مأليد كليه	موجبكليه	سالبدكلي

ring

0				مالبدجز ئي	
بعض الحجر ليس بانسان	کل انسان حیوان	بعض الحجر ليس	مالدجزتي	موجبوكليه	مالدجزتيه
0		بحیوان □		£7.43°	
□ ;				سالبدكلي	
				مالدجزئيه	

عول الخلف : يعنى ان دليل انتاج هذه الضروب لها تين النتيجتين امور الاول الخلف وهو ان يجعل نقيض النتيجة لا يجابه صغرى وكبرى القياس لكيتها كبرى لينتج من الشكل الاول ما يناهى الصغرى وهذا جار فى الضرورب الاربج كلها والثانى عكس الكبرى ليرتد الى الشكل الاول فيتنع النتيجة المطلوبة وذلك انها يجرى في الضرب الاول والثالث لان كبراها سالبة كلية تنعكس كنفسها واما الاخر ان فكبر اهما موجبة كلية لا تنعكس الالى موجبة جزئية لا تصلح لكبروية الشكل لاول مع ان صغر امها سالبة ايضا لا تصمكح لصغروية الشكل الاول الثالث ان ينعكس الصغرى فيصير شكلا رابعا ثم ينعكس الترتيب يعنى يجعل عكس الصغرى كبرى والكبرى صغرى فيصير شكلا رابعا شكلا او لا لينتج نتيجة تنعكس الى النتيجة المطلوبة وذلك انها يتصور فيها يكون عكس الصغرى كلية ليصلح لكبروية الشكل الاول وهذا انها هو في يكون عكس الصغرى كان صغر الها الإول والثالث الضرب الثاني هنا صغر الها البة كلية تنعكس كنفسها واما الاول والثالث نصغر اصبا موجبة لا تنعكس الاجزئية واما الرابع فصغراه سالبة جزئية لا

تنعكس ولو فرض انعكاسها لا تنعكس الاجزئية ايضا فتدبر

تر جمہ: یعنی ان اقسام کے دو نتیج دینے کی دلیل چندامور ہیں اول دلیل خلفی ہے اور وہ یہ یہ کہ نقیض نتیجہ کواس کے موجبہ ہونے کی وجہ سے صغری بنایا جائے اور قیاس کے کبری کواس کے کلیہ ہونے کی وجہ سے کبری بنایا جائے۔ تا کہ شکل اول سے وہ نتیجہ حاصل ہو جومغری کے منافی ہواور بیہ دلیل خلفی چاروں اقسام میں جاری ہے۔اور ٹانی (امر) کبری کاعکس کرنا تا کہ وہ شکل اول ہو جائے پس مطافیہ نتیجہ دے اور میسوااس کے نہیں پہل قتم اور تیسری قتم میں جاری ہوتا ہے۔اس لیے کہان کا کبری سالبہ کلیہ ہوتا ہے۔جس کا عکس اسی کی طرح آتا ہے۔اور بہر حال دوسرے دو پس ان کا کبری موجبہ کلیہ ہوتا ہے۔جس کاعکس نہیں آتا مگر ایبا موجبہ جزئیہ جوشکل اول کا کبری نہیں بن سکتا باوجوداس کے کدان کا صغری بھی ایبا سالبہ ہوتا ہے۔ جوشکل اول کا صغری بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ۔اورتیسرا(امر) یہ ہے۔ کہ صغری کاعکس کیا جائے پس وہ شکل رابع بن جائے گ ۔ پھرتر تیب کاعکس کیا جائے گا۔ یعنین عکس صغری کو کبری اور کبری کوصغری بنا جائے لیں وہ شکل ادل بن جائے تا کہ ایسانتیجہ دے جس کاعکس نتیجہ مطلوبہآئے اور پیہ بات سوااس کے نہیں ای فتم میں متصور ہوسکتی ہے۔جس قتم میں صغری کاعکس کلیہ ہوتا ہے۔ تا کہ وہ شکل اول کے کبری بننے کی صلاحیت رکھے اور بیہ بات سوااس کے نہیں دوسری قتم میں موجود ہے۔ کیونکہ بلا ھبہہاس کا صغری اساسالبه كليه بوتا بارجس كاعكس خوداس كى طرف آتا بداور ببرحال بهلى اوردوسرى فتم يسان کا صغری ایبا موجیہ ہوتا ہے۔جس کا عکس نہیں آتا گر جزئیہ ادر بہر حال چوتھی قتم اس کا صغری ابیاسالبہ جزئیہ ہوتا ہے۔ کہاس کاعکس نہیں آتا ادراگراس کاعکس فرض کرلیا جائے تو نہ ہوگا۔ مگر جزئية بى فتدبر

بالخلف اس قول میں شارح نے تین باتیں بیان کی ہیں۔(۱)متن کے اندر جوشکل ٹانی کے اندر جوشکل ٹانی کے اندر جوشکل ٹانی کے نتیجہ کے منوانے کے دلائل اور تین طریقے بیان کئے تھے ان کی وضاحت کی ہے۔ (۲) کہ یہ تین طریقے کن ضروب میں استعال ہوتے ہیں۔ (۳) كەرىپىتىن طريقى جن ضروب ميں استعال ہوتے ہيں تو كيوں اور جن ميں نہيں تو كيوں نہيں و كيوں نہيں و

شکل افی کے نتیجہ منوانے کی منطقیوں کے پاس تین دلیلیں ہیں۔

پہلاطریقہ: پہلی دلیل دلیل خلق ہے۔جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ہمارا شکل ٹانی کا ٹکالا ہوا متجہ کو مان لیس اگر نہیں مانے تواس کی نقیض کو مانتا پڑے گا در ندار تفاع نقیصین لازم آئے گا۔اس

شکل ٹانی کے جتنے بھی نتیج ہیں وہ سالبہ ہیں جن کی نتیض موجبہ نکلے گی اور نقیض موجبہ شکل اول کا

صغری بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔اس لیے ہم اس نتیجہ کی نقیض کو بیجہ موجبہ ہونے کے شکل اول کا صغری کا بنا کیں گے اور شکل ثانی میں جونتیجہ کیلے گاتو وہ غلط ہوگا۔اس لئے کہ وہ شکل ثانی کے صغری

ے بالک منافی ہوگا۔ حالانکہ صغری توصادق فرض کیا گیا ہے۔

لهذااس معلوم بوجائے گا كه بماراوه نتجه درست تعاجيم كل انسان حيوان و لاشنى من الحجر بحيوان و تيجدلائى من الانسان تجر

نقيض نتيج بعض الانسان حجر _ صغرى بعض الانسان حجر _ اور كبرى لاشئ من الحجر يحيوان _

تيجه يعض الانسان ليس بحوان

طریقہ ٹانی: اوردوسری دلیل: شکل ٹانی کا نتیجہ منوانے کے لیے بیہ بہری کا عکس نکالیں سے تو بیہ شکل اول بن جائے گی وہ اس طرح کہ شکل ٹانی میں حداوسط دونوں میں محمول ہوتی ہے۔ تو جب ہم کبری کا عکس کریں گے۔ تو حداوسط کبری میں موضوع بن جائے گی اور صغری میں تو پہلے سے محمول تھی۔ اب خود بخود شکل اول تیار ہوجائے گی۔ اور اس سے جونتیجہ نظے گا وہ بعیدہ شکل را لع کا محمول تھی۔ انسان موسود شکل را لع کا

تیجہوگا۔اس سےمعلوم ہوگا۔کہ ہماراشکل ٹانی کا نکالا ہوا نتیجہ بالکل درست ہے۔

جیے کل انسان حیوان و لاشنی من الحجر بحیوان نیجراشک من الانسان تجر

عكس كبرى - لافئ من الحيوان بحر - نتيجه- لاشئ من الانسان مجر -

طریقہ فالث: تیسری دلیل شکل فانی کا متیجہ منوانے کے لیے منطقیوں کے پاس تیسرا طریقہ بید ہے۔ منری کا عکس نکالیس کے تو حداوسط صغری میں موضوع بن گئی اور کبری میں تو پہلے سے محول

ہے۔اور بیشکل رائع بن جائے گی۔اس لئے کہ شکل رائع میں حداوسط موضوع فی الصغری اور محمول فی الکبری ہوتی ہے۔ پھراس شکل رائع میں تر تیب کا عکس کریں کے یعنی صغری کو کبری اور کبری کومغری بنا کمیں گے۔تو ابشکل اول تیار ہوجائے گئی اس سے جو نتیجہ حاصل ہوگا۔اس کا عکس نکالیس کے۔اور بیمعکوس شدہ نتیج شکل ٹانی کے نتیجہ کے موافق ہوگا۔اس سے بیمعلوم ہو جائے گئی کہ ہماراشکل ٹانی کا نکالا ہوا نتیجہ درست ہے جیسے لاشسنی من المحجو بحیوان و کل انسان حیوان

نتیجه لهشی من المجر بانسان بیمس صغری - لاشی من الحیو ان نجر به کبری کل انسان حیوان -عکس ترتیب مغری کل انسان حیوان - کبری - لاشی من الحیو ان نجر - نتیجه لاشی من الانسان بجر - عکس نتیجه - لاهنی من المجر بانسان -

ووسرى بات _ بيطريق اورولاكل كن كن ضروب يس جارى موت بي _

تو پہلاطریقہ چاروں ضروب میں جاری ہوتا ہے اور دوسراطریقہ ضرب اول اور ٹالٹ میں جاری ہوتا ہے جب کہ تیسراطریقہ ضرب ٹانی میں جاری ہوتا ہے۔

تیسری بات ۔ بیطریقے جن ضروب میں جاری ہوتے ہیں اور جن میں جاری نہیں ہوتے تو ان کی وجہ کیا ہے۔ تو شارح کہتا ہے کہ پہلاطریقہ جوتمام ضروب میں جاری ہوتا ہے اس لیے ہوتا ہے کہ ان تمام ضروب کا متجہ سالبہ بی آتا ہے تو جب خلف والاطریقہ کریں گے تو اس نتجہ کی نقیض لا کیں گے اور سالبہ کی نقیض موجب آتی ہے تو شکل اول کی شرط ایجا ب الصغری پوری ہوجائے گی۔ چونکہ یہ دلیل خلنی شکل ثانی کی چاروں ضربوں کے متبج منوانے کے لیے چاتی ہے۔ اس وجہ سے اس کو باقی دودلیلوں سے مقدم کیا ہے۔

اورطریقہ ٹانی عکس کبری والاصرف ضرب اول اور ٹالٹ میں اس لیے جاری ہوتا ہے کہ ان دونوں ضربوں میں کبری سالبہ کلیہ تا ہے تو شکل اول کی شرط کلیة الکبری پوری ہوجائے گی اور ضرب ٹانی اور ضرب رائع میں اس لیے جاری نہیں ہوتا کہ ان کا کبری

ہوگی۔

موجبه كليه باورموجبه كليه كاعس موجبه جزئية تاب توشكل اول كى شرط كلية الكبرى يورى نبيس

اورتیسراطریقة صرف خرب ای میں جاری ہوتا ہے اس لیے کہ اس میں صغری سالبہ کلیہ ہے تو اس کا عکس سالبہ کلیہ آئے گا تو شکل اول کی کا عکس سالبہ کلیہ آئے گا تو شکل اول کی شرائط پوری ہوجا کیں گی۔اور باتی ضروب الله میں اس لیے جاری نہیں ہوتا ہے کہ ان میں صغری موجبہ کلیہ موجبہ کلیہ موجبہ بر کئی اور سالبہ بر کیے ہے تو موجبہ کلیہ اور موجبہ بر کیے عکس موجبہ بر کیے آتا ہے اور سالبہ بر کیے اس میں سے اور اس صغرے کو کبری بنا کیں مے تو شکل سالبہ بر کئیں ہوگا ہاں میں جاری نہیں ہوتا ہے۔ اول کی شرط کلیة الکبری والی پوری نہیں ہوگی اس لیے ان میں جاری نہیں ہوتا ہے۔

مند مو: اس سے دوباتوں کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے کہ یا تواس سے اس بات کی طرف اشارہ کہ سیمقام دقیق ہے اس کو یا دکر واور یا اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرب رائع کے انتاج کی دلیل یا تو خلف ہے یا افتر اض ہے جب کہ سالبہ جزئیہ مرکبہ ہو۔

متن كى تقرير _ وفى الثالث ايجاب الصغرى وفعليتها الخ

یہاں متن میں تین باتیں ہیں (۱) شکل الش کی شرائط کو بیان کیا ہے (۲) شکل الث کی ضروب منتجہ کو بیان کیا ہے۔

منتجہ کو بیان کیا ہے (۳) ضروب منتجہ کے درست نتیجہ دینے کے لیے تین طریقوں کو بیان کیا ہے۔

کہلی بات ۔ شکل الث کے لیے تین شرطیں ہیں باعتبار کیف اور جہت کے ۔ باعتبار کیف کہ یہ ہواور

میں سے کوئی ایک کلیہ ہواور

باعتبار جہت کے بیہ ہومکن عامہ یا خاصہ نہ ہو۔ اور باتی تیرہ میں سے کوئی ہی ہو۔

باعتبار جہت کے بیہ ہومکن علیہ ہومکن عامہ یا خاصہ نہ ہو۔ اور باتی تیرہ میں سے کوئی ہی ہو۔

دوسری بات ۔ شکل الث کی ضروب منتجہ کو بیان کیا ہے کہ اس کی ضروب منتجہ جھے ہیں۔ جوشرح کی

تقریر میں وضاحت کے ساتھ آ جا کیں گی۔ اور یہاں متن میں پھی ظی بھی ہے اس کو بیان کیا جائے

تیسری بات ۔ شکل ٹالث کے اندر جو ضروب منتجہ ہیں ان کے درست متیجہ دینے کے تین طریقے

بیان کیے ہیں پہلاطریقہ خلف والا ہے دوسرا طریقہ عکس صغری والا اور تیسرا طریقہ یہ کہ کبری کا عکس نکالیں سے اس کے بعدر تیب کواٹیں سے اس کے بعد نتیجہ کاعکس نکالیں سے۔

: فتوك: اينجناب التصنغري وفعليتها : لأن الحكم في كبراه سوا، كان ايجابا او

سلبا على ما هو اوسط بالفعل كما مر فلو لم يتحد الأصغر مع الاوسط

بالضعل بان لا يتحد اصلا وتكون الصغرى سالبة او يتحد لكن لا بالفعل وتكون

الصغرى موجبة ممكنة لم يتعد الحكم من الاوسط بالفعل الي الاصغر -

ترجمہ: بیشرطاس لیے کہ تھماس کے کبری میں برابر ہے۔ کہ وہ تھم ایجانی ہو یاسلی ہوان افراد پر ہوتا ہے۔ جو بالفعل حداوسط ہیں جسیا کہ گزر چکا ہے۔ پس اگر اصغرنہ متحد ہو حداوسط کے ساتھ بالفعل بایں طور کہ بالکل ہی متحد نہ ہواور صغری سالبہ ہو یا متحد ہولیکن بالفعل نہ ہواور صغری موجبہ مکنہ ہوتو نہیں متعدی ہوگا حداوسط سے اصغری طرف بالفعل۔

ایسجاب السعندی آس قول بیل شارح کی غرض شکل ثالث کے لیے ایجاب العنم کی وفعلیة العنم کی شرط لگائی تھی اس کی وجد کو بیان کرنا ہے۔ شکل ثالث بیل تین شرطیں ہیں۔ (۱) کیفیت کے اعتبار سے معتبار سے معتبار سے معتبار سے کامتبار سے کامتبار سے کامتبار سے کامتبار سے فعلیت صغری ۔ اس قولہ بیل ایجاب صغری اور فعلیت صغری کی شرط لگانے کی دلیل بیان کرر ہے بیل فعلیت صغری کی شرط لوگانے کی دلیل بیان کرر ہے ہیں۔ فعلیت صغری کی شرط تو اس لیے ہے۔ کہ کمری بیل جو تھم ہوگا وہ صداوسط کے ان افراد پر ہوگا جو صداوسط بالفعل ہیں شیخ کے نہ جب کے مطابق اگر اصغرے صغری کمری کے ساتھ بالفعل تھم کے جو صداوسط بالفعل ہیں شیخ کے نہ جب کے مطابق اگر اصغرے صغری کمری کے ساتھ بالفعل تھم کے ہونے میں متحدث ہوتو اس وقت بھی تھم اوسط بالفعل سے شرط بھی اس لیے ہے کہ اگر صغری سالبہ ہواور کمری موجہ وہ تو اس وقت بھی تھم اوسط بالفعل سے اصغری خیری موجہ وہ تو اس وقت بھی تھم اوسط بالفعل سے اصغرتی خیری میں بہتے سے گا۔

: قوله: منه كلية احدهما : لا نه لو كانت المقدمتان جزئيتن لجاز ان يكون

البعض من الاوسط المحكوم عليه بالاصغر غير البعض المحكوم عليه بالاكبر

فلا يلزم تعدية الحكم من الاكبر الى الاصغر -

ترجمہ: (بیشرط) اس لیے کہ اگر دونوں مقدمے جزئیہ ہوں تو جائز ہے۔ حداوسط کے بعض افراد جن پرامغرکے ساتھ تھم لگایا گیا ہے۔ وہ غیر ہوں بعض ان افراد کا جن پراکبر کے ساتھ تھم لگایا ہو پس نہیں لازم آئے گا۔ تھم اکبرے اصغر کی طرف متعدی ہونا۔

مع كلية احدهما: شارح كى غرض شكل الث كى شرط باعتباركم كى دليل بيان كرنا بــــ کہ ہم نے شکل اول کے لیے باعتبار کم کے لگائی ہے کہ صغری اور کبری میں سے کوئی ایک کلیہ ہو۔ اس لیے کہ کبری میں اکبر حداوسط کے لیے ثابت ہے تو صغری میں جب اصغر حداوسط کے لیے الابت موكا تويد بات يقيني ہے كم مغرى ميں اصغر حداوسط كان تمام افراد كے ليے ابت ہےك جن تمام افراد کے لیے اکبر کبری میں فابت ہاس کے برعس ۔ اگر ہم جزئیت کی قید لگا کیں تو ب شک ہوگا کہ صغری میں اصغرحداوسط کے جن بعض افراد کے لیے ثابت ہے توبیان بعض افراد میں کے علاوہ ہوجن کے لیے کبری میں اکبر ثابت ہے تو تھم اکبر ہے اصغر کی طرف یقینی طور پر متعدی نهيل بوگا مثلاً صغرى اوركبرى دونول أكرجز ئيهول جيد بعص المحيوان انسان وبعض المحيوان فوس تواس وقت معلوم بيس بوكاكه كبرى كاندر جواوسط كيعض افراد محكوم عليه بن رہے ہیں۔فروسیت کے ساتھ وہ کبری کے ان افراد میں جومغری میں اوسط کے بعض افراد محکوم علیہ بن رہے ہیں ۔داخل ہیں مانہیں کوئکہ ہوسکتا ہے۔ کہ صغری میں بعض الحیوان سے مرادوہ افراد ہیں۔جو کمانسانی افراد ہیں۔اور کبری میں بعض الحیو ان سے مرادوہ افراد ہیں۔جو کہ فروسیت کے متصف ہیں۔جب بید دنوں آپس میں غیر غیر ہو مکتے تو اب اکبرے اصغری طرف تھم متعدی نہیں ہو سکے گا۔اورا گران میں سے ایک کلیہ ہوتو مثلا صغری کلیہ ہو کہ کل حیوان انسان تو اس وقت کبری میں جوبعض الحیوان ہیں ۔وہ بھی یقنینا ان کل حیوان میں ضرور داخل ہو نگے ۔اب تھم کا اکبر ہے اصغرى طرف متعدى كرنا درست بوجائے كا۔

: توله : الموجبة ان: الخسروب المنتجة في هذا الشكل بحسب الشرائط

المذكورة سنة حاصلةمن ضم الصغرى الموجبة الكلية الى الكبريات الاربع

وضم المصغرى الموجبة الجزئية الى الكبريين الكليتين الموجبةوالسالبة

وهذه الضروب كلها مشتركة في انها لا تنتع الاجزئية لكن ثلاثة منها تنتع السلب واما المنتجة للايجاب فاولها المركب من موجبتين كليتين نحو كل ج بوكل ج أفبعض بآو ثانيهما المركب من موجبة جزئية صغري وموجبة كلية كبرى والى هذين اشار المصنف بقوله لينتع الموجبتان اي المعفري مع الموجبة الكلية اي الكبري والثالث عكس الثاني اعنى المركب من موجبة كلية صغري وموجبة جزئية كبرى واليه اسار بقوله او بالعكس فليس المراد بالمكس عكس الضربين المذكورين اذ ليس عكس الاول الا الاول فتأمل واما النثيجة للسلب فلولها المركب من موجبة كلية وسالبة كلية والثاني من موجبة جزئية وسالبة كلية والثاني من الموجبة بنية وسالبة الكلية اي لينتع موجبة كلية وسالبة الكلية اي لينتع الموجبة المالية الكلية اي لينتع الموجبة المالية الكلية اي الينتي الموجبة المالية الكلية اي الينتي الموجبة الكلية والثالية الكلية اي الينتي الموجبة الكلية الكلية اي الموجبة كلية وسالبة جزئية كما قال

ترجمہ: جواقسام اس شکل میں شرائط ندکورہ کے مطابق نتجہ دینے والی ہیں۔ وہ چھ ہیں جو حاصل ہونے والی ہیں۔ صغری موجبہ کلیہ کو چاروں کبری کی طرف ملانے سے اور صغری موجبہ بزئیہ کو دو کبری کلیہ موجبہ وسالہ کی طرف ملانے اور میساری قسمیں اس بات میں مشترک ہیں۔ کہ وہ نہیں نتجہ دیتیں مگر جزئیہ کین ان میں سے تین نتجہ دیتی ہیں۔ موجبہ اور تین ان میں سے نتجہ دیتی ہیں۔ موجبہ اور تین ان میں سے نتجہ دیتی کی سے سالہ بہر حال جوموجہ نتجہ دیتی ہیں۔ پس ان میں سے اول وہ ہے۔ جومرکب ہودوموجب کلیہ سے جیسے کل ج بو وکل ج آفیعض ب آاور ان میں سے والی وہ ہے۔ جومرکب ہوموجہ جزئیہ مغری اور موجبہ کلیہ کبری سے اور ان دونوں قسموں کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے۔ اپنے قول کینے الموجبتان (ای الصغری) مع الموجبۃ المکلیۃ (ای الکبری) کے ساتھ اور اس کی طرف کو اس کی ساتھ اشارہ کیا ہے۔ پس کس سے مراحد و فدکورہ قسموں کی طرف مصنف نے اپنے قول او بالعکس کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔ پس کس سے مراحد و فدکورہ قسموں کا عکس نہیں ہوتا گراول ہی پس تو تا مل کر لے اور بہر حال جواقسام سالبہ کا نتیجہ میں گونکہ اول کا عس نہیں ہوتا گراول ہی پس تو تا مل کر لے اور بہر حال جواقسام سالبہ کا نتیجہ دیے والی ہیں۔ ان میں سے اور اقتم میں ہوموجہ کلیہ اور سالبہ کلیہ سے اور تا فی سے سے اور تا میں سے اور قبل ہیں۔ ان میں سے اور اقتم میں ہوموجہ کلیہ اور سالبہ کلیہ سے اور تافی قسم میں ہوموجہ کلیہ اور سالبہ کلیہ سے اور تافی قسم میں ہیں تو تا مل کر لے اور بہر حال جواب ہیں۔ ان میں سے اور قائم وہ ہے۔ جومر کب ہوموجہ کلیہ اور سالبہ کلیہ سے اور تافی قسم

وہ ہے۔جومرکب ہوموجبہ کلیہ سے اور ٹانی قتم وہ ہے۔ جومرکب ہوموجبہ جزئی اور سالبہ کلیہ سے
اور ان دونوں قسموں کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے۔ اپنے قول وثع السالبة الکلیة کے ساتھ
لیمنی تاکہ نتیجہ دیں دوموجبہ سالبہ کلیہ اور تیسری قتم وہ ہے۔ جومرکب ہوموجبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ
سے جیسا کہ کہا ہے مصنف نے اوالکلیة مع الجزیمیة لیمنی موجبہ کلیہ سالبہ جزئیہ کے ساتھ مل کر۔
شارح کی غرض دو باتیں کو بیان کرنا ہے۔

پہلی بات شکل ٹالٹ کی ضروب منتجہ کو بیان کیا ہے اور دوسری بات ان کا نتیجہ بیان کیا ہے۔ شکل ٹالٹ کے نتیجہ دینے والی شرا کا کا کا ظاکر نے سے نتیجہ دینے والی ضربیں صرف چھ پچتی ہیں۔ پہلی چارض بیں صغری موجبہ کلیہ کے ساتھ اور کبری کی جاروں صوتیں کے ساتھ یعنی موجبہ کلیہ

نهن چار سرین سفرن توجبه ملیه مصن هدور برن می چارون سویل مصن های توجبه ملید موجبه جزئیه سالبه کلیه سالبه جزئیه اور دو به هوگل صغری موجبه هواور کبری موجبه کلید اور صغری -

موجبه جزئيها در كبرى سالبه كليه

شکل ٹالٹ کی بیرجو چھضر میں منتجہ ہیں۔ان کا بتیجہ ہمیشہ جزئیہ ہی آئے گا۔ کلیٹہیں آئے گا۔ شارح نے ان چھضر دب منتجہ کو دوگر دپ میں بیان کیا ہے ہرایک میں تین تین ضروب ہیں پہلے گروپ میں نتیجہ موجہ آتا ہےاور دوسرئے کروپ میں نتیجہ سالبہ آتا ہے۔

مروب اول

(۱) پہلی ضرب: صغری موجہ کلیہ اور کبری بھی موجہ کلیہ جیسے کے ل انسسان حیوان کل انسان زاداد (ض نقیہ میں مہانمہ میں م

ناطق(بیضرب نقثے میں پہلے نمبر پر ہے۔ پر

(٢) دوسرى ضرب: صغرى موجه جزئي اوركبرى موجه كليه جيس بعض الانسان حيوان كل

انسان ناطق

ان دوضر بوں کی طرف ماتنؑ نے اپنی عبارت کینتج الموجیتان (ای الصغری) مع الموجهۃ السکلیۃ (ای الکبری) میں اشارہ کیا (بیضرب نقشے میں یانچویں نمبر پر ہے۔

(٣) تيسرى ضرب: دوسرى ضرب كاعكس بكرصغرى موجب كليدادركبرى موجبة زئيجي كل

انسان ناطق بعض الانسان حیوان (بیضرب نقشے میں دوسرے نمبر پرہے۔ گردی ٹانی

(۱) (۲) بعض الانسان حيوان ولاشئي من الانسان نجر د... بريكا من مدر مانة لعصل مدن مد لعد بح

(٣) كل انسان ناطق وبعض الانسان ليس بحجر

چوتھی ضرب:۔جو کہ مرکب ہو صغری موجبہ کلیداور کبری سالبہ کلیہ سے اور نتیجہ سالبہ جزئی جیسے سکسل انسان حیوان لا شنبی من الانسان بفر مس (نتیجہ) بعض الحیوان لیس بفرس (بیضرب نقشے

میں تیسرے نمبر رہے۔)

پانچویں ضرب: موجبہ جزئی مغری اور سالبہ کلیہ کبری ہوجیسے بعض الحیوان انسان و لاشنی من السعیوان انسان و لاشنی من السعیوان بعد الانتجار نہیں (بد من السعیوان بعد مار نہیں اللہ السالہ من ساتویں نمبر پر ہے۔ ان دو ضربوں کی طرف ماتن ؓ نے اپنی عبارت مع السالمة الملية (اک لينے الموجبتان السالمة الملية) بیں اشارہ کیا ہے۔

چھٹی ضرب: موجبہ کلیہ اور صغری سالیہ جزئیہ کبری ہوجیسے کے انسسان حیسوان وہسعیض الانسسان لیسس بفرس (نتیجہ) بعض الانسان لیس بفرس (بیضرب نقشہ میں چوتھے نمبر

ړ - - -)

شكل ثالث كي تفصيل المطي صفحه برنقشه ميس ملاحظ فرما كيس -

نقشه شكل ثالث

موچېرې کړ موچېرې کي انسان الحیوان الحیوان

حيوان الرئسان العيوار كانب كانب

بعض الحيوان ليس لحجر بعض الجسم ليس بضاحك	لاسئى من الانسان لحجر بعض الحيوان ليس	کل انسان حیوان کل حیوان جسم	مالدجزئير مالدجزئير	·	,
يعض الانسان متنفس	بضاحك كل خيوان متنفس	بعض الحيوان انسان	موجبہ ترکیہ	موجبه كليه	موجبه 17 شير
				موجبه جزئیه	
بعض الانسان	لاشئى من الحيوان	بعض الحيوان 	مالبەجزئى <u>.</u>	سالبه كليه	
ليس بحجر	بحج ر	انسان		مالبد جزئيه	
				موجبه كليه	سالبدكليه
		۵		موجبہ بڑ ئیے	
	Έ			سالبدكلي	
<u> </u>				ماليه جزئي	

		موجبه كليه	مالبهجز ئيه
		 موجبه جزئي	
		سالبه كليه	
		مالبدجزئيه	٠
	 ٠ .	. m	

: منائدہ: یہال متن کی عبارت میں ماتن نے بالعکس کہاہے کہ ضرب ثالث بیضرب اول اور ضرب ثانی کے برعکس ضرب ثانی کے برعکس ضرب ثانی کے برعکس ہے۔ کیونکہ ضرب ثانی کے برعکس ہے۔ نیونکہ ضرب اول کے برعکس ہے۔ شارح نے فقا مل کہہ کریا اس خفت اور غموض کی طرف اشارہ کیا اور یا ماتن گو تنہیہہ کی ہے کہ ذکورہ عبارت وہم میں ڈالنے والی ہے ایسی عبارت لانی چا ہے تھی جوصاف اور واضح ہو۔

: قوله: بالخلف: بهمعنى بيان انتائ هذه الضروب لهذه النتائج امابالخلف وهو ههنا ان يوخذ نقيض النتيجة ويجعل لكلية كبرى وصغرى القياس لا يجابه صغرى لينتج من الشكل الاول مايناش الكبرى وهذايجرى في الضروب كلها واما بعكس الصغرى ليرجع الى الشكل الاول وذلك حيث يكون الكبرى. كلية كما في الضربالاول والثاني والربع والخامس واما بعكس الكبرى ليصير شكلا رابعا ثم عكس الترتيب ليرتد شكلا اولا وينتج نتيجة ثم يعكس هذه النتيجة فانه المطلوب وذلك حيث يكون الكبرى موجبة ليصلح عكسه صغرى الشكل الاول ويكون الصغرى كلية ليصلح كبرى لصه كما في الضرب الاول والثالث

ٹر جمہ: بعنی ان اقسام کے نتائج دینے کا بیان یا تو دلیل خلفی کے ساتھ ہے۔اوروہ دلیل (دلیل خلفی)) یہاں یہ ہے۔کہ لے لیا جائے نتیج کی نقیض کو اور بنا دیا جائے اس کو کلی ہونے کی وجہ سے کبری اور قیاس کے صغری کواس کے موجبہ ہونے کی وجہ سے صغری تا کہ وہ شکل اول سے نتیجہ دے۔ جو منافی ہو کبری کے اور یہ (دلیل) تمام اقسام میں جاری ہے۔ اور یا صغری کے سس کے ساتھ تا کہ وہ شکل اول کی طرف لوٹ جائے اور یہ اس وقت ہوگا۔ جب کبری کلیے ہوجیسا کہ پہلی دوسری چو ااور پانچویں تم میں ہے۔ اور یا کبری کے عکس کے ساتھ تا کہ وہ شکل رابع بن جائے پھر عکس کیا جائے گا۔ تر تیب کا تا کہ شکل اول ہو کر لوٹ آئے اور کوئی نتیجہ دے پھر اس نتیجہ کا عکس کیا جائے گا۔ پس بلا شبہہ وہ مطلوب ہے اور یہ اس وقت ہوگا۔ جب کبری ہونے کی جیسا کہ پہلی اور تیسری گا۔ پس بلا شبہہ وہ مطلوب ہے اور یہ اس وقت ہوگا۔ جب کبری ہونے کی جیسا کہ پہلی اور تیسری میں ہوتا ہے۔ نہ کہ اس کے غیر میں۔

شارح کی غرض شکل ثالث کے نتیجہ کے منوانے کے دلائل کو بیان کرنا ہے۔

تشریج: شکل ثالث کے متیجہ کے منوانے کی منطقیوں کے پاس تین دلیلس ہیں۔

(۱) پہلاطریقہ: پہلی دلیل خلفی ہے۔جس کا حاصل ہیہ ہے آپ شکل ٹالٹ کا نتیجہ مان لیں۔اگر نہیں مانے تو اس کی نقیض کو مانتا پارگا ور نہ ارتفاع تقیصین لازم آئے گا اور چونکہ شکل ٹالٹ میں نتیجہ ہمیشہ جزئیہ ہوتا ہے۔ تو اس کی نقیض ہمیشہ کلیہ آئے گی۔ پھر نقیض کو ہم شکل اول کا کبری بنائیں گے۔(اس لئے کہ کبری ہے بیخاص شکل ٹالٹ میں ہے ورنہ شکل ٹانی میں اس کو صغری بنایا جا تا رہا۔اس لیے شارح کہتا ہے وہو صحنا الح

اور شکل ٹالٹ کے صغری کوموجہہونے کی وجہ سے صغری بنائیں گے۔اب بیشکل اول بن جائے گی۔اس کے بعد حداوسط کوگرائیں گے اور نتیجہ نکالیس گے تو نتیجہ غلط آئے گا اس لئے کہ یہ نتیجہ شکل ٹالٹ کے کبری کے مخالف ہوگا۔اوریہ کیوں خرابی اس لیے آئی کہ آپ نے ہمارے نتیجہ کونہ مانا۔حالانکہ شکل ٹالٹ کا کبری تو مفروض الصدق ہے۔جس سے یہ معلوم ہوا کہ فقیض کا ماننا غلط

ہے۔ جیسے کل انسان حیوان و کل انسان ناطق۔ نتیجہ یعض الحیوان ناطق۔ نتیجہ یعض الحیوان ناطق۔ نتیجہ کی اسان ناطق۔ نتیجہ کی ناطق۔ نتیجہ

نقیض نتیجه۔ لاشئ من الحیوان بناطق _صغری کل انسان حیوان _ کبری لاشئ من الحیوان بناطق _ متیجه۔ لاشئ من الانسان بناطق _ طریقہ ٹانی: دوسری دلیل عکس صغری والا ہے۔ کہ صغری کا عکس تکالیں سے تو خود بخو دشکل اول بن جائے گی۔اس طرح کے شکل ثالث میں حداوسط موضوع فی المقدمتین ہوتی ہے۔اور جب صغری کا عکس کریں ہے ۔ تو حداوسط محمول فی الصغری ہوجائے گی۔اور یعنی شکل اول ہے۔ پھراس کے بعد نتیجہ نکالیں کے تو اس سے جونتیجہ نکلے گا وہ بعینہ شکل ٹالث والانتیجہ ہو گا اور یہ نتیجہ درست ہوگا۔ اس سے اصل والانتیجہ ثابت ہوجائے گا۔اس سے بیمعلوم ہوگا۔ کہ نتیجہ ہماراضیح ہے۔ جیسے کل انسان حيوان وكل انسان ناطق تتيجه لبعض الحيوان ناطق عكس صغير يبعض الحيوان انسان مغرى لعض الحيوان انسان كبرى كل انسان ناطق بنتيجه بعض الحيوان ناطق _ طریقه ثالث: اور تیسری دلیل _ کبری کانکس نکالیس کے تواس صورت میں حداوسط محمول فی الکبری ہوجائے گی۔اورصغری میں توبیر پہلے سے موضوع ہے۔جس سے بیشکل رابع بن جائے گی۔ پھر اس کے بعد تر تیب کوبدل دیں مے لیعن عکس شدہ کبری کوشکل اول کا صغری اور صغری کو کبری بنا ئىيں گے ـ تواب شكل اول بن جائے گی _اورا سكے بعد نتيجہ زکاليس سے جس کاعکس و وشکل ثالث ے نتیجہ کے موافق ہوگا۔ تواس سے اصل والا نتیجہ ثابت ہوجائے گا۔لہذا بیمعلوم ہو گیا کہ شکل ا ثالث نتيجه كالمتحج تها جيسے كـل انسان حيوان وكل انسان ناطق _ نتيج بعض الحيوان ناطق _ تکس کبری۔بعض الناطق انسان۔صغری کل انسان حیوان۔شکل رابع کبری بعض الناطق انسان مغرى: بعض الناطق انسان - كبرى: كل انسان حيوان - نتيجه: بعض الناطق حيوان -و دسری بات ۔ پیطریقے کن کن ضروب میں جاری ہوتے ہیں ۔ کہ پہلی دلیل خلفی پیتمام ضروب میں جاری ہوتی ہے۔ دوسرا طریقے تھس صغری والا جار ضروب میں بعنی ضرب اول اور ضرب ٹانی اورضرب رابع اورضرب خامس میں جاری ہوتا ہے۔ جب کہ تیسرا طریقہ عکس کبری والاصرف ضرب اول اورضرب ثالث میں جاری ہوتا ہے اور باتی جارمیں جاری ہیں ہوتا ہے۔ تیسری بات ۔جن ضروب میں پیطریقے جاری ہوتے ہیں اور جن میں نہیں ہوتے تو اس کی وجہ کیا ہے۔ تو خلف والاطریقد تمام ضروب میں جاری ہوتا ہے۔ اس لیے کہ تمام ضروب میں تیجہ

موجد جزئيه موكايا سالبد جزئيه موكا - توموجد جزئيه كانقيض سالبه كليدآتي باورسالبد جزئيه ك نقیض موجبہ کلیہ آتی ہے تو وہاں شکل اول کی شرط میں سے کلیۃ الکبری والی شرط بوری ہوجاتی ہے۔ پەرجەشارح نے نہیں بتائی۔ اور دوسراطر یقد مکس صغری والا ہے بیصرف ضرب اول اور ٹانی ۔ رالح اور خامس میں جاری ہوتا ہے۔اس لیے کہ پہلی ضرب میں صغری موجبہ کلیہ ہے تواس کاعکس موجبہ جزئی آئے گا تو بہاں شکل اول کی شرط ایجاب الصغری بوری ہوجاتی ہے۔ اور ضرب ٹانی میں صغری موجبہ جزئیہ ہے اور موجب جزئيه كانكس موجب جزئية تا ہے توشكل اول كى شرط ايجاب الصغرى والى بورى موجاتى ہے اورضرب رافع مل صغرى موجبه كليه ب اورضرب خامس مين صغرى موجب جزئيه ب توان كالمس موجب جزئية ي كاتو شكل اول كى شرط ايجاب الصغرى والى بورى موجائ كى ـ اور شکل ثالث اور سادس میں بیطریقہ ثانی جاری نہیں ہوتا۔اس لیے کدان میں صغری تو موجبہ کلیہ ہے لیکن کبری ایک میں موجبہ جزئیہ ہے اور ایک میں سالبہ جزئیہ ہے تو وہال شکل اول کی ایجاب الصغري والى شرطاتو يورى موجائے گی ليکن کليټه کېري والي پورې نہيں موتی ـ پيدوجه بھي شارح نے بیان نہیں گی۔ اور تیسراطریقة عکس کبری والاییضرب اول اور ثالث میں اس لیے جاری ہوتا ہے کہان میں کبری موجبه كليداورموجبه جزئيه بعق جب ان كاعكس لائيس كي توموجبه جزئية ع كاادر ترتيب كواللغ برایجاب الصغری اور کلیة الكبرى يائى جائيس كے اور باقى چارين اس ليے جارى نہيں ہوتا ہے كه ان میں سے ضرب ٹانی میں کبری موجبہ کلیہ ہے توجب اس کاعکس نکالیں گے تو عکس موجبہ جزئیہ آئے گا تواسكے بعدر سيب كواللنے برايجاب الصغرى تو موكاليكن كلية الكبرى تبيس موكا ـ اور ضرب

آئے گا تواسطے بعدتر تیب اوالینے پر ایجاب الصغری او ہوگا مین کلیة اللبری ہیں ہوگا۔ اور صرب رابع میں کبری سالبہ کلیة آئے گا۔ اور تر تیب کے بدلنے پر کلیة الکبری تو ہوگا لیکن ایجاب الصغری نبیں ہوگا او برضرب خامس میں کبری سالبہ کلیہ ہے تو اس میں تر تیب بدلنے پر نہ تو ایجاب الصغری ہوگا اور نہ ہی کلیة الکبری ہوگا اور ضرب سادس میں کبری تر تیب بدلنے پر نہ تو ایجاب الصغری ہوگا اور نہ ہی کلیة الکبری ہوگا اور ضرب سادس میں کبری

سالبہ جزئیہ ہے تو اسکا عکس بھی سالبہ جزئیہ آئے گا۔ تو ترتیب بدلنے پر کلیۃ الکبری تو ہوگا لیکن ایجاب الصغری نہیں ہوگا۔ طریق ٹالٹ میں بھی وجہ کو شارح نے صراحناً تفسیلا بیان نہیں کیا صرف اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وفي الرابع ايجابها مع كلية الصغرى الخ متن كالقرير

متن میں تین باتیں ہیں(ا)شکل را لع کی شرا لط(۲) ضروب منتجہ کا بیان ہے(۳) پانچ طریقوں کو بیان کیا ہے شکل رابع کے افتاح کے لیے۔

پہلی بات مشکل رابع کے لیے دوشرطوں میں سے ایک شرط کا ہونا ضروری ہے۔ کہ یا تو صغری اور کبری دونوں موجبہ ہوں اور صغری کلیہ ہویا دونوں مختلف فی الکیف ہوں اور ان دونوں میں سے کوئی ایک کلیہ ہو۔

دوسری بات ۔ ضروب منتجہ کو بیان کیا ہے کہ شکل رابع کی ضروب منتجہ آٹھ ہیں جو کہ باتی اشکال کی ضروب منتجہ سے زیادہ ہیں۔

تیسری بات مضروب منتجہ کے درست نتیجہ دینے کے لیے چند طریقوں او دلائل کو بیان کیا ہے ۔(۱) طریقہ خلف والا (۲) طریقہ عکس ترتیب (۳) عکس نتیجہ والا ہے۔(۴) عکس مقید متین والا ہے(۵) روالی الثانی والا ہے۔(۲) روالی الثالث والا ہے۔

: قول: وفني البرابع: اي يشترط في انتاج الشكل الرابع بحسب الكم

والكيف احد الامرين اما ايجاب المتدمتين مع كلية الصغرى واما اختلاف المقدمتين في الكيف مع كلية احدهما وذلك لانه لو لا احدهما لنزم اما ان يكون المقدمتان سالبتين او موجبتين مع كون الصغرى جرزئية او جرزئيتين مختلفين في الكيف وعلى التقادير الثلاث يحصل الاختلاف وموه دليل المقم اما على الاول فلان الحق في قولنا لا شئى من الناطق بحجر هو الايجاب ولو فلنا لا شئى من الناطق بحجر هو الايجاب ولو فلنا لا شئى من الفرس بحجر كان الحق السلب واماعلى الثاني فلانا اذا فلنا

بعض الحيوان انسان وكل ناطق حيوان كان الحق الايجاب ولو ظلنا كل فرس حيوان البحق كان الحق السلب واما على الثالثفلان الحق في قول نما بعيض الحيوان انسبان وبعض الجسم ليس بحيوان هو الايجاب وليوشلنا بعض الحجر ليس بحيوان جان الحق السلب ثم ان المصنف لم

يتعرض لبيان شرائط الشكل الرايع بحسب الجهة لقلة الاعتداد بهذا

الشكل لكمال بعده عند الطبع ولم يتعرض ايضا لنتائع لا ختلاطات

لحاميلة من الموجهات في شئي من الاشكال لا ربعة لطول الكلام فيها

وتفصيلها موكول الى مطولات هذا الفن

ترجمہ: یعنی شرط لگائی جاتی ہے۔شکل رابع کے نتیجہ دینے میں باعتبار کم اور کیف کے دوچیز وں میں سے ایک کی یا تو موجبہ مونا دونوں مقدموں کا ساتھ کلیہ کے صغری ہونے کے اور یا مختلف مونا دونوں مقدموں کا کیف میں ساتھوان میں ہے ایک کے کلیہ ہونے کے اور بیاس لیے ہے۔ کہا گر ان (شرطوں) میں سے کوئی ایک بھی نہ ہوتو لا زم آ ئے گا۔ یا تو دونوں مقدموں کا سالبہ یا موجبہ ہونا صغری کے جزئیہ ہونے کیساتھ یا (لازم آئے گا) دونوں کا جزئیہ ہونا جو کیف میں مختلف ہوں۔اور تینوں تقدیروں پراختلاف حاصل ہوگا۔اوروہ (اختلاف) بانچھ ہونے کی دلیل ہے۔ بہر حال پہلی تقدیریریس اس لیے کہ حق ہمارے قول لاشئ من الحجریا نسان الخ میں وہ موجبہ ہونا ہے۔اوراگرہم کہیں لاشی من الفرس بجر توحق سالبہ ہونا ہے۔اور ببرحال دوسری تقدیر پر پس اس لیے کہ جب ہم کہیں بعض الحیوان انسان وکل ناطق حیوان تو حق موجبہ ہونا ہے۔اوراگر ہم کہیں کل فرس حیوان توحق سالبہ ہونا ہے۔اور بہر حال تیسری تقذیر پر پس اس لیے کہ حق ہمار ہے ول بعض الحیو ان انسان دبعض الجسم الخ میں وہ موجبہ ہوتا ہے۔اورا گر ہم کہیں بعض الحجرلیس بحیو ان تو حق سالبہ ہونا ہے۔ پھر بے شک مصنف تنہیں دریے ہوئے قتم رابع کے باعتبار جہت کے شرا لکھ کو بیان کرنے کے بعبداس شکل کے کہ تھوڑ ااعتبار کرنے کے طبیعت سے اور دور ہونے کی وجہ سے اور نیز نہیں دریے ہوئے ان اختلاطات کے نتائج کے جوموجہات سے حاصل ہونے والے

ہیں۔اشکال اربع میں ہے کس شکل میں کلام کے لمبا ہونے کی وجہ سے اور اس کی تفصیل فن کی کمبی

کتابوں کے سروہے۔شرح کی تقریر۔

ای مشتوط من انتاج شارح کی غرض اس قول میں جارباتوں کو بیان کرنا ہے۔

پہلی بات شکل رابع کی شرا کط کو بیان کیا ہے دوسری بات شکل رابع کی نتیجہ دینے والی شرا کط کے دلائل کو بھی بیان کرنا ہے۔تیسری بات شکل رابع کی ضروب منتجہ کو بیان کیا ہے چو بات

دواعتر اضات وارد ہورہے تھان کے جوابات دیے ہیں۔

پہلی بات شکل رالع میں نتیجہ دینے کے لیے دوا مرشرط ہیں۔ جن کو مانعۃ الخلو کے طریقے پر ذکر کیا جاتا ہے۔

يہلا امر: _توہے - كەدونو ل مقدمے موجبہ ہوں اور صغرى كليہ ہو _

دوسراامر: _ یامقد تین مختلف ہوں لیکن ان میں ہے کوئی ایک کلیہ ہوان دوامروں میں کوئی ایک

امر پایا جائے گا یا دونوں پائے جا کیں گے تو نتیجہ نظے گا۔اگریہ دونوں امر نہ پائے جا کیں تو پھرشارح ان کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہاگران کے ساتھ یہ شرطیں نہ یائی جا کیں۔تو ان کے نتیجہ

میر شاری ان فی وجہ یہ بیان مرتا ہے کہ اسران ہے ساتھ یہ سریس نہ پان جا یں۔ یو ان ہے۔ * میں اختلاف آئے گا۔ اور نتیجہ میں اختلاف کا آٹا یہ شکل کے بانچھ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اورشرا نط کے نہ پائے جانے کی صورت اس کی تین صورتیں لگتی ہیں۔

(۱)مقدمتین سالبه هون اور صغری موجبه جزئیه جو

(۲)مقدمتین موجبه بون اور صغری جزئیه بو-

(۳) مقدمتین مختلف ہوں کیف میں لیکن جزئیہ ہوں بیٹین صورتیں جواٹھ جانے کی لگلی ہیں۔ان

تنوں صورتوں میں نتیجہ صحیح نہیں نکلے گا۔ بلکه اختلاف لازم آئیگا کبھی تو نتیجہ موجبہ ہو کرصادق

آئے گا۔اور مجھی سالبہ ہو کرصاوق آئے گا۔

تیسری بات مثال کے ذریعے وضاحت کی ہے۔

بهل صورت: تتيجه كاختلاف كي بيب كردونون مقدمتين سالبهون جي لانسنى من الحجو

بانسان و لا شئى من الناطق بحج راس وقت نتيج موجه بعض الانسان ناطق سيا آئ گا۔ اور اگر كبرى مِن تعورُى سى تبديلى كرويس كه لاشئ من الناطق بجركى جگه لاشئ من الفرس بجركهدويس ـ تو اس وقت نتيج سالبه لاشئ من الانسان وكل ناطق حيوان اس وقت نتيج موجه بعض الانسان حيوان سيا

-

دوسری جانب کی نفی نہیں اوراگریہاں کبری میں تبدیلی کرکے کل فرس حیوان کہیں تو اس وقت متیجہ سالبہلاشئ من الانسان بفرس سیا آئے گا۔

تیسری صورت: اختلاف نتیجد کی جب مقدمتین جزئی مختلف فی الکیف ہوں جیٹے بسے سے سے السحیو ان انسان و بعض الجسم لیس بحو ان اس وقت نتیجہ موجب بعض الانسان و بعض الجرلیس بحو ان کہدویں تو اب سالبہ بعض الجرلیس بحو ان کہدویں تو اب سالبہ بعض الانسان لیس بحرسیا آئے گا۔

چو بات۔ دواعتراضات اوران کے جوابات۔

: سوال اول: كمصنف في الله الشكال ثلاثه كساتموتوجهت كي شرط لگائي ان كوبيان كيا

تھالیکن شکل راقع کے ساتھ باعتبار جہت کے شرط کو کیوں بیان نہیں کیا۔

جواب شکل رابع کی جہت کے اعتبار سے پانچے شرطیں تھیں ۔اوراس شکل رابع پر کسی کا اعتاد بھی نہیں تھا۔اس لیے کہ پیشکل اول سے بہت بعید ہے۔اور باتی اشکال ثلاثہ سے نتیجہ حاصل ہوجا تا ہے تواس کی طرف ضرورت نہیں رم تی۔

السوال: مصنف نے باتی اشکال ثلاثہ میں کیف اور کم کے اعتبار سے جوشرط لگائی ۔ان کی

وضاحت کی ہے کین جو ہا متبارجہت کے اس کی وضاحت نہیں گی۔

۔ جواب۔شارح کہتا ہے کہ اس لیے نہیں کی کہ ان میں زیادہ تفصیل اور اس کتاب میں اتی طوالت کی مخبائش نہیں رکھ سکتی ہے۔ دراصل اس شکل میں جہت کے اعتبار سے تقریبا پانچ شرطیں ہیں۔ جن کا ذکر شرح مطالع میں ہے۔ اس طرح تفتاز اٹی نے تضایا موجہات کے بعض کو بعض

کے ستھ ملاکر رکر کے نتیجہ لکا لئے کے شرا لط کو بھی اس لیے نہیں بیان کیا کہ ان میں بہت زیادہ تفصیل ۔ یہ چھوٹی سی کتاب اس کی گنجائش نہیں رکھتی تفصیل بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

: قوله: لينتج النضرورب المنتجة في هذا الشكل بحسب احد الشرطين السبابيقين ثمانية حاصلة من ضم الصغرى الموجية الكلية مع الكبريات الأربع والتصغري المتوجبة الجيزئية مع الكبيري السيالية الكليةوضم الصغريين السالبتين الكلبةوالجزئية مع الكبري الموجبة الكلية وضم كليتها أي الصغري السالبة الكلية مع الكبرى الموجبة الجزئية فالاولان من هذه الضروب وهما المولف من موجبتين كليتين والمولف من موجبة كلية صغري وموجبة جيزئية كبيري يتنتجيان مبوجية جيزئية والبواقي الهشتهلة على السلب تنتع سالية جيزئية في جميعها الأفي صراب واحدوهو المركب من صغري سالية كلية و كبيري موجبة كلية فانه ينتع سالبة كلية وفي عبارة المصنفُّ تسامع حيث توهم أن ما سوى الاولين من هذه الضروب بنتج السلب الجزئي وليس كتذلك كتمنا عبرفت ولتو قدم لفظ موجية على جزئية لكان اولي والتقصييل ههينا أن ضيروت عبدًا الشكيل ثبهانية الأول من موجبتين كليتين والثاني من مسوجبة كلية صغري و موجبة جزئية كبري ينتجان موجبة جزئية والثالث من صغرى سالبة كلية وكبري موجبة كليةلينتج سالبة كلبة والرابع عكس ذالك والخامس من صغري موجبة جزئية وكبري سالبة كلية والسادس من سالبة جزئية صغري وموجبة كبري والسابع من موجبة كلية صغري وسالبة جزئية كبيري والشامين من سالبة كلبة صغري و موجية جزئية كبري وهذه الضروب الخمسة الباقية تبنتج سالية جيزئية فاحيفيظ هيذا التفصيل فانه نافع فيما

ترجمہ: جواقسام اس شکل میں سابقہ دوشر طوں میں سے کسی ایک کے مطابق میں ہے دائی ہیں۔وہ آ ٹھے ہیں۔ وہ آ ٹھے ہیں۔ و آ ٹھے ہیں۔ جوحاصل ہونے والی ہیں۔ صغری موجبہ کلیہ کو چاروں کبروں کے ساتھ ملانے سے اور معزی موجبہ صغری موجبہ کئے کہری سالبہ کلیہ کے ساتھ ملانے سے اور دو صغری سالبہ کلیہ کہری موجبہ کے ساتھ ملانے سے اور صغری سالبہ کلیہ کر ہری موجبہ کے ساتھ ملانے سے اور صغری سالبہ کلیہ کو کبری موجبہ کے ساتھ ملانے سے اور صغری سالبہ کلیہ کو کبری موجبہ کے ساتھ ملانے سے ایس ان آ ٹھ

اقسام میں سے پہلے دواوروہ دوایسے ہیں جودوموجد کلیدسے مرکب ہیں۔اورموجد کلد صغری اور موجبہ جزئیہ کبری سے مرکب ہیں۔ بتیجہ دیتے ہیں ۔موجبہ جزئیہاور ہاتی جوسلب پرمشمل ہیں۔ ان کا نتیجہ سالبہ جزئیآ تا ہے۔ تمام اقسام میں مگرایک قتم میں اور وہ قتم ہے۔ جومرکب ہوصغری سالبه كليداوركبرى موجب كليدس إس بلاهبهاس كانتيجسالبه كليدآتا ب-اورمصنف كي عبارت میں تسامح ہے۔ کیونکہ مصنف ؓ نے وہم کیا ہے۔ کہان اقسام میں سے پہلی دوقسموں کےعلاوہ جو اقسام ہیں وہ نتیجہ دیتی ہیں۔سلب جزئی حالانکہ اس طرح نہیں جبیبا کہتو پیجان چکا ہے۔اوراگر مصنف الفظموجب كوجزئية برمقدم كرديتاتو بهتر بوتااور تفعيل يهال بيها المسكل كى اقسام آتھ ہیں۔ پہل قتم دوموجبہ کلیہ سے مرکب ہے۔اور دوسری قتم موجبہ کلیه صغری اور موجبہ جزئیہ كبرى سے مركب ہے۔ان دونوں كانتيجه موجبة بزئية تاہے۔اورتيسرى قتم صغرى سالبه كليہ سے اوركبرى سالبه كليد سے مركب ہے ۔ اوراس كانتيج سالبه كلية تاہے ۔ اور چو قتم اس كاتكس ہے۔ اوریانچویں شم صغری موجد جزئیاور کبری سالبہ کلیہ ہے مرکب ہوتی ہے۔اور چھٹی شم سالبہ جزئیہ صغری اورموجبہ کلیہ کبری سے مرکب ہوتی ہے۔اور ساتویں قتم موجبہ کلیہ صغری سالبہ جزئیہ کبری ے مرکب ہوتی ہے۔ اور آ مھویں فتم سالبہ کلیہ صغری اور موجبہ جزئیہ کبری سے مرکب ہوتی ہے۔ اور بدیاتی یانچ قسموں کا نتیجہ سالبہ جزئیة تاہے۔ پس تواس تفصیل کوحفظ کرلے پس بلاهبہ بد ۔ ''تفصیل نافع ہے۔ان باتوں میں جوعنقریب آ رہی ہیں۔

المنت المنسدودب شارح کی غرض دوبا توں کو بیان کرنا ہے۔ (۱) شکل رائع کی ضروب منتجہ کو بیان کرنا ہے۔ (۱) شکل رائع کی ضروب منتجہ کو بیان کرنا ہے۔ (۱) وفی عبارة المصنف تسامح الح میں شارح نے ماتن پراعتراض کررہے ہیں۔ شکل رائع میں بھی حسب سابق عقلا سولہ اختالات نگلتے ہیں لیکن شکل رائع کی شرطوں کے لحاظ سے ضروب منتجہ آٹھ ہنتی ہیں۔

ضرب اول: جومر کب ہے صغری موجبہ کلیدا در کبری موجبہ کلیہ سے۔

جیے کل ناطق انسان و کل کاتب ناطق نتیجه لیمض الانسان کا تب۔

ضرب ٹانی: جومرکب ہے مغری موجبہ کلیہ اور کبری موجبہ جزئیہ ہے۔ كل انسان ناطق وبعض الحيوان انسان بهتيجه يبعض الناطق حيوان ضرب ثالث: جومركب بصغرى موجبه كلييس اوركبرى سالبه كلييس. كل انسان ناطق ولاهني من الحجريا نسان _نتيجه _بعض الناطق ليس بجر ضرب دالع جومركب موصغرى موجيكليدا دركبرى ساليدجز سي كل انسان حيوان وبعض الحجرليس بإنسان _نتيجه _ بعض الانسان ليس بحجر _ ضرب خامس جومركب بصغرى موجهجز تياور كبرى سالبه كليدس بعض الحيوان انسان ولاهني من الجماذ بحيوان نتيحه بعض الانسان ليس بجيما ديـ ضرب سادس: جومر کب ہے مغری سالبہ کلیداور کبری موجید کلیہ سے۔ لاهني من الانسان بحجر وكل ناطق انسان نتيجه لاهني من الحجر بناطق -ضرب سابع: جومرکب ہے صغیر سالبہ جزئیا ورکبری موجبہ کلیہ ہے۔ بعض الحيوان ليس بإنسان وكل فرس حيوان نتيجه بعض الانسان ليس بفرس _ ضرب ثامن: جومرکب ہے مغری سالبہ کلیداور کبری موجبہ جزئیہ ہے۔ لاهنئ من الفرس بإنسان وبعض الصالل فرس نتيجه بعض الانسان ليس بصالل _ ملاحظه کریں۔

اس شکل کے نتیج دینے والی ضروب بمع امثلہ تفصیل کے ساتھ الکے صفحہ پر دیئے مکے نقشہ میں

نقشه شكل رابع

مثال مغرى مثال كبرى مثال نتيحه

موجبہ برتہ موجبہ برتہ کی انسان بعض بعض حیوان الحساس الحیوان حساس الحیوان مالیہ برتہ کی انسان لاشئی من بعض حیوان الحجر الحیوان لیس لحجر الحیوان لیس لحجر الحیوان الجسم لیس الہ برتہ کی انسان بعیوان الجسم لیس الہ کی مالہ برتہ کی انسان بحیوان الحجر الانسان موجبہ برتہ کی مالہ کی مال	بعض الحساس ناطق	کل ناطق انسان	کل انسان حساس	موجبہ بڑ کیے	موجباكليه	موجبكليه
البكلي بالبيري كل انسان لاشئي من بعض حيوان الحجر الحيوان ليس لحجر الحيوان ليس لحجر بالبيري كل انسان بعض بعض جسم الحيوان الجسم ليس جسم الحيوان الجسم ليس وجبهري موجبهي البيري بعض لاشئي من بعض بعض بعض بعض بعض الحجر الانسان الحجر الانسان بحيوان ليس لحجر النسان بحيوان ليس لحجر البيري موجبهي بالبكلي لاشئي من كل حساس لاشئي من بعض الحجر بحساس الحيوان حيوان الحجر بحساس الحيوان حيوان الحجر بحساس الحيوان بعض الحجر بحساس الحيوان الحجر بحساس الحيوان الحجر بحساس الحيوان الحجر الحيوان الحيوان ليس الحيوان ليس الحيوان ليس الحيوان ليس الحيوان ليس الحيوان الحيوان ليس الحيوان ليس الحيوان ليس الحيوان ليس	الحيوان	الحساس	U 2			
الديرية البيرية كل انسان بعض بعض بعض البيرية البيرانية البيرية البيرانية البيرانية البيرانية البيرانية البيرانية البيرانية البيرانية بعض لاشئى من بعض البيرانية البير	بعض الحيوان ،	لاشئىمن الحجر	کل انسان حیوان	مالبه جزئيه	سالبدكليه	•
و جب برائي موجبكلي البرائي بعض المخلي مالبرائي بعض الحيوان العجر الانسان الحيوان ليس لحجر الانسان موجبكلي مالبرائي لاشئي من كل حساس لاشئي من الحيوان الحجر الحيوان الحجر الحيوان الحجر الحيوان الحجر الحيوان حيوان الحجر الحيوان حيوان الحجر بحساس المحيوان الحجر الحيوان الحجر الانسان الحيوان ليس الحجر الانسان الحيوان ليس الحيوان ليس	بعض	بعض الحيوان	کل انسان جسم	مالدجز ئي	ماليدجز نئي	
الحيوان الحجر الانسان بحيوان ليس لحجر السان بحيوان ليس لحجر المالية ا			_			بوجبه برئي
انسان بحیوان لیس لحجر انسان بحیوان لیس لحجر مالبہ کلیے موجبہ کلیے سالبہ کلیے لاشئی من کل حساس لاشئی من الحجر بحساس بحساس بحساس موجبہ جزئیے مالبہ جزئیے لاشئی من بعض بعض الحجر الانسان الحیوان لیس	بعض الانسان	لاشئى من الحج		مالبديزنيه	مالبهكليد	
الحيوان حيوان الحجر بحساس بحساس موجبہ? كي مالبہ؟ كي لاشئى من بعض الحجر الانسان الحيوان ليس	ليسلحجر	بحيوان	انسان		مالبدج تي	
موج <i>بہ جنہ سالبہ جنہ الاشئی</i> من بعض الحجر الانسان الحیوان لیس	لاشئى من الحجر	کل حساس حیوان	. لاشئى من الحيوان	سالبدكلي	موجهكليه	سالبەكلىيە
بحجر انسان بحیوان	بعض الحجر	_	لاشئى من	، مالبدج ئيه	موجد ہر ئیے	· ·
	 بحيوان	انسان 	بحجر 		· -	

كرتمام خريوں ميں جب ترف سلب ندموتو متجدموجه بين من اسا وراكر وف سلب موتو متجد سالدا من كاراس ميں تعيم كرسالد كليدا من جي مساد من ميں إساليد بن من اسے بيد بنيد ضروب خسد ميں۔

مال خلف : وهنو في هذا الشكل ان يوخذ نقيض النتيجة ويضم الي

اصعي المشدمتين لينتج ما ينعكس الى ما ينائى المقعمة الاخرى وذلك

الخلف يجبري فني التضيرب الأول والثلثني والثالث والرابع والخاصص دون

البواتى وقال المصنف في شرح الشمصية بجريان الخلف في الصادس وهذا

سهو

ترجمہ: اوروہ (دلیل) اس مثل میں بہہ کہ لیا جائے گا۔ تقیمن نتیجہ کو اور اس کو طایا جائے گا۔ دو مقدموں میں سے کسی ایک کی طرف تا کہ وہ ایسا نتیجہ دے جس کا عکس وہ چیز آئے جو دوسرے

مقدے کے منافی ہے۔ اور بیدلیل خلفی مہلی دوسری تیسری چو اور پانچویں

ضرب میں جاری ہوتی ہے۔نہ باقیوں میں اور مصنف نے شرح همسید میں دلیل خلنی کی چھٹی ضرب جاری ہونے کا قول کیا ہے۔اورووس وہے۔

معضف: شارح كى فرض القول يس تين بالول كوييان كرنا ب-

پہلی بات دلیل خلنی کو ببان کیا ہے۔ دوسری بات بیر بیان کی ہے کہ کن کن ضروب میں بیددلیل جاری ہوتی ہے۔ تیسری بات متن میشارح نے احتراض کیا ہے۔

بدی دیل دلیل دلیل طلق شکل را ای کے نتیجہ قابت کرنے کے دلائل میں سے ایک دلیل طلنی ہے

اورآ کے ہرایک قول میں ایک ایک دلیل کومیان کریں گے۔

تواس کا طریقہ باتی اشکال کے دلیل خلف سے تھوڑ اسا مختلف ہے۔ جس کا حاصل ہے کہ آپ ہمارے نتیجہ کو مان لیس اگر نہیں مانے تو اس کی نتیف کو مانٹا پڑیگا ور ندار تفاع تقیمین لازم آئے گا تو جب نتیف کو مان لو مے تو اس کو دونوں مقدمتین جس سے کسی ایک کے ساتھ ملائیں مے۔ کہ جس کے ساتھ شکل اول بن جائے تو اس کے بعد صداوسط کو کرا کر نتیجہ نکالیں مے بھراس کا عکس لائیں کے ۔ تو وہ عکس جھوٹا لازم آئے گااور بیرلازم ہے تو جب لازم کی نفی ہوئی تو ملزوم کی بھی نفی ہو جائیگی ۔ تو پیزرا بی کہاں سے لازم آئی بینتیجہ کی نتیض سے لہذا ہمار بے نتیجہ کو مان لو۔

ووسری بات کن ضروب میں بیطریقه خلفی جاری ہوتا ہے۔ تو بیضرب اول اور ضرب ثانی اور

ٹالث اور رالع اور خامس میں جاری ہوتا ہے۔ باتی میں جاری نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر

ضرب اول كل ناطق انسان وكل كاتب ناطق - نتيجه البعض الانسان كاتب

نقيض نتيجه له لشي من الانسان بكاتب.

مغرى كل ناطق انسان - كبرى - لاشئ من الانسان إكاتب

متيجد لشكمن الناطق بكاتب يمس نتيجداهي من الكاتب بناطق

اور باتی میں بھی اسی طرح لیعنی ضرب ٹانی _رائع اور خامس میں جاری ہوتا ہے۔اور باتی میں جاری نہیں ہوتا ہے مثال کے طور پر۔

مرب سادس مغری بعض الحوان لیس بانسان - کبری: کل فرس حیوان - نتیجه: بعض الانسان لیس بفرس نتیعن نتیجه کل انسان فرس -

مغری:کل انسان فرس - کبری:کل فرس حیوان

متيجه يكل انسان حيوان عكس يبعض الحيوان انسان _

تيسرى بات ـ شارح يه كهتا ب كه ماتن في همسيه كي شرح السعدية مين بيريان كيا ب كم محملي

صورت من بيطر يقه جاري بوتا بتويه بهوب ومثاله في الحافية المرتومه

: قوله: ﴿ أَوْ مِعْكُسُ التَّرْتِيْبِ : وَذَلِكَ انْهَا يُجْرِي حَيْثُ يُكُونَ الْكَبْرِي مُوجِبَةً

والتصنغرى كتلية والتنتيجة منع ذلك فنابيلة لتلانعكاس كمافى الاول والثانى

والثالث والثامن ايحساان انعكست السالبة الجزئية كمااذا كانت احدى

الخاصتين دون البواتي _

ترجمہ: اور بیدلیل) سوااس کے نہیں جاری ہوتی ہے جب کہ کبری موجب اور صغری کلیہ ہواور نتیجہ اس کے ساتھ عکس کو قبول کرنے والا ہوجیسا کہ پہلی دوسری تیسری اور آٹھویں قتم میں بھی اگراس کاعکس سالبہ جزئیہ آئے جبیہا کہ جب وہ خاصہ میں سے ایک ہونہ کہ باتی۔

او معكس المتوقيب: شارح كى غرض ال قول مين تين بالول كوبيان كرنا ہے۔

پہلی بات شکل رابع کے نتیجہ کو ٹابت کرنے کی دوسری دلیل کو بیان کرنا ہے۔دوسری بات بدیمان کی ہے کہ کن کن ضروب میں بدولیل جاری ہوتی ہے۔ تیسری بات ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔

دوسری دلیل : که شکل رالع کے مقد مات کی ترتیب کو بدل دیا جائے اس طرح بیشکل اول بن جائے گی پھر نتیجہ نکالنے کے بعد نتیجہ کاعکس نکال لیا جائے۔

دوسری بات ۔ بیطریقہ کن ضروب میں جاری ہوتا ہے قوشار تہتا ہے کہ پیطریقہ اور دلیل صرف
پہلی اور دوسری اور تنیسری اور آٹھویں ضرب میں جاری ہوتی ہے اور باتی میں جاری نہیں ہوتا
ہے۔ کبری موجبہ ہواور صغری کلیہ ہوتا کہ شکل اول بنانے کے بعد شکل کی شرائط لیعنی ایجاب صغری
اور کلیہ کبری پائی جا کیں اور پھر نتیجہ بھی ایسا ہو جو عکس کو قبول کرنے والا ہوسالیہ جزئیہ نہوا گرسالیہ
جزئیہ ہوتو پھر خاصتین میں سے ہوجیسا کہ پہلے گزرا ہے۔ کیونکہ خاصتین کے علاوہ سالیہ جزشیکا
عکس نہیں آتا۔ مثال کے طور پرجن میں جاری ہوتا۔ ضرب اول۔ کل ناطق انسان وکل کا تب
ناطق نتیجہ بعض الانسان کا تب۔

مغری کل کا تب ناطق کبری کل ناطق انسان متیج کل کا تب انسان عکس بعض الانسان کا تب مثال کے طور پر جن میں جاری نہیں ہوتا ہے۔

ضرب رابع معزی کل انسان ناطق کبری لاشئ من المجر بانسان نتیجه بعض الانسان لیس نجر معنری لاشئ من المجر بانسن کبری کل انسان ناطق تو یهال شکل اول کی شرط ایجاب الصغری نهیس پائی جاتی لبذایهان جاری نهیس موگا۔

تیسری بات: سوال: معرض کہتا ہے کہ آپ نے کہا کہ نامن میں پیطریقہ جاری ہوسکتا ہے تو بعض اوقات میں اس کا نتیجہ سالبہ جزئیہ آتا ہے تو سالبہ جزئیہ کاعکس نہیں آتا تولہذا آپ کا طریقہ بعض صورتوں میں جاری ہوگا۔اوربعض میں نہیں ہوگا۔

جواب۔ ہمارا پہ قاعدہ عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے۔ بیاس میں اس وقت جاری ہوگا جب مشروطہ خاصداورعر فيدخاصه سالبدمول محاوران دونول كأعس كاآتاب

: قوله : ﴿ لَوْ مِعْكُسُ الْمُقْدَمِتِينَ : فيرجِو الى الشَّكُلُ الأولُ ولا يجرى الاحيث

يكون التصغرى موجبة والكبرى سالبة كلية لتنعكس الى الكلية كما فى الرابو

والخامص لاغير -

ترجمہ: پس بیلوٹ جائے گی۔اول کی طرف اور نہیں جاری ہوگی گر جہاں صغری موجبہ ہواور كبرى سالبدكليه موتاكداس كاعكس كلية ع جيساك جو اورياني ينتم مي بندكدان ك علاوه مل-

بعكس المقدمتين

شارح کی غرض اس قول میں دوبا توں کو بیان کرنا ہے۔

مہلی بات شکل رابع کے نتیجہ ثابت کرنے کے دلاکن میں سے تیسری دلیل کو بیان کرنا ہے۔

تیسری دلیل عکس المقدمتین کا مطلب بیان کیا ہے دوسری بات کہ بدولیل کن کن ضروب میں

ا جاری ہوتا ہے۔

پہلی بات۔شارح کہتا ہے کہ عکس المقدمتین کا مطلب پیہے کہ شکل رالع کے دونوں مقدمتین یعنی صغری اور کبری کا الگ الگ عکس نکالیس کے جس سے پیشکل اول بن جائے گی اس کے بعد جو نتیجهآئے گاوہ درست ہوگا۔

دوسری بات۔شارح کہتا ہے کہ بیصرف ان صورتوں میں جاری موسکتا ہے کہ جن صورتوں میں صغرى موجب كليه بواوركبرى سالبه كليه بوتاك شكل اول بن سكاور كليت كبرى والى شرط يائى جائ لین ضرب رالع اور ضرب خامس میں جاری ہوتا ہے۔

مثال کے طور برضرب را لع

كل انسان ناطق و لاشئى من الحجر بانسان متيج: بعض الناطق ليس بحجر متيجة فكل انسان المحجور متيجة فكل مغرى و متيجة المناطق ليس بحجر ما ومتيجة بعض الناطق ليس بحجر ماورياتی ضروب على جاری في بوتامثال كيطوري مرب مرادي مرب

بعض الحيوان ليس بانسان وكل فرس حيوان تعيجه بعض الانسان ليس. بف س...

تسمتری بعض الحیوان لیس بانسان حکس کبری- بعض المحیوان فوس بیان اس لینیس بوسکتگا که شمال الی چاری ۔ اس کینیس بالی چاری ۔ اس کینیس بوسکتگا که شمال کی شرا تکا ایجاب العشر کی اورکلیت کیری فیس پائی چاری ۔

: تُوكَ او بالرد الى الثاني : ولا يجري الاحيث يكون المقدمتان مختلفتين

ضى الكيف والكبرى كلية والسمسقرى طابلة للانطاس كبا نى الثالث والرابع

والخامس والسامس ابطناان انعكست السالبة الجزئية لاغير -

ترجمہ: اور بید کیل جاری نہیں ہوتی کسی جگہ گر جہاں دونوں مقدے کیف میں مختلف ہوں اور کبری کلیہ اور صغری عکس کو قبول کرنے والا ہوجیسا کہ تیسری چو پانچویں اور چھٹی قتم میں بھی ہے۔اگر اس کاعکس سالیہ جزئیہ آئے نہ کہ اس کے علاوہ۔

او بالدد الى شارح كى غرض اس قول مين دوبا تول كوبيان كرنا ہے۔

بہلی بات شکل رائع کے نتیجہ فابت کرنے کے دلائل میں سے چو دلیل کو بیان کرنا ہے۔

دوسری بات کہ بیدلیل کن کن ضروب میں جاری ہوتا ہے۔

چوتھا طریقہ: روانی الثانی ہے۔ شکل رائع کے نتیجہ کو ثابت کرنے کی چو دلیل میہ ہے کہ شکل رائع کوشکل ٹانی میں تبدیل کر دیا جائے ۔ اس طرح کہ شکل رائع کے صغری کا تنس نکال نے سے وہ شکل ٹانی بن جائے گی۔ پھراس میں شکل ٹانی کی شرائط پائی جانی چاہیے۔ توجب نتیجہ نکالیس کے تو نتیجہ درست نکلے گا۔

دوسری بات۔ یددلیل کن ضروب میں جاری ہوتی ہے تو شارح کہتا ہے کہ بیصرف ان ضروب

میں جاری ہوتا ہے کہ جن میں صغری اور کبری کیف کے اعتبار سے مختلف ہوں اور کبری کلیہ ہولیتی ضرب ٹالٹ ۔ رالع ۔ خامس اور سادس میں جاری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ضرب ٹالٹ ۔ لاشکی من الانسان مجر وکل ناطق انسان ۔ نتیجہ: لاشکی من الحجر بناطق ۔ عکس صغری ۔ لاشکی من الحجر بانسان ۔ کبری: کل ناطق انسان ۔ نتیجہ: لاشکی من الحجر بناطق ۔ اور باقیوں میں جاری نہیں ہوتا مثال کے طور پر

ضرب سابع کل انسان حیوان وبعض الحجرلیس بانسان نیجہ:بعض الحیو ان لیس بحجر ۔ عکس صغری _بعض الانسان حیوان _ کبری: بعض الحجرلیس بانسان ۔ تو یہاں اس وجہ سے جاری نہیں ہوتا کہ شکل ثانی کی کلیت الکبری والی شرط نہیں یائی جاتی ۔

: قوله: بعكس الكبرى: ولا يجرى الاحيث يكون الصغرى موجبة والكبرى

تنابيلة ليلانعكناس ويكنون التصغري او عكس الكبرى كلية وهذا الأخير لازم

لبلاوليس فني هذا الشكل فتدبر وذلك كما في الاول والثاني والرابع والخامس

والسابع ايضا أن انعكس السلب الجزئى دون البواتي .

ترجمہ: اور بیدلین بین جاری ہوتی کسی جگہ کر جہاں صغری موجبداور کبری عکس کو قبول کرنے والا ہو اور صغری یا عکس کبری کلیہ ہواور میہ آخری (شرط) اس شکل میں پہلی دو کولا زم ہے۔ پس خور دفکر سے کام لے اور میرجیسا کہ پہلی دوسری چو پانچویں اور ساتویں قتم میں بھی ہے۔ اگر اس کا عکس سالبہ جزئیہ ہونہ کہ باتی۔

معکس الکبدی: شارح کی غرض اس قول میں تین باتوں کو بیان کرنا ہے۔

میلی بات شکل رابع کے نتیجہ ٹابت کرنے کے دلائل میں سے پانچویں دلیل کو بیان کرنا ہے۔

ووسری بات کہ بیددلیل کن کن ضروب میں جاری ہوتا ہے۔ تیسری بات فقد برکا لفظ ذکر کیا ہے

تواس سے بات کی طرف اشارہ ہے۔

مہلی بات۔ پانچویں دلیل روالی الثالث ہے : شکل رابع کے نتیجہ کو ثابت کرنے کی بید پانچویں دلیل ہے جس کا مطلب بیہ ہے کہ شکل راج کے کبری کا عکس نکالیں گے تو اس سے شکل رابع شکل ٹالث بن جائے گی۔ مجراس کے بعد جونتیجہ نکالیں کے وہ درست ہوگا۔

دوسری بات مشارح کہتا ہے کہ یہ دلیل ان ضروب میں جاری ہوگی جہاں شکل الف کی شرائط پائی جائے گئی الله کی شرائط پائی جائے گئی ہوا کہ کہ جہاں معزی موجہ ہواور کبری میں سے کسی ایک کا عس کلیہ ہو۔ اس لیے بید کیل صرف ضرب اول اور ضرب ان کی کولازم ہے اور ضرب ماری کا عس کلیہ ہو۔ اس ایک کا محض صور توں میں جاری ہوتا ہے اور بعض صور توں میں جاری ہیں ہوتا ہے۔

تیسری بات ۔اس سے ازوم کی نفی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کبری موجبہ ہواور ممکنتین جس سے ہوجن کاعکس نہیں آتا۔

متن كي تقرير _ ضابطة

یہاں سے مصنف اب ایک مختصری بات بیان کررہے ہیں کہ ماقبل کے اندر ادکال کے لیے جو شرا کط بیان کی ہیں تو ب ان کوایک ضا بطے کے اندر بیان کررہے ہیں کہ وہ ضابطہ جس قضیہ اقتر الی کے اندر لگائیں گے تو نتیجہ درست آئے گا۔

وہ ضابطہ یہ ہے کہ دوباتوں میں سے ایک بات کا ہونا ضروری ہے مانعۃ الحلو کے طریقے پر کہ ان
میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے اور دونوں با تیں جمع تو ہو سکتیں ہیں لیکن بینہیں ہوسکتا کہ دونوں
با تیں نہ ہوں ۔ ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ جب حداد سط موضوع ہوتو اس میں عموم ہو لیمن
جس تضیہ کے اندر حدوا سط موضوع بن رہا ہوتو دہ قضیہ کلیہ ہولیتی دہاں تمام افراد پر بھم لگ رہا ہو۔
بعض افرادان میں سے ایسے نہ ہوں کہ جن کے پر بھم نہ لگ رہا ہو۔ پھراس کے ساتھ دوباتوں میں
سے ایک بات کا ہونا ضروری ہے علی سبیل مانعۃ الحلو کہ یا تو حداد سط کا اصغر کے ساتھ ملاقات ہو
لیمن اصغر حدد اسط کے لیے یا حداد سط اصغر کے لیے بالفعل ثابت ہو۔ امکان نہ ہو باتی تیرہ میں
سے کوئی بھی ہود دسری بات یہ ہے کہ حداد سط کا اکبر پر حمل ہوا ہجا با۔

اور دوسری بات بیہ ہے کہ جہاں حدا کبر موضوع ہوتو وہاں اس میں عموم ہو یعنی جس قضیہ کے أندر

صدا کرموضوع موقوده کلیده یعن قرام افراد بر کلم لک د با بو ایمن افراد ایست د بول کرجن بر کلم شد د با بو ایمن افراد بر کلم شد د با بو اورد با با دوفول تغییول کا کیف عمل اختلاف بولین اگر ایک تغییر موجه به بولو دومرا سال به بولد با ایک اور بات کا به ناخروری ہو و مرا سال به بولد و مرا اس به به بی مرافق می بولین ایک تغییر فارج عمل جمل کیفیت کے ساتھ محلیف سیست کر دولت کے ساتھ دومرا اس جمت میں مرافق می بولد جو اس کے منافی بولیسے اگر ایک فرورت کے ساتھ محلیف ہے اور افعالیت کے ساتھ دومرا امران کے ساتھ دومر المان کے ساتھ اور اگر ایک دوام کے ساتھ اور دومر افعالیت کے ساتھ ۔

مرح کی تقریر ۔

مروعة مسابطة مسوانط الاربعة التولي من دويا عن بيان كرني بين ايك بات

شارح نے بیان کی ہاورایک بات خارج سے بیان ہوگی۔

پہلی بات۔شارح نے منابطہ کامطلب بیان کیا ہے کہ ضابطہ وہ امر ہے کہ جس کی اگر قیاس اقتران عملی میں رعایت رکمی جائے تو نتیجہ درست ہوگا اوران تمام شرائط پر مشتل ہوگا جوگز رچکی ہیں۔

دوسری بات _ بیخار جی ہے کہ ضابطة كالغوى اورا صطلاحي معنى كيا ہے _

توضابطہ کا نغوی معنی : بیر منبط یضبط سے ہے جس کے معنی ہیں حفاظت کرنا۔ اور ضابطہ میں تاء دومعنوں کے لیے ہے ایک بیر کہ بیتا نقل کے لیے ہے بعنی بیر پہلے وصف تھا تو اسکواسمیت کی طرف نتقل کردیا۔ لیتی فتقل الوصف الی الاسمیة ۔ اور دوسرامعنی بیر ہے کہ بیتا ءمبالغہ کے لیے ہے کہ جیسے علامۃ مین تاءمبالغہ کے لیے ہے۔ تو یہاں اس کا مطلب ہوگا بہت زیادہ حفاظت کرنے والا۔ لیعنی یہی تمام شرا لکا کوا حاطے میں لے لیتا ہے۔

اصطلاح تعریف الضابطة هی الامر الکلی الذی بنطبق علی جمیع افراد الموضوع

توله:

آنه لابد اس قول می شارح نے مرف ایک بات بیان کی ہے۔ کدلا برلزوم کے
لینیس ہے اس لئے کداس کے بعداما آگیا ہے قواب احدالام بن ضروری ہے۔

سون اسامن عموم موضوعية الول عن شارح في دوبا تم بمان كا بي بهل استعمم موضوعية الاوسط كامطلب بيان كياب اوردوسرى بات بييان كى بككن اشكال كى کن مفروب می جاری موتاہے۔

الويلى بات من كالقريش تعيلاً كزر يكل ب-

ودسرى بات كريد كل اول كرى من جارى موتاب كوكدوبال حداد سلاموضوع موتاب اور ووقضياتى موتاب-اورفل فالث كدونول مقدمتين يس سيكى ايك يس كوكدهل فالث میں حداوسط دونوں میں موضوع ہوتا ہے اور شکل رافع کی ضرب اول ۔ ضرب ٹانی ۔ ضرب الف فرب دالع فرب سالع اورضرب المن كركيري من جارى موتا ب كوكدان تمام عل صداوسا موضوع موتا عادر يكليموت بيل

و وله المسلمة علاصغو -اس قول عن شارح في تمن با تمن بيان كي بير - بهلي ا بات مع ما قدلا مغرا مطلب بان کیا ہے۔دوسری بات یہ بیان کی ہے کہ بیکن کن افکال کے

کن کن ضروب می جاری موتا ہے تیسری بات دواعتراضات کیے تھے توشارح نے ان کے جوابات مان کے میں پہلی بات من کی تقریب گزر چی ہے۔

دوسری بات ۔شارح کہتا ہے کہ بیشکل اول کی صغری میں جاری ہوتا ہے کیونکہ وہاں ایجاب موتا

إ اوراى طرح مثل فالث مح مغرى مي اوراى طرح مثل رابع كي ضرب اول اورضرب فاني

میں اور ضرب رائع وسالع کے مغری میں جاری ہوتا ہے کوئکدان تمام میں ایجاب ہوتا ہے۔

تیسری بات۔ ماتن پراعترام کرتا ہے کہ آپ نے مع ملاقات للا صغر بالفعل کہا ہے جب کہ آپ

في دالع ك شرط ايجا بها كرماته بالغول كى قيرنبيس لكائى لكرفتذ ايجا بما شرط بـ

جواب۔ شارح اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ وہاں اگر چہ ہم نے صراحثاً نہیں لگائی لیکن ضمناً

بالفعل كي قيد لكائي كيونكه مطلقاذ كركيا تعابه

مسوال شانت: كرجب وبال ضمناً قيرمعلوم بوكى تويبال رجمي ضمناً لكاتـ-

جواب۔ وہاں پرضمنا لگائی اور یہاں پرصراحثاً لگائی ہے۔ کہ بلاخت کے نقطے پڑھل ہوجائے اوروہ بیر یہ کدالتصری بماعلم ضمناہے۔

میلی بات ۔ شارح کہتا ہے کہ حملہ علی الا کبر کا مطلب بیہ ہے کہ حدا وساجمول ہوا ورا کبر موضوع تو حدا وسل کا اکبریدا بجاباحمل مور ہاہے۔

دومری بات معترض کہتا ہے کہ ماتن نے متن میں حملہ علی الا کبر کے ساتھ ایجا باکی قیدنیس لگائی جب کہ شارح نے شرح میں اس کے ساتھ ایجا باکی قید کیوں لگائی ہے۔

جواب ۔ شارح جواب دیتا ہے کہ ماتن نے متن کی تقریر میں مطلق حمل کا افظ ذکر کیا ہے اوراس کا مطلب ایجاب ہوتا ہے اورسلب کا مطلب سلب انحمل ہوتا ہے۔

تیسری بات ۔ شارح کہتا ہے کہ بی حمل علی الا کبروالا طریقہ شکل رائع کی ضرب اول ۔ فانی ۔ فالث فامن کے کبری میں پایا جا تا ہے اور شکل رائع کی پہلی اور دوسری ضرب میں دونوں شقیں پائی گئیں بعن مع ملا قادیلا صغراور حمل علی الا کبر ۔ تو بیل سبسل مانعة المحلو ہے۔

چ بات یوشارح کہتا ہے کہ یہاں تک شکل اول کی تمام ضروب کی طرف اشارہ ہو گیا ہے اور شکل ثالث کی بھی تمام ضروب کی طرف یا ورشکل رائع کی چیر ضروب کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ پانچویں بات معترض کہتا ہے کہ ماتن گومتن میں مع ملاقات للا صغراوللا کبر کہنا جا ہیے تھا کیونکہ متون میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے۔

جواب اس کاشارح نے بیجواب دیا ہے کہ مع الما قات لل مغراوللا کبراس کیے ہیں کا کہ الما قات

اور حمل میں فرق ہے کیونکہ ملاقات عام ہے کہ چاہے حداوسط کاحمل ہوا صغر پریا اصغر کاحمل ہو حداوسط پر جب کہ حمل خاص ہے۔ کہ اکبر پر حداوسط کاحمل ہو۔ تواگر ماتن مع ملاقات للا صغر اولا کبر کہتا تو دوخرابیاں لازم آئیں۔ ایک خرابی تو یہ کہ شکل اول کی ایک ضرب جو مرکب ہے صغری سالبہ اور کبری موجبہ کلیہ سے تو وہ منتج ہوجاتی حالا نکہ ہم اس کوسا قط کر چکے ہیں اور دوسری خرابی یہ لازم آتی کہ شکل فالٹ کی ایک ضرب جو کہ مرکب ہے صغری سالبہ اور کبری موجبہ کلیہ سے وہ فنتج ہوجاتی ہے ہیں۔

چھٹی بات۔شارح دوسرے بعض شارحین پر چوٹ کرتے ہوئے اور اپنی بڑھائی بیان کرتے ہوئے کہ بیمقام بہت مشکل ہے جو کہ دوسروں پر اشتبہ لگاہے جب کہ میں نے اس کوحل کرلیا ہے۔

تولد: واصامن عموم موضوعیة -اس قول میں شارح نے تین باتیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات عموم موضوعیة کا مطلب بیان کیا ہے دوسری بات یہ بیان کیا ہے کہ یہ کن اشکال کی کن ضروب میں پایاجا تا ہے۔ تیسری بات کہ یہاں تک کن اشکال کی شرطوں کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

پہلی بات ۔شارح نے عموم موضوعیة کا مطلب بدیبان کیا ہے کہ جس قضیے میں حدا کبرموضوع بن رہا ہوتو وہ عام ہولیتیٰ کلیہ ہو تھم تمام افراد پرلگ رہا ہو بعض افرادا پسے نہ ہوں کہ جن پر تھم نہ لگ رہا ہواور دہاں دونوں مقدمتین میں اختلاف فی الکیف ہو۔

دوسری بات ۔ شارح کہتا ہے کہ بیشکل ٹانی کی تمام ضروب میں پایا جاتا ہے اور شکل رائع کی ضرب ٹالٹ ۔ دائع ۔ خامس اور سادس میں جاری ہوتا ہے۔

تیسری بات - کدیبال تک شکل اول اور شکل ٹالٹ کی تمام شرا لط جو کم ۔ کیف ۔ جہت کے اعتبار سے تعیس ان کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ اور شکل ٹانی اور رائع کی کم اور کیف والی شرا لط کی طرف اشارہ ہوا ہے لیکن جو جہت کے اعتبار سے تعیس ان کی طرف اشارہ نہیں ہوا ہے۔ اور اس کی طرف

اشاره قوله مع منافاة الخيه يكيا

حوله مع مناهاة اس قول مين شارح في كل يا في باتس بيان كى جائيں گى - جار باتيں شارح في بيان فرمائيں بيں اورايک خارجی ہے۔

پہلی بات جہت کے اعتبار سے ایک اور شرط بیان کی ہے۔ دوسری بات خارجی ہے تیسری بات ایک اعتراض کا جواب دیاہے چو بات اس تیسری شرط کے جو باعتبار جہات کے اس کے وجود

ایک اسرا ن کا بواب دیاہے پو ہائ اس سری سرطات بوبا سبار بہت ہے ۔ اور عدم کو بیان کیا ہے یا نچو یں بات ان دودعو سکو دلیل سے بیان کیا ہے۔

پہلی بات۔ کہ شکل ٹانی کے لیے جہت کے اعتبار سے دوشرطیں بیان کی تھیں تو اس کے لیے ایک

اور شرط بھی باعتبار جہت کے ہے وہ یہ ہے کہ جب ایک تضیہ کسی کیفیت کے ساتھ محکیف ہو تو شارح کہتا ہے کہ دوسرا قضیہ الی کیفیت کے ساتھ محکیف ہوجو کہ اس کے منافی ہومثلا اگر ایک قضیہ ضرورۃ کے ساتھ محکیف ہوتو دوسراا مکان کے ساتھ مقید ہواور اگر ایک دوام کے ساتھ مقید

ہوتو دوسر افعلیت کے ساتھ مقید ہونا ضروری ہے۔

دوسری بات شارح کی تعیرات کی وجہ: جس کو بجھنے سے پہلے تمن تمہیدی با توں کا جاننا ضروری ہے پہلی تمہیدی بات میہ ہے کہ اشکال اربعہ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ بھی اصغر موضوع بندا ہے اور بھی محمول ۔ اور اس طرح اکبر بھی بھی موضوع بندا ہے اور بھی محمول ۔ اور صداوسط بھی بھی موضوع بندا ہے اور بھی محمول ۔

دوسری تمہیدی بات۔ یہ ہے کہ اصل وضع کے اعتبار سے اصغر موضوع ہے اور اکبر محمول ہے اور علی ہے اور صداوسط بین بین ہے۔ حداوسط بین بین ہے۔

تیسری تمہیدی بات یہ ہے کہ شارح نے بیتعیرات کی ہیں کہ حداوسط کی نسبت ہوتی ہے ذات اصغر کی طرف اور بھی حداوسط کی نسبت ہوتی ہے وصف اکبر کی طرف ۔ اور اصغراور اکبر کی بھی بھی نسبت ہوتی ہے وصف حداوسط کی طرف۔

ممبدلد۔شارح نے یتعبیرات کیوں کی ۔تواس کی وجدمیہ ہے کہ جہاں شارح نے کہا کہ حداوسط کی

نبت ذات امغری طرف تو وہاں چونکہ اصل وضع کے اعتبار سے وہ موضوع ہے تو اس لیے ذات کہدیا اور جہاں حداوسط کی نبیت وصف اصغری طرف کہا تو وہاں چونکہ اصل وضع کے اعتبار سے تو وہ موضوع نبیں ہے اس لیے وصف کہدیا۔

تیسری بات: سسوال: منافات بیتناقض کانام ہاور تناقض کے لیے وحدت موضوع شرط ہے جب کہ یہاں ایک قضیہ میں اصغر کوئی اور ہوتا ہے جب کہ دودنوں موضوع ہیں۔ جب کہ دودنوں موضوع ہیں۔

جواب _ کہ ہم اس کے دونوں طرفوں کوفرض کرلیں سے کدوہ ایک ہیں ۔

چ بات۔ شارح کہتا ہے کہ اس تیسری شرط کا دارو مدار کہلی دوشرطوں پر ہے وجودادر عدم کے اعتبار سے ۔ بعنی اگروہ دوشرطیں پائی گئیں تو منافات بھی پائی جائے گی اور پھر نتیج بھی درست آئے گا۔اوراگروہ دوشرطیں نہ پائی گئیں تو پھر یہاں منافات بھی نہیں ہوگ جس کی وجہ سے نتیج بھی نہیں آئے گا۔

پانچویں بات۔ اب اس بات بیل شارہ ان دودو ل کو ثابت کرے گا جوکہ گزشتہ بات بیل گررہ کی ہیں۔ ان بیل سے پہلا دعوی دجود کے اعتبار سے ہے کہ آگر ماقبل والی شرطیں پائی گئیں تو پیشرط پائی جہت کے اعتبار سے اور کیف کے اعتبار سے شرط کو ذہن بیل دکھو۔ آگر صغری دائمہ مطلقہ اور ضرور یہ مطلقہ ہو۔ اور کبری ممکنتین کے علاوہ باتی گیارہ بیل سے کوئی بھی ہو کیونکہ دائمہ مطلقہ اور ضرور یہ مطلقہ بھی نکل سے ۔ تو یہاں منافات ثابت ہوجائے گی۔ کیونکہ شکل ثانی کے لیے کیف کے اعتبار سے بیشرط ہے کہ دونوں مختلف فی الکیف ہوں جیسے صغری دائمہ مطلقہ یا ضرور یہ مطلقہ ہوتو آئمیں دوام ہوتا ہے کیونکہ بم پہلے مختلف فی الکیف ہوں جیسے صغری دائمہ مطلقہ یا ضرور یہ مطلقہ ہوتو آئمیں دوام ہوتا ہے کیونکہ بم پہلے پڑھ بھی جیں کہ ضرورت کو دوام لازم ہے تو اس میں دوام ہوگا اور کیف کے اعتبار سے یہ موجبہ ہوگا تو یہ سب سے اعم مطلقہ عامہ ہو۔ تو مطلقہ عامہ جس فعلیت کی قید ہوتی ہے اور یہ کبری سالیہ ہوگا تو اس میں سلب الفعلیت ہو۔ تو مطلقہ عامہ میں فعلیت کی قید ہوتی ہے اور یہ کبری سالیہ ہوگا تو اس میں سلب الفعلیت

ہوجائے گا اور دوام الا یجاب فعلیة السلب میں منافاۃ یائی جاتی ہے لہذا یہ نتیجہ دے گا تو جب سب سے اعم میں منافاۃ یائی جائے گی تو اخص میں بھی منافات یائی جائے گی اس لیے قانون ہے كدان منافى لاعممنافى الاخص _اورا كركبرى ان قضايا ميس ہے ہوكہ جن كاعكس مستوى آتا ہے اور صغری جس میں سے بھی سوائے ممکنتین کے ۔مثلا کبری ضرور بیہ مطلقہ ہوا ورصغری مطلقہ عامہ ہوتو ا يك من ضرورة الا يجاب موكا اورايك من فعلية السلب موكا اوران مين منا فا قايد ادرا گرصغری ممکنه موتو کبری ضروریه مویامشر وطه موتو ایک میں امکان الایجاب موگا اوراس میں حداوسط کے وصف کی نسبت ذات اصغری طرف ہوگی۔اورایک میں ضرورۃ السلب ہوگا اوراس میں حداوسط کے وصف کی نسبت وصف اکبر کی طرف ہوگی تو اب بیمشر وط میں تو ظاہر کیو کہ اس میں محمول کی نسبت موضوع کی طرف ہوتی ہے جب تک ذات موضوع متصف ہوتا ہے دصف عنوانی کے ساتھ لیکن ضرور رید میں تومحمول کی نسبت وموضوع کی طرف ہوتی ہے جب تک ذات موضوع موجو دہوتی ہے تواب اس میں منا فا ڈمتحق نہیں ہوسکے گی۔ تو شارح نے اس میں منافاۃ کواس طرح ثابت کیا ہے کہمول میذات کولازم ہے اور ذات میہ وصف كولازم بينة المجمول وصف كولازم موجائع كاكيوتكة قانون بي كدلازم الملازم لازم ر ادراى طرح اگركبرى مين مكنه موتو صغرى ضروريه موكا توايك قضيه مين ايجاب الامكان موكا اور ا يك مين سلب الضرورة بوكا اورايجا ب الامكان اورسلب الضرورة مين منافاة ظا برہے۔ بية دعوى ايجاني كي مثالين تقيس راب دعوى سلبي كي مثالين سجمين _ دعوی سلبی ہمارا بیتھا کہ اگرشکل ٹانی کی ان دونوں شرطوں میں کوئی آبیہ جو جہت کے اعتبار سے تھیں نہ پائی جائیں تو میمنا فات والی شرط بھی نہیں یائی جا۔ئے گی۔مثلا صغری دائمہ بھی نہ ہواور کبری ان قضایا میں ہے بھی نہ ہو کہ جن کاعکس مستوی آتا ہے بلکہ ان میں سے ہو کہ جن کاعکس مستوی نہیں آتا۔ تو صغریات میں سے سب سے اخص مشروطہ خاصہ ہے اور کبریات میں سے سب سے اخص وقتیہ ہے۔ تو ایک میں ضرورة الا یجاب لا دائماً ہوگا اور دوسرے میں ضرورة

السلب فی وقت معین لا دائماً ہوگا اور ان میں اختلاف منافا انہیں ہے اس لیے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ و اسلب کے کہ یہ وقت ان اوقات کے علاوہ ہو کہ جن میں وہ وصف منوانی موضوع کے لیے قابت ہے۔ تو جب اخص میں منافا ہی گئی ہوجائے گ۔

ادرا گرمنری تو مکند ہوئین کری نضرور بیہوند شروطہ ہو بلکہ باتی قضایا بی سے ہوتو ان بی سے
اخص دائمہ مر فیہ خاصداور وقتیہ بیں ۔ تو ایک بی امکان الا بچاب ہوگا اور دوسر حقضے بی سلب
دوام السلب ہوگا جب تک ذات موضوع موجود ہے یا دوام السلب ہوگا جب تک ذات موضوع
متصف ہے وصف عنوانی کے ساتھ لا دائما یا ضرورة السلب فی وقت معین لا دائما ہوگا اور ان بیل
منافا قرنہیں ہے اگر کبری تو مکند ہوئین صغری ضرور بینہ ہو بلکہ باتی قضایا بی سے ہواور ان بیل
سے اخص مشروطہ خاصداور دائمہ بیں اور ایک نہیں امکان الا بجاب ہوگا اور دوسر سے بیل ضرورة
السلب بحسب الوصف لا دائما ہوگا یا دوام السلب مادام ذات الموضوع ہوگا اور ان بیل منافات
السلب بحسب الوصف لا دائما ہوگا یا دوام السلب مادام ذات الموضوع ہوگا اور ان بیل منافات

متن كى تقرير-

فصل الشرطى من الاقتراني الى في تفصيلها طول الج

یمال متن میں چار باتی بیان کی ہیں۔ پہلی بات قیاس اقتر انی کی تعریف کی ہے۔ دوسری بات اس کی شکل وصورت کو بیان کیا ہے۔ تیسری بات بد بیان کی ہے کداس میں بھی اشکال اربعہ جاری موئی ہے۔ چو بات بد بیان کی ہے کداس میں طوالت ہے اس لیے ان کی مثالوں وغیرہ کو بیان نہیں کیا۔

پہلی بات۔ تیاس اقتر انی کی تعریف یہ ہے کہ جس میں احید نتیجہ یا تعیم نتیجہ فرکور نہ ہو۔ دوسری بات۔ یہ بیان کیا ہے کہ قیاس اقتر انی کی کیا صورت ہوگی تواس کی پانچ صورتیں بیں۔(۱) کہ قیاس اقتر انی دو مفصلوں سے مرکب ہوگا(۲) دو مفصلوں سے مرکب ہوگا۔(۳) ایک جملیہ اور ایک متعملہ سے مرکب ہوگا۔ ہوگا۔(۵) ایک متعملہ اور ایک منفصلہ سے مرکب ہوگا۔ تیسری بات ۔ بیمیان کی ہے کہ ماقبل کے اعدر جوافزکال اربعہ کو بیان کیا تھا تو د معید اس کے اعد مجی جاری ہوتی ہیں۔

چ بات - بندمیان کی ہے کہ ان افتال اربعہ کی تغمیل میں طول ہے اس کیے ان کو میان کیں کیا۔

شرح كاتغرير-

من مقسعتین: ال قول پی مرف ایک بات بیان کی به اورده قیاس شرطی اقترانی جومرکب مودو مصلول سے اسکی مثال دی ہے بیسیان کسانت الشدمس طالع فاالمنهاد موجود۔

وكلما كان النهار وجود فالعالم مضى _ بتيج كلما كانت التنس طالعة فالعالم معيني _

و مدود کی مستند اس قول می شارح نے مرف اس تیاس شرفی کی مثال دی ہے

چومرکب بودومنعملول سے پیے احاان یکون العدد زوجاً واحا ان یکون فرداً۔

واماان یکون الزوج زوج الزوج اویکون زوج الفرد-

متجها ماان يكون العددزوج الزوج اويكون زوج الفرداد يكون فردأ

مون آو حملید او متصلة -اس ول بن شارح ناس قیاس شرطی اقترانی ک مثال دی به که جوم کر ایک مثال دی به دی به دی به دی به دی به دی کلما کان هدا الشدی انساناً فهو حیوان و کل حیوان جسم نیج کلما کان مذالت انسانا کان جماعذ اانسان دکلما کان انسانا کان حیوان این به دا دیوان

موله او حملية ومنفصلة - اس ول بل شادح في اس قياس شرطى اقترانى ك مثال بيان كى مثال بيكون العدد و دائماً اما ان يكون العدد زوجا او يكون فرداً متجرحذا المال يكون زوجا اوفرداً

موله اومتصلة ومنفصله الول شارح فاس قياس شطى اقراني كمثال

یمان کی ہے کہ جومرکب ہومتملہ اور منفصلہ سے جیسے کلما کان ہذا الشنبی ثلاثة فہو عدد دائماً اما ان یکون العدد زوجا اویکون فرداً نتیجہ کما کان مذالفی الله فحواماان کیون زوحا اوفردآ۔

یکون زوحا وفردآ۔

نقول : منول من منعیلها راس قول میں شارح نے صرف ایک بات بیان کی ہے اور وہ یہ کہ ان پانچ صور توں کی اشکال اربعہ میں بہت طوالت اس لیے ان کو بیان نہیں کیا۔ متن کی تقریر۔

فص الاستثنائي ينتج الى مرجعه الى استثنائي واقترائي

یہاں متن میں چار باتیں ماتن نے بیان کی ہیں پہلی بات قیاس استنائی کی تعریف کی ہے۔ دوسری بات اس کا نتیجہ کیا ہوگا تیسری بات قیاس خلف کا مطلب بیان کیا ہے چو بات قیاس خلف کا مرجع بیان کیا ہے۔

مہلی بات ۔ قیاس استثنائی کی تعریف۔

قیاس استنائی: وه قیاس ہے کہ جس میں بعینہ نتیجہ یانقیض نتیجہ مٰد کور ہو۔

دوسری بات اس کا نتیجہ کیا ہوگا تو اس میں ابتدا دوصورتیں بنتی ہیں۔ پہلی صورت میہ کہ میہ مرکب ہواایک جملیہ اور متصلہ سے دوسری صورت میہ ہے کہا یک جملیہ اور منفصلہ سے مرکب ہو ۔ تو اب پہلی صورت میں اس کی چارصورتیں پیدا ہوتیں ہیں اب وہ کون می ہیں اور ملتج کیوں ہیں ان

ک وجہ شرح میں آئے گی۔

اوردوسری ضرورت میں اسکی تین تشمیل بیل کدیا تو منفصله هیلید ہوگایا مانعة الحلو ہوگایا مانعة الجمع ہوگا اگر هیلید ہوتو اسکی میارول صورتیں منتج ہول کی اور اگر منفصله مانعة الحلو اور مانعة الجمع ہول تو

ان کی دومورتیں بیتے ہیں اور دوغیر میتے ہیں جو کہ شرح کی تقریر میں تفصیل کے ساتھ آ رہی ہیں۔

تيرى بات _قياس خلف كامطلب بيان كياب كرقياس خلف كتي بي

مایقصد به البات المطلوب بابطال نقیصه: یعنی قیاس خلف وه بوتا ہے کہ جس کے ذریعے مطلوب کو ثابت کرنے کا قصد کیا جائے اس کی نقیض کو باخل کرنے کے ساتھ۔

چو بات۔ ماتن کہتے ہیں کہ قیاس خلف کے اعدر دوقیاس ہوتے ہیں یا قیاس خلف کا مرجع دوقیاس ہیںاوروہ قیاس اشٹنائی اور قیاس اقتر انی ہیں۔

شرح كى تقرير

نقوله: الاستثنائ المقياس: الرول شرسارح فكل جربا تمريان كي بير-

مہلی بات۔اس میں شارہ نے قیاس اشٹنائی کی تعریف کی ہے۔اوروہ قیاس اسٹنائی جومر کب ہو سے مصرورہ میں سارہ نے تیاس اسٹنائی کی تعریف کی ہے۔اوروہ قیاس اسٹنائی جومر کب ہو

حملیہ اور متعلدے تو اسکی بیان کیا ہے تو شارح نے قیاس اسٹنائی کی تعریف بیک ہے۔

موالذی یکون الفیحة فیدعاد ند ۔ توبیة قیاس استثنائی حملیہ اور متصلہ سے مرکب ہوگا۔ اور حملیہ اس تشم کا ہوگا کہ اس میں شرطیہ متصلہ کے دونوں جز ں میں ہے کسی ایک جز کے عین کا استثناء ہوگا یا کسی

ا کیے جز م کی نقیض کا اسٹناء ہوگا تو وہ دوسرے کے بین کا نتیجہ دے گا۔

دوسری بات ۔اس میں شارح میہ کہتا ہے کہ اس صورت میں جاراحمالات پیدا ہوتے ہیں (۱) وضع مقدم (۲) رفع مقدم (۳) وضع تالی (۴) رفع تالی۔

توان میں سے دواحمالات منتج ہیں ایک واضع مقدم اورا یک رفع تالی وضع مقدم وضع تالی نتیجہ دے کا اور رفع تالی بیر رفع مقدم نتیجہ دےگا۔

تیسری بات۔اس میں شارح نے دلیل بیان کی ہے کہ جودوصورتیں منتج ہیں وہ کیوں منتج ہیں اور

جود وصورتیں غیر منتخ ہیں وہ کوں ہیں تواس کو بھنے سے پہلے دو تمہیدی با توں کا جاننا ضروری ہے۔ پہلی تمہیدی بات۔ کہ مقدم بیطز وم ہے اور تالی لا زم ہے۔

دوسرى تمبيدى بات دوقانون بيل ببلاقانون بيه كدوجود الملو وم معطوم وجود الملازم كماروم كا

وجود بیلازم کے دجود کوشلزم ہے لیکن مزوم کامنتی ہونالازم کے منتی ہونے کوشلزم ہیں ہے۔اور

دوسرا قانون بیہ کہ انعفاء اللازم بستلزم انتفاء الملزوم کانتمی ہونا مزوم کے منتمی ہونا مزوم کے منتمی ہونے کو منتمی ہونے کو منتمی ہونے کو کا دوستازم نہیں ہے اب ہم نے کہا کہ وضع

مقدم يصورت فيج بيوضع تالى تتجدد كاس لي كمقدم لمزوم باورتالى لازم باورد وود لمزوم يسترم موتاب وجودلال زم كوجيان كانت الشهس طالعة فالنهار موجود لكن

الشمس طالعة فالنهار موجود

اوردفع تالی بیمورت بھی فتح ہیں بدرفع مقدم نتجددے گااس لیے کدلازم کا انقاء لمزوم کے منتمی ہونے کو تتار میں ہونے کو تتار میں النہار لیس ہونے کو تتار میں النہار لیس ہمدوجود لکن النہار لیس ہمدوجود فالشمس لیست بطالعة اوروضع تالی بیمورت غیر منتج میں مقدم نتج نیس دے گااس لیے کدلازم کا وجود لمزوم کے وجود کو مستازم نہیں ہوتا جیے ان کسانست المشمسس

طالعة فالنهار موجود لكن النهار موجود

چو بات ۔شارح نے بیریان کیا ہے کہ متعلا کی دوشمیں ہیں لزومیدا درا تفاقید۔ توان ہیں سے بید کون بی شم ہے تو شارح کہتا ہے کہ بیہ متعلاز دمیہ ہے کیونکہ لزومیہ کے اندر بی لزوم ہوتا ہے جب کہ اتفاقیہ کے اندرلز دمنہیں ہوتا وہاں تو وہ قضایا اتفا قاجمع ہوجاتے ہیں۔

پانچویں بات۔شارح نے پانچویں بات یہ بیان کی ہے کہ منفصلہ کی دوستمیں عنادیداورا تفاقیہ

تویمال عنادید مراد ہے۔

چھٹی بات۔شارح نے ان قیاس اسٹنائی کی وضاحت کی ہے کہ جوایک منفصلہ اورحملیہ سے مرکب ہو۔ پھرمنفصلہ کی تین نشمیں ہیں۔هنیقیہ۔ مانعۃ الحلو۔ مانعۃ الجمع۔

تو جو هی تید اور حملیہ سے مرکب ہوگا تو وہاں بھی جارا حمّالات پیدا ہوتے ہیں اور جاروں منتج ہوں گے۔ اور جو مانعة الخلو اور حملیہ سے مرکب ہوگا تو وہاں دوا حمّالات منتج ہوں گے ایک یہ کہ رفع مقدم یہ نتیجہ دے گا وضع مقدم اس لیے کہ یہاں دونوں کا اٹھنا محمدم یہ نتیجہ دے گا وضع مقدم اس لیے کہ یہاں دونوں کا اٹھنا محال ہے۔ اور جو مانعة الجمع اور حملیہ سے مرکب ہوگا تو وہاں بھی دوا حمّالات منتج ہوں گے ایک یہ کہ دونوں کا کہونع مقدم یہ نتیجہ دے گا رفع تالی ۔ اور وضع تالی یہ نتیجہ دے گار فع المقدم ۔ اس لیے کہ دونوں کا جمع ہونا ممنوع ہے۔

: توله: وضع المعقدم ودفع التالى: اس قول ش شارح في اس قياس استنائى ك

احمال منتجد کوبیان کیا ہے کہ جوایک متعلا اور حملیہ سے مرکب ہوجیسے ان کیا ہذا انسانیا کان

حيواناً لكنه انسان فهو حيوان - يهال وضع مقدم بواب -

ان كان حد اانساناً كان حيواناً لكنه ليس بحيوان فعوليس بإنسان يهال رفع تالي مواسم

نقوله : ومن المحقيقيه -اس ول من شارح في اس تياس استنائي كي مثال بيان كي ب

جومركب بوقفيه مفعله هيقيدا ورتمليه سجي

اما ان يكون هذا العدد زوجا اوفرداً لكنه زوج فليس بفرد

لكنەفرو

فيلس بزوج

لكند

ليس بفردفھوز وج

لكنه

ليس بزوج فھوفرد۔

: قوله: کسما نعة البعم : اس قول میں شارح نے اس قیاس استثنائی کی مثال بیان کی ہے کہ جوم کب بوتضیہ منفصلہ ما تعد الجمع اور تملیہ سے جیسے : اما هدا شد جو او حد جو لکنه شجو فلیس شجو فلیس شجو

ن فتوله: تحسما نعة المخلو -اس قول مين شارح في اس قياس استثنائي كمثال بيان كى به كرجوم كب بوقضيم مفصله ما تعة الخلو اور حمليه سي جيسي: هذا اما الاستجر والاحجر لكنه ليس بلاشجر فهو لاحجر

لكنهليس بلاجرنعولاثجر

تشوله: وقد مختص -اس قول میں شارح نے جاربا تیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات ولیل خلف کا مطلب بیان کیا ہے دوسری بات اس کی وجرتشمید بیان کی ہے۔ تیسری بات ایک اعتراض کا جواب ہے جو بات فاقعم سے س بات کی طرف اشارہ ہے۔

مہلی بات۔شارح نے دلیل خلف کامطلب سے بیان کیا ہے کہ آپ ہمارے مدفی کو مان لو۔اگراس کوئیس ماننے کو اسکی نتیعن کو مانٹا پڑے گا در نہ ارتفاع نقیعیین لازم آئے گا تو ایک محال چیز لازم سے مرکب میں دوراک اور سے مدورت میں میں بھی سے جس کے دور نہ دورا میں سے کہ اورا

آئے گی اور بیمحال کہاں سے لازم آیا ہے بید می کے نہ مانے سے لہذااس کو مان لو۔ ووسری بات۔شارح نے ولیل خلف کی دووجہ تسمیہ بیان کی ہیں۔ایک وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ

خلف کے معنی محال تو چونکہ رہمی ایک محال اور خلاف مفروض کی طرف کیجا تا ہے اور دوسری وجہ رہے بیان کی ہے کہ خلف کے معنی ہیں چیجیے تو پہلر یقہ بھی مطلوب کے پیچیے سے کیجا تا ہے اور وہ نقیفن

-4

تیسری بات _ایک اعتراض اور جواب ہے_

سوال: معترض کہتا ہے کہ ماتن نے کہا ہے کہ دلیل خلف کا مرجع دو قیاس ہیں حالا تکہ ہم آپ کودکھا ئیں گے دوسے زیادہ ہوں گے۔ان کا ڈھانچہاس طرح ہوگا۔ لولم يثبت المطلوب لثبت نقيضه فكلما ثبت نقيضه ثبت المحال

تيجدلولم يثبت المطلوب لثبت المحال

يددوقفيون كامثال بيتن تفيون كامثال

لو لم يثبت المطلوب لثبت نقيضه فكلما ثبت نقيضه ثبت المحال لكن المحل ليس بثابت.

جواب ۔ توشارح بیجواب دیتا ہے کہ ایک قو مصنف نے خودشرح اصول کے اندریہ ذکر کیا ہے کہ اس کا مرجع زیادہ بھی ہوسکتا ہے اور دوسرا بیاکہ ماتن نے بیاقل مقدار بیان کی ہے اس سے زیادہ مجمی ہوسکتے ہیں۔

چ بات-الاشارة بقولہ فاقعم -اس قول میں شارح کہتا ہے کہ فاقعم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح اس کا مرجع ایک استثنائی اور ایک اقتر ان ہو سکتے ہیں تو اس طرح دو قیاس استثنائی بھی ہو سکتے ہیں -

ال كم الراح لولم يثبت المطلوب لثبت نقبضه لكن نقيضه ليس بثابت اذلوثبت نقيضه ليس بثابت اذلوثبت نقيضه ثبت المحال لكن المحال ليس بثابت.

﴿ الاستقراء ﴾

متن كى تقرير

فسصل الاستقداء الي حكم كلي يهال سے ماتن استقراء كوبيان كرد بي جب كي تين فسميس تعيير - قياس داستقراء - تمثيل - ابعى تك ماتن نے قياس كو بيان كيا اب يهال سے استقراء اور تمثيل كوبيان كرد ہے ہيں -

استقداء كسى تعويف: استقراء كلغوى معنى بين تلاش كرنا اورا صطلاحي معنى الجزئيات لاثبات حكم كلي _

جزئیات کوتلاش کرنا تھم کلی کوٹا بت کرنے کے لیے یا جزئیات کوتلاش کرنا ان کی کل کے تھم کوٹا بت

كرنے كے ليے۔

شرح كي تغربه

موله الاستقواد: ال قول ش شارح في دويا تس بيان كي يس بيكي بات دبط كوبيان كي يس بيكي بات دبط كوبيان كي يب بيكي بات دبط كوبيان كي يب دوسرى بات شارح في الي تعريف ذكرى بي جس كه اعداد كي فياريس بهاور ماتن كي تحريف يراعم اض وارد موتا ب اس كاجواب -

مہلی ہات۔ شارح نے ربط بھان کیا ہے دہ اس طرح کہ جمت تین قتم پہ کہ یا تو کلی کی حالت سے بڑی کی حالت سے بڑی کی حالت سے بڑی کی حالت براستدلال کیا ہوگا۔ یا بر بی کی حالت براستدلال کیا ہوگا۔ یا برگی کی حالت براستدلال کیا گیا ہوگا۔ پہلی صورت میں قیاس ہے دوسری میں صورت استقراء ہو ادر تیسری صورت میں مشیل ہے۔ ابھی تک ماتن نے قیاس کو بیان کیا ہے۔ ابھی تک ماتن نے قیاس کو بیان کیا ہے۔ ابھی تک ماتن نے قیاس کو بیان کیا ہے۔ ابھی تک ماتن ہے تیاس کو بیان کیا ہے۔ ابھی تک ماتن ہے تیاس کو بیان کیا ہے۔ ابھی تک ماتن ہے۔ ابھی تا ہوگا ہے۔ ابھی تک ماتن ہے۔ ابھی تک ماتن ہے تیاس کو بیان کیا ہے۔ اب یہاں سے استقراء اور مثیل کو بیان کرد ہے ہیں۔

ر ہا ہے کہ ماتن ؓ نے تعریف میں لفظ تصنع کے ذکر کرنے سے اس بات کو بیان کرنا ہے تا کہ معلوم ہوجائے ۔ کہ یہاں ریملی سبیل العقل ہے ملی سبیل الارتحال نہیں ۔

: فسوات : المتبسات - اس قول كاندرشارح في تين با تين ذكركر ما كا بيلى بات دوتر كيبول كو وقت ان مصطلب بيان كر ما كارتيسرى

بات سيميان كرے كاكمان ميں سے وقى افضل ہے اور كيوں افضل ہے۔

پہلی بات ۔ شارح کہتا ہے کہ ماتن نے جوتعریف کی ہے اس میں دوتر کیبیں جاری ہو عتی ہیں ایک تر کیبیں جاری ہو عتی ہیں ایک تر کیب اضافی۔

دوسری بات ۔ شارح کہتا ہے کہ جب ہم ترکیب توصیفی جاری کریں تو مطلب بیہ ہوگا کہ استقراء
وہ جزئیات کے اندر طاش کرنا ہے ۔ بھم کلی کو ثابت کرنے کے لیے بعنی ایسا تھم کہ جوگل ہے تو اس
صورت میں وہ جزئی نہیں ہوگا۔ اور مقید تقیقین ہوگا۔ اور جب ترکیب اضافی جاری کریں گے تو
اس وقت کلی کا مضاف الیہ ہما محذوف ہوگا اور اس کا مرجع جزئیات ہوگا تو مطلب بیہ ہے کہ جزئیا
ت کو طاش کرنا ان جزئیات کے کلی کے تھم کو ثابت کرنے کے لیے تو اس صورت میں بیم مفید للیقین
نہیں ہوگا۔ بلکہ مفید للظن ہوگا۔ تو پھر اعتراض ہوگا کہ بیہ جمت کی تتم نہیں ہے گا کیونکہ جمت تو
تقدیق کا نام ہے اور تقعدیت یقین کو کہتے ہیں ۔ تو شارہ اس کا جواب بید دیتا ہے کہ استقراء کی
دوشمیں ہیں۔ استقراء تام اور استقراء تاقی ۔

است قداء قام: وه ہوتا ہے کہ جومفیلیقین ہو۔ جیسے ہم نے دیکھا کہ حیوان کی دوشمیں ہیں۔ حیوان ناطق ادرغیر ناطق تو جب ہم نے دیکھا بعض حیوانوں کو وہ حساس ہیں تو ہم نے کلیہ رہے تھم لگادیا کہ تمام حیوان حساس ہیں اور پہیقین کا فائدہ دےگا۔

استقداء مناقعی : وہ ہوتا ہے کہ جومفیدلنظن ہوجیے ہے ویکھا کہ جوجانور بھی کھاتا ہے تو وہ پیچے والا جڑا ہلاتا ہے تو ہم نے کا بیکم لگا دیا۔ کہ جوجانور بھی کھائے گا وہ بیچے والا جڑا ہلائے گا جب کہ گرمچھا دیر والا جڑا ہلاتا ہے۔ تو یہان پر ہماری مرا داستقرا مناقص ہے۔ تیسری بات منارح کہتا ہے کہ اس میں سے بہتر المریقد ترکیب توصفی والا ہے ایک وجہ تو یہ ہے کر کیب توصفی میں کوئی خرائی ہیں ہے جب کرتر کیب اضافی میں خرابی ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مصنف کے نز و یک تعریف بالاعم جائز نہیں ہے جب کہ ترکیب اضافی کی صورت میں صرف کلی صورت میں صرف کلی صورت میں صرف کلی کوشا الی ہوتی ہے جب کہ ترکیب توصی کی صورت میں صرف کلی کوشا الی ہوگی۔

﴿ تمثیل ﴾

متن کی تغریر۔

والتمثيل بيان الى الدوران والترديد

یہاں ماتن نے دوبا تیں بیان کی ہیں پہلی بات مثیل کی تعریف کی ہے دوسری بات مثیل کے چند

طریقے تھے جن میں سے شارح نے صرف دوعمہ وطریقوں کو بیان کیا ہے۔ ماریقے تھے جن میں سے شارح نے صرف دوعمہ وطریقوں کو بیان کیا ہے۔

پہلی بات۔ ماتن نے تمثیل کی تعریف میر کی ہے۔ انتعمیل بیان مشارکۃ لیمنی تمثیل ایک جزئی کے دوسرے جزئی کیساتھ تھم کی علمت میں مشترک ہونے کو کہتے ہیں تا کہ دو تھم اس جزئی کے اندر قابت ہوئیکے۔

دوسری بات۔ ماتن کہتے ہیں کہ تیل کے کی طریقے ہیں لیکن ان میں سے دوطریقے عمدہ ہیں اور

وودوران ترديدين جن كى وضاحت شرح كى تقرير مين موجائے كى۔

بشرح كاتقربر

بہلی بات ۔شارح نے تمثیل کی تعریف کوذکر کیا ہے اس تعریف میں اور ماتن کی تعریف میں کوئی

خام فرق بیں ہمرف تعبیر کافرق ہارح کی تعریف یہے۔

تشبيه جزئى بجزئى في معنى مشترك بينهاليفه في المهه الحكم الثابت في المصه بد

جزئی کو جزئی کے ساتھ تھیں۔ دیٹا ایے معنی میں جوان دونوں کے درمیان مشترک ہوں تا کہ مصبہ

میں وہ عکم ثابت ہوجائے کہ جومشہ بدیس ثابت ہوجائے۔

جیے شراب حرام ہے بیشراب ایک جزئی ہے اور اس کے حرام ہونے کی وجہ نشہ ہے تو ہم نے بعثگ ربھی حرام ہونے کا علم نگاویا کو تکمہ اس میں بھی نشہ ہوتا ہے۔

دوسری بات ۔شارح نے ماتن اورا پی عبارت میں تسام کوذکر کیا ہے کہ شرکت کرنا اور تشبید ہونا یہ تصورات میں ہوتا ہے۔ تو شارح اس تصورات میں ہوتا ہے۔ تو شارح اس کا خود دفاع کرتا ہے کہ جس طرح پہلے بیان کیا تھا کہ عس کے دومعنی ہیں ای پہکہ تہدیل طرفی المعضیہ اور دوسرا ہے کہ جس طرح پہلے بیان کیا تھا کہ عس کے دومعنی ہیں ای پہلے کہ وہ معنی ہوتا ہے تو اس طرح تمثیل کے بھی دومعنی ہیں ایک تھیمیہ اور مشارکت ہے اور دوسرا وہ تضیہ جس میں تشبیدوا تع ہوتی ہے۔ تو بہاں پر پہلے معنی کیا تھیمیہ اور مشارکت ہے اور دوسرا وہ تضیہ جس میں تشبیدوا تع ہوتی ہے۔ تو بہاں پر پہلے معنی کیا تھیمیہ کی ہے اور دوسرا ہے معنی کواس پر قیاس کریں گے۔

تیسری بات ۔ شارح کہتا ہے کہ ماتن نے جہور کی تعریف سے عدول کیا اس وجہ سے کہ ان کی تعریف میں تسامح تعالق ماتن نے اپنی تعریف جوذ کر کی ہے آئیں بھی تسامح ہے قوشارح نے اس کے لیے ضرب المثل بیان کی ہے۔ حل عوالا کرعلی مافر عنہ یعنی جس چیز سے بھا گا جائے دوبارہ اس چیز برلوٹا جائے۔

متوله والمعمدة نس طريقة الدودان والتوديد مال قول من شارح في ووبا تيس بيان كي بين بهلي بات روطريقول كوبيان كيا

کہلی بات۔ شارح کہنا ہے کہنٹیل کے اندر تین مقد مات ہوتے ہیں وہ تھم اصل یعنی مشہد بہیں ثابت ہے پانہیں۔ (۲) ید کداس کے اندر تھم کی علت کیا ہے اور (۳) چیز کدید علت آیا مشہد میں

موجودہے کنہیں ہے۔

دوسری بات سشارح کہتا ہے کہ پہلی اور تیسری چیز تو ظاہر ہے۔ اشکال تو دوسری چیز میں ہے اس کو طابت کرنے کے متعدد طریقے ہیں۔ لیکن ان میں سے دوطریقے بہتر ہیں۔ ایک طریقہ دوران ہے اور دوسرا طریقہ تر دید ہے۔ دوران ۔ تر تب الحکم علی الوصف الذی له صلوح العلیة وجوداً اوعد ما ۔ یعن علم کا مرتب ہونا ایسے وصف پر جوعلت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو وجوداور عدم کے اعتبار سے یعنی اگر وہ علمت ہوگا ۔ اورا گرعلت نہ ہوتو تھم کا تر تب ہی نہیں ہوگا ۔ اورا گرعلت نہ ہوتو تھم کا تر تب ہی نہیں ہوگا ۔ اورا گرعلت نہ ہوتو تھم کا تر تب ہی نہیں ہوگا ۔ اورا گرعلت نہ ہوتو تھم کا تر تب ہی نہیں ہوگا ہے۔ شراب میں علمت سکر ہے تو جب تک سکر ہوگا تو تھم حرمت کا ہوگا۔ اور جب اسکار ختم ہوجائے

كاتوحرمت كاتتم المحدجائ كارترديد

هوان يتفحض اولاً اوصاف الاصل ويرد ان علة الحكم هل هذه الصفة اوتلك ثمّ يبطل ثانياً

تردیدوہ تلاش کرنا ہے پہلے اصل کی تمام اوصاف کو۔اورغور کرنا ہے کہ تھم کی علت یہ وصف ہے یا وہ پھردوسرے اوصاف کو باطل کردے۔ جیسے شراب کی حرمت کی علت یا تو اگور سے بتانا یا سیلان ہے۔ یا خاص تگ ہے یا مخصوص اور ہے یا اسکار ہے علاوہ باتی علدہ باتی علمادہ باتی علمادہ باتی علمادہ باتی علمادہ باتی علمادہ باتی علمادہ باتی علمان بیس ہے۔ لہذا علمان بیس ہے۔ لہذا علمان علم حین شراب کی حرمت کے لیے۔

متن کی تقریر

فصل القياس امابرهاني يثالف الى المتواترات والفطريات

یہاں ماتن نے دوباتیں بیان کی جیں۔ پہلی بات قیاس کی تقسیم کی ہےدوسری بات مقد مات یقید یہ اصول کو بیان کیا ہے۔ اور صورت کے اصول کو بیان کیا ہے۔ اور صورت کے اب یہاں سے مصنف قیاس کی تقسیم باعتبار مادہ کے قیاس کی پانچ اس یہاں سے مصنف قیاس کی تقسیم باعتبار مادہ کے کررہے ہیں باعتبار مادہ کے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) قیاس برانی (۲) قیاس جدلی (۳) قیاس شعری (۴) قیاس خطابی (۵) قیاس

مفسطی ۔ قیاس بر ہانی ۔ وہ قیاس ہے جو یقینیات سے مرکب ہو۔

دوسری بات۔ مائن مقد مات یفید کے اصول کو بیان کررہے ہیں کہ قیاس بر ہانی کے چھاصول

میں۔اولیات۔مشاهدات۔تجربیات۔حدسیات۔متواترات۔فطریات۔

شرح کی تقریر یقول القیاس

اس قول میں شارح نے چار ہاتیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات قیاس کی اقسام کے نام بیان کیے ہیں۔ دوسری بات ان کی وجہ حصر بیان کی ہے تیسری بات مخالطہ کی اقسام کو بیان کیا ہے اور چو

بات قیاس کی اقسام کی وضاحت کی ہے۔ بہلی بات۔شارح نے قیاس کی اقسام کے نام بیان کیے ہیں کہ قیاس کی یا نچے قسمیں ہیں.

بربان -جدلی شعری -خطابی سفسطی -

تیسری بات ۔ شارح کہتا ہے کہ مغالطہ کی دوشمیں ہیں ۔ سفسطہ ۔ مشاغبہ ۔ آگر سکی تحیم (دانا) مخص کے علاوہ کی مخص کے علاوہ کی

مخص کے پاس مقد مات کھڑے جائیں تو مشاغبہ ہے یعنی شور شغب ہے۔

چو بات ۔ شارح نے قیاس کی اقسام کی وضاحت کی ہے کہ قیاس بر ہانی ہمیشہ یقیدیات کے مرکب ہوگا۔ جب کہ باتی اقسام میں یقیدیات کا ہونا ضروری نہیں ہے مثلا مغالطہ میں اگر ایک

قیاس وہمی ہواور دوسرالیتین ہوتو کافی ہے کیونکہ قانون ہے کہ اگر دوا لگ الگ مقدمے نہ کور ہوں

تو قیاس ان مین سے ادون کا تابع ہوگا۔

ن مرف ایک بات بیان کی استول مین شارح نے صرف ایک بات بیان کی ہے اور قیاس

بر ہانی کی تعریف کی وضاحت کی ہے یعنی اس کو جامع و مانع کیاہے کہ

: موله: واصواها ال قول من شارح في مرف ايك بات بيان كى باوروه مقد مات

یقنیہ اصولیات کی وجہ حصر بیان کیے وجہ حصر بیہ کہ یا تو تھم اور جزم میں مقدمہ کے دونوں طرفوں
کا نسبت کے ساتھ تقویر اکتفاء کیا گیا ہوگا یا نہیں اگر کیا گیا ہوتو یہ اولیات ہے اور اگر اکتفاء نہ
کیا گیا ہوتو دوحال سے خالی نہیں ہے۔ کہ یا تو حسی ظاہری یا باطنی کے علاوہ کی اور واسطے پر اکتفا
کیا گیا ہوگا یا نہیں۔ اگر نہ کیا گیا ہوتو یہ مشاہرات ہے اگر کیا گیا ہوتو دوحال سے خالی نہیں ہے۔
یا تو واسطہ اس تنم کا ہوگا کہ دہ مقدے کے دونوں طرفوں کے موجود ہونے کے وقت ذہن سے
عائر نہیں ہوگا یا غائب ہوجائے گا۔ اور اگر غائب نہ ہوتو یہ فطریات ان کا دوسرانام قضایا قبلسا تھا
محاہے۔ اور اگر غائب ہوجائے ذہن سے تو دوحال سے خالی نہیں ہے۔ کہ یا تو س میں صدیں
استعمال ہوگا یا نہیں ہوگا۔ (حدی دہ ذہن کا مبادیات سے مقصود کی طرف مصل ہونا ہے) اگر
ہری استعمال ہوتو یہ حدسیات ہے اور اگر آسمیس حدی استعمال نہ ہوتو دوحال سیا خالی نہیں ہے کہ
یاتو اس میں تھم الی جماعت سے حاصل ہوا ہوگا کہ جن کا جھوٹ پرجمع ہونا منتع ہوگا یا تو اس میں
علم الی جماعت سے حاصل ہوگا اگر پہلی صورت ہوتو یہ تو اثر ات ہواور اگر دوسری

صورت ہوتو یہ تجر بیات ہے۔

: متوله : الاولسات اس قول ميں شارح نے صرف اوليات كى مثال بيان كى ہے كەلكل اعظم من الجزء كەكل جزے برا ہوتا ہے۔

: سوال آپ کتے ہیں کہ کل جزے بردا ہوتا ہے ہم آپ کود کھائیں کے کہ اگر کمی مخص کا ہاتھ بہت بردا ہو لیتن اپنے وجود سے بھی بردا ہوتو جزکل سے بردھا ہوجائے گا۔

جواب ببرحال کل پر بھی خبرے برا ہوگا کیونکہ کل تواس کے اس ہاتھ کے ساتھ ال کر بنتا ہے۔

فوك: والمتجوبيات اس قول ميں شارح نے تجربیات كى مثال بیان كى ہے كوالمعمونیا سے كالمعمونیا سے كالمعمونیا سے كالمعمونیا (جڑى بوڭ) صفراء كے ليے فائدہ مندہے۔

متون والمتواقرات القول من شارر في متواترات كي مثال بيان كي م كرمكة موجودة -

ن مقرله: [والسفطريات ماس قول ميس شارح نے فطريات کی مثال بيان کی ہے کہ جيسے جار جفت ہےاس ليے کهاس کے دو برابر جھے ہيں۔

متن كى تقرير

ثم ان كان الاوسط الى يتالف من الوهميات والمشبهات

یہاں ماتن دوباتیں بیان کی ہیں پہلی بات قیاس بر بانی کی دوقسموں کو بیان کیا ہے۔دوسری بات

قیاس بر بانی کی دوقسموں کو بیان کیا ہےدوسری بات قیاس کی باقی اقسام کی تعریف کی ہے۔

مہلی بات۔ ماتن ؓ نے قیاس بر مانی کی دواقسام بیان کی ہیں۔اور دلیل انی۔ وجہ حصراس کی ہے ہے کہ جو چیز کی تھم کے لیے علمت بن رہی ہوذ بن میں اگروہ اس تھم کے لیے خارج میں بھی علمت

بن ربی موتوید دلیل لی ہے لیکن اگر ندبن ربی موتو دلیل انی ہے۔

دوسری بات۔ ماتن نے تیاس کی باقی اقسام کی تعریفیں کی ہیں کہ قیاس جدلی وہ ہوتا ہے کہ جو شہورات اور مطلونات سے شہورات اور مسلمات سے مرکب ہوا در قیاس شعری وہ ہوتا ہے کہ جو شیالات سے مرکب ہواور قیاس شعری وہ ہوتا ہے کہ ج

شرح کی تقریر۔

توله: - ثم ان کان-اس قول میں شارح نے تین باتیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات تمہیدی بیان کی ہےدوسری بات قیاس بر ہان کی دوقسموں کو بیان کیا ہےا در تیسری بات دلیل انی کی کیفیت کو بیان کیاہے۔

میلی بات مارح نے تمہیری بات بیان کی ہوہ یہ ہے کدواسطہ کی چارتشمیں ہیں۔

واسطه فى الاثبات _ واسطه فى العروض _ واسطه فى الثبوت _سفير محض _ واسطه فى الثبوت غير سفير محه

محض -

واسطر فی الا ثبات _ حداوسط کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ محم کے جوت کے لیے حداوسط واسط بنرآ

-4

دوسری بات مشارح کہتا ہے کہ دلیل بر مان کی دونشمیں ہیں دلیل لمی دلیل انی اگر حداوسط واسط فی الا ثبات کے ساتھ ساتھ واسط فی الثبوت یعنی خارج میں بھی اس کے لیے علت بے تو یہ

دلیل کی ہے۔لیکن اگر صرف واسطہ فی الا ثبات ہوخارج میں علت بے تو یددلیل انی ہے۔ وجہ تسمید۔دلیل کمی کولمی اس لیے کہتے ہیں کہ پہلی سے ہے یعنی علت تو اس میں بھی حداوسط واسطہ فی الا ثبات کے ساتھ خارج میں علت بنتا ہے۔اور دلیل انی کوانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہوہ ان سے ہے۔اور اس میں بھی حداوسط خارج میں حکم کی تحقیق کرتا ہے تا کہ علت بنتا ہے۔

ولیل لمی کی مثال۔ هذا متعفن الاخلاط و کل متعفن الاخلاط فہو محموم فہذا محموم یو ابھی یہاں حداوسط (نتفن اخلاط) حمی کے لیے علت بن رہا ہے اورخارج میں بھی نتفن اخلاط تی کے لیے بنتا ہے۔

دلیل افی کی مثال۔ زید محصوم و کسل محصوم متعفن الاخلاط فلدید متعفن الاخلاط فلدید متعفن الاخسلاط انجیج یہاں پر حداوسط می ہاور یہ تفن اخلاط کے لیے صرف یہاں علت بن رہا ہے لیکن خارج میں نیم علول ہے اور علت تعفن اخلاط ہے۔
لیکن خارج میں بات ولیل افی کی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ جب حداوسط واسطہ فی الا ثبات تو ہولیکن خارج میں واسطہ بن رہا ہوتو اسکی دوسور تیں ہیں کہ حداوسط معلول ہوگاتھم کے لیے چیسے گزشتہ خارج میں واسطہ بن رہا ہوتو اسکی دوسور تیں ہیں کہ حداوسط معلول ہوگاتھم کے لیے چیسے گزشتہ دلیل افی کی مثال میں گزرچکا ہے اس کودلیل کہتے ہیں۔

اوردوسری صورت بیہ کہ حداوسط علت نہ ہو بلکہ دونوں معلوم ہوں کسی تیسری چیز کے لیے جیسے ہذہ المحسمی تشتید غب المحس جیسے ہذہ المحسمی تشتید غب او کیل حسمی تشتید غب مسحوقة فہذہ المحسمی مسحسوقة۔ یہاں استداد غبابیہ حداوسط ہے اوراحراق بیتھم ہے اور دونوں معلوم ہیں صنواء کے لیے جوایک متعفن مادور گول سے لکلتا ہے۔

: قراب:
من المشهورات اس قول میں شارح نے مشہورات کی تعریف کی ہے کہ مشہورات کی تعریف کی ہے کہ مشہورات وہ قضایا ہیں کہ جس میں تمام لوگوں کی رائے مطابق اور ایک ہوجیسے رائے ہے کہ احسان کرنا اچھا ہے اور دشمنی براہے یا ایک جماعت کے لوگوں کی رائے ایک ہوجیسے ہندوں کی رائے ہے کہ جانوروں کا ذبہ کرنا براہے۔

: مرك : والمسلمات اس قول مين شارح في مسلمات كي تعريف كي م توشارح في

دوتعریفیں کی ہے ایک مید کہ مسلمات وہ قضایا ہیں کہ جن کومناظرہ کے اندر مدمقابل سے منوایا جائے اور دوسری تعریف میدکی ہے کہ مسلمات وہ قضایا ہیں کہ جوجس پرایک علم میں دلیل قائم کی گئی ہواور

دوسر علم مين على سبيل التسليم ان كوليا كيا هو-

: مولات كالمقبولات راس تول ميس شارح في مقبولات كالعريف كى بكر مقبولات و مقايا بين كدجن كومعتقدلوكون سے حاصل كياجائے جيسے اولياء اور حكماء وغيره -

قصول المطنونات مظنونات استول میں شارح نے دوبا تیں بیان کی ہیں پہلی بات مظنونات کی تعریف کی ہے۔ کہا ہات مظنونات کی کا تعریف کی ہے اور دوسری بات اعتراض کا جواب دیا ہے۔ پہلی بات ۔ شارح نے مظنونات کی تعریف ریک ہے کہ وہ مظنونات وہ قضایا ہیں کہ جس میں عقل جانبین میں سے جانب رائح کا تھم انگل یہ

دوسری بات مشارح نے اعتراض کا جواب دیا ہے۔

: سيوال: يدوارد مور باتفاكه ماتن في تياس خطاني كى تعريف مين مقبولات اور مظنونات كه حرف عطف عن مقبولات اور مظنونات كه حرف عطف كي ساته و كيكن ان مين مغائرت نبيل هي كيونكه معتقدين سي جسمن كي ساته لي جات مات هيا - كيونكه معتقدين سي جسمن كي ساته لي جات بس -

جواب _ توشارح اس كابيجواب ديتا ہے كه مقبولات عام ہے اور بيه مقابلة العام بالخاص كے قبيل سے ہوات ہے ۔ تو يہاں پر مقبولات سے مرادوہ ہوں كے جو خاص كے علاوہ بيں ليمنى مظنونات كے علاوہ ۔ علاوہ ۔

من المضيلات -اس قول ميں شارح نے تخيلات كى تعريف يك ہے كة خيلات وہ قضايا جيں كه جن پرول يقين نه كرے ليكن متاثر ہواس سے ترغيب كے اعتبار سے اور خوف كے اعتبار سے خاص كر جب ان كے ساتھ تھے اور وزن مل جائے۔

: تبات: واعد المفسط - اس قول میں شارح نے قیاس قسطی کاسفسطی نام رکھنے کی وجہ بیان کی ہے تو شارح کہتا ہے کہ اس میں یا و نبست کی ہے اور یہ منسوب ہے سفسطہ کی طرف ۔ اور سفسطہ بیشتن ہے سفسطہ سے جومعرب (عربی بنایا ہوایا عربی زبان میں لایا گیا) ہے سوفا اسطا سے جو کہ یونانی لفظ ہے ۔ سوفا بمعنی حکمت کے ہے اور اسطابمعنی طمع کاری کے ہے یعنی وہ حکمت جس کی طمع کاری کے گئی ہواور التیاس میں ڈالنے والی ہو۔

: فول : من الموهميات -اس قول بيس شارح في وہميات كى تعريف كى ہے كہ جس بيس وہميات كى تعريف كى ہے كہ جس بيس وہم عوس چيز پر قياس كر كے غير محسوس چيز بيس فيصله كر بي جيسے كہا جاتا ہے كل موجود فھوم تحيز كہ ہر موجود چيز وہ جگہر في وال ہے تو اس طرح الله پاك بھى موجود ہے تو كويا وہ بھى جگہ گھير في والا ہے حالا نكماللہ تعالى سے منزہ ہے ۔

تربیان کی جیں پہلی بات استول میں شارح نے تین باتیں بیان کی جیں پہلی بات مشہدات استول میں شارح نے تین باتیں بیان کی جی کہ بیاشتہاہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے اور تیسری بات قیاس کی اقسام پر تجرہ کیا ہے۔

مہلی بات۔ اُمارح نے مشہات کی تعریف ہی کے کہ مشہات وہ قضایا ہیں کہ جوجھوٹے ہوں اور سے قضایا مثلاً اولیداور مشہورہ کے ساتھ مشابہ ہوں۔

دوسری بات ۔شارح کہتا ہے کہ یہ جواشتہاہ ہوتا ہے لفظی کی وجہ سے یا اشتہاہ معنوی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اشتہاہ لفظی یا تو کی لفظ مشترک کی وجہ سے ہوگا جیسے عین یہ مشترک ہے اس کے ٹی معنی ہیں ایک آ کھ ہے ایک گھٹنا سونا چشمہ ہے تو اس میں ہم نے تھم لگایا یعنی ہم نے کہا کہ عین (چشمہ) بہتا ہے۔ تو ہم نے آ کھی طرف اشارہ کیا ہم نے کہا کہ یہ بھی بہنے والی ہے کیونکہ عین ہے یا اشتباہ لفظی کسی عجیب اور نے لفظ کی وجہ سے ہوگا اور یا تو اشباہ لفظ کسی مجازی معنی کی وجہ سے ہوگا جس کو بغیر قرینہ کے لیا جائے ۔ اور اشتہاہ معنوی و و مختلف تعنیوں کی وجہ سے ہوگا لعنی ایک میں بالقو ق مراو لیا جائے اور ایک میں بالقو ق مراو لیا جائے ۔ جیسے کے ل انسسان کے اتب دائے آ و کل کا تب

معت حو ف الاصاب ع مادام كاتباً متيجكل انسان تحرك الاصابع دائماً بيجهوا بياس كي كاذب آياكه يهلا قضيه بالقوة تفاداوردوسرا قضيه بالفعل بتيسرى بات شارح كهتا ب كدمتاخرين في منافات ضمه مين اقتصاركيا ب اوراس مين اجمال كيا ب اوراس كومهل چهوژا به باوجوداس كاس مين فائده ب اورانهون في اقترانيات مين طوالت كى به باوجوداس كراس مين فائدة به دهنقد مين في اس مين بهت زياوه بحث كي بها وجوداس كراس مين فائدة بين بهت زياوه بحث كي بهذا متقدمين كي كراس مين ما مطالعه كرين -